حضرت اخندزادہ
پیر سیف الرحمن
نمبر

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملّی اقدار کا محافظ

جوہر آباد

سہ ماہی

انوارِ رضا

چیف ایڈیٹر
ملک محبوب الرسول قادری

2008ء کا تیسرا شمارہ

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتحِ زمانہ





گوشۂ خاص بیاد

غازی اسلام جانثارِ پاکستان

ملک عبدالرسول قادری



تصوف
ہی اسلام کی حقیقی تعبیر ہے

الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی

Quarterly
Jauhar Abad
Anwar-e-Raza
Vol. 2 No. 3, July to Oct. 2008



میرے لئے یہ امر قلبی مسرت وشادمانی اور روحانی راحت وسکون کا باعث ہے کہ سنی دنیا کے ممتاز ومعروف قلمکار، سوانح نگار، مصنف اور صحافی عزیز محترم ملک محبوب الرسول قادری زید مجدہ، عالم اسلام کے عظیم علمی وروحانی پیشوا، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ سیفیہ کے موسس اعلیٰ، میرے جیسے ہزاروں متلاشیان معرفت الٰہی کے مرشد ومربی اور لاکھوں مسلمانوں کے ہادی ورہبر شیخ العصر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی دامت برکاتہم القدسیہ زیب مسند خانقاہ معلیٰ فقیر آباد شریف (لکھوڈیر) لاہور کی سیرت وسوانح، حیات وخدمات، عقائد ونظریات اور روحانی منصب ومقام کے حوالے سے اپنے رسالے ''انوار رضا'' جوہر آباد کا گراں قدر، وقیع اور جامع خاص نمبر شائع کر رہے ہیں۔

اس سے پہلے بھی انہوں نے حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی، حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، حضرت استاذ العلماء مولانا ملک عطا محمد بندیالوی اور شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی سمیت متعدد شخصیات کے حوالے سے تاریخ ساز اور جاندار خاص نمبرز شائع کئے ہیں۔ وہ ایک تجربہ کار، نہایت محنتی اور مضبوط فکری ونظری صحافی ہیں۔ احقاق حق اور ابطال باطل کی خصوصیت توانہیں قدرت نے خاندانی طور پر عطا کر دی ہے۔ وہ میرے دیرینہ دوست اور پیارے عزیز ہیں۔ ان کے کاموں کے سبب مجھے ان سے دلی پیار ہے اور میں ان کا قدردان ہوں۔

اس موقع پر میں ان کا شکریہ ادا کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہوں اور دارین میں ان کی کامیابیوں کے لئے دعا گو ہوں نیز مجھے ان تمام علماومشائخ اور دانشوروں کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے جنہوں نے اس خاص نمبر کے حوالے سے بروقت تاثرات' مضامین، مقالات اور تحریریں مرحمت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہتر جزا عطا فرمائے۔ آمین

اب ہم ملک صاحب کی طرف سے اس نمبر کے دوسرے حصے کی اشاعت کے لئے شدت سے منتظر ہیں۔

خاکِ راہِ صاحب دلاں
فقیر میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی عفرلہٗ
آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

صوفی غلام مرتضےٰ سیفی آف گجرات
0321-6202022

Printed by: Islamic Media Centre 0321/0300-9429027

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

جوہر آباد

سہ ماہی

انوار رضا

جلد نمبر 2 شمارہ نمبر 3

قیمت فی شمارہ

400 روپے

سالانہ رکنیت فیس

600 روپے

انٹرنیشنل غوثیہ فورم انوار رضا لائبریری بلاک نمبر ۴ جوہر آباد ضلع خوشاب
0300-9429027
0321-9429027
Ph: 0454-721787

حسنِ ترتیب

اپنی بات

جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ

عہد حاضر میں یادگار اسلاف حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مدظلہ الاقدس کی ذات گرامی علمی روحانی حوالے سے بین الاقوامی افق پر ایک روشن آفتاب کی طرح جگمگا رہی ہے دنیا بھر میں ان کے بے پناہ مداحوں کی طرح مخالفین کی بھی کمی نہیں مگر وہ ہر طرح کے صلہ و ستائش یا مخالفانہ جذبات سے بے نیاز ہو کر ذکر الٰہی کے فروغ کے مشن پر پوری جرأت و استقامت کے ساتھ ڈٹے ہوئے ہیں۔ ذکر الٰہی کی برکات کا ظہور جاگتی آنکھوں سے دیکھنا ہو تو حضرت اخندزادہ صاحب قبلہ کی مجلس کا ایک نظارہ کر لینا چاہئے۔ جگر مراد آبادی کا یہ شعر بالکل صادق ثابت ہوتا ہے۔

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

علالت طبع، کبر سنی اور ضعف و نقاہت کے باوجود جس انداز میں ان کے ہاں شریعت مطاہرہ کا اتباع نظر آتا ہے وہ بجائے خود ایک کرامت ہے۔ سہ ماہی ''انوارِ رضا'' جوہر آباد کا زیر نظر ''خصوصی نمبر'' اس عظیم بزرگ کے گراں قدر علمی و روحانی، دینی و سماجی خدمات کے اعتراف میں شائع کیا جا رہا ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اگر اس نمبر کی اشاعت کے حوالے سے ہمدم دیرینہ محترم مولانا صوفی غلام مرتضےٰ سیفی کا تعاون حاصل نہ ہوتا تو شاید اس قدر وقیع اور جاندار نمبر اس وقت آپ کے ہاتھوں میں موجود نہ ہوتا۔ نیز فنی امور کی انجام دہی میں اظہار سنز پرنٹرز اور ہمارے بہترین دوست رفاقت علی تاج بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے تھوڑے وقت میں زیادہ کام کر دیا خدا انہیں جزائے خیر دے۔ ہم نے اس موقع پر دنیائے عرب کے عظیم بزرگ حضرت الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی (کویت) کا ایک نہایت اہم انٹرویو بھی شامل اشاعت شائع کیا ہے جو معاصر منکرین تصوف کے اعتراضات کا نہایت مدلل و مسکت جواب ہے۔ اس موقع پر میں نے اپنے عظیم والد گرامی مجاہد اسلام جانثار پاکستان جناب ملک عبد الرسول قادری رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ٦ مئی ۲۰۰۸ء) کے حوالے سے بھی ایک گوشہ خاص مختص کر دیا ہے لیکن فی الحال یہ ایک تشنہ سا گوشہ ہے۔ بعض امور میں ترتیب قائم و برقرار نہ رہ سکی جس پر پیشگی معذرت۔

7 اکتوبر 2008ء سوا نو بجے شب

ملک محبوب الرسول قادری

(چیف ایڈیٹر)

حمدِ ربِ جلیل جل شانہ

فکر ثنائے رب میں جونہی نکتہ بیں کھلے
قصرِ کرم کے ان کے لیے در وہیں کھلے

توحید رب ہے اپنے دلوں میں رسوخ یاب
اِس واسطے ہیں شرک کے ہم نکتہ چیں کھلے

چاہا جو رب نے ملنا حبیب کریم ﷺ سے
آقا کے واسطے درِ عرشِ بریں کھلے

راسخ ہیں جس کے دل میں خدا کی جلالتیں
اس کے لیے تو دل ہیں ہمارے کہیں کھلے

رب تھا، حبیب ﷺ رب تھے، کوئی دوسرا نہ تھا
معراج کے رموز کسی پر نہیں کھلے

امت کو بخشوانے کی خاطر کیا سوال
رب کی حضوری میں جو شہِ مرسلین ﷺ کھلے

اُس کے لیے جو سنت رب میں پڑھے درود
کیوں قبر میں نہ غرفۂ خلد بریں کھلے

بخشش کے واسطے یہ خدا سے ہے التجا
بقچۂ عمل میں میرے نبی ﷺ کے قریں کھلے

قیدِ قفس سے نکلے جو مالک! یہ طیرِ جاں
اس کے لیے بقیع کی دوگز زمیں کھلے

وہ جن موحدوں کی زبانوں پہ نعت تھی
محمود ان کے واسطے اَسرارِ دیں کھلے

نعتِ رسولِ جمیل ﷺ

جس وقت طیرِ فکر و تخیل کے پر کھلے
شہرِ نبی ﷺ کی مدح میں میرے ہنر کھلے

امت کی مغفرت کے لیے عہد لے لیا
رب کے حضور جب لبِ خیر البشر ﷺ کھلے

"صَلِّ عَلَی النَّبِی" کی وساطت کا فیض ہے
دستِ دعا اٹھیں تو اجابت کا در کھلے

معراج کے لیے تھا یہ خالق کا اہتمام
آقا ﷺ گئے تو گنبدِ بے در کے در کھلے

باتیں جو بالمشافہ اپنے خدا سے کہیں
معراج پر پہنچ کے شہِ بحر و بر ﷺ کھلے

ہر روشنی حضور ﷺ ہی کے دم قدم سے ہے
یہ راز اگر کھلے تو بوقت سحر کھلے

دفتر مری خطاؤں کا، اے رب کائنات!
سرکار ﷺ کی نظر میں نہ آئے، اگر کھلے

فرمایا، آؤ کعبے میں چل کر پڑھیں نماز
ایمان لا کے سرورِ کل ﷺ پر عمر رضی اللہ عنہ کھلے

ایوارڈ اس کو رب کی رضا کا وہیں ملے
جب مدح مصطفیٰ ﷺ میں زبان بشر کھلے

محمود جس میں نعت کی ہوں کاوشیں سبھی
بقچہ مرا حضور ﷺ کی دہلیز پر کھلے

(راجا رشید محمود)

قارئین کی توجہ کے لیے

اسلامک میڈیا سنٹر..........سہ ماہی انوارِ رضا..........علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر..........انوارِ رضا لائبریری..........ایسے پلیٹ فارم ہیں جو دین و دانش اور قلم و قرطاس کے حوالے سے ملک و ملت اور اُمت کی دینی و علمی، فکری و نظری سرحدوں کی حفاظت کے لیے میدانِ عمل میں ہے۔ آپ بھی اپنی ضرورت و حیثیت کے مطابق ان سے استفادہ کر سکتے ہیں..........ہم آپ کی مدد کریں گے اگر آپ ہمیں پکاریں..........

☆ تصنیف و تالیف کے حوالے سے
☆ کتابوں کی عمدہ، معیاری اور مناسب ریٹ پر چھپائی
☆ ختم نبوت، بزرگانِ دین یا کسی بھی حوالے سے رسالے کی خصوصی اشاعت
☆ سرکاری و غیر سرکاری اداروں کے تعارف، پراسپیکٹس اور دفاتر کے سٹیشنری کی طباعت و تیاری
☆ نظریاتی حوالے سے شائع کی جانے والی کتابوں کی تعارفی تقریبات و تبصرے
☆ قومی پریس میں اہلسنت کی نظریاتی تقریبات اور تہواروں کی بھر پور کوریج
☆ قومی اخبارات میں مضامین، مقالات، لیٹرز اور تصاویر وغیرہ کی اشاعت

اس کے علاوہ..........وہ سب کچھ جو آپ چاہیں

ملک محبوب الرسول قادری
چیئرمین اسلامک میڈیا سنٹر
A-27 شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار مارکیٹ لاہور
0300/0321-9429027........042-7214940
E-mail:mahboobqadri787@gmail.com

یادگار لمحے

مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ میں

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی مدظلہ

سے ایک تاریخی ملاقات

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

شعبان المعظم 1429ھ کے آخری عشرے کی ایک شام مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ (لکھوڈیر) فقیر آباد لاہور میں حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی سے ایک تفصیلی ملاقات اور زیارت کی غرض سے حاضری ہوئی۔ میرے ہمراہ عزیز گرامی مرزا مجاہد احمد بھی تھے۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت پیر طریقت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی اپنے بعض خلفاء کے ہمراہ بھی پہنچ گئے نہایت محبت اور والہانہ انداز سے ملاقات کی اور بے ساختہ فرما رہے تھے"شالا مالکان دی خیر ہوں" اور ہاں گجرات سے ہمارے رفیق گرامی محترم غلام مرتضٰی سیفی بھی آج بروقت تشریف فرما ہوئے۔ نمازِ مغرب کا وقت ہوا چاہتا تھا اور الاؤڈ سپیکر پر ختم خواجگان پڑھا جا رہا تھا۔ حسن اتفاق یہ کہ گاڑی سے اترتے ہی سب سے پہلے میرے کانوں میں جن الفاظ نے رَس گول دیا وہ حضور پرُنور غوث العالمین غوث اعظم غوث الثقلین شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی تھا۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی وسیع وعریض ہال میں پھیلے ہوئے سینکڑوں سالکین کو ایک سلیقے سے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ سفید لباس اور بڑی بڑی سفید پگڑیوں میں ملبوس عام سالکین بھی شیوخ محسوس ہو رہے تھے۔ اور مرکزی نشست پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے موسس اعلیٰ اخندزادہ حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی تشریف فرما تھے۔ پورے ہال میں موجود سالکین ایک خاص انہماک کے ساتھ اپنے شیخ کے چہرے کو دیکھ رہے تھے اور پھر ان کی کیفیات دیدنی تھی۔ میں نے متعدد افراد کو تڑپتے اور پھڑکتے دیکھا۔ ہا اور ہو کی آوازیں، اللہ اور کریم کی صدائیں اور مختلف کیفیات کو جاگتی آنکھوں ملاحظہ کرنے کے بعد

انسان یہ محسوس کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ شاید میں کسی دوسرے جہان میں آ گیا ہوں۔ ختم خواجگان کے بعد حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن نے دعا کروائی اور پھر نماز کے لیے صفیں بنا لی گئیں۔ نماز کے بعد حضرت نے تمام شرکاء کو بڑے صبر وسکون کے ساتھ مصافحہ و ملاقات کا شرف بخشا۔ علالت طبع، نقاہت اور کبرسنی کے سبب وہ ویل چیئر پر تشریف فرما تھے انھیں مسجد سے ملحق بڑے حجرے میں لایا گیا۔ انھوں نے ہمیں خاص توجہات اور دعاؤں سے نوازا۔ اور پھر ان کے اشارے پر دسترخوان بچھا دیا گیا۔ اس کمرے میں موجود تقریباً 70 افراد ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ گئے جس پر افغانی طرز کے کھانے چن دیے گئے۔ اور پھر دسترخوان پر ہی ہاتھ دھلوانے کے انتظام کیے گئے۔ حضرت اخندزادہ صاحب اپنے فرزند صاحبزادہ احمد سعید یارجی کے ذریعے سے ہمارے ساتھ گفتگو کر رہے تھے ان کا کہنا تھا کہ طریقت و شریعت کے حوالے سے میرا پیغام میرے مریدوں اور میرے دوستوں اور میرے بچوں کے علاوہ سب کے لیے یہ ہے کہ دنیا و آخرت میں کامیابی رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے اتباع اور غلامی و محبت رسول ﷺ میں پنہاں ہے۔ اس کو اختیار کرنے والا کامیابیوں سے ہمکنار ہوگا اور محروم رہنے والا نامراد رہے گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کوشش کی ہے کہ میں اپنے بچوں اور مریدین کو شریعت کے مطابق اسلام کے سانچے میں ڈھالوں۔ اپنے اس کام پر مجھے اطمینان ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ اچھا سلوک فرمائے گا۔ کھانا شروع ہوا تو حضرت نے اپنے بیٹے صاحبزادہ احمد حسن کو اشارے سے متوجہ کر کے فرمایا کہ کھانا کھانے کے دوران چپ نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ تھوڑی تھوڑی بات چیت کرنا سنت ہے اور ہر صورت میں سنت کا اتباع پیش نظر رہنا چاہیے حضرت نے تقریباً 10 سال پہلے باڑہ میں ہماری ملاقات کے حوالے سے بھی تاثر دیا۔ کھانے کے بعد دعا ہوئی۔ اور حضرت نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکتا۔ دوا کھا کے آرام کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے اجازت لی اور مسجد کے دوسری طرف بنائے گئے کمروں میں چائے کی نشست پر بیٹھ گئے۔ صاحبزادہ احمد حسن بتا رہے تھے کہ حضرت اخندزادہ کو عمر کے اس حصے میں بیماری کے باوجود اتباع سنت کا اس قدر خیال رہتا ہے کہ اگر جلدی یا عدم توجہ کے باعث ہم جراب یا موزے پہنانے میں پہلے بائیں پاؤں میں پہنا دیں تو حضرت فوراً ناراض ہو جاتے ہیں اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ زندگی کا کیا بھروسہ کم از کم حضور ﷺ کے طریقہ

مبارک کے خلاف ہمیں کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔ انھوں نے بتایا کہ حضرت کے معمولاتِ عبادت آج بھی وہی ہیں جو ان کی بھرپور صحت کے زمانے میں تھے۔ صاحبزادہ احمد سعید یارجی بتا رہے تھے ہمارے پاس اس آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے مرکز میں 16 کنال اراضی موجود ہے۔ جس میں سے 8 کنال رقبہ چوہدری عبدالعزیز نے اپنے حضرت کو نذر پیش کی۔ حضرت نے اسے قبول فرمایا۔ اور اسے مسجد و آستانے کے لیے وقف کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ذاتی استعمال کے لیے 8 کنال جگہ خریدی۔ جس میں رہائش گاہیں اور گھر تعمیر کروائے۔ اس سلسلے میں حضرت کے تمام مریدین اور احباب نے بھرپور تعاون کیا لیکن حضرت میاں محمد حنفی سیفی نے سب سے بڑھ کر مسجد، خانقاہ اور گھر تعمیر کرنے میں عملی طور پر بھرپور مالی تعاون دیا۔ انھوں نے بتایا کہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے اور اتوار کی درمیانی رات آستانہ عالیہ میں ماہانہ محفل ذکر منعقد ہوتی ہے۔ جس میں ملک بھر سے سالکین حاضری دیتے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ جمعرات، جمعہ اور اتوار کو عمومی طور پر محافل ذکر کا انعقاد ہوتا ہے۔ جبکہ ختم خواجگان شریف ہر روز بلاناغہ نماز عصر کے بعد پڑھنا ہمارے معمولات میں شامل ہے۔ صاحبزادہ احمد سعید یارجی نے بتایا کہ اتوار کے روز ہمارے گھر کے اندر خواتین کی محفل ذکر منعقد ہوتی ہے۔ باقاعدہ طور پر حلقہ ہوتا ہے۔ ہماری خواتین ذکر کرواتی ہیں۔ یارجی کہہ رہے تھے دارالعلوم سیفیہ بھی قائم کر لیا گیا ہے جس میں درس نظامی کے 50 طلباء اور حفظ قرآن کریم کے 100 طلباء اکتسابِ فیض کر رہے ہیں۔ البتہ فی الحال ہمارے ہاں رہائش کا انتظام نہیں۔ یارجی کے مطابق مستقبل میں طالبات کے لیے الگ سے ادارہ قائم کرنے کا پروگرام ہے۔ لیکن حضرت میاں محمد حنفی سیفی کی خانقاہ، آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان میں قائم طالبات کا مدرسہ بھی تو اسی مرکز کی شاخ ہے۔ انھوں نے بتایا کہ خانقاہ میں مریدین اور سالکین کی بڑی تعداد ہمہ وقت موجود رہتی ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ خانقاہ میں پینے اور عام استعمال کے پانی کی شدید قلت ہے فی الحال بڑی ٹینکی بن نہیں سکی اگر وہ بن جائے تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ آنے والے سالکین کے لیے تین دن تک خانقاہ کی طرف سے مہمان داری کا فریضہ نبھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہاں رہنے والے سالکین اپنی اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ اور اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق خانقاہ کے کاموں میں حصہ لیتے

ہیں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن کا ارشاد ہے کہ تین دن سے زیادہ خانقاہ کے اندر رہنے والے یا تو کام کریں یا پھر اپنے کھانے کا خود انتظام کریں۔ انھوں نے بتایا کہ حضرت کے تمام مریدین کی حتمی تعداد معلوم نہیں ہے البتہ سلاسل اربعہ میں وہ خلفاء جن کو باقاعدہ طور پر سند خلافت جاری کی جا چکی ہے ان کی تعداد 40 ہزار سے متجاوز ہے۔ انھوں نے بتایا کہ دارالعلوم سیفیہ جو یہاں قائم ہے اس میں چھ اساتذہ تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا صاحبزادہ حمید جان نقشبندی سیفی، محمد فقیر احمد سعید عرف یار جان، مولانا عبدالحیٔ، مولانا مطیع اللہ، مولانا حافظ قاری روح اللہ اور قاری محمد جمیل انتہائی محنت اور تندہی سے تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ حضرت کے خاص مکتوبات کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔ تصنیف تالیف کی دنیا میں بھی حضرت کا حصہ موجود ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ آستانہ عالیہ کی جامع مسجد میں بیک وقت ایک ہزار نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہ ڈبل سٹوری مسجد ہے یہاں پر مولانا محمد امیر خطاب کرتے ہیں جبکہ مولانا قاری محمد حبیب خطبۂ جمعہ دیتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ حضرت اخندزادہ صاحب مدظلہٗ العالی کے پیر و مرشد حضرت شیخ محمد ہاشم سمنگانی رحمہ اللہ تعالیٰ 1968ء میں وصال فرما گئے۔ ان کا مزار صوبہ سرحد میں نوشہرہ اور رسالپور کے قریب پیر سباق میں موجود ہے۔ اور حضرت ہر سال 9 شوال المکرم کو اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ محمد ہاشم سمنگانی اور سلسلہ عالیہ مجددیہ کے مؤسس حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ کا سالانہ عرس منعقد کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں گیارہ اور بارہ ربیع الاوّل کی درمیانی شب ہمیشہ سے عظیم الشان جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ منعقد کیا جاتا ہے۔ 27 رجب کو جشن معراجِ مصطفیٰ کا انعقاد ہوتا ہے۔ 14 اور 15 شعبان المعظم کی درمیانی شب، شب برات کے حوالے سے شب بیداری اور 27 صفر المظفر کو حضرت شیخ مجدد کا سالانہ عرس منعقد ہوتا ہے۔ دونوں عیدوں یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر تین دن کے لیے 'عید ملنی' کی تقریب جاری رہتی ہے۔ جس میں دنیا بھر سے حضرت کے مریدین حاضری اور ملاقات کے لیے سفر کر کے یہاں تشریف لاتے ہیں۔ دونوں صاحبزادگان باری باری خانقاہِ عالیہ کے معمولات کے حوالے سے معلومات فراہم کر رہے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ ہماری اس خانقاہ میں سب سے زیادہ اتباعِ سنت اور

عقیدے کی پختگی پر زور دیا گیا ہے۔ اگر کسی بدنصیب پر وہابیت یا دیوبندیت کا اثر ہو تو ہمارے شیخ اس کو ہرگز برداشت نہیں کرتے بلکہ توبہ کرنے یا خانقاہ سے چلے جانے کا حکم دیتے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ...... باعمل بدعقیدہ سے بے عمل خوش عقیدہ ہزار درجہ بہتر ہے...... البتہ خوش عقیدگی کے ساتھ حسن عمل نجات اور بلندیٔ درجات کا باعث ہے...... صاحبزادہ احمد سعید یارجی کہہ رہے تھے کہ ہمارے خاندان میں ایک چچا جس کا عقیدہ اچھا نہیں تھا وفات پا گیا تو ہمارے والد گرامی نے اس کی نماز جنازہ میں بھی شرکت نہیں کی اور اس کے لیے فاتحہ خوانی کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔ انھوں نے کہا کہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن نے اپنی زندگی میں آج تک دو مرتبہ حج و زیارت اور دو مرتبہ عمرے و حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔ چونکہ وہ خود جید عالم دین ہیں اس لیے حرمین شریفین میں نجدی امام کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے۔ کئی مرتبہ نجدیوں نے اس کی وضاحت پوچھی تو انھوں نے واضح فرمایا کہ ہم حنفی ہیں اور تم غیر مقلد ہو۔ احناف کے نزدیک نماز کا وقت ہی شروع نہیں ہوا تو ہم آپ کی اقتداء میں نماز کیسے ادا کرلیں۔ صاحبزادہ احمد حسن بتا رہے تھے کہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی کو حضرت قائد اہلسنّت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں مولانا نورانی کا بے حد احترام کرتا ہوں کیونکہ انھوں نے واضح اور دوٹوک انداز میں اعلان کیا تھا کہ میں نجدی وہابی یا کسی بدعقیدہ کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتا اور نہ ہی اس کو درست سمجھتا ہوں۔

اسی دوران حضرت میاں محمد حنفی سیفی گویا ہوئے کہ ایک مرتبہ حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے مدرسے میں طالبات کو قرآن کریم کا کون سا ترجمہ پڑھایا جا رہا ہے تو میں نے بتایا کہ میری اہلیہ نے ضیاء القرآن منگوایا تھا آپ نے میری بات قطع کرتے ہوئے فرمایا نہیں قرآن کریم کے اُردو تراجم میں سب سے بہتر ترجمہ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے آپ ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن'' طالبات کو پڑھائیں۔ اللہ کا شکر ہے جب گھر آ کر میں نے اپنی اہلیہ سے ذکر کیا کہ حضرت نے کنزالایمان پڑھانے کا امر فرمایا ہے تو میری اہلیہ نے بتایا کہ شکر ہے ہم تو پہلے ہی کنزالایمان ہی طالبات کو پڑھا رہی ہیں۔

حمد رب جلیل جل شانہ

فکر ثنائے رب میں جونہی نکتہ بیں کھلے
قصرِ کرم کے ان کے لیے در وہیں کھلے

توحید رب ہے اپنے دلوں میں رسوخ یاب
اِس واسطے ہیں شرک کے ہم نکتہ چیں کھلے

چاہا جو رب نے ملنا حبیب کریم ﷺ سے
آقا کے واسطے درِ عرشِ بریں کھلے

راسخ ہیں جس کے دل میں خدا کی جلالتیں
اُس کے لیے تو دل ہیں ہمارے کہیں کھلے

رب تھا، حبیب ﷺ رب تھے، کوئی دوسرا نہ تھا
معراج کے رموز کسی پر نہیں کھلے

امت کو بخشوانے کی خاطر کیا سوال
رب کی حضوری میں جو شہِ مرسلین ﷺ کھلے

اُس کے لیے جو سنت رب میں پڑھے درود
کیوں قبر میں نہ غرفۂ خلد بریں کھلے

بخشش کے واسطے یہ خدا سے ہے التجا
بغچۂ عمل میں میرے نبی ﷺ کے قریں کھلے

قیدِ قفس سے نکلے جو مالک! یہ طیرِ جاں
اس کے لیے بقیع کی دوگز زمیں کھلے

وہ جن موحدوں کی زبانوں پہ نعت تھی
محمود ان کے واسطے اَسرارِ دیں کھلے

راجا رشید محمود

نعت رسولِ جمیل ﷺ

جس وقت طیرِ فکر و تخیل کے پر کھلے
شہرِ نبی ﷺ کی مدح میں میرے ہنر کھلے

امت کی مغفرت کے لیے عہد لے لیا
رب کے حضور جب لب خیرالبشر ﷺ کھلے

"صَلِّ عَلَی النَّبِی" کی وساطت کا فیض ہے
دستِ دعا اٹھیں تو اجابت کا در کھلے

معراج کے لیے تھا یہ خالق کا اہتمام
آقا ﷺ گئے تو گنبد بے در کے در کھلے

باتیں جو بالمشافہ اپنے خدا سے کہیں
معراج پر پہنچ کے شہِ بحر و بر ﷺ کھلے

ہر روشنی حضور ﷺ ہی کے دم قدم سے ہے
یہ راز اگر کھلے تو بوقت سحر کھلے

دفتر مری خطاؤں کا، اے رب کائنات!
سرکار ﷺ کی نظر میں نہ آئے، اگر کھلے

فرمایا، آؤ کعبے میں چل کر پڑھیں نماز
ایمان لا کے سرورِ کل ﷺ پر عمر رضی اللہ عنہ کھلے

ایوارڈ اس کو رب کی رضا کا وہیں ملے
جب مدح مصطفیٰ ﷺ میں زبان بشر کھلے

محمود جس میں نعت کی ہوں کاوشیں سبھی
بقچہ مرا حضور ﷺ کی دہلیز پر کھلے

راجا رشید محمود

پیغامات و تاثرات

مصنفِ کتبِ کثیرہ عظیم سکالر اور روحانی پیشوا

پیر سید محمد فاروق القادری مدظلہٗ

سجادہ نشین خانقاہ قادریہ شاہ آباد شریف، گڑھی اختیار خان

ملک عزیز میں اس وقت بہت کم ایسے علمی جرائد و رسائل ہیں اور مزید کم ہو رہے ہیں جو اعلیٰ اخلاقی اقدار اور اسلامی نظریہ حیات کے چراغ ان تند و تیز ہواؤں میں بھی جلائے ہوئے ہیں۔ ورنہ اس اسلامی نظریاتی مملکت میں بیشتر نتائج ہونے والا لٹریچر رطب و یابس کے ساتھ ساتھ ایسی فضا پیدا کر رہا ہے جو اخلاقی انارکی، بے راہ روی اور زندگی کی مادی لذتوں کے فروغ کا باعث ہے۔

بحمد اللہ ماہنامہ ''انوارِ رضا'' ابتدا ہی سے اعلیٰ اخلاقی اقدار اور اسلامی طرز حیات کی شمع روشن کیے ہوئے ہے اگر اس میں شخصیات کا ذکر ہوتا ہے تو وہ بھی بے جا عقیدت کی تبلیغ کے لیے نہیں بلکہ مینارۂ ہدایت شخصیات کو بطور نمونہ پیش کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

ہمارے فاضل دوست ملک محبوب الرسول قادری جو خود صاحب علم و دانش، پاکستان کی اساس سے اچھی طرح باخبر اور خوبصورت قلم کے مالک ہیں ابتدا ہی یہی چراغ جلائے ہوئے ہیں۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش تو نے جے دے ہیں ...... خسروانہ

ملک صاحب کی ادارات میں شائع ہونے والے دوسرے جرائد بلکہ ان کے قلم سے کھلنے والا تمام لٹریچر نیکی، خیر، انسان سازی اور بھلائی میں اضافے کی اپنی حد میں بہترین کوشش ہے۔ جب بے مقصد اور بعض لوگوں کی مدول مداحی اور قصیدوں پر مبنی شائع ہونے والا لٹریچر جس پر بلاوجہ لاکھوں روپے ضائع ہوتا ہے کے مقابلے میں ہم انوار رضا اور

سوئے حجاز قسم کے جرائد دیکھنے میں تو دل سے آواز نکلتی ہے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

انوار رضا کا یہ خصوصی شمارہ ایسے لوگوں کے ذکر سے آراستہ ہے جن کی زندگیاں پڑھ کر بحمداللہ دینی و اخلاقی اقدار اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت و عقیدت میں اضافہ ہوگا میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبولیت عامہ عطا کرے اور ہمارے اہل قلم کو خیر پھیلانے کی اسی روش کی توفیق عطا کرے۔

امیر اہل سنت حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری مدظلہ

مرکزی امیر، مرکزی جماعت اہلسنّت پاکستان...... سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ بھرچونڈی شریف (سندھ)

شریعت اسلامیہ کا یہ خاصا ہے کہ وہ اپنے ساتھ وابستہ ہو جانے والے کو بھی عزت و وقار اور تقدس و احترام عطا کر دیتی ہے سلسلۂ صوفیاء اسلام کے سفیروں کی نورانی جماعت ہے جو پیغمبرانہ مشن کی ترویج و ابلاغ اور فروغ کے لیے مصروف عمل ہے اس رشک ملائکہ جماعت کا سفر چند عشروں پر نہیں بلکہ ساڑھے چودہ صدیوں پر محیط ہے۔

شیخ کامل کے اثرات ساری جماعت پر گہرے نقوش کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں اور یوں جماعت کا کوئی بھی فرد، اپنے شیخ کے عظیم مشن کا نمائندہ قرار پاتا ہے روحانیت کے تمام سلاسل برحق اور ان میں سے کسی کے ساتھ بھی مخلصانہ وابستگی روحانی استحکام اور اخروی نجات کا باعث بنتی ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے موسس اعلیٰ جامع المنقول والمعقول حضرت اخند زادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی دامت برکاتہم العالیہ سے میری براہِ راست تو کوئی ملاقات نہ ہوئی ہے اور نہ ہی میں انھیں جانتا ہوں۔ البتہ ان کی جماعت کے وابستگان کو میں کافی عرصہ سے پہچانتا ہوں۔ خصوصاً جولائی 2008ء میں موصوف کے پنجاب میں خلیفۂ اعظم حضرت پیر طریقت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی مدظلہ سے راولپنڈی میں تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے مرکزی انتخابات کے موقع پر مختصر مگر جامع ملاقات ہوئی ان کی جماعت کے تقریباً تمام وابستگان پُرنور سنت سے مزین چہروں والے ہیں اور سفید عمامے سروں پر سجائے خانقاہی تربیت کا عمدہ نمونہ محسوس ہوتے ہیں۔ سفید لباس کا باقاعدہ اہتمام بھی سنت سے پیار کا عملی اظہار ہے۔ معاشرے میں ایسی کوششیں دارین

میں کامیابی کے لیے جاری کی جاتی ہیں اور مادی مشینی دور میں بھی خوش بختوں کو دل کی دنیا آباد کرنے اور آخرت و عاقبت سنوارنے کے مواقع مل جاتے ہیں سالکین کے لیے ایسا ماحول یقیناً نعمت غیر مترکبہ قرار پاتا ہے۔

حضرت اخند زادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کی علمی وجاہت، قابلیت اور لیاقت کے علاوہ عملی حیثیت کا اعتراف تو بڑے بڑوں کو ہے۔ میرے لیے یہ خبر خوشی کا باعث ہے کہ ہمارے ملک کے نامور دینی صحافی اور میرے دیرینہ دوست عزیز گرامی ملک محبوب الرسول قادری (اللہ تعالیٰ ان کے کاموں میں اپنی خاص برکتیں شاملِ حال فرمائے) حضرت اخند زادہ صاحب مدظلہٗ کی دینی وعلمی، فکری ونظری، روحانی و جماعتی اور ملی وسماجی خدمات کے اعتراف میں اپنے مؤقر علمی جریدہ سہ ماہی ”انوار رضا“ جوہر آباد کا ”خاص نمبر“ شائع کر رہے ہیں میری نظر میں ان کا یہ کام جہاں حسب سابق دیگر خصوصی اشاعتوں کی طرح مقبول ہوگا وہاں اہل سنت میں وحدت فکر پیدا کرنے کے حوالے سے بھی کلیدی کردار ادا کرے گا۔ غلط فہمیاں دور ہوں گی۔ فاصلے گھٹیں گے اور دین کی بنیاد پر محبتیں بڑھیں گی۔ ملک صاحب باصلاحیت ہیں اور زرخیز دماغ کے مالک ہیں اللہ نے ان کے کام اور وقت میں بھی برکتیں رکھ دی ہیں۔ میں دعا گو ہوں کہ وہ اسی انداز میں اپنے کام کو آگے بڑھاتے رہیں اور ہم اتحاد اہل سنت کے ذریعے پاکستان میں نفاذ نظام مصطفےٰ ﷺ کی منزل کے قریب تر ہوتے جائیں۔

مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے خادم کی حیثیت سے میری اہل اسلام سے گزارش ہے کہ وہ ایک دوسرے پر تنقید کی روش ترک کر کے حضور اقدس ﷺ کی محبت و غلامی کی بنیاد پر اکٹھے ہوں اور حضور ﷺ کا پرچم تھام لیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ ایسا کر لیں تو دونوں جہانوں میں کامیابیاں ان کے استقبال کے لیے منتظر ہوں گی۔

والسلام

فقیر عبدالخالق قادری

سجادہ نشین، خانقاہ قادریہ بھرچونڈی شریف (سندھ)

مرکزی امیر، مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

۱۷ اگست ۲۰۰۸ء

نزیل لاہور

پیر طریقت حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی مدظلہ

آستانہ عالیہ راوی ریان لاہور

حضرت سرکار اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک اپنے وقت کے متبحر علماء مشائخ میں شمار ہوتے ہیں آپ کے کمالات کی تصدیق آپ کے مشائخ عظام نے فرمائی۔ آپ شیخ المشائخ شاہ رسول طالقانی کے مرید ہیں۔ جب آپ نے اپنے مرشد کامل و مکمل کی بیعت کی۔ [redacted] پہلی توجہ سے عالم امر کے پانچوں لطائف ذاکر ہو گئے تو کچھ دیر بعد شاہ رسول طالقانی کا انتقال ہو گیا تو آپ نے بیعت ثانی شیخ المشائخ قیوم زمان حضرت مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے کی تو باقی سلاسل کی تربیت بھی انہی سے حاصل کی۔ جب آپ شاہ رسول کے مرید ہوئے تو انھوں نے اپنی پہلی توجہ سے ہی آپ کی استعداد کا اندازہ لگاتے ہوئے فرمایا کہ یہ برخوردار بہت قوی استعداد رکھتا ہے اور اپنے زمانے کا بہت بڑا ولی ہوگا اور آپ کے مرشد ثانی مولانا محمد ہاشم سمنگانی نے ارشاد فرمایا کہ اخوندارہ سیف الرحمٰن مبارک جدھر بھی جائیں گے آفتاب کی طرح چمکاتے جائیں گے اور ہر چیز آپ کی چمک سے روشن ہوتی جائے گی اور موسم بہار کی طرح ہر چیز کو گل و گلزار کرتے جائیں گے اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا: آپ نے اپنے مرشد کی خدمت اس حد تک فرمائی کہ ان کے دل کو جیت لیا۔ آپ کے مرشد کا یہ ارشاد کہ اخوندزادہ سیف الرحمٰن یوسف زمان ہیں کیونکہ آپ حسن و جمال کا حسین پیکر ہیں جو کوئی آپ کی زیارت کرتا ہے وہ آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر آپ کی زلفوں کا اسیر بن جاتا ہے۔ مولانا صاحب مبارک آپ نے ثانی یوسف اور آپ کے حسن کا تذکرہ کیا یہ آپ کا بچپن تھا مگر ابھی تک بھی آپ کے حسن و جمال کی تابانیاں اپنے عروج پر ہیں جس ہستی کا بڑھاپے میں حسن کا یہ عالم ہے اس کی جوانی اور بچپن کیسا لاجواب ہوگا۔

اور پھر جس کے حسن کا تذکرہ خود مرشد ٖ بار ہے ہوں میری زندگی کے زیادہ تر ایام آپ کی غلامی میں گزرے ہیں میں نے اپنی زندگی میں آپ سے بڑھ کر نفیس مزاج و

طبیعت والا نہیں دیکھا اور ایسا شیخ سنت جس کی رعنائیاں آپ کے مزاج میں رچ بس گئیں ہیں عام دیکھا گیا ہے کہ عمل کرتے ہوئے بھی اس میں تکلف نظر آتا ہے لیکن یہاں سنت کے معاملے میں دیکھ کر خود اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ چیزیں آپ کے مزاج میں شامل ہیں آپ نے عرصہ دراز تک اپنے مرشد کی خدمت فرمائی اور جب تک وہ زندہ رہے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری اور علامہ ارشد القادری (انڈیا) اور مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی یہ سبھی سرکار کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے چند علمی نشستوں کے بعد علامہ ارشد القادری سے سوال کیا گیا کہ اپنے تاثرات کا ذکر فرمائیں کہ سرکار اخوندزادہ کو کیسا پایا تو علامہ ارشد القادری فرمانے لگے کہ باطنی عروج کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ اس کی بلندیوں کو میں نہیں جانتا مگر علم ظاہر میں، میں نے دنیا کو دیکھا ہے مگر ایسی پڑھی لکھی شخصیت میری نظروں میں نہیں گزری ہے۔ میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی جو کچھ بھی ہوں سرکار اخواندزادہ کی نظر فیض سے ہے آپ کی کیمیا نظر نے ذروں کو آفتاب بنا دیا اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ تمھارے مرشد کی کیا کرامت ہے تو میں عرض کروں گا کہ میری ذات میرے مرشد کی ایک زندہ کرامت ہے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی ارشاد فرماتے ہیں، مردوں کو زندہ کرنا کمال ہے مگر سب سے بڑا کمال مردہ دلوں کو زندہ کرنا ہے۔
اس وقت لاکھوں افراد جنھیں حیات قلبی کی دولت میسر ہے یہ سرکار اخواندزادہ مبارک کی کیمیا نظر کی وجہ سے ہے۔ کوئی بھی جب کسی چیز کو بناتا ہے تو بنی ہوئی چیز سے اسی کاریگر کے کمال کی طرف نظر جاتی ہے ہیرا اگر تراشا نہ جائے تو محض ایک پتھر ہے اس کی چمک و دمک تراشنے کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے۔

اور جب کوئی کاریگر اسے تراشے تو جس سمت دیکھو انوکھی چمک دیتا ہے۔ وہ لوگ جو کسی کام کے نہ تھے وہ آج کامیاب نظر آتے ہیں یہ اسی کیمیا گر کی کیمیائی کا کمال ہے ہم لوگ اپنی طرف جب دیکھتے ہیں اور وہ کام جو کم مدت میں اللہ تعالیٰ نے ہم سے لیا ہے اس کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو فوراً خیال جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور ایک ولی کامل و

کمال کی نظر کا کمال ہے وہ چاہے تو ایک آن میں ابابیلوں سے ہاتھی مروا دے میرے پیارے دوست برادر عزیز مولانا ملک محبوب الرسول القادری نے سرکار اخوندزادہ مبارک پر نمبر نکال کر ہمارے دلوں کو جیت لیا ہے۔ مخلص مرید جب اپنے مرشد کی تعریف سنتا ہے تو اس کے دل میں ایک عجیب حسرت کی لہر دوڑتی ہے۔ ملک صاحب نے یہ کام کر کے ہمارے دل کو جیت لیا اللہ تعالیٰ سرکار اخوند زادہ مبارک کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور اس نمبر میں کاوش کرنے والے احباب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

خیر مقدم

قادر الکلام تاریخ گو شاعر جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

حسن ابدال ضلع اٹک

مکرمی ملک محبوب الرسول قادری مہم جو طبیعت اور جدت پسند مزاج کے مالک ہیں۔ صحافتی میدان میں انھوں نے شاندار کارنامے انجام دیے ہیں۔ ''سوئے حجاز'' اور ''انوارِ رضا'' جیسے مؤقر جرائد کامیابی سے چلا رہے ہیں اہل سنت والجماعت کی جلیل القدر شخصیات کے علمی وعرفانی، دعوتی و مسلکی کارناموں کو ''انٹرویو'' کی شکل میں اُجاگر کرنے میں منفرد مقام اور ممتاز شناخت حاصل کر چکے ہیں۔ کسی زمانے میں ماہنامہ اُردو ڈائجسٹ لاہور میں سیاسی وقومی رہنماؤں کے انٹرویوز چھپتے تھے، جنھیں الطاف حسن قریشی (مدیر اعلیٰ) کے پُرلطف اندازِ تحریر نے ملک کے عوام وخواص میں مقبول بنا دیا تھا، وہ انٹرویوز اگر ''نقش اول'' کہلانے کے مستحق ہیں تو جناب ملک صاحب کے جرائد (سوئے حجاز، انوارِ رضا) میں گذشتہ کئی سالوں سے مسلسل چھپنے والے معلومات آفریں دلچسپ اور گراں قدر انٹرویوز کو ''نقش ثانی'' کہنا بیجا نہ ہوگا اور ''نقش ثانی''، ''نقش اول'' سے بہرحال زیادہ جامع اور جاذب ہوتا ہے۔ نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اوّل

آمدم برسر مطلب، اس وقت میرے سامنے ماہنامہ ''سوئے حجاز'' لاہور کا اگست 2003ء کا شمارہ ہے جس میں نامور شیخ طریقت، جید عالم دین حضرت اخوند زادہ سیف

الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مدظلہ العالی کا تفصیلی انٹرویو چھپا ہے۔ حقیقت ہے کہ حضرت موصوف کے متعلق میرے دل میں کئی بدگمانیاں تھیں جو اس انٹرویو کے مطالعہ کے بعد دور ہو گئیں۔ آج سے 25/30 سال پہلے میرے شہر حسن ابدال میں ان کے مریدین و معتقدین میں چند احباب شامل ہوئے، ان کی زبانی حضرت پیر ارچی خراسانی کے علمی و روحانی کمالات کا علم ہوا ایک آدھ مرتبہ شاید وہ حسن ابدال بھی تشریف لائے۔ اس طرح اس علاقے میں ان کی بزرگی اور مخصوص اندازِ تربیت کی شہرت ہوئی اور یہاں سے کئی باہمت افراد ان کے مقام ارشاد (باڑہ خیبر ایجنسی) کی محفلوں میں باقاعدگی سے شریک ہونے لگے، یہ افراد واپس آ کر جو مشاہدات بیان کرتے انھیں سن کر حضرت کی عظمت اور ان کی زیارت کا شوق دل میں پیدا ہوا، یہ شوق زیارت ابھی تک ناتمام ہے۔

حضرت پیر ارچی مدظلہ اب پنجاب کی فضاؤں کو اپنی عرفانی تجلیات سے منور کر رہے ہیں ان کی روحانی عظمت، علمی وجاہت مسلمہ ہے، نقشبندی سلسلۂ طریقت کے علمبردار ہیں، برصغیر میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے جسے لافانی مقام حاصل ہے۔ حضرت کے لاکھوں مریدین و خلفاء اس وقت دنیا کے گوشے گوشے میں شمع شریعت محمدی کی روشنی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔ ان کے اس قول کے بعد کہ ''میں تصوف و طریقت میں حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تابع اور ان بزرگوں کا بالواسطہ مرید ہوں۔

ان کے عقائد کی صحت و پختگی اور اہل سنت والجماعت کے مسلمہ اصول و نظریات سے مطابقت و ہم آہنگی میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ نیز اس بیان سے کہ ''امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل، عاشق رسول، بڑے عالم عظیم محقق مجاہد صفت حقیقی بزرگ اور اپنے وقت کے سب سے بڑے حنفی فقیہ تھے۔ ان کی مذہبی فکر اور مسلکی جہت و ہیئت آفتابِ نصف النہار کی طرح ظاہر و باہر ہے۔ اس انٹرویو میں ان کی طرف سے غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وجلالت کا برملا اظہار و اعتراف، اُن

کے متعلق پھیلائی گئی غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کے بے بنیاد ہونے کا ایک واضح ثبوت ہے۔ میرے نزدیک جو شخص (عامی ہو کہ عالم، مرید ہو کہ مرشد) امام اہل سنت، مجدد دینی ملت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات و محاسن دینی خدمات، انقلاب آفریں تحریک عشق رسول ﷺ کا مداح و معترف ہے۔ وہ متصلب سنی حنفی ہے اور اہل سنت والجماعت کا بیش بہا سرمایہ اور گراں قدر اثاثہ ہے۔ حضرت پیر ارچی مدظلہ العالی کی فکر، ان کے دعوتی و اصلاحی اسلوب سے، ان کے انداز کار سے مخلصانہ اخلاق کیا جا سکتا ہے اور اس کی ہماری تاریخ شریعت و طریقت میں مثالیں موجود ہیں، جن حضرات نے ان کی کسی بات سے اختلاف کیا، اسے خیر خواہی کے زمرے میں شمار کیا جانا چاہیے۔ فراخدلی صوفیائے کرام کا نمایاں وصف ہے۔

میں آخر میں مکرمی ملک محبوب الرسول قادری زید مجدہٗ کی اس سعی و کاوش کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ انھوں نے حضرت پیر ارچی مدظلہ العالی کے مقام و مسلک، ان کی دینی و دعوتی خدمات اور ان کے مقام علم و فقر کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لیے اس خاص نمبر کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ جس سے اہل سنّت والجماعت کی صفوں میں اتحاد و یگانگت کے ایک نئے دور کا یقیناً آغاز ہوگا، علما و اولیائے امت کے ولولہ انگیز اذکار ہی سے اور ان نقوش پا پہ چل کر ہی ہم ملت اسلامیہ کو آج کے حالات میں اقوام عالم میں ایک ممتاز مقام پر دیکھ سکتے ہیں۔ طارق سلطانپوری۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو مے
گویم تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

پیر طریقت صوفی غلام مرتضیٰ سیفی مدظلہٗ

آستانہ عالیہ سیفیہ گجرات

فقیر کو یہ جان کر خوشی ہوئی محبی و عزیزی ملک محبوب الرسول القادری زید مجدہٗ اپنے سہ ماہی مجلہ انوار رضا کا ایک خصوصی شمارہ حضرت پیر طریقت اخوند زادہ پیر سیف

الرحمٰن حفظہ اللہ الرحمٰن کی علمی دینی و مسلکی و روحانی خدمات کے حوالے سے شائع کر رہے ہیں۔ دین و مسلک سے ان کی محبت اور وابستگی ہے کہ یہ اہلسنت و جماعت کی متعدد اہم ترین شخصیات پر ضخیم اور مفید خصوصی شمارے شائع کر چکے ہیں اور اہل علم سے داد پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ.

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی دامت بر کاتہم عالیہ اس دور کی برگزیدہ ہستی ہیں۔ جنھوں نے لاکھوں افراد کے قلوب کو روحانیت سے مالا مال کیا ہے آپ کی گفتگو عالمانہ، سینے میں دل صوفیانہ، لباس میں جھلک درویشانہ اور طرز حیات مجاہدانہ ہے آپ بیک وقت عالمانہ جلال، صوفیانہ جمال اور درویشانہ کمال کے وارث ہیں۔

بڑے بڑے علماء کرام، مشائخ عظام اور دیگر اہل علم حضرات بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر اپنے اپنے حال اور ظرف کے مطابق آپ کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہو رہے ہیں گویا کہ آپ بیک وقت مرجع العلماء اور صدر نشین بزم صوفیاء ہیں شیخ المشائخ حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک دامت برکاتہم عالیہ افغانستان سے تشریف لائے تو نورانی ہواؤں فضاؤں کے ساتھ معطر، نور بن کر قلوب و اذہان کی بنجر اراضی کو گل گلزار بناتے گئے۔ تاریخ برصغیر کے اوراق کو اُلٹ کر دیکھا جائے تو انبیاء علیہم السلام کے علمی و رُوحانی فیضان کے امین، بزرگان دین اسلامی اقدار کی نگہداری اور عظمت رسول ﷺ کی پاسداری کا حق ادا کرتے رہے ہیں۔ ایسی مقدس ہستیوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہر دور میں پیدا فرماتا رہتا ہے۔ جو لوگوں کو ہدایت و رہنمائی کے زیور سے آراستہ فرماتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کو اس وقت چار چاند لگ گئے، جب حضرت مبارک صاحب نے پشاور کی سنگلاخ پہاڑیوں سے اٹھنے والی گستاخان رسول کی کافرانہ روش کے خلاف ملک گیر احتجاجی تحریک کا آغاز کیا اور ہر ملک کی ہر گلی کوچے میں یارسول اللہ ﷺ کی صدائے دلنواز کو بلند کروایا...... سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خصوصیت ہے کہ باطل کے

سامنے ڈٹ جانا اور حق بات ڈنکے کی چوٹ پر کرنا بھی ان کی وراثت ہے چاہے مقابلے میں جہانگیر ہی کیوں نہ ہو اور یہ سب اللہ کے فضل و کرم اور حضور اکرم نور مجسم رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نگاہ لطف کے بغیر ممکن نہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ شریعت وطریقت کی آس جامع شخصیت کا فیض ہمیشہ جاری وساری فرمائے۔ آمین

پیر سید صابر حسین شاہ بخاری القادری

برہان شریف ضلع اٹک، ایڈیٹر: مجلّہ الحقیقہ

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اہلسنّت کی زبوں حالی عروج پر ہے، ہمارے اکابرین نے پاکستان بنایا لیکن بعد میں ان کی اولاد سیاست سے کنارہ کش ہو کر گوشہ تسکین ہوگئی اور وہ لوگ برسر اقتدار ہو گئے جن کے بڑوں نے تحریک پاکستان کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں تحریک ختم نبوت میں ہمارے بزرگوں کا کردار نہایت روشن اور نمایاں رہا لیکن ''عالمی تحفظ ختم نبوت'' کے چیمپئن وہ لوگ بن گئے جن کے بڑوں نے مرزا کو ''مرد صالح'' قرار دیا تھا اور ''تحذیر الناس'' لکھ کر مرزا قادیانی کی راہ ہموار کی تھی۔ برصغیر پاک و ہند میں اولیاء کرام کی تبلیغ سے اسلام پھیلا لیکن آج وہ لوگ جن کے بڑے ہمارے بزرگوں کے ہاتھوں مسلمان ہوئے تھے۔ وہ ہمیں ہی پھر ''کلمہ'' پڑھانے نکل پڑے ہیں۔

المختصر اہلسنّت کے مخالفین ہر لحاظ سے ہر میدان میں متحرک اور فعال ہیں اور ہم پر ابھی تک جمود طاری ہے۔ اہلسنّت کو بیدار کرنا آخر کس کی ذمہ داری ہے؟ ہم آپس میں ''فروعات'' پر لڑ رہے ہیں معمولی معمولی باتوں باتوں پر ایک دوسرے کو نشانہ بناتے ہیں اور اہلسنّت سے خارج کر دیتے ہیں۔ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو پھر ہماری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

اتحاد اہلسنّت کی جتنی آج ضرورت ہے اتنی کبھی نہ تھی۔ ہمارے علماء و مشائخ اور دردمندان اہلسنّت کو وقت کی نزاکت کے پیش نظر اس کا احساس کرنا چاہیے اور باضابطہ طور

پر اتحاد اہلسنّت کی تحریک چلا کر کسی ایک قیادت اور پرچم تلے جمع ہو جانا چاہیے۔ یہی ''نوائے وقت'' ہے اور اسی میں اہلسنّت کی بقا ہے۔

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک پیر ارچی صاحب مدظلہٗ اہلسنّت کے ایک فردِ فرید ہیں، شیخ طریقت ہیں۔ مبلغ ہیں، مصلح ہیں آپ کی تبلیغ سے ہزاروں بدعقیدہ لوگ راہِ راست پر آتے ہیں۔ ایک عرصہ سے آپ کے بارے میں مختلف حلقوں میں کچھ غلط فہمیاں تھیں۔ اہلسنّت کی محبوب شخصیت ملک محمد محبوب الرسول قادری رضوی نے ''سوئے حجاز'' میں پیر صاحب کا ایک تفصیلی انٹرویو شائع کر کے ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی سعی کی ہے۔ بعدازاں پیر صاحب کا ''علماء و مشائخ کے نام ایک پیغام'' بھی شائع ہوا جس میں غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا تھا۔ اس پیغام میں آپ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں۔

''مجھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام فتاویٰ جات سے اتفاق ہے اور یہ افترا کی بازی کی گئی کہ میں معاذ اللہ گستاخ رسول کو کافر قرار نہیں دیتا تو فقیر نے بارہا یہ بیان کیا کہ میرے نزدیک اجماعی قاعدہ جو میرے سمیت تمام علماء اہلسنّت کا اجماعی قائدہ ہے کہ اگر کوئی ضروریات دین میں سے انکار کرے تو کافر ہے اور اگر کوئی گستاخی رسول ﷺ کا مرتکب ہوا تو اگر وہ دیوبند کا ہو یا غیر دیوبندی کافر ہے۔

اس کے باوجود جب میرے سامنے حفظ الایمان کی وہ عبارت جس میں رسول اکرم ﷺ کے علم کو پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی گئی تھی پڑھی گئی تو میں نے اس کے مصنف قائل مصحح کو کافر قرار دیا اور میرا آج بھی یہی فتویٰ ہے اور الحمدللہ میں کتاب ''حسام الحرمین'' کی بھی مکمل تائید کرتا ہوں۔

حضرت پیر صاحب کے خلفاء مریدین احباء ایک عظیم انقلاب برپا کرنے میں معروف ہیں۔ آپ کے ایک نادر خلیفہ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کے ہاں آئے۔ ماشاء اللہ آپ ایک راسخ العقیدہ ظاہر ہیں، حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فدائی اور اعلیٰ حضرت کے شیدائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل یہ سب کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

حضرت استاذ العلماء علامہ مفتی ہدایت اللہ پسروری

نائب صدر جمعیت علمائے پاکستان

مولای صل وسلم دائما ابداً علی حبیبک خیر الخلق.

قسامِ ازل نے کچھ لوگوں کے مقدر میں لکھ دیا ہے کو وہ زنگ آلودہ دلوں کو نورِ معرفت سے صیقل کریں۔ اپنے خالق و مالک سے جو بیگانہ ہو چکے ان کو عشق رسول ﷺ کی دولت سے یگانہ بنائیں۔ نام ونمود اور ذاتی شہرت کے دلدل سے نکل کر محض رضائے الٰہی کے لیے مخلصانہ جدوجہد کریں۔ گم گشتہ راہ انسانوں کو صراط مستقیم پر لائیں۔ دور حاضر میں بہت سی خوش بخت خوش نصیب شخصیات ایسی ہیں۔ جنھوں نے اپنی زندگی کو ان مقاصد کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ ان کے لیل ونہار اور صبح وشام اسی کام کے لیے بسر ہو رہے ہیں۔ ہمارے دور میں دینی اور روحانی افق پر طلوع ہونے والے شریعت وطریقت کے جامع، عزیمت واستقامت کے پیکر، ہزاروں لاکھوں انسانوں کو پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کے چہرۂ زیبا، بدرِ منیر سے مستنیر کرنے اور ان کی زلف عنبرین کا اسیر بنانے والے روحانی پیشوا حضرت شیخ طریقت اخند زادہ سیف الرحمٰن ارچی، خراسانی دامت برکاتھم العالیہ کی شخصیت ہیں جو سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری، امام ربانی مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا خان بریلوی کی سرزمین، افغانستان خراساں سے ابر کرم بن کر اُٹھے۔ روحانیت کے گلستان آباد کیے، علم وعمل کے پرچم لہرائے جن کی مہک سے ہر طرف فضا معطر اور منور نظر آئی ہے۔ حضرت والا سے براہِ راست نیاز مندی کا ابھی تک موقع نہیں ملا۔ مگر آپ کے نامور خلیفہ پیر طریقت حضرت میاں محمد سیفی حنفی مدظلہٗ جن کی وجہ سے صرف مجھے ہی تعارف نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بالخصوص اور پاکستان میں بالعموم سلسلہ عالیہ سیفیہ متعارف ہوا، پھیلا اور پھیلتا جارہا ہے۔

ملتان شریف میں سلسلہ عالیہ سیفیہ کے دو عظیم مجاہد حضرت میاں محمد صاحب کے تربیت یافتہ خلفاء محترم جناب ڈاکٹر عمران محمدی سیفی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور عزت مآب جناب سردار پیر محمد انور ڈوگر محمدی سیفی بڑی لگن اور شوق سے اس روحانی مشن کو عام کر

رہے ہیں۔

حضرت قبلہ میاں محمد صاحب کی ایک خصوصیت جو ان کے مرشد کریم کی تربیت کے بدولت حاصل ہے کہ وہ کبھی تندئ بادِ مخالف سے گھبراتے نہیں بلکہ یہ محمدی سیفی عقاب اپنی پرواز فضائے بسیط میں جاری رکھے ہوئے ہے۔ اللہ کریم ان کو مزید تحمل، تدبر اور دانش مندی سے اپنے روحانی پروگرام کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عظمتوں کے افق پر ہمیشہ چمکتا، دمکتا رکھے۔

یہ بات میرے لیے باعث مسرت ہے کہ میرے دیرینہ رفیق محترم ملک محبوب الرسول قادری سہ ماہی مجلّہ ''انوار رضا'' میں حضرت کی شخصیت، خدمات کے بارے میں خصوصی نمبر شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس خدمت کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

جناب طاہر حسین طاہر سلطانی

مدیر ماہنامہ ''ارمغانِ حمد'' ''جہانِ حمد'' انچارج و بانی مکتبہ سید الشہدا سیدنا امیر حمزہ، بزم جہانِ حمد پاکستان، جہانِ حمد پبلی کیشنز

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے موسس اعلیٰ حضرت پیر اخند زادہ سیف الرحمٰن ارچی خراسانی مدظلہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کا شمار راسخ العلم اور باعمل صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ کے خلفا اور مریدین لاکھوں کی تعداد میں ملک اور بیرون ملک تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ۵ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ بروز ہفتہ آپ کے خلیفہ خاص حضرت میاں محمد حنفی سیفی صاحب بھائی ملک محبوب الرسول قادری اور اپنے کچھ مریدین کے ہمراہ ماہنامہ ''ارمغانِ حمد'' اور ''جہانِ حمد'' کے دفتر اردو بازار تشریف لائے۔ اس موقع پر راقم مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''ارمغانِ حمد'' طاہر سلطانی اور نائب مدیر حافظ نعمان طاہر نے انتہائی گرمجوشی سے مہمانانِ ذی وقار کا استقبال کیا۔ آپ سے اور آپ کے مریدین سے مل کر مسرت ہوئی۔ ایک خیال ذہن میں ابھرا کہ جب خلیفہ اور مریدین کا یہ عالم ہے تو پھر پیر طریقت حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کا کیا عالم ہوگا۔ چونکہ راقم کی حضرت صاحب سے

بالمشافہ ملاقات نہیں ہے لیکن روحانی طور پر محسوس کر رہا ہوں کہ باعمل باکمال اور راسخ العلم پیر کامل ہیں۔ عمر قریباً ۸۲......۸۵ برس ہوگی آپ زندگی بھر ان گنت شعبوں میں مخلوق خدا کی رہنمائی فرماتے رہے ہیں۔ ہنوز فیضانِ نقشبندیہ جاری ہے دعا ہے کہ حضرت کا سایہ ہم سب پر تادیر قائم رہے اور مخلوقِ خدا آپ سے فیضیاب ہوتی رہے۔ جیسے کہ پہلے عرض کیا ہے کہ آپ کے مریدین کو دیکھ کر قلب شاداں ہوتا ہے کہ نورانی چہروں پر سفید عمامے اور شرعی داڑھی سبحان اللہ سبحان اللہ۔ یہ فیضان ہے آپ کی حسن ترتیب کا۔

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ برادر ملک محبوب رسول قادری حضرت پیر اخند زادہ سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کے کمالات و روحانی فیضان، علمی کوششوں اور کاوشوں کے حوالے سے ''سوئے حجاز'' کے خصوصی شمارے کا اہتمام کر رہے اس موقع پر راقم اور حافظ محمد نعمان طاہر مکتبہ سید الشہداء، ماہنامہ ارمغانِ حمد اور جہانِ حمد پبلی کیشنز کی جانب سے پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیراخند زادہ سیف الرحمٰن احی خراسانی کے خلفاؤمریدین بالخصوص ملک محبوب الرسول قادری صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ راقم حضرت پیر اخند زادہ سیف الرحمٰن ارچی خراسانی اور ان کے خلفاء سے درخواست گزار ہے کہ مجھ حقیر و فقیر اور حافظ محمد نعمان طاہر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

> میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ پیر (اخند زادہ سیف الرحمٰن ارچی) صاحب کے بارے میں جو باتیں منسوب کی گئیں ہیں۔ وہ تمامی لغو اور بے بنیاد ہیں۔ آپ مسلکا اہل سنت و جماعت حنفی، ماتریدی ہیں۔ حضرت غوث اعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بالواسطہ اپنا شیخ اور پیر مانتے ہیں۔ ہر شام ختم خواجگان میں سرکار غوث اعظم پر ختم برائے ایصال ثواب کرتے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب شریعت محمدی کی ترقی اور ترویج کے لیے شبانہ روز کوشاں ہیں۔ علاوہ ازیں جو کچھ رسائل و جرائد میں قبلہ پیر صاحب کے بارے میں مجھ سے منسوب کی گئی تحریریں (ہیں وہ) بے بنیاد ہیں۔ میں ایسی ہستی کا دلی طور پر احترام کرتا ہوں۔
>
> (استاذ الاساتذہ جامع معقول و منقول مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی)

تصوف

فتوح الغیب

محبت و معرفت الٰہی اور دعا کے آداب

از افادات: حضور غوث العالمین غوث الثقلین سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ
ترجمہ: حضرت پیر سید محمد فاروق القادری سجادہ نشین خانقاہ قادریہ شاہ آباد شریف (گڑھی اختیار خان)

محبت الٰہی کا مقام

تعجب ہے کہ تو اکثر کہتا ہے کہ میں جس چیز سے محبت کرتا ہوں، وہ عارضی ثابت ہوتی ہے، کیونکہ جلد ہی درمیان میں جدائی، موت یا عداوت کی دیوار حائل ہو جاتی ہے، اگر مال سے محبت ہو تو وہ بھی جلدی ضائع ہو جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے۔ اے خدا کے محبوب اور منظور نظر! انعام یافتہ اور غیرت کردہ! کیا تجھے پتہ نہیں کہ اللہ نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا ہے اور تو غیر کی طرف جا رہا ہے، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔

یحبھم و یحبونہٗ.

(اللہ ان کو اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں)

دوسری جگہ فرمان ہے:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون.

(اور میں نے جن اور آدمی اتنے اس لیے بنائے ہیں کہ میری بندگی کریں)

کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ جب اللہ کسی بندے کو دوست بناتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے، اگر وہ اس پر صبر اختیار کرے تو اللہ اس کی نگہبانی کرتا ہے۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! نگہبانی کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کے دل سے مال اور اولاد کی محبت اٹھا لیتا ہے اور یہ اس لیے ہوتا ہے کہ اگر بندہ مال و اولاد کی محبت میں کھو جائے تو خالق حقیقی سے اس کی محبت بٹ

جائے گی اور اس کے حصے بخرے ہو جائیں گے، اور اس کی محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر میں مشترک ہو جائے گی حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شراکت پسند نہیں فرماتا، وہ بڑا غیرت والا ہر شئی پر قادر اور غالب ہے اپنے شریک کو ہلاک اور نیست کر دیتا ہے تا کہ اپنے بندے کے دل کو غیر کے دخل سے پاک کر کے صرف اپنے لیے خاص کر دے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا فرمان **یحبھم و یحبونہ** کا مظاہرہ ہوتا ہے اور بندے کا دل ہر قسم کے شریک، مال و اولاد، لذات و شہوات طلب امارت و ریاست، منازلِ بہشت اور درجات و مقامات سے پاک ہو جاتا ہے اس کے دل میں کوئی ارادہ اور تمنا باقی نہیں رہتی، اس وقت اس کی مثال اس برتن کی ہو جاتی ہے جس میں کوئی بہنے والی چیز نہیں ٹھہرتی، اس لیے کہ دل کی یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے فعل سے واقع ہوئی ہے۔ اب اگر دل میں کوئی تمنا یا خواہش پیدا ہو گی تو غیرتِ الٰہی اپنے عمل سے اسے ختم کر دے گی، اور قلب کے گرد عظمت و جبروت اور ہیبت حق کے پردے لٹکا دیے جائیں گے، اور رعب و کبریائی کی خندقیں کھودی جائیں گی، اس وقت دل کی طرف کسی شے کا ارادہ نہیں پہنچ پائے گا۔ چنانچہ یہی وہ مقام ہے جہاں بیوی، بچے، دوست، کرامت، عمارات اور مال و اسباب میں سے کوئی چیز بھی دل پر اثر انداز نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ سب چیزیں قلب سے خارج ہیں، چنانچہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ بھی غیرت نہیں کرتا، بلکہ یہ تمام چیزیں بندے کے لیے اللہ کی طرف سے عزت افزائی، لطف و نعمت اور اس کی طرف آنے والوں کے لیے باعث منفعت ہو جائیں گی، اسی وجہ سے اسے بزرگی و شرافت ملتی ہے اور اس کی رحمت و حفاظت سایہ کرتی ہے پھر وہ بندہ دنیا و آخرت میں ان کا نگہبان کوتوال، جائے پناہ اور شفیع ہو جائے گا۔

محبت اور اُس کے آداب

تعجب ہے تو اکثر کہتا ہے کہ ''فلاں شخص مقرب ہو گیا اور میں دور ہوں، اسے عطا و بخشش سے نوازا گیا ہے اور میں محروم ہوں، فلاں شخص دولت مند ہے اور میں محتاج ہوں، فلاں تندرست ہے اور میں بیمار ہوں، فلاں معزز ہے اور میں حقیر ہوں، فلاں شخص کی نیک شہرت ہے اور میری مذمت اور برائی کی دھوم ہے، فلاں راست باز ہے اور مجھے دروغ گو۔

خیال کیا جاتا ہے۔ تجھے معلوم نہیں کہ اللہ واحد ہے اور وہ محبت میں یکتائی ہی کو پسند کرتا ہے، جو اس کی محبت میں منفرد ہو اسے دوست رکھتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ غیر کے ذریعے اپنے فضل و نعمت کی توفیق ارزانی کرے تو اس سے تیری محبت کم ہو کر بٹ جائے گی، کیونکہ جس شخص کے ہاتھ سے کوئی نعمت ملتی ہے بسا اوقات دل میں اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے، اس طرح محبت الٰہی میں کمزوری پیدا ہو گی، اور اللہ تعالیٰ تو ایسا غیور ہے جو کسی شریک کو پسند کرتا ہے اور نہ غیر کے ہاتھوں کو تیری امداد یا اس کی زبان کو تیری تعریف و توصیف یا اس کے پاؤں کو تیری طرف آنے کو پسند کرتا ہے، تاکہ اس کے باعث تو خدا سے منہ نہ پھیر لے، کیا تو نے آنحضور ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ:

''دل طبعاً اس طرح ہیں کہ اپنے محسن کو دوست اور برائی کرنے والوں کو دشمن رکھیں۔''

اس لیے اللہ تعالیٰ مخلوق کو تجھ پر ہر قسم کے احسان سے باز رکھتا ہے، یہاں تک کہ تو دل سے اس کی وحدانیت کا قائل ہو کر اس سے محبت کرنے لگے، اور اپنے ظاہر و باطن، حرکات و سکنات میں اللہ ہی کا ہو کر رہ جائے، ہر قسم کی بھلائی اور برائی کا سرچشمہ اسی کی قدرت کو خیال کرے، اور مخلوق و نفس، خواہش و ارادہ بلکہ تمام ماسوی اللہ سے فانی ہو جائے، پھر تیرے لیے بخشش و عطا اور وسعت و فراوانی اور تعریف و توصیف کی زبانیں کھول دی جاتی ہیں، اس مقام پر تو ہمیشہ ناز و نعمت میں رہے گا، بس! بے ادبی سے بچ! اسی ذات کی طرف دیکھ جس کی نظر رحمت تجھے سایہ کیے ہوئے ہے، اسی کی طرف توجہ کر جس کا فضل تیری جانب متوجہ ہے، اسی کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھا جو تجھے دوست رکھتا ہے، اسے جواب دے جو تجھے بلا رہا ہے، اور اپنا ہاتھ اس کے دست قدرت میں دے جو تجھے گرنے سے تھامنے کے لیے بے تاب ہے، اور تجھے جہل کی تاریکیوں اور ہلاکت کے اندھیروں سے نکالنے کی فکر میں ہے، نجاست اور آلائش سے پاک کرتا ہے، نفس اور اس کی خواہشات، نفس امّارہ کی برائیوں راہِ ہدایت سے گمراہ کرنے والے ساتھیوں، جاہل دوستوں، راہِ حق کے لٹیروں، اور ہر بہتر اور پاکیزہ چیز سے رکاوٹ کا باعث بننے والے شیاطین سے رہائی دیتا ہے، آخر کب تک طبعی عادات، مخلوق، خواہشات اور ماسوی اللہ کے چکر میں پھنسا رہے گا؟ اوّل و آخر، ظاہر و باطن، مرجع و ملاذ اسی کی ذات قدس ہے قلوب و ارواح کی طمانیت و

سکون، ہر قسم کے بار کی ذمہ داری اور احسان وعطا بخشش وفضل سب اسی ذاتِ یکتا سے وابستہ ہیں۔

معرفت کی ایک قسم

میں نے خواب میں دیکھا گویا میں کہہ رہا ہوں "اے باطن میں اپنے نفس، ظاہر میں مخلوق اور عمل میں اپنے ارادے کے ذریعے خدا کے ساتھ شرک کرنے والے! ایک شخص جو میرے نزدیک موجود تھا کہنے لگا، یہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا یہ معرفت کی ایک قسم ہے۔

زندگی جسے موت نہیں

ایک دن مجھے ایک امر نے تنگ کیا اور نفس اس کے دباؤ میں ہل گیا، آرام و سکون طلب کرنے اور اس تنگی سے پیچھا چھڑانے کی خواہش کرنے لگا، مجھے کہا گیا تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا ایسی موت چاہتا ہوں جس کے بعد زندگی نہ ہو، اور ایسی زندگی چاہتا ہوں جس میں موت نہ ہو، مجھے کہا گیا وہ کون سی موت ہے جس کے بعد زندگی، اور وہ کون سی زندگی ہے جس کے بعد موت نہیں، میں نے جواب دیا کہ وہ موت جس کے بعد زندگی نہیں اپنی ہم جنس مخلوق سے اس طرح مر جانا ہے کہ ان سے کسی قسم کے نفع ونقصان کا خیال نہ ہو، اور انسان دنیا و آخرت میں اپنے ارادہ وخواہشات سے اس طرح نکل آئے گویا وہ ان کے لیے مر گیا ہے، رہی وہ زندگی جس میں موت نہیں تو یہ دائمی حیات ہے جس میں وجود تو باقی نہیں رہتا البتہ فضل خداوندی میں فنا ہو کر انسان حیاتِ سرمدی حاصل کر لیتا ہے، فعل خداوندی میں فنائیت کی موت ہی درحقیقت زندگی ہے، جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے میری سب سے اہم خواہش اور تمنا یہی تھی۔

قبولیت دعا میں تاخیر کی حکمتیں

دعا کی قبولیت میں تاخیر پر اپنے پروردگار پر کیوں برہمی کا اظہار کرتا ہے؟ کہتا ہے کہ مخلوق سے سوال کرنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے، اللہ سے سوال کرتا ہوں تو وہ قبول نہیں کرتا! ہم تجھ سے پوچھتے ہیں کہ تو آزاد ہے یا غلام؟ اگر کہے کہ میں آزاد ہوں تو یہ کفر ہے! اور اگر کہے کہ میں غلام ہوں تو پھر اجابت دعا میں تاخیر کی وجہ سے اپنے مالک پر تہمت کیوں

لگا رہا ہے؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ تو نے اس کی رحمت اور حکمت جو تجھ سمیت ساری مخلوق پر جاری و ساری ہے اور اس کے لیے ان تمام کے احوال کے علم میں شک کیا ہے؟ دوسری صورت یہ ہے کہ تو اپنے مالک پر کسی قسم کی تہمت کا ارتکاب نہیں کر رہا بلکہ اس تاخیر میں اس کی حکمت اور مصلحت کو مضمر سمجھ رہا ہے، تو تیرے لیے اس کا شکر واجب ہے، کیونکہ آخر اس تاخیر کے سبب اس نے تیرے حسب حال تجھ سے فساد دُور کر کے نعمت اور بہتری پسند کی ہے، اس کے باوجود اگر تو اس پر تہمت لگا رہا ہے تو تو کافر ہے! کیونکہ اس اتہام کی وجہ سے تو نے اس کی طرف ظلم کی نسبت کی ہے، حالانکہ وہ اپنے بندوں پر ظالم ہے اور نہ ظلم کو پسند کرتا ہے بلکہ اللہ کے لیے ظلم کرنا محال ہے کیونکہ وہ تیرا اور تیرے علاوہ ہر شے کا مالک ہے اور مالک کو اختیار ہے کہ وہ جس طرح چاہے اپنی ملکیت میں تصرف کرے، اسے کسی صورت میں بھی ظلم نہیں کہا جا سکتا، الغرض ظالم وہ ہے جو دوسرے کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے، لہٰذا اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے اگرچہ وہ بظاہر تیری مصلحت، طبیعت اور خواہش نفس کے خلاف بھی کیوں نہیں تجھے اس پر برہمی اور چون و چرا کی اجازت نہیں ہے، صبر و شکر اور موافقت و رضا اختیار کر، اور الزام تراشی، سرکشی، برہمی اور خواہش جو راہِ خدا سے گمراہ کرتی ہے، سے کنارہ کشی کر! ہمیشہ دعا اور صدق دل سے التجا میں مصروف رہ! اللہ سے نیک گمان اور کشود کار کی امید رکھ! اس کا وعدہ سچا سمجھ اور اس سے شرم کر! اس کی تابعداری کر! اور اس کی توحید کی حفاظت کر، اس کے احکام کی بجا آوری میں جلدی کر! اور اس کی ممنوعات سے پرہیز کر! اور اس کی قدر و فعل کے جاری ہونے کے وقت اپنے آپ کو مردہ سمجھ، اور اگر تہمت اور بدگمانی کے بغیر چارہ نہیں، تو پھر نفس پر تہمت لگانا زیادہ مناسب ہے جو رب کا نافرمان اور برائی پر اُکساتا ہے، اسی طرح پروردگار کی طرف ظلم کی نسبت کرنے سے نفس کی طرف ظلم کا انتساب کہیں زیادہ موزوں ہے، پھر ہر حال میں نفس کی تابعداری، دوستی اور اس کے قول و فعل پر راضی رہنے سے بچ! کیونکہ نفس اطاعت الٰہی کا مخالف اور خود تیرا دشمن ہے اور اللہ کے باغی اور تیرے دشمن شیطان مردود ملعون کا خاص دوست، نائب و جاسوس ہے اللہ سے ڈر! اللہ سے ڈر! پرہیز کر! پرہیز کر! جلدی کر! جلدی کر! نفس پر تہمت دھر اور ظلم کی نسبت بھی اسی کی طرف کر، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھ۔

مایفعل اللّٰہ بعذابکم ان شکرتم و امنتم. (نساء ۱۴۷)
(اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ)
اور یہ ارشاد باری سامنے رکھ:
ذلک بما قدمت ایدیکم و ان اللّٰہ لیس بظلامٍ للعبید.
(یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا)
اسی طرح یہ فرمانِ خداوندی بھی ملحوظ رہے۔
ان اللّٰہ لا یظلم الناس شیئًا ولکن الناس انفسهم یظلمون.
(بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا، ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں)
ان کے علاوہ دوسری بے شمار آیات اور احادیث ہیں جو سامنے رکھنی چاہئیں، اللہ کی خاطر خواہشاتِ نفس کا دشمن، مخالف، اس پر حاوی اور صاحب حشمت ولشکر ہو جا! کیونکہ نفس اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا ہے: داؤد! اپنی خواہشات ترک کر دے، کیونکہ میرے ملک میں خواہشات کے سوا مجھ سے کوئی جھگڑا کرنے والا نہیں ہے۔

کثرتِ دُعا باعث رحمت ہے

یہ نہ کہہ کہ میں اللہ سے دعا نہیں کروں گا! کیونکہ جس چیز کے بارے میں سوال کروں گا اگر وہ میری قسمت میں ہے تو خواہ سوال کروں یا نہ کروں، وہ مجھے مل جائے گی اور اگر سرے سے وہ چیز میری قسمت میں ہی نہیں تو وہ دعا سے بھی مجھے نہیں ملنے کی، بلکہ دنیا و آخرت کی ہر وہ بہتر چیز جس کی تجھے ضرورت ہے بشرطیکہ وہ حرام یا فساد کا موجب نہ ہو اللہ تعالیٰ سے طلب کر! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے سوال کرنے کا حکم اور اس کی ترغیب دی ہے، فرمایا:
ادعونی استجب لکم.
(مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا)
دوسرے مقام پر فرمایا:
واسئلوا اللّٰہ من فضله.
(اور اللہ سے اس کا فضل مانگو)

آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے اللہ سے دعا کرو۔''

ایک اور حدیث میں آپ کا فرمان ہے کہ:

''دعا کے لیے بارگاہِ خداوندی میں دست دعا دراز کرو۔''

ان کے علاوہ اور بھی اسی مضمون کی کئی احادیث ہیں، کبھی یہ خیال نہ کر کہ چونکہ میرا سوال شرف قبولیت حاصل نہیں کرتا اس لیے میں سوال بھی نہیں کروں گا بلکہ ہمیشہ اس سے مانگتا رہ! اس لیے کہ وہ چیز اگر تیرا مقسوم ہے تو تیری دعا کے بعد تجھے عطا کر دی جائے گی، اس وقت یہ عطا تیری توحید میں استقامت، مخلوق سے بے نیازی، ہر حال میں بارگاہِ خداوندی کی طرف رجوع اور اسی ذاتِ قدس سے تمام حاجات کی روائی کا باعث بن کر ایمان و یقین میں اضافہ کرے گی، اور اگر وہ چیز تیرا مقسوم نہیں ہے تو اس سے بے نیازی اور حالت فقر میں رضامندی کی دولت عطا کرے گا، اور اگر محتاجی اور مرض ہے تو تجھے اس میں بھی خوش رکھے گا، اگر قرض ہے تو قرض خواہ کو سختی سے نرمی اختیار کرنے یا تیری سہولت تک تاخیر کرنے یا معاف کرنے یا کم کر دینے پر مائل کر دے گا، ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں تو قرض تجھ سے ساقط نہ کیا جائے، لیکن تیرا سوال پورا نہ ہونے کی بناء پر آخرت میں تجھے ثوابِ عظیم عطا کر دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نہایت کریم، بے نیاز اور رحمت والا ہے اپنے سائل کو دنیا و آخرت میں ناامید نہیں کرتا، اس کا فائدہ انسان کو ضرور پہنچتا ہے دنیا میں لے چاہے عقبیٰ میں، حدیث میں آیا ہے کہ مومن قیامت کے روز اپنے نامۂ اعمال میں ایسی نیکیاں دیکھے گا جنھیں اس نے دنیا میں کیا ہی نہیں تھا، بلکہ اسے ان کا علم تک نہ ہوگا، اس وقت اس سے پوچھا جائے گا کہ ان نیکیوں کے بارے میں تجھے کوئی علم ہے؟ تو وہ انکار کرے گا! چنانچہ اسے بتایا جائے گا کہ یہ نیکیاں تیری ان دعاؤں کا بدلہ ہیں جو دنیا میں تو مانگتا رہا ہے! خیال رہے کہ یہ نیکیاں کیوں بن جاتی ہیں، اس کی چند وجوہ ہیں، سوال میں بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے، اس وقت خدا کی توحید کا تصور نکھر کر اُس کے سامنے ہوتا ہے، بندہ اس وقت مستحق دعا کے حقوق کی ادائیگی کر کے ایک چیز کو اپنے دائرہ کار میں ادا کر رہا ہوتا ہے، اور اپنی قوت و طاقت اور تکبر و بڑائی اور شرم کے مصنوعی پردوں سے نکل آتا ہے، یہ ساری باتیں نیک عمل ہیں، جن کا اللہ کے ہاں اجر و ثواب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

محفلِ ذکر

زیرِ نگرانی

امام خراساں تاجدار سلسلہ عالیہ سیفیہ، قیوم زماں

حضرت سیدنا و مرشدنا

اخندزادہ

سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی مبارک دامت برکاتہم العالیہ

زیرِ نگرانی

شیخ طریقت
عاشق ماہ رسالت مخدوم اہلسنت

شیخ العلماء حضرت **پیر میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی** دامت برکاتہم العالیہ

زیر صدارت

زیرِ تربیت حضرت صوفی میجر (ر) **محمد یعقوب محمدی سیفی**

ہفتہ وار محفل	بروز اتوار بعد از نماز مغرب تا عشاء
ماہانہ محفل	ہر ماہ پہلا اتوار بعد از نماز مغرب تا عشاء

بمقام آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ

تلکوال ..... خورشاب روڈ تلہ گنگ

منجانب

صوفی قاضی محمد اسد سیفی، سید حسنین شاہ سیفی، سید محمود الحسن شاہ سیفی
سید وحید شاہ سیفی، سید زاہد حسین شاہ سیفی

کتاب اللمع

سفر و حضر میں صوفیہ کے آداب

از افادات: الشیخ ابوالنصر سراج طوسی قدس سرہٗ
ترجمہ: پروفیسر سید اسرار بخاری

جنید علیہ الرحمہ کہتے ہیں: فقر آزمائشوں کا ایسا سمندر ہے جس کی ہر آزمائش کڑی ہے اور صاحب فقر کی علامت یہ ہے کہ جب وہ خود قوی ہوتا ہے اس کی محبت کمزور ہوتی ہے اور جب خود کمزور ہوتا ہے تو اس کی محبت قوی ہوتی ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ اپنی محبت پر قائم رہے۔

میں نے دُقی سے مصر میں اور انھوں نے ابوبکر زقاق کو مصر میں یہ کہتے سنا کہ چالیس برس سے فقراء کی صحبت میں رہ رہا ہوں مگر میں نے کبھی ان کو کسی سے کوئی مدد طلب کرتے ہوئے نہیں دیکھا اگر وہ ایسا کرتے بھی تھے تو صرف آپس میں ایک دوسرے سے یا پھر اس سے جو ان کا محبّ اور دوست ہوتا جس نے فقر میں تقویٰ و پرہیزگاری کو چھوڑا اس نے حرام محض کھایا۔

ابوعبداللہ ابن الجلاء کہتے ہیں کہ جس نے فقر کو پرہیزگاری کے ساتھ حاصل نہ کیا اس نے گویا انجانے میں حرام محض کھایا۔

فقیر صادق

سہل بن عبداللہ کا قول ہے: فقیر صادق تین باتوں پر کاربند رہتا ہے ایک یہ کہ ضرورت مند ہو تو مانگتا نہیں دوسرے یہ کہ کچھ مل جائے تو رَدّ نہیں کرتا اور تیسرے یہ کہ جب کوئی چیز مل جائے تو دوسرے وقت کے لیے بچا نہیں رکھتا۔

ایک صوفی نے کہا کہ فقیر صادق کی تین نشانیاں ہیں:

ا۔ کسی سے کچھ مانگتا نہیں۔۲۔ کسی سے تعرض نہیں کرتا۔۳۔ اگر کوئی اس سے الجھے تو خاموش رہتا ہے۔

سہل بن عبداللہ کہتے ہیں: تین خوبیاں فقیر کا لازمہ ہیں:

ا۔اپنے راز کی حفاظت۔۲۔فرائض کی ادائیگی۔۳۔فقر کا تحفظ

انتظارِ وصل

جنید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صاحب فقر ہر معاملے میں صبر کرسکتا ہے مگر وصل کی منزل تک پہنچنے کے لیے جو عرصہ حائل ہوتا ہے اس کے ختم ہونے تک صبر نہیں کرسکتا۔

مخصوص خصائل فقراء

ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقراء کی بارہ خوبیاں ہیں جو سفر و حضر میں ان میں موجود رہتی ہیں۔

ا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہر وعدے پر مطمئن رہتے ہیں۔۲۔خلق سے مایوس رہتے ہیں۔۳۔شیاطین سے دشمنی کو برقرار رکھتے ہیں۔۴۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف کان لگائے بیٹھے ہوتے ہیں۔۵۔ جملہ مخلوقات پر شفقت کرتے ہیں۔۶۔خلق کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں کو برداشت کرتے ہیں۔۷۔ جملہ مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ ۸۔صرف اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتے ہیں۔۹۔ معرفت خدا میں ہمہ وقت مشغول رہتے ہیں۔۱۰۔ ہمیشہ پاکیزہ رہتے ہیں۔۱۱۔ ان کا سرمایہ فقر ہوتا ہے۔۱۲۔ کمی بیشی، پسند ناپسند غرض اللہ کی جانب سے انھیں جو کچھ بھی پیش آئے اس پر شکر بجا لاتے ہیں اور پسندیدگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

کسی شیخ کا کہنا ہے جس نے ثواب فقر کے بدلے اللہ تعالیٰ سے فقر مانگا وہ فقیر ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوا اور جس فقیر پر اس کی عقل چھا گئی اس کی خوشیاں لٹ گئیں۔

صوفیا کا نظریہ ملکیت

فقراء کو اللہ کی جانب سے جو کچھ بغیر مانگے اور بلا طمع عطا ہو وہ اس کے بارے میں کبھی یہ نہیں کہتے کہ یہ میرا یہ تیرا۔ اور نہ ہی کبھی وہ یہ کہتے ہیں کہ میں تو تیرا ہو گیا مگر تو

میرا نہ ہوا یا میں اس طرح کرتا ہوں کہ کہیں اس طرح نہ ہو جائے یا میں یوں نہیں کرتا کہ کہیں یہ کام اس طرح نہ ہو جائے۔

ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ کہتے ہیں ہم ایسے شخص کی صحبت میں نہیں بیٹھتے تھے جو یہ کہتا کہ میرا جوتا اور میری چھاگل۔

جنید رحمۃ اللہ کے استاذ ابوعبداللہ احمد قلانسی رحمۃ اللہ نے کہا: میں بصرہ میں فقراء کی ایک جماعت سے ملا، وہ میرے ساتھ بڑی اچھی طرح پیش آئے ان کے ساتھ رہتے ہوئے ایک بار میرے منہ سے اتنا نکلا کہ میرا تہبند کہاں ہے؟ اور میں ان کی نظروں سے گر گیا۔

ابراہیم بن مولد الرقی رحمۃ اللہ نے کہا کہ میں طرطوس کے علاقہ میں داخل ہوا تو مجھے بتایا گیا کہ یہاں ایک مکان میں تمھارے بھائیوں کی ایک جماعت رہتی ہے۔ میں ان کے پاس گیا تو وہاں میں نے سترہ فقراء دیکھے اور میں نے انھیں اس حالت میں پایا کہ گویا ان کے سینوں میں بیک وقت ایک ہی دل دھڑک رہا تھا۔ ابوعبداللہ احمد قلانسی رحمۃ اللہ سے کہا گیا کہ آپ نے اپنے مسلک کی بنیاد کن چیزوں پر رکھی ہے؟ انھوں نے کہا: تین باتوں پر۔ ایک یہ کہ ہم کسی سے اپنا جائز حق بھی طلب نہیں کرتے، دوسری یہ کہ ہمیں زندگی بھر جو کچھ تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں، انھیں ہم اپنے اوپر ہی اٹھاتے ہیں۔

کسی صوفی نے کہا کہ ہمارے مسلک کی بنیاد تین چیزوں پر ہے:

۱۔ متابعت امر و نہی۔ ۲۔ فقر اختیار کرنا۔ ۳۔ خلق کے ساتھ شفقت سے پیش آنا۔

کسی شیخ کا قول ہے جب تم یہ دیکھو کہ فقیر حقیقت سے محض علم کی جانب آ جائے تو سمجھ لو کہ اس نے اپنا عزم توڑ دیا اور اس کی نیت فاسد ہو گئی۔

ابراہیم خواص رحمۃ اللہ کہتے ہیں: صوفیہ کے آداب میں یہ بات شامل نہیں کہ ان کا کوئی وسیلہ یا سبب ہو جس کی طرف وہ بوقت حاجت مندی رجوع کرتے ہوں یا وہ اپنے ہاتھوں یا زبان کو لوگوں سے مدد طلب کرنے کے لیے استعمال کریں۔

جنید علیہ الرحمہ نے کہا: فقراء سے ملتے وقت نرمی سے پیش آؤ نہ کہ علم کے ساتھ کیونکہ وہ نرمی سے مانوس اور علم سے نامانوس ہوتے ہیں (یعنی صوفیہ کے ساتھ بحث مباحثے سے احتراز کرنا چاہیے۔)

صوفیہ کے آدابِ صحبت

ابراہیم بن شیبان علیہ الرحمہ کہا کرتے تھے: ہم اس شخص کی صحبت اختیار نہیں کرتے جو یہ کہے کہ یہ میرا جوتا اور یہ میری چھاگل ہے۔

سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں آپ نے کہا جب ہم دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے گا تو دوسرا کس کی صحبت اختیار کرے گا۔لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ابھی سے اللہ کی صحبت اختیار کرلیں۔

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کس کی صحبت اختیار کروں۔ انھوں نے کہا: اس کی صحبت اختیار کرو جو بیماری میں تیری عیادت کرے اور اگر تجھ سے گناہ سرزد ہو تو وہ تجھے معاف کردے۔

معیارِ دوستی

ایک صوفی کا قول ہے کہ وہ شخص ہرگز تیرا دوست نہیں جسے تو کہے کہ چل اور وہ کہے کہاں؟

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ کی صحبت موافقت کے ساتھ، خلق کی صحبت باہمی خیر خواہی کے ساتھ، نفس کی صحبت مخالفت کے ساتھ اور شیطان کی صحبت عداوت و محاربت کے ساتھ اختیار کرو۔

احمد بن یوسف زجاجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دو ساتھیوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے وہ نور، جو یکجا ہوئے تو انھیں وہ کچھ نظر آنے لگا جو پہلے الگ الگ ہونے میں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بلاشبہ مخالفت ہر بے اتفاقی کی جڑ ہے۔ شیطان کے پاس باہمی مخالفت پیدا کرنا ایک ایسا حربہ ہے جس کے ذریعے وہ اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت و انس رکھنے والوں میں پھوٹ ڈالتا ہے۔

ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں پچاس برس صوفیہ کی صحبت میں رہا مگر ان کے اور میرے مابین کبھی مخالفت نہیں ہوئی۔ پوچھا گیا کہ وہ کس طرح؟ فرمایا: اس طرح کہ میں ہمیشہ اپنے نفس کی مخالفت کرکے ان کی حمایت کرتا رہا۔

جنید علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بداخلاق نیکوکار شخص کے مقابلہ میں مجھے ایک خوش خلق فاسق زیادہ عزیز ہے۔

اور آپ ہی نے مزید کہا: میں نے ابوحفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک شخص دیکھا جو اس قدر خاموش طبع تھا کہ بولتا نہ تھا۔ میں نے اس کے ساتھیوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بتایا یہ شخص ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہتا ہے اور ہماری خدمت کرتا ہے۔ اس نے ابوحفص پر ایک لاکھ درہم خرچ کیے ہیں اور ایک لاکھ درہم زید قرض لے کر ان پر خرچ کر چکا ہے، صرف اس لیے کہ وہ اسے ایک لفظ بولنے کی اجازت دیں۔

ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ابوعلی سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا۔ وہ مجھے توحید اور علم الحقایق سکھاتے تھے اور میں انھیں ان کے فرائض یاد دلاتا تھا۔

ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نوعمر لڑکا تھا کہ میں نے ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھنا چاہا مگر انھوں نے مجھے دھتکار کر کہا کہ میرے پاس مت بیٹھو۔ مجھے کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی اور ان کی طرف منہ کر کے پشت کی جانب چل پڑا۔ حتیٰ کہ میں باہر آ گیا۔ اس روز کے بعد میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ ان کے دروازے پر ایک کنواں کھود کر اس میں بیٹھ جاؤں اور ان کی اجازت کے بغیر اس سے نہ نکلوں جب انھیں اس کا علم ہوا تو قریب بیٹھا کر پیار کیا اور اس روز سے مجھے اپنا مرید خاص بنا لیا۔ ان کی یہ شفقت مجھ پر ان کے انتقال تک برقرار رہی۔

میں نے ابن سالم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ میں ساٹھ برس تک سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا ایک روز میں نے عرض کیا: میں نے آپ کی خدمت میں ساٹھ برس گزار دیے مگر آپ نے آج تک مجھے وہ اولیاء و ابدال نہیں دکھائے جو آپ کے پاس آتے رہتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: تم ہی تو ہر روز انھیں میرے پاس اندر لاتے رہتے ہو۔ کیا تو نے وہ شخص میرے پاس نہیں دیکھا جس کی پٹی بندھی تھی اور مسواک بھی اس کے پاس تھی، اور وہ تم سے باتیں کر رہا تھا، وہ انہی ابدالوں میں سے تھا۔

ابراہیم شیبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم ابوعبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے، اس وقت ہم جواں سال تھے، وہ ہمیں اپنے ساتھ دشوار گزار صحراؤں کے سفر پر لے

جایا کرتے تھے، ان کے پاس ایک شیخ حسن رحمۃ اللہ نامی بھی رہا کرتے تھے۔ اس شیخ نے ستر برس تک ان کی خدمت کی تھی ہم میں سے جس سے بھی کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو اسی حسن رحمۃ اللہ علیہ نامی شیخ کی سفارش سے وہ ہمیں معاف کر دیا کرتے تھے۔

سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ انھوں نے ایک بار اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے کہا: اگر تم درندوں سے ڈرنے والے ہو تو میری صحبت اختیار مت کرو۔

یوسف بن حسین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ میں نے ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: میں کس کی صحبت اختیار کروں؟ فرمایا: اس کی جس سے تم وہ تمام باتیں پوشیدہ نہ رکھو جنھیں اللہ جانتا ہے۔

کوئی شخص ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کرتا تو وہ ان سے تین شرائط پوری کرنے کو کہتے۔ ایک یہ کہ خدمت وہ خود کریں گے، دوسری یہ کہ اذان بھی وہی دیں گے اور تیسری یہ کہ جو کچھ اللہ ان کو عطا کرے گا اس میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے۔ ایک روز ان کے ایک ساتھی نے کہا: میں آپ کی ان شرائط کو مکمل نہیں کر سکتا۔ آپ نے کہا: مجھے تیرا سچ بولنا پسند آیا۔

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ باغوں کی رکھوالی اور فصل کی کٹائی کر کے کماتے اور اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتے۔ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص میری صحبت میں بیٹھا مگر وہ مجھے ناگوار گزرا، میں نے اسے کپڑے وغیرہ تحفتہً دیے تاکہ میرے دل میں جو بوجھ ہے وہ زائل ہو جائے، مگر ایسا نہ ہو سکا پھر میں ایک روز اسے اپنے گھر لے گیا اور اس سے کہا: اپنا پاؤں میرے رخسار پر رکھ دے، اس نے انکار کیا مگر میں نے کہا کہ ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔ اس پر اس نے اپنا پاؤں میرے رخسار پر رکھ دیا۔ اس سے میرے دل میں اس کے لیے جو ناگواری تھی زائل ہو گئی۔

مذکورہ بالا حکایت مجھ سے دُقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی۔ اور انھوں نے کہا کہ میں نے یہ حکایت جاننے کے لیے شام سے حجاز کا سفر کیا تاکہ وہاں ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ سے اسے سن لوں۔

ابو علی رباطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ مروزی کی صحبت اس وقت

اختیار کی جبکہ وہ صحرا میں زادِ راہ کے بغیر سفر کر رہے تھے۔ انھوں نے مجھ سے کہا: کیا تم امیر بننا پسند کرو گے؟ یا میں امیر بنوں؟ میں نے کہا: آپ امیر ہوں گے۔ انھوں نے کہا: اگر ایسا ہے تو تمھیں پھر ہر حکم ماننا ہوگا۔ میں نے جواب دیا: مجھے منظور ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ایک تھیلا لیا اور اس میں زادِ راہ بھر کر اسے اپنی پیٹھ پر اٹھالیا۔ میں نے کہا: مجھے دیجئے! میں اٹھا لیتا ہوں اس پر انھوں نے مجھے یاد دلایا کہ کیا میں امیر نہیں اور تم پر میرا ہر حکم ماننا لازم نہیں؟ سفر کرتے کرتے رات پڑ گئی اور ہمیں بارش نے آ لیا تو وہ ساری رات میرے سر پر چادر تان کر بارش روکے کھڑے رہے اور میں بیٹھا رہا۔ اس وقت میری حالت یہ تھی کہ کاش! میں یہ کہتا ہی نہ کہ وہ میرے امیر بنیں۔ آپ نے مجھ سے اس سفر کے دوران یہ بھی کہا: جب کوئی تیری صحبت اختیار کرے تو اس سے ویسا ہی سلوک کرنا جو میں نے تمھارے ساتھ کیا۔ سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے: تین طرح کے لوگوں کی صحبت سے بچو۔ ایک غافل ظالم دوسرے خوشامدی اور تیسرے جاہل صوفیہ۔

علمی مذاکرات اور آدابِ صوفیہ

میں نے احمد بن علی وجیہی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انھوں نے اپنے والد ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ صرف بحث برائے بحث سے استفادے کے دروازے بند اور باہمی خیر خواہی کی غرض سے بحث کرنے سے استفادے کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: جس نے بولنے والے کی خاموشی سے فائدہ حاصل نہ کیا وہ اس کی گفتگو سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صوفیہ دل کی بات سے زبان کی تجاوز کو ناپسند کرتے ہیں۔

ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ادب و انصاف کا تقاضا ہے کہ تصوف سے متعلق کوئی صوفی اس وقت تک کوئی گفتگو نہ کرے جب تک اس سے اس کے بارے میں پوچھا نہ جائے۔

ابو تراب نخشی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ابو جعفر بن مرجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے بیس برس

تک کبھی کوئی مسئلہ اس وقت تک نہیں پوچھا جب تک کہ پہلے میں عملاً اس کو پوچھنے کے قابل نہ ہوتا۔

ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: تصوف پر گفتگو اسی شخص کو کرنی چاہیے جو اپنی خاموشی پر عذاب سے ڈرتا ہو۔ (یعنی جب اس کے لیے گفتگو کرنی ضروری ہو جائے)

ایک شخص ابو عبداللہ، احمد بن یحییٰ الجلاء رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور ان سے توکل کے بارے میں پوچھا۔ اس وقت ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اور صوفیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے سائل کو جواب نہ دیا اور گھر چلے گئے اور وہاں چار دانق (چھوٹے سکے) جو ان کے پاس تھے لاکر ان حاضرین میں تقسیم کر دیے، اس کے بعد انھوں نے سائل کو جواب دیا۔ ان سے جب ان کے اس عمل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے اللہ سے شرم آتی تھی کہ گھر میں چار دانق رکھ کر توکل پر گفتگو کروں۔

ابو عبداللہ مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن یزدانیار رحمۃ اللہ علیہ سے مسائل تصوف پر گفتگو کرتے ہوئے کہا: مجھے تمام لوگوں کے ہاں فقط غیب کے بارے میں کچھ باتیں ہی سننے کو ملیں ممکن ہے کہ وہ غیب آپ ہوں۔ انھوں نے مجھے کہا: جو کچھ تم نے کہا ایک بار پھر کہو، میں نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔

ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علم تصوف کے مسائل پر بحث کرنے کا حق صرف اُسے حاصل ہے جو اس کی تعبیر پر قادر ہو اور تصوف سے متعلق نظریے کو بیان کرے پہلے وہ خود اس کے عملی پہلو سے گزر چکا ہو۔

ابو جعفر صدلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک شخص نے ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مسئلہ پوچھا اور وہ گفتگو کے دوران میں اللہ کا حوالہ دیتا تو اشارے کرتا۔ اس پر ابو سعید نے اس سے کہا: ہم تمہاری بات کو بلا اشارہ بھی سمجھ سکتے ہیں۔ اکثر لوگ اللہ کی جانب اشارہ کرتے ہیں اور وہ اللہ سے کتنے ہی دور ہوتے ہیں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس آسمان کے نیچے کوئی علم، علم تصوف سے بڑھ کر ہوتا تو میں اس کی اور اس کے جاننے والوں کی طرف دوڑا ہوا جاتا اور سیکھ لیتا، اور اگر یہاں کوئی وقت صوفیہ کے اوقات سے بہتر ہوتا تو میں اس کو حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ

فروگذاشت نہ کرتا۔

آپ نے مزید فرمایا: میں نے کوئی گروہ علماء کا ایسا نہیں دیکھا جو گروہِ صوفیہ سے زیادہ فضیلت رکھتا ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو میں ہرگز صوفی علماء کی صحبت اختیار نہ کرتا۔

ابو علی رود باری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمارا یہ علم اشاراتی ہے جب بھی یہ عباراتی ہوا تو بے معنی ہو گیا۔

ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو حاتم عطار رحمۃ اللہ علیہ بصرہ میں تھے تو مجھ تک ان کی فضیلت کا چرچا پہنچا اور میں مصر سے انھیں ملنے کے لیے بصرہ روانہ ہوا۔

بصرہ پہنچ کر جامع مسجد میں داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ابو حاتم عطار رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے درمیان بیٹھے گفتگو کر رہے ہیں۔ مجھے دیکھنے کے بعد پہلی بات جو ان کی زبان سے نکلی وہ یہ تھی کہ میں ایک شخص کے لیے بیٹھا ہوں وہ کہاں ہے؟ اور میرا اس شخص سے کیا تعلق ہے؟ پھر میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: کیا وہ شخص تم ہو؟ پھر فرمایا: اللہ نے صوفیہ کو جس (راز کے) قابل سمجھا تھا اس سے مطلع کر دیا جو کچھ ان پر لازم کیا اس کی انجام دہی میں ان کی مدد فرمائی، اور جو کچھ ان کے لیے پیش کیا انھیں اس سے بے خبر رکھا، الغرض وہ اسی کے ساتھ اور اسی کے لیے عبادت کرتے ہیں اور اس سے اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر ہمارا یہ علم (علم تصوف) گندگی کے ڈھیر پر پڑی ہوئی کوئی چیز ہوتی تو صوفیہ اپنی معینہ مقدار کے مطابق اس میں سے اپنا حصہ نہ لیتے (یعنی علم تصوف کوئی ایسی عام شے نہیں کہ ہر کہ و مہ بے تحاشا اس سے جھولی بھرتا پھرے)

شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اہل مجلس سے کہا: تم منتخب لوگ ہو تمھارے لیے جنت میں نور کے منبر بنائے جائیں گے، حتیٰ کہ فرشتے بھی تم پر رشک کریں گے۔ کسی نے پوچھا، کس عمل کے بدلے یہ مقام ملے گا۔ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ یہ علم تصوف پر آپس میں تبادلہ خیالات کیا کرتے ہیں۔

میں نے جعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ سے انھوں نے جنید رحمۃ اللہ علیہ سے سنا اور انھوں نے کہا کہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ جامع مسجد میں تیرے پاس ایک

جماعت بیٹھتی ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں، وہ میرے بھائی ہیں، ہم سب مل کر تصوف سے متعلق باتیں کرتے ہیں اور اس طرح سے ایک دوسرے سے استفادہ کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا: اے ابوالقاسم! افسوس ہے کہ تو بے کار لوگوں کا مرکز بن گیا ہے۔

جنید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مذکور ہے کہ انھوں نے کہا: جب کبھی سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ مجھے فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں تو وہ مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھتے ہیں۔ ایک روز انھوں نے مجھ سے پوچھا: اے لڑکے! شکر کسے کہتے ہیں؟ میں نے غرض کیا: شکر یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کے بدلے اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ ان کو میری یہ بات بہت پسند آئی اور کہا: شکر کی تعریف کس طرح کی ذرا پھر سے کہو۔

مذکورہ بالا حکایت ہم نے ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے جنید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھی ہوئی پائی ہے۔

سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مذکور ہے کہ ان سے مسائل تصوف پوچھے جاتے تو کچھ نہ بولتے، ایک عرصے کے بعد انھوں نے اس سلسلے میں گفتگو شروع کی تو پوچھا گیا کہ پہلی خاموشی کا کیا سبب تھا، فرمایا: اس وقت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے ان کے ہوتے ہوئے میں احتراماً اس موضوع پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر مجھے یہ علم ہو جاتا کہ مکہ میں کوئی شخص ایسا ہے جو مجھے علم تصوف میں ایک لفظ کا فائدہ پہنچائے تو مجھ پر یہ لازم ہوتا کہ چاہے ہزار فرسنگ پیدل چل کر جانا ہوتا تب بھی میں جاتا اور اس سے وہ ایک لفظ بھی سن کر آتا۔

کلمہ فناء کا خمار

ابوبکر زقاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے جنید رحمۃ اللہ علیہ سے فناء کے متعلق صرف ایک لفظ سنا جس کا خمار چالیس برس کے بعد بھی نہیں اترا۔

میں نے دقی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ مذکورہ بالا حکایت زقاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا کرتے تھے۔ میں نے دقی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا انھوں نے کہا: ابوعبداللہ ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ



سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد کے چیف ایڈیٹر اور نامور صحافی

جناب ملک محبوب الرسول قادری

کو دنیائے اسلام کے عظیم روحانی پیشوا حضرت صدر المشائخ



شاہِ خراسان

پیر سیف الرحمٰن ارچی مدظلہ العالی

کی حیات مبارکہ میں ہی عظیم الشان وقیع اور ضخیم

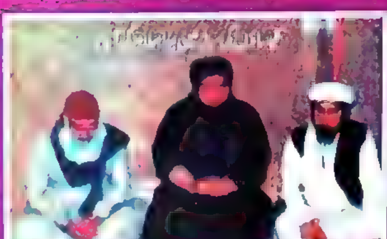
......حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمان نمبر......

شائع کرنے پر

مبارکباد پیش

کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ ان کو مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین



پیر طریقت مبلغ یورپ

صوفی عبدالمنان سیفی

منجانب

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ جہلم



کے والد کا نام، جلاء، کیوں رکھا گیا؟ تو فرمایا: وہ لوہے کو صیقل کرنے والے جلاء (لوہے کو صیقل کرنے والا) نہیں تھے، بلکہ وہ ایسے جلاء تھے جو دلوں سے گناہوں کا زنگ اتار کر انھیں صیقل کر دیتے تھے۔

حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ اس دنیا میں معزز ترین وہ عالم ہے جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور وہ صوفی عارف باللہ ہے جو اپنی حقیقت بیان کرتا ہے۔

میں نے ابن علوان رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی ایسا سوال کرتا جو پوچھنے والے کے فہم سے بالا ہوتا تو جواباً فرماتے: لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اگر سائل پھر سوال کرتا تو فرماتے: حسبنا اللہ و نعم الوکیل.

ابوعمروز جاجی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب تو کسی شیخ کی مجلس میں بیٹھے اور وہ مسائل تصوف پر گفتگو کر رہے ہوں اور اس دوران میں تجھے قضائے حاجت کی شدید ضرورت پڑے تو بہتر ہے کہ تو وہیں بیٹھے ہوئے ہی فارغ ہولے کیونکہ گندگی کو تو پانی سے دھویا جا سکتا ہے مگر اٹھ کر باہر جانے سے جو علمی منفعت کا نقصان ہوگا اس کی تلافی زندگی بھر نہیں ہوسکتی۔

جنید کہتے ہیں کہ میں نے ابن کرینی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ایک شخص جو علم تصوف سے متعلق ایک موضوع پر گفتگو کر رہا ہو مگر عملاً اس سے دور ہو تو کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ ایسا شخص خاموش رہے یا چاہیں گے کہ وہ گفتگو کر لے؟ ابن الکرینی نے کچھ دیر سوچا اور کہا اگر وہ شخص آپ ہیں تو آغازِ کلام کیجئے۔

علم علماء

ابوبکر شبلی فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا اس علم کے بارے میں کیا خیال ہے جس کے سامنے علماء کا علم فقط تہمت ہے۔

سری سقطی کہتے ہیں: جس شخص نے صرف علم سے اپنی شخصیت کو سجائے رکھا اس نے اپنی نیکیوں کو بدیوں سے بدل لیا۔

تعرف

تصوف کی خصوصیات اور بعض اصطلاحات

عقیدۂ توحید اور صفات باری تعالیٰ (صوفیہ کی نظر میں)

از تبرکات: امام ابوبکر محمد بن ابواسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب البخاری الکلابادی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ، سابق شیخ الجامعہ بہاولپور

توحید کے بارے میں صوفیہ کے اقوال کی تشریح

تمام صوفیہ کا اجماع ہے کہ اللہ ایک ہے، تنہا ہے، منفرد ہے، بے نیاز ہے قدیم ہے، عالم ہے، قادر ہے، زندہ ہے، سمیع ہے، بصیر ہے، غالب ہے، عظیم ہے، جلیل ہے، کبیر ہے، سخی ہے، مہربان ہے، بہت بڑا ہے، جبار ہے، باقی ہے، اوّل ہے، معبود ہے، سردار ہے، مالک ہے، پروردگار ہے، رحمٰن ہے، رحیم ہے، ارادہ کرنے والا ہے، حکیم ہے، متکلم ہے، خالق ہے، رازق ہے اور ان تمام صفات سے متصف ہے جو اس نے اپنی بیان کی ہیں اور ان تمام ناموں سے موسوم ہے جو اس نے اپنے لیے مقرر کر رکھے ہیں وہ اپنے ناموں اور صفات کے ساتھ ازل سے ہے اور وہ کسی لحاظ سے بھی مخلوق کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا۔ نہ اس کی ذات دیگر ذاتوں سے مشابہت رکھتی ہے، نہ اس کی صفات۔ تمام وہ امور جن سے مخلوق کے حادث ہونے کا پتا چلتا ہے۔ ان کا اس پر اطلاق نہیں ہوسکتا۔ وہ ازل سے ہے سب سے پہلے ہے اور تمام مخلوق کے پہلے ہی سے موجود ہے۔ اس کا وجود ہر چیز سے پہلے ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی قدیم ہے اور نہ اس کے سوا کوئی معبود، نہ وہ جسم ہے، نہ شبح، نہ صورت، نہ وجود، نہ جوہر اور نہ عرض، نہ وہ جمع ہوتا ہے اور نہ متفرق۔ نہ متحرک ہے اور نہ ساکن، اس میں کمی یا بیشی نہیں ہوسکتی، اس کے نہ اجزا ہیں نہ حصے، اس کے نہ جوارح ہیں نہ اعضا، نہ اس کی کوئی جہت ہے نہ مکان، اس پر آفات کا اثر نہیں پڑ سکتا اور نہ اسے اونگھ آتی ہے، نہ اس پر وقت کا اثر ہوتا ہے اور نہ اشارے اسے معین کر سکتے ہیں۔ اسے کوئی

مکان نہیں گھیر سکتا اور زمانہ کا اس پر اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اسے کوئی چھو نہیں سکتا۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ عزلت گزین ہے اور نہ وہ کسی جگہ میں حلول کیے ہوئے ہے۔ نہ فکر اس کا احاطہ کر سکتی ہے اور نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں۔ بصارت اسے پا نہیں سکتی۔

ایک بڑے صوفی نے اپنے کسی کلام میں کہا ہے: نہ تو اس سے پہلے قبل تھا اور نہ بعد کا لفظ اسے منقطع کر سکتا ہے۔ نہ اس سے پہلے "من" کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں اور نہ "عن" اس سے موافقت کھاتا ہے اور نہ "الی" کا اس سے جوڑ ہے۔ "فی" اس میں نہیں اتر سکتا اور اذ اور اذا اس سے موافقت نہیں کھاتے، اور نہ ہی "ان" اس کے ساتھ مشاورت کر سکتا ہے۔ "فوق" کا لفظ اس پر سایہ فگن نہیں ہو سکتا اور نہ تحت اسے اوپر اٹھا سکتا ہے اور نہ "حذاء" اسے کسی کا بالمقابل بنا سکتا ہے اور نہ "عند" اس کے ساتھ ٹکرا سکتا ہے اور نہ "خلف" کے لفظ کا اس کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ نہ "امام" اسے محدود کر سکتا ہے اور نہ "قبل" اسے ظاہر کر سکتا ہے اور نہ "بعد" اسے ختم کر سکتا ہے۔ "کل" کہنے سے وہ جمع نہیں ہو سکتا اور نہ "کان" سے موجود ہو سکتا ہے۔ "لیس" اسے ناپید نہیں کر سکتا اور کوئی پوشیدگی اسے مستور نہیں کر سکتی۔ اس کی قدامت ہر حدوث سے پہلے سے ہے اور اس کا وجود ہر عدم سے قدیم ہے۔ اس کا ازل ہر قسم کی غایت سے پہلے کا ہے اگر تم "متی" کہو تو اس کی ذات وقت سے بھی پہلے کی ہے اور اگر "قبل" کہو تب بھی "قبل" اس کے بعد ہی گا۔ اگر ھو کہو تو ھاء اور واو دونوں اس کی مخلوق ہیں اور اگر "کیف" کہیں تو اس کی ذات اس قدر پوشیدہ ہے کہ اس کا وصف بیان کیا جا سکے۔ اگر "این" کہو تو اس کا وجود کون و مکان سے بھی پہلے کا ہے۔ اگر "ماھو" کہو تو اس کی حقیقت تمام اشیاء سے مختلف ہے۔ سوائے ذات باری کے بیک وقت دو صفتیں کسی کے اندر جمع نہیں ہو سکتیں مگر پھر بھی یہاں تضاد نہ پایا جائے گا۔ چنانچہ وہ باوجود ظاہر ہونے کے پوشیدہ اور باوجود پوشیدہ ہونے کے ظاہر ہے لہٰذا وہ ظاہر بھی ہے، باطن بھی، قریب بھی ہے بعید بھی، مگر اس طرح مخلوق اس کے ساتھ مشابہ نہیں ہو سکتی۔ اس کے افعال اس طرح نہیں کہ وہ (مخلوق کی طرح) بذات خود کرے۔ اس کا سمجھانا اس طرح نہیں ہوتا کہ آمنے سامنے ہو۔ اس کا ہدایت کرنا بدون اشارہ کے ہوتا ہے۔ کسی کی ہمت اسے کھینچ نہیں سکتی اور نہ افکار اس کے اندر گھس سکتے ہیں۔ اس کی ذات کو کیفیت کے

ساتھ متصف نہیں کیا جا سکتا اور نہ اسے کسی فعل کا مکلف قرار دیا جا سکتا ہے۔ صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور ہمارے ظن اس پر ہجوم نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کی صفات غیر تغیر پذیر ہیں اور اس کے اسماء غیر مبدل، وہ ازل سے اسی طرح ہے اور ابد تک اسی طرح رہے گا۔ وہ اوّل بھی ہے آخر بھی، ظاہر بھی ہے باطن بھی اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس کی کوئی مثال نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے۔

صفات باری تعالیٰ کے متعلق اُن کے اقوال

تمام صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صفات کا ہونا حقیقی طور پر ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے متصف ہیں مثلاً علم، قدرت، قوت، عزت، حلم، حکمت، کبریائی، جبروت، حیات، قدم، ارادہ، مشیت اور کلام، نیز یہ کہ یہ صفات نہ جسم ہیں نہ عرض اور نہ جوہر جس طرح کہ اس کی ذات نہ جسم ہے نہ عرض نہ جوہر۔ نیز کہ اللہ کے درحقیقت کان، آنکھ، چہرہ اور ہاتھ ہیں مگر یہ مخلوق کے کان، آنکھ، ہاتھ اور چہرہ کی طرح نہیں ہیں۔ ان کا اس پر بھی اجماع ہے، کہ یہ اللہ کی صفات ہیں اور یہ نہ جوارح ہیں نہ اعضاء اور نہ اجزاء، اس بات پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ یہ صفات بعینہٖ ذات باری نہیں ہیں اور نہ ہی یہ غیر باری تعالیٰ ہیں۔ ان صفات کے ثابت کرنے سے یہ مقصد نہیں کہ باری تعالیٰ ان کا محتاج ہے اور یہ کہ وہ ان کی مدد سے اشیاء کو محسوس کرتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کی ضد کی نفی کی جائے اور ان صفات کو ثابت کیا جائے۔ نیز کہ یہ صفات باری تعالیٰ کے ساتھ قائم ہیں۔

علم کا یہ مطلب نہیں کہ جہل کی نفی کی جائے اور نہ قدرت سے یہ مراد ہے کہ عجز کی نفی کی جائے، بلکہ اس سے مراد علم اور قدرت کا ثابت کرنا ہے۔ اگر باری تعالیٰ نفی جہل کی وجہ سے عالم کہلاتا ہوتا یا نفی عجز سے قادر تو جمادات بھی نفی جہل کی وجہ سے عالم اور نفی عجز کی وجہ سے قادر کہلاتے، یہی حکم تمام صفات کا ہے، اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے موصوف کرنے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ ہم نے اس کی تعریف کر دی ہے بلکہ ہمارا اس کو موصوف گردانتا ہماری ہی تعریف وصفت ہے اور یہ وصف اس صفت کا بیان ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے۔ جس نے یہ کہا اللہ کی صفت بیان کرنے سے اس کی تعریف ہو گئی بدون اس کے کہ وہ اللہ کے لیے درحقیقت کسی صفت کو ثابت کر رہا ہے۔ وہ درحقیقت اللہ پر افترا باندھ

رہا ہے اور اس کے لیے ایسا وصف بیان کر رہا ہے جو اس میں نہیں۔ یہ صفت بیان کرنا ذکر کی طرح نہیں ہے کہ ذکر کرنے سے غیر کو مذکور کہا جائے۔ اس لیے کہ ذکر ذاکر کی صفت ہے مذکور کی نہیں۔ مذکور کو ذاکر کے ذکر کرنے کی وجہ سے مذکور کہا جاتا ہے برخلاف وصف کے کہ واصف کے وصف کی وجہ سے موصوف موصوف نہیں کہلاتا اگر ایسا ہوتا تو جو اوصاف مشرکین اللہ کے لیے بیان کرتے اللہ کی صفات بن جاتے مثلاً اللہ کے لیے بیوی کا ہونا، اولاد، اور مثل حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو ان اوصاف سے منزہ قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے:

سُبْحَانَهٗ و تَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ.

لہٰذا اللہ تعالیٰ ان صفات سے موصوف ہے جو اس کی ذات سے قائم ہیں۔ اس سے جدا نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِهٖ (یہ اللہ کے علم میں سے کسی بات کا احاطہ نہیں کر سکتے) نیز فرمایا: اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ (اللہ نے اسے اپنے علم کے ساتھ اتارا ہے) نیز فرمایا: وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ (جو مادہ حاملہ ہوتی ہے یا بچہ جنتی ہے اس کا علم اسے ہوتا ہے)

نیز فرمایا: ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِیْنِ (مضبوط قوت والا ہے) اور فرمایا: ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (وہ بڑے فضل والا ہے) اور فرمایا فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا (تمام قوت و غلبہ اللہ کا ہی ہے) اور فرمایا ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (وہ جلال و بزرگی والا ہے)

صوفیہ کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ صفات باری تعالیٰ نہ تو ایک دوسرے کی غیر ہیں اور نہ مثل چنانچہ ہم (یہ نہیں کہہ سکتے کہ) اس کا علم اور قدرت ایک ہی چیز ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے سے متغائر ہیں۔ یہی بات دیگر صفات کے متعلق کہی جائے گی۔ مثلاً سمع، بصر، چہرہ اور ہاتھ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع اور بصر نہ ایک ہی چیز ہیں اور نہ ایک دوسرے کی غیر بعینہ اسی طرح جس طرح صفات باری تعالیٰ نہ خدا ہیں اور نہ غیر خدا۔

صوفیہ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ ''آتا ہے'' اور ''نازل'' ہوتا ہے۔ جمہور صوفیہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں اللہ کی صفات ہیں مگر اس طرح جس طرح اس کی ذات کے شایان ہو اور جس طرح ان الفاظ کی روایت ہے اور جس طرح ان کی تلاوت کی

جاتی ہے اس سے زیادہ ان کی تشریح نہ کی جائے گی۔ ہم پر تو ان پر ایمان لانا واجب ہے نہ کہ ان پر بحث کرنا۔

محمد بن موسیٰ واسطی فرماتے ہیں۔ جس طرح ذات باری کی کوئی علت نہیں اسی طرح صفات باری کی بھی کوئی علت نہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی صمدیت کا اعلان اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کے حقائق پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

بعض صوفیہ نے "اتیان و نزول" کی تاویل کی ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "آنے" سے مراد یہ ہے کہ وہ جو چاہتا ہے جہاں چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور "نزول" سے مراد توجہ، قرب اور کرامت ہے اور "بعد" سے مراد کسی کو رسوا کرنا ہے۔ اسی طرح دیگر "صفات متشابہات" کا حکم ہے۔

برصغیر کے خطہ میں حضرت مجدد الف ثانی کے نقش ثانی حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن قدس سرہ کی مسلک اہلسنّت والجماعت اور فقہ حنفی کی ترویج کی کوشش اور آپ کی صحبت سے بدعقیدہ اور غیر مسلم لوگوں کا صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہو کر سنت نبوی پر عمل پیرا ہونا یہ ظاہر کرتا ہی کہ آپ ایک باکمال شیخ اور صوفی ہیں اور آپ نے سلسلہ تصوف کو ہی پوری مہم کا ذریعہ بنایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ تجدید و احیاء دین کا کام حکومت انقلاب کے سیاسی منصوبوں اور پروگراموں اور پولیٹیکل پارٹیوں کی طرز کی کوئی دینی پارٹی بنائے بغیر بھی ہوسکتا ہے اور ہوا ہے اور انشاء اللہ العزیز ہوتا رہے گا۔

اگر اللہ توفیق دے تو دین کے وہ سب دردمند جو کفر و الحاد اور مادہ پرستی کے عالم غلبہ کی وجہ سے (خاص کر ان ملکوں میں جنہیں اسلامی ممالک کہا جاتا ہے) احیاء دین کی جدوجہد کے معاملہ میں اپنے آپ کو بالکل بے بس دست و پا سمجھ رہے ہیں۔ وہ حضرت اخند زادہ مبارک کی صحبت اور طریق کار سے بہت کچھ رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طریقہ کار کے لیے ہر جگہ اور ہر وقت راستہ کھلا ہے لیکن جن کی تشفی صرف وقت کے چلتے ہوئے سیاسی نعروں سے ہی ہوسکتی ہے ان کا کوئی علاج نہیں۔ قل کل یعمل علی شاکلتہ فربکم اعلم بمن ھو اھد سبیلا۔

(جناب پروفیسر محمد نواز ڈوگر پنجاب یونیورسٹی لاہور)

لشعر

یا الٰہی من دوست را دارم اغیار نمیخواہم

بغیر تو دل بُردی دلدار نمیخواہم

ای دی تو مرا یار بغیر تو چون گویم

تو دانی و من دانم اظہار نمیخواہم

ابر گریان باغ را خندان کند

صحبت مردانت ز مردان کند

محبت باعث رسوائی عالم میگردد | اگر جبریل برام عشق افتد خار میگردد

گر تو خواہی جذبہ [illegible] دامن مرد خدا آور بدست

سالکی جذبہ خود آگاہ نیست

واقف این منزل این راہ نیست

شاہ خراسان حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کے دست مبارک کی
ایک نادر تحریر...... جو اُن کے ذوقِ سخن کی بھی آئینہ دار ہے۔

آدابُ المریدین

صوفیہ کے بعض معمولات اور تصوف سے متعلق نظریہ

از: شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی قدس سرہٗ (۵۶۳۴ھ) ترجمہ: محمد عبدالباسط

تلاوتِ قرآن اور شعر خوانی اور سماع کے احکام

صوفیہ نے اجماع کیا ہے کہ قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ وہ معنی میں خلل پیدا نہ کرے کیونکہ آپ نے فرمایا:

''قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔''

نیز آپ نے فرمایا ''ہر چیز کا ایک زیور ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔''

وہ قرآن کو توڑ توڑ کر پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ قصائد اور اشعار کے متعلق ان کا مسلک وہی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ سے شعر کے متعلق استفسار کرنے پر فرمایا ''وہ ایسا کلام ہے جس کا اچھا اچھا اور برا برا ہے۔''

اچھا شعر وہ ہے جس میں کچھ موعظت و حکمت ہو اور اللہ کی نعمتوں اور سرفرازیوں کا ذکر اور پاک لوگوں اور پرہیز گاروں کے اوصاف بیان کیے گئے ہوں۔ اس کا سننا حلال ہے لیکن جس چیز میں ٹیلوں اور منزلوں اور زمانوں اور قوموں کا ذکر ہو اس کا سننا مباح ہے لیکن جس میں ہجو اور فضول باتوں کا ذکر ہو اس کا سننا حرام ہے۔

اور جس میں معشوق کے خدوخال اور اوصاف و خصائل کا بیان ہو جو طبیعت نفس کے موافق ہو تو وہ مکروہ ہے مگر وہ عالم ربانی کے لیے جائز ہے جو طبیعت اور شہوات اور الہام اور وسوسہ میں تمیز کر سکتا ہو اور اس نے ریاضتوں اور مجاہدوں سے اپنے نفس کو مار دیا ہو اور اس کی بشریت کی آگ بجھ گئی ہو اور خواہشات فنا ہو گئے ہوں۔ اور صرف نفس کے حقوق باقی رہ گئے ہوں جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ.'' (پس میرے بندوں کو بشارت دو جو بات سنتے ہیں اور اچھی

بات کی پیروی کرتے ہیں) اور جس کی صفت یہ ہو اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے نزدیک تعریف اور مذمت اور دینا اور نہ دینا، جفا اور وفا سب برابر ہو جاتے ہیں۔

بعض مشائخ سے سماع کے بارہ میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا ''اہل حقائق کے لیے مستحب ہے۔ عبادت گزاروں اور پرہیزگاروں کے لیے مباح ہے اور نفس پروروں اور خواہشات کی پیروی کرنے کے لیے مکروہ ہے۔''

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا:

''ہر وہ چیز جو بندہ کو اپنے رب کے سامنے حاضر کرے مباح ہے۔'' کیونکہ اچھی آواز بذاتِ خود محمود ہے۔ اس آیت **یزید فی الخلق مایشاء** (زیادہ کرتا ہے وہ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے) کے بارے میں کہا گیا ہے وہ اچھی آواز سے متعلق ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اچھی آواز دل میں داخل نہیں ہوتی بلکہ دل میں جو کچھ ہے اس کو حرکت میں لاتی ہے۔

پھر اہل سماع کے حالات بوقت سماع مختلف ہوتے ہیں بعض پر بحالت سماع خوف وحزن اور شوق کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ رونے چیخنے اور پکارنے اور کپڑے پھاڑنے لگتا ہے اور بے ہوشی اور اضطراب و بے قراری کی حالت اس پر طاری ہو جاتی ہے اور ان میں سے بعض پر امید اور فرحت اور بشارت کا غلبہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ رقص وطرب کرتا ہے اور تالیاں بجانے لگتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے روایت ہے کہ انھوں نے سکینہ کا استقبال رقص سے کیا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور جعفر اور زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے جعفر کو کہا کہ تم صورت اور سیرت میں مجھ سے مشابہ ہو تو وہ جھومنے لگے اور زید کو کہا تم ہمارے بھائی اور دوست ہو تو وہ بھی جھومنے لگے اور مجھ کو کہا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تو میں بھی جھومنے لگا۔ حدیث میں حجل کا لفظ آیا ہے اور ابو عبیدہ نے کہا: حجل اس کو کہتے ہیں ایک پاؤں اٹھایا جائے اور دوسرے پاؤں پر ٹھہرا جائے یا دونوں پاؤں کو اٹھایا جائے اور پھر ٹھہرا جائے اور چلے نہیں۔

کبھی سماع کی حالت میں سننے والے کو اس چیز کی طرف شوق پیدا ہوتا ہے جس کی یاد اس کے دل میں ہوتی ہے۔ تو وہ اپنی جگہ اچھل جاتا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنے محبوب کے پاس جانے کے لیے اچھل کھڑا ہوتا ہے لیکن جب اس کو معلوم ہوتا ہے کہ جانے کے

لیے کوئی راستہ نہیں ہے تو وہ اچھلتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ سکون حاصل ہوتا ہے یا وہ مسلسل گھومنے لگتا ہے۔ کبھی کبھی یہ حالت اس تردد کی وجہ سے طاری ہوتی ہے جو روح و جسد میں پیدا ہوتا ہے کیونکہ روح کی روحانیت علوی مائل بہ بلندی ہے جو خوشی سے پیدا ہوتی ہے اور جسد سفلی ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر روح بلندی کی طرف لے جاتی ہے اور جسد اپنے محل (پستی) کی طرف۔ یہاں تک کہ سکون حاصل ہوتا ہے۔

کبھی یہ کیفیت محض دل لگی اور وسعت خاطر کے لیے اختیار کی جاتی ہے جو منع نہیں ہے لیکن محققین کی صفات سے نہیں ہے۔

ابوعبداللہ احمد بن عطارودباری سے منقول ہے کہ سچے سماع سننے والوں کی شرطیں تین ہیں کہ وہ عالم باللہ ہو (یعنی اس کی صفات و ذات کو اچھی طرح سمجھنے والا ہو) اور جس حالت اور حیثیت میں وہ ہے اس کا حق ادا کرسکتا ہو اور جمع ہمت کرے۔

جس جگہ سماع سنا جائے وہاں خوشبو ہونی چاہیے اور وقار اور سنجیدگی ہو اور جو لوگ سماع کے مخالف ہوں یا جو شخص سماع کا مخالف ہو یا اس کو دل لگی اور ہنسی سمجھیں ایسے لوگ نہ رہیں۔

سماع تین باتوں کے لیے سنا جاتا ہے۔ محبت، خوف اور امید، سماع میں حرکت تین طرح کی ہوتی ہے خوشی سے یا وجد سے یا خوف سے۔ خوشی کی تین علامتیں ہیں رقص، تالی بجانا اور فرحت و نشاط۔ وجد کی بھی تین علامتیں ہیں، بے ہوشی، اضطراب و بیقراری اور چلانا، اور خوف کی بھی تین علامتیں ہیں۔ رونا، طمانچہ مارنا اور آہیں بھرنا۔

دین کے علم و عمل کے متعلق

دین کے فروغ اور احکام تو اس کے متعلق ان کا اجماع ہے کہ احکام شریعت اس قدر سیکھنا کہ ان کا جہل نامناسب ہو اور حلال و حرام کو معلوم کرنا تاکہ عمل موافق علم ہو، واجب ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ اگر علم، عمل سے خالی ہو تو وہ عقیم (بانجھ) ہے اور اگر عمل، علم سے خالی ہو تو وہ سقیم (ناقص) ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہے۔ صوفیہ نے مذاہب میں فقہائے اہل حدیث کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ وہ فروع میں علماء کے اختلاف کو برا نہیں سمجھتے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علماء کا اختلاف رحمت ہے۔

صوفیہ سے بعض لوگوں نے یہ سوال کیا وہ علماء جن کا اختلاف رحمت ہے کون

ہیں؟ انھوں نے جواب دیا، ''وہ جو کتاب اللہ کو پکڑے ہوئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی پیروی میں جدوجہد کرتے ہیں اور صحابہ کا اقتداء کرتے ہیں۔'' اور ان کی تین قسمیں ہیں، اصحاب احدیث، فقہاء اور علماء اور علماء سے مراد صوفیہ ہیں۔

اصحابِ حدیث وہ ہیں جنھوں نے آنحضرت ﷺ کی احادیث کے ظاہر سے جو دین کی بنیاد ہیں اپنے آپ کو وابستہ کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **مااتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا** (جو رسول نے تم کو دیا وہ لو اور جس سے تم کو منع کیا اس کو چھوڑ دو) ان اصحاب نے احادیث کو سنا اور ان میں تفکر و تدبر کیا اور صحیح اور سقیم احادیث میں تمیز کی اور وہ دین کے نگہبان ہیں۔

فقہاء کو اصحاب حدیث پر اس طرح فضیلت ہے کہ احادیث کا علم حاصل کرنے کے بعد انھوں نے اس کو سمجھا اور فقہ، حدیث کا استنباط کیا اور غور وخوض کے ساتھ نظر ڈال کر احکام اور دین کی حدود کو ترتیب دیا۔ یاسخ ومنسوخ میں تمیز کی اور مطلق ومقید اور مجمل و مفسر اور خاص دعام اور محکم ومتشابہ کو واضح کیا۔ یہ لوگ دین کے حکام اور علم بردار ہیں۔

علمائے صوفیہ نے دونوں کے ساتھ ان کے معانی اور رسوم سے اتفاق کر لیا ہے بشرطیکہ وہ خواہش نفس سے الگ ہو کر آنخضرت ﷺ کی پیروی کو پیش نظر رکھیں۔ اگر کسی صوفی کو ان علوم سے بہرہ نہ ہو تو وہ احکام شرعی اور حدودِ دین میں ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور اگر علماء ان علوم کے مسائل میں متفق ہیں تو صوفیہ ان کے اجماع پر عمل کریں گے اور اگر وہ اختلاف کریں تو وہ سب سے بہتر اور اولیٰ رائے پر عمل کریں گے۔

ان کا مذہب یہ نہیں ہے کہ تاویلات کیے جائیں اور خواہشات نفس کی پیروی کی جائے کیونکہ وہ نہایت غامض علوم اور شریعت احوال کے ساتھ خاص کیے گئے ہیں اور انھوں نے معاملات کے علوم اور انسانی حرکات وسکنات کے عیوب اور شریف مقامات میں گفتگو کی ہے مثلاً توبہ، زہد، ورع، صبر، رضا، توکل، محبت، خوف، رجاء، مشاہدہ، طمانیت، یقین، قناعت، صدق، اخلاص، شکر، ذکر، مراقبہ، اعتبار، وجد، تعظیم، اجلال، ندامت، حیا، جمع و تفرقہ، فناء وبقا، معرفت نفس، مجاہدات اور ریاضیاتِ نفس اور ریاء کے دقائق اور شہوت خفیفہ، شرک خفی اور اس سے خلاصی پانے کی کیفیت نیز انھوں نے ایسے علوم کا استنباط کیا اور نتائج

اخذ کیے ہیں جو فقہاء کے لیے مشکل ہیں۔ مثلاً عوارض، عوایق اور حقایق اذکار اور تجرید التوحید اور منازل تفرید خفایات سر اور محدث کے بیکار ہو جانے کے بارے میں جبکہ اس کا مقابلہ قدیم سے کیا جائے۔

غیوب احوال، جمع متفرقات، اغراض عن الاغراض، ترکِ اعتراض، پس وہ مخصوص ہیں اس بارے میں کہ انھیں مشکل امور پر وقوف ہے اور منازلہ اور مباشرہ کے ذریعہ اپنی جانوں کی بازی لگا کر ہمہ تن اس کی جانب متوجہ و منہمک ہو گئے حتیٰ کہ انھوں نے ان حالتوں کے مدعیوں سے اس کے دلائل کا مطالبہ کیا اور اس کی صحت و سقم میں گفتگو کی۔ پس یہ لوگ دین کے حامی اور اس کے اعیان و اعوان ہیں۔

ہر شخص پر جس کے لیے ان علوم ثلاثہ میں سے کوئی مشکل پیش آئے۔ یہ لازم ہے کہ وہ اس علم کے ائمہ کے پاس رجوع کرے اگر کسی پر علم حدیث میں سے کسی مسئلہ کا سیکھنا دشوار اور اس کے رجال کی معرفت درکار ہو تو اس کو ائمہ حدیث کے پاس رجوع کرنا چاہیے اور اگر کسی کو فقہ کے دقایق میں سے کسی مسئلہ کا سمجھنا مطلوب ہو تو اس کو ائمہ فقہ کے پاس رجوع کرنا چاہیے اور جس کو علوم احوال اور ریاضات اور دقایق ورع اور مقامات متوکلین میں کوئی مشکل درپیش آئے تو اس کو ائمہ صوفیہ کے پاس رجوع کرنا چاہیے نہ کہ کسی دوسرے شخص کے پاس اور جو شخص ایسا نہ کرے تو وہ غلطی کرے گا۔

تصوف کے بارے میں صوفیوں کے اقوال

مشائخ صوفیہ کے اقوال تصوف کے بارے میں حالتوں کے مختلف ہونے سے مختلف ہو گئے ہیں۔ اِن میں سے ہر ایک نے یا تو اپنے حسب حال جواب دیا ہے یا پوچھنے والے کا مقام جس بات کا متحمل تھا اس کے بموجب جواب دیا ہے۔

اگر سائل مرید ہے تو ظاہر مذہب کے مطابق معاملات کے متعلق جواب دیا گیا ہے اور اگر وہ متوسط درجہ رکھتا ہے تو اس کے احوال کے بموجب اور اگر عارف ہو تو حقیقت کے لحاظ سے۔

ان میں جو کسب کے لحاظ سے زیادہ ظاہر بات ہے وہ یہ ہے کہ ان میں سے بعض نے یہ کہا ہے کہ تصوف کا اول علم ہے اور اوسط عمل ہے اور آخر موہبت۔ پس علم مراد کو

ظاہر کرتا ہے اور عمل طالب کا طلب پر معین و مددگار ہوتا ہے اور موہبت مقصود و مراد کو پہنچائے گا۔

اہل تصوف کے تین طبقات ہیں۔ مرید طالب، متوسطِ سالک اور منتہی واصل۔ پس مرید صاحب وقت ہے اور متوسط صاحب حال ہے اور منتہی صاحب نفس۔ نفس کے معنے ہیں دل کا مشاہدۂ غیب میں محظوظ ہونا۔

اور سب سے بہترین چیز ان کے پاس ''پاس انفاس'' ہے۔ پس مرید، طلب مراد میں تکلیف اٹھاتا ہے اور متوسط منازل کے آداب کو طلب کرتا اور صاحب تلوین رنگ بدلتا رہتا ہے کیونکہ وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتا رہتا ہے اور اس کی زیادتی اور اضافہ میں مشغول رہتا ہے۔ منتہی واصل ہے جس نے تمام مقامات طے کر لیے ہیں اور تمکین کے مقام کو پہنچ گیا ہے جس کو کوئی حالت متغیر نہیں کر سکتی اور اہوال و خطرات اس پر اثر نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے زلیخا، یوسف کی محبت میں صاحب تمکین تھی۔ اس لیے یوسف کے دیدار نے ان میں کوئی اثر پیدا نہیں کیا جیسا کہ ان عورتوں میں پیدا ہوا جنھوں نے یوسف کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے حالانکہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں ان سے زیادہ کامل تھی۔

پس مرید کا مقام مجاہدات کرنا، تکالیف کو برداشت کرنا اور کڑوے گھونٹ پینا اور نفس کی خواہشوں اور منفعتوں سے دور رہنا ہے اور متوسط کا مقام، طلب مراد میں خطرات میں در آنا اور ہر حالت میں سچائی کو مرعی رکھنا اور ہر مقام پر اس کے ادب کو ملحوظ رکھنا ہے۔ منتہی کا مقام بیداری اور تمکین اور جہاں کہیں حق اس کو بلائے اس کو قبول کرے۔ اس کی حالت سختی اور مرفہ الحالی اور منع و عطاء، اور جفاء و وفا میں مساوی رہے۔ اس کا کھانا اس کی بھوک کی طرح ہو جائے اور اس کا سونا اس کی بیداری کی طرح اس کے خواہشات فنا ہو جائیں اور حقوق و واجبات باقی رہ جائیں، اس کا ظاہر خلق کے ساتھ ہو اور اس کا باطن حق کے ساتھ۔ اور یہ تمام باتیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حالات سے منقول ہیں۔ پہلے آپ غارِ حرا میں گوشہ نشین رہے۔ پھر خلق کے ساتھ رہے اور آپ کے پاس خلوت اور جلوت میں کوئی فرق نہیں تھا اور یہی حال اہل صفہ کا تھا کہ وہ حالت تمکین میں تھے اور امراء اور وزراء ہونے پر بھی مخالطت نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا۔

آئینہ تصوف

تکمیل تصوف کے مدارج

تحریر: پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت

شریعت وہ ضابطہ حیات ہے جو نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ لے کر مبعوث ہوئے۔ جو عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ اس میں نہ تو کوئی تنگی ہے اور نہ دشواری۔ سادہ اور آسان طریقہ حیات، جس پر ہر کوئی عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے رسول کریم ﷺ تک جتنے بھی انبیاء و رسل گزرے ہیں سب نے دین اسلام کی تبلیغ و ترویج فرمائی۔ دین وہی رہا مگر شریعتیں بدلتی رہیں۔ دین تو ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مگر ہر رسول کے دور میں ضابطہ ہائے حیات بدلتے رہے۔ ہر دور اور ہر معاشرے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں پر قوانین اتارتا رہا۔ اور وہ قوانین صرف اس دور ہی کے لیے تھے۔ مگر جب حضور ﷺ رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا ضابطہ حیات نازل فرمایا جو قیامت تک کے ہر دور ہر معاشرے اور ہر تہذیب وتمدن کے لیے موثر اور جامع ہے۔ یہ وہ اصول وضوابط ہیں جو وحی الٰہی کے ذریعے قرآن پاک کی صورت میں خالق کائنات کی طرف سے نازل ہوئے اور ان کو عملی طور پر بالتفصیل نبی کریم ﷺ نے سمجھایا۔ کتاب وحکمت کی تعلیم دی۔ ہر حکم کو کھول کر بیان فرمایا اور ایک سنت قائم کی۔ جسے سنت رسول ﷺ کہا جاتا ہے۔ اسی کا نام شریعت ہے۔

اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ.

''بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ پس اسی کی پیروی کرو۔ اس کے علاوہ دوسرے مختلف راستے اختیار نہ کرو۔'' (قرآن ۶:۱۵۳)

نجات صرف اتباع شریعت ہی میں ہے اور حضور ﷺ کی اتباع ہی سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو سکتی ہے اور سب ہدایتوں سے بہتر نبی کریم ﷺ کی ہدایت ہے۔

خَیرُ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم.

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں شریعت، طریقت اور حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص، ان کا حصول اللہ کی رضا کا حصول ہے اور یہی رضا دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے کوئی ایسا مطلب نہیں جس کے حاصل کرنے کے لیے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے۔ طریقت اور حقیقت دراصل شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کی خادم ہیں۔ یعنی ان دونوں کی تکمیل سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کوئی اور امر اس کے علاوہ مطلوب ہے۔ احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیا کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں اصلی مقصود نہیں ہیں بلکہ وہم و خیالات ہیں جن سے اطفال طریقت کی تربیت کی جاتی ہے۔ ان سب سے گزر کر مقام رضا تک پہنچنا ہے جو جذبہ و سلوک کی منشا ہے تاکہ اخلاص حاصل ہو جائے کیونکہ اخلاص مقام رضا کا لازمی نتیجہ ہے۔'' (مکتوبات دفتر اول)

آپ نے فرمایا:

''اکثر لوگ شریعت کو پوست اور حقیقت کو مغز خیال کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ بعض صوفیوں کی سکر و مستی میں نکلی ہوئی باتوں کے دھوکے میں آ چکے ہیں اور احوال و مقامات سے فتنے میں پڑ چکے ہیں۔'' (مکتوب دفتر اول بنام شیخ محمد چتری)

شریعت اور طریقت کی مزید تشریح میں لکھتے ہیں۔

''ظاہر و باطن آپس میں بال برابر بھی ایک دوسرے کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتے۔ مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے اور دل سے جھوٹ کا خیال دور رکھنا طریقت اور حقیقت ہے اور اگر دل سے (جھوٹ کی) یہ نفی تکلف کے ساتھ ہے تو طریقت ہے اور اگر بے تکلف میسر ہے تو حقیقت ہے۔ پس باطن جس کو طریقت اور حقیقت کا نام دیا گیا ہے۔ ظاہر یعنی شریعت کو پورا اور کامل کرنے والا ہے۔'' (مکتوبات دفتر اول بنام شیخ درویش)

آپ فرماتے ہیں:

''تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت (شریعت) کی متابعت ہے اور تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے۔ ہنود نے بہت ریاضتیں اور سخت مجاہدے کیے ہیں لیکن شریعت کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے سب بے اعتبار اور خوار ہیں...... کل قیامت کے دن صاحب

شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہی کام آئے گی۔ احوال و مواجید، علوم و معارف، اشارات و رموز اس متابعت کے ساتھ میسر ہو جائیں تو بہتر اور زہے نصیب ورنہ استدراج اور خرابی کے سوا ان میں کچھ نہیں......" (مکتوبات دفتر اول بنام قلیج خان)

مزید فرمایا:

"اپنے ظاہر کو ظاہر شریعت سے اور اپنے باطن کو باطن شریعت (یعنی حقیقت) سے آراستہ کریں اور حقیقت اور طریقت دونوں شریعت ہی کی حقیقت ہیں۔ نہ کہ شریعت اور ہے اور طریقت و حقیقت کچھ اور۔ اور انھیں علیحدہ علیحدہ کرنا الحاد اور زندقہ ہے۔" (مکتوب دفتر اول بنام شیخ محمد یوسف)

شریعت کے جتنے احکام ہیں۔ ان سب میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ جو حکم شریعت نے جس صورت میں دیا ہے اسے اسی صورت میں بجا لایا گیا ہے یا نہیں۔ اور طریقت یہ ہے کہ شریعت کے اس حکم پر عمل کرنے میں خلوص، نیک نیتی اور سچی اطاعت کس قدر تھی۔ اور اس عمل سے اخلاق و کردار پر کیا اثر پڑا ہے اور جب اس عمل کے اثرات ذہن و قلب میں بالیقین راسخ ہو جائیں تو یہ حقیقت ہے کہ اس نے حقیقت کو پا لیا اور حق الیقین کا مقام اسے حاصل ہو گیا۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَاقَدَرُو اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ. "اور نہ قدر پہچانی انھوں نے اللہ کی جیسے حق تھا اس کی قدر پہچاننے کا۔" اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

لو عرفتم اللّٰہ حق معرفته لمشیتم علی البحور و لزالت بدعائکم الجبال.

"اگر تم اللہ کو جاننے کی طرح جانو (یعنی معرفت حق حاصل کر لو) تو تم پانی پر چل سکتے ہو اور پہاڑ تمہاری دعا پر حرکت میں آ سکتے ہیں۔" (کشف المحجوب)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے معرفت الٰہی کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

"میں نے اللہ کو اللہ سے پہچانا اور جو ماسوا اللہ تھا اسے اللہ کے نور سے دیکھا۔"

معرفت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے۔ جب صوفی پر حقائق منکشف ہوتے ہیں اور وہ حق الیقین کی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اسے عرفان کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں آیا ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَام فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ.

''جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہوتا ہے۔'' (قرآن ۶:۱۲۵)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''معرفت وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے لطائف انوار سے دلوں میں ودیعت کرے۔'' یہ دراصل اپنی ہی پہچان ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ.

''جس نے اپنے آپ کو پہچانا۔ اس نے اپنے رب کو پہچانا۔''

اپنی پہچان یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو ہیچ تصور کرے اور اپنی نفی کر کے اپنی مرضی کو ختم کر دے اور صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سر تسلیم خم کر دے۔ جب بندہ اپنی نفی کرتا ہے تو وہ درحقیقت مکمل طور پر اپنی ہستی کو مقام عجز پر پہنچاتا ہے اور سوائے حق تعالیٰ کے اس کی توجہ ماسوا سے ہٹ جاتی ہے۔ جب تک دل میں غیر کے لیے جگہ رہے گی معرفت حاصل نہیں ہوگی اور عارف وہ ہے جو ماسوا سے ہٹ کر رجوع الی اللہ کرتا ہے۔

جب حقیقت کا علم ہو جاتا ہے تو پھر اس ''حقیقت کل'' یعنی حق تعالیٰ کی پہچان ہی معرفت ہے۔

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ.

''حق یہ ہے کہ جو بھی اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاً نیک روش پر چلے۔ اس کے لیے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لیے نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ غم۔'' (قرآن ۲:۱۱۲)

پس جان لینا چاہیے کہ تصوف ہمارا مقصود نہیں۔ ہمارا مقصود تو اللہ رب العزت ہے اس کی رضا اور محبت ہے۔ اس مقصود کو حاصل کرنے کے لیے تصوف کی ضرورت پڑتی ہے اور بس۔ تو جن لوگوں نے اس ''ذریعے'' کی قدر کی جس سے اللہ تک رسائی حاصل ہوئی وہ تو دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گئے اور جنھوں نے اسے سمجھا نہ قدر پہچانی وہ خود بھی محروم رہے اور دوسروں کو بھی محروم رکھا۔

پس نجات، فلاح اور کامیابی و کامرانی اسی کے لیے ہے جو شریعت کے اصول وضوابط پر عمل کرتا ہوا مرشد کی راہنمائی میں طریقت کے سیدھے راستے پر چلے اور اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز اور حقائق کا بالیقین مشاہدہ کرنے کے بعد معرفت الٰہی حاصل کر لے کہ یہی مقام رضا ہے۔

حدیث قدسی...... تعارف اور انتخاب

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی

ترجمہ: مرزا مجاہد احمد

قرآن مجید میں تزکیہ نفس کو کامیابی و کامرانی کا ذریعہ و وسیلہ قرار دیا گیا ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کے مقاصد بعثت میں سے ایک مقصد بھی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے دیگر مقاصد کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اس مقصد کی کس حد تکمیل کی اس کی زندہ اور جیتی جاگتی تصویر آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگی ہے جس کا نفس نفس تزکیہ نفس کا روشن باب ہے۔

تزکیہ نفس اسلام کی روح اور صوفیائے کرام کی تعلیمات و ارشادات کا مغز اور بنیادی مقصد ہے۔

چونکہ انوار رضا کا یہ خصوصی ایڈیشن تصوف اور ارباب تصوف کے بارے میں ہے اس لیے امام غزالی کی کتاب "كتاب المواعظ فى الأحاديث القدسية" میں سے پہلی دس احادیث کا ترجمہ نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے لیکن اس سے پہلے امام غزالی، ان کی مذکورہ کتاب اور حدیث قدسی کا تعارف از حد ضروری ہے۔

امام غزالی کا مختصر تعارف

آپ کا نام محمد کنیت ابو حامد اور لقب حجۃ الاسلام ہے غزالی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت 450ھ میں طاہران ضلع طوس میں ہوئی۔ طوس خراسان کا ایک ضلع ہے۔ مذہبی اور صالح خاندان میں پرورش پائی۔ جامعہ نظامیہ بغداد میں معلم رہے۔ شام یروشلم، اسکندریہ، دمشق، بغداد اور نیشاپور وغیرہ کا سفر اختیار کیا۔ آپ کی وفات 505ھ میں ہوئی۔

آپ بے مثال فلسفی، صاحب حال صوفی، فرید دہر، نابغۂ عصر، بدیع الخیال مفکر، باکمال مفسر، حجۃ الاسلام اور زمانے کے امام تھے۔

آپ کی تحاریر و تصانیف سے مسلک حق اہلسنت و جماعت کی تائید ہوتی ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے کیمیائے سعادت، احیاء العلوم، مکاشفۃ القلوب، تہافت الفلاسفہ اور المنقذ من الضلال مشہور و معروف ہیں۔

كتاب المواعظ في الأحاديث القدسية

كتاب المواعظ في الأحاديث القدسية امام غزالی رحمہ اللہ کی منتخب کردہ 38 احادیث کا مجموعہ ہے جو "مجموعة الرسائل للغزالي" میں موجود ہے ان احادیث کا بنیادی موضوع تزکیہ نفس ہے۔

حدیث قدسی کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے روایت کرنا حدیث قدسی کہلاتا ہے۔

حدیث قدسی کا نظم و نسق اور اعجاز قرآنی نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے نظم و نسق وغیرہ میں حدیث نبوی کے مشابہ ہوتی ہے۔ عام طور پر نبی کریم ﷺ حدیث نبوی اور حدیث قدسی میں فرق واضح کرنے کے لیے مختلف الفاظ ارشاد فرماتے ہیں۔ مثلاً: قال الله، يقول الله، يقول ربكم یا وہ الفاظ جن سے کسی قول کی نسبت اللہ تعالیٰ سے صریحاً ثابت ہوتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جس طرح کذابوں اور وضاعوں نے اپنی متعدد من گھڑت روایات کو احادیث نبویہ کے زمرے میں شامل کرنے کی سازش کی ہے اسی طرح انھوں نے احادیث قدسیہ کے ساتھ معاملہ کیا ہے۔ اس لیے حدیث قدسی کی سند اور متن کو پرکھنا اور اس کی تحقیق ضروری ہے تاکہ صحیح، سقیم اور من گھڑت روایات کے درمیان حد فاصل قائم کی جا سکے۔

حدیث قدسی میں حدیث نبوی کی طرح فقہی احکام اور طرق عبادت کی تفصیل نہیں ملتی بلکہ اس کا مرکزی اور بنیادی موضوع شرعی اغراض اور ربانی مقاصد کے مطابق نفس انسانی کی تربیت و اصلاح، اس کا تزکیہ و تصفیہ، مناہی و معاصی سے بچانا، نیکی، بھلائی اور عمدہ

اخلاق کی طرف بلانا، جنت کی رغبت دلانا اور نارِ جہنم سے ڈرانا ہے۔

قرآن پاک اور حدیث قدسی میں کئی اعتبار سے فرق ہے چند ایک ملاحظہ فرمایئے۔

1- قرآن پاک معجز ہے جبکہ حدیث قدسی معجز نہیں۔

2- قرآن پاک متواتر ہے اور قطعی یقین کا فائدہ دیتا ہے جبکہ حدیث قدسی کبھی خبر احاد ہوتی ہے اور بعض علماء کے نزدیک ظن کا فائدہ دیتی ہے۔

3- نماز میں قرآن پڑھا جاتا ہے جبکہ حدیث قدسی پڑھنا جائز نہیں۔

4- قرآن پاک کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جبکہ حدیث قدسی کے الفاظ نبی کریم ﷺ کے بھی ہو سکتے ہیں۔

5- قرآن پاک کے نزول میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان حضرت جبریل امین کا واسطہ ضروری ہے جبکہ حدیث قدسی میں یہ واسطہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست قلب مصطفیٰ پر القاء ہوتی ہے۔

6- قرآن پاک کو بے وضو چھونا جائز نہیں جبکہ حدیث قدسی کو بے وضو چھوا جا سکتا ہے۔

7- قرآن پاک کا ہر حرف پڑھنے کے بدلے دس نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں جبکہ حدیث قدسی پڑھنے سے مذکورہ اجر نہیں ملتا۔

(از افادات: محقق العصر مفتی محمد خان قادری)

(تلخیص از مقدمة موسوعة الأحاديث القدسية)

پہلی نصیحت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے انسان!

تعجب ہے مجھے اس شخص پر جس کا موت پر یقین ہے پھر وہ کیسے خوش ہوتا ہے؟

تعجب ہے مجھے اس شخص پر جس کا یومِ حساب پر یقین ہے پھر وہ کیسے مال جمع کرتا ہے؟

تعجب ہے مجھے اس شخص پر جس کا قبر پر یقین ہے پھر وہ کیسے ہنستا ہے؟

تعجب ہے مجھے اس شخص پر جس کا آخرت پر یقین ہے پھر وہ کیسے آرام کرتا ہے؟
تعجب ہے مجھے اس شخص پر جس کا دنیا اور اس کے زوال پر یقین ہے پھر وہ کیسے اس پر مطمئن ہے؟
تعجب ہے مجھے اس شخص پر جو زبان کا عالم اور دل کا جاہل ہے۔
تعجب ہے مجھے اس شخص پر جو پانی سے پاکیزگی حاصل کرتا ہے لیکن اس کا دل نجس ہے!
تعجب ہے مجھے اس شخص پر جو لوگوں کے عیوب میں شاغل اور اپنی ذات کے عیوب سے غافل ہے!
تعجب ہے مجھے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے پھر وہ کیسے اس کی نافرمانی کرتا ہے؟
تعجب ہے مجھے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ وہ تنہا مرے گا، قبر میں تنہا جائے گا اور اس تنہا کا ہی محاسبہ کیا جائے گا پھر وہ کیسے لوگوں سے مانوس ہوتا ہے؟
میں ہی معبودِ حقیقی ہوں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔

دوسری نصیحت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
میں نے گواہی دی ہے کہ میں اکیلا ہی معبود ہوں، میرا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔
جو میری تقدیر پر راضی نہ ہو اور میرے امتحان پر صابر نہ ہو اور میری راحت پر شاکر نہ ہو اور میری عطا پر قانع نہ ہو تو اسے چاہیے کہ میرے سوا کسی اور رب کی عبادت کرے۔
جو دنیا کی وجہ سے رنجیدہ ہوا گویا کہ وہ مجھ پر غضبناک ہوا۔
جس نے کسی مصیبت کے خلاف شکایت کی، اس نے مجھ سے شکوہ کیا۔
جو کسی دولت مند کے پاس گیا اور اس کی دولت کی وجہ سے اس کے سامنے

عاجزی اختیار کی، تو اس کے دین کا تیسرا حصہ جاتا رہا۔ جس نے کسی میت کی وجہ سے اپنے چہرے پر طمانچہ مارا گویا کہ اس نے نیزہ اٹھا کر مجھ سے لڑائی کی۔

جس نے کسی قبر پر عود بکھیرا گویا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے میرے کعبہ کے دروازے کو مسمار کیا۔

جس نے پرواہ نہ کی کہ کس دروازے سے کھاتا ہے اس نے یہ بھی پرواہ نہ کی کہ اللہ تعالیٰ اسے کس دروازے سے جہنم میں داخل کرے گا۔

جو اپنے دین میں کامل نہیں ہے وہ نقصان میں ہے اور جو نقصان میں ہے موت اس کے لیے بہتر ہے۔

جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ تعالیٰ سے وہ علم عطا کرے گا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

جو لمبی امید باندھے، اس کا عمل خالص نہیں ہوتا۔

تیسری نصیحت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے انسان!

قناعت اختیار کر، مالدار ہو جائے گا۔

حسد کو چھوڑ دے، مطمئن ہو جائے گا۔

حرام سے پرہیز کر، اپنے دین کو خالص کرے گا۔

اور جس نے غیبت کرنا چھوڑ دی اس کے لیے میری محبت ظاہر ہو گئی۔

جو لوگوں سے الگ ہوا، ان سے محفوظ ہو گیا۔

جو کم گو ہوا، اس کی عقل کامل ہو گئی۔

جو تھوڑے پر راضی ہو گیا، اس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر لیا۔

اے انسان!

جب تو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا، تو وہ علم کیسے طلب کرتا ہے جو تو نہیں جانتا؟

اے انسان!

تو دنیا میں اس طرح عمل کرتا ہے گویا کہ کل مرے گا نہیں اور مال اس طرح جمع کرتا ہے گویا کہ ہمیشہ رہے گا۔

اے دنیا!

اپنے حریص کو محروم رکھ، اور اپنے میں بے رغبت کی خواہش کر، اور دیکھنے والوں کی نظر میں شیریں ہو جا۔

چوتھی نصیحت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے انسان!

جو دنیا پر رنجیدہ ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے مزید دور ہو گیا ہے۔

اور دنیا میں تو محنت ہی محنت ہے اور آخرت میں بھی مشقت ہی مشقت۔

اور اللہ تعالیٰ اس کے دل پر ایسا غم لازم کر دے گا جو اس سے کبھی بھی علیحدہ نہیں ہوگا۔

اور ایسی مصروفیت جس سے وہ کبھی فارغ نہیں ہوگا۔

اور ایسی محتاجگی جو (اس کے لیے) ہمیشہ ناگزیر ہوگی۔

اور ایسی امیدیں جو اس کو ہمیشہ مشغول رکھیں گی۔

اے انسان!

ہر دن تیری زندگی کم ہو رہی ہے اور تو نہیں جانتا۔

ہر دن میں تجھے تیرا رزق عطا کرتا ہوں اور تو شکر ادا نہیں کرتا۔

قلیل پر تو قناعت نہیں کرتا۔

اور کثیر سے سیر نہیں ہوتا۔

اے انسان!

کوئی دن ایسا نہیں جس دن تیرے پاس میری جانب سے رزق نہ آتا ہو۔

کوئی رات ایسی نہیں جس رات ملائکہ میرے پاس تیری جانب سے کوئی برا عمل

نہ لاتے ہوں۔

تو میرا رزق کھاتا ہے اور میری ہی نافرمانی کرتا ہے۔

تو مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں تیری دعا قبول کرتا ہوں۔ اور اپنی رحمت تجھ پر نازل کرتا ہوں جبکہ تیری برائی مجھ تک پہنچتی ہے۔

میں تیرا کتنا اچھا مولیٰ ہوں!

اور تو میرا کتنا برا بندہ ہے!

تو میری عطا سے دست بردار ہو جا

اور میں تیری مسلسل رسوا کن برائیوں پر پردہ پوشی کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے حیا کرتا ہوں اور تو مجھ سے حیا نہیں کرتا۔

تو مجھے بھول جاتا ہے اور کسی اور کو یاد کرتا ہے۔

اور تو لوگوں سے ڈرتا ہے اور مجھ سے بے خوف ہے۔ اور تو ان کے غصے سے ڈرتا ہے اور میرے غضب سے بے خوف ہے۔

پانچویں نصیحت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے انسان!

اس شخص کی طرح نہ ہونا جو توبہ میں کوتاہی کرتا ہے۔

اور لمبی امیدیں باندھتا ہے۔

اور بغیر عمل کے آخرت کی امید رکھتا ہے۔

اور عبادت گزاروں والی باتیں کرتا ہے اور عمل منافقوں والے کرتا ہے۔

اگر اسے عطا کیا جائے تو قناعت نہیں کرتا۔

اور اگر روک دیا جائے تو صبر نہیں کرتا۔

نیکی کا حکم دیتا ہے اور خود نہیں کرتا۔

اور برائی سے روکتا ہے اور خود باز نہیں آتا۔

صالحین سے محبت کرتا ہے اور ان میں سے نہیں ہے۔
اور منافقین سے بغض رکھتا ہے اور انھیں میں سے ہے۔
وہ کچھ کہتا ہے جو خود نہیں کرتا۔
اور وہ کچھ کرتا ہے جس کا حکم نہیں دیا جاتا۔
اور وہ اپنا حق وصول کرتا ہے جبکہ دوسروں کا حق ادا نہیں کرتا۔
اے انسان!
کوئی نیا دن ایسا نہیں جس دن زمین تجھ سے مخاطب ہو کر یہ نہ کہتی ہو۔
اے انسان!
تو مجھ پر چلتا ہے پھر مجھ میں چھپا دیا جاتا ہے۔
اور تو مجھ پر خواہشاتِ نفسانیہ کے مزے لیتا ہے پھر مجھ میں تجھے کیڑے کھاتے ہیں۔
اے انسان!
میں وحشت کا گھر ہوں۔
اور میں جواب دہی کا گھر ہوں۔
اور میں تنہائی کا گھر ہوں۔
اور میں تاریکی کا گھر ہوں۔
اور میں سانپوں اور بچھوؤں کا گھر ہوں۔
مجھے آباد کر اور مجھے برباد نہ کر۔

چھٹی نصیحت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اے انسان!
میں نے تمھیں اس لیے پیدا نہیں کیا کہ قلت میں تم سے زیادتی طلب کروں۔
اور نہ اس لیے کہ وحشت میں تم سے مؤانست حاصل کروں۔
اور نہ اس لیے کہ تم سے کسی ایسے کام میں مدد طلب کروں جس سے میں عاجز آ

جاؤں۔

اور نہ کوئی نفع حاصل کرنے کے لیے۔

اور نہ کسی تکلیف کو دور کرنے کے لیے۔

بلکہ میں نے تمھیں اس لیے پیدا کیا ہے کہ تم میری زیادہ سے زیادہ عبادت کرو۔

اور میرا کثرت سے شکر ادا کرو۔

اور صبح و شام میری تسبیح کرو۔

اے انسان!

اگر تمہارا پہلا، اور تمہارا آخری، اور تمھارے جن، اور تمھارے انسان، اور تمھارے چھوٹے، اور تمھارے بڑے، اور تمھارے آزاد، اور تمھارے غلام میری اطاعت پر جمع ہو جائیں تو یہ بات میری بادشاہی میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں کر سکے گی۔

اور جو مجاہدہ کرتا ہے وہ اپنے لیے ہی کرتا ہے، بے شک اللہ جہاں سے بے نیاز ہے۔

اے انسان!

جیسی تکلیف تو دے گا تجھے بھی ویسی ہی تکلیف دی جائے گی۔

اور جیسا تو کرے گا تیرے ساتھ بھی کیا جائے گا۔

ساتویں نصیحت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے انسان!

اے درہم و دینار کے غلام!

میں نے ان دونوں (درہم و دینار) کو تمھارے لیے پیدا کیا تا کہ تم ان کے ذریعے میرا رزق کھاؤ۔

اور ان کے ذریعے میرا (عطا کردہ) لباس پہنو۔

اور میری تسبیح و تقدیس بیان کرو۔

پھر تم میری کتاب پکڑ کر اسے اپنی پشت پیچھے ڈال دیتے ہو۔

اور درہم و دینار پکڑ کر اپنے سروں پر رکھ لیتے ہو۔

تم نے اپنے گھروں کو بلند کر لیا اور میرے گھروں کو پست کر دیا۔

تم بہتر نہیں ہو اور نہ ہی تم آزاد ہو۔ تم دنیا کے غلام ہو۔

تم جیسے لوگوں کا اجتماع چونے کا پلاسٹر کی ہوئی قبروں کی طرح ہے جن کا ظاہر خوش نما اور باطن بدنما ہوتا ہے۔

اسی طرح تم لوگوں کے لیے بہتر اور ان میں اپنی شیریں زبانوں اور اعمالِ حسنہ کے سبب پسند کیے جاتے ہو۔

اور تم اپنے سخت دلوں اور اعمالِ قبیحہ کے سبب دور ہو جاتے ہیں۔

اے انسان!

اپنے عمل کو خالص کر اور مجھ سے مانگ میں تمھیں سوال کرنے والوں کی طلب سے زیادہ عطا کروں گا۔

آٹھویں نصیحت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے انسان!

میں نے تمھیں بے کار اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔

میں غافل نہیں ہوں۔

میں تمہاری خبر رکھنے والا ہوں۔

جو کچھ میرے پاس ہے تم اسے میری رضا میں سے جس چیز کو ناپسند کرتے ہو اس پر صبر کر کے ہی حاصل کر سکتے ہو۔

تمھارے لیے گناہ چھوڑنا آگ کی گرمی سے معافی مانگنے سے زیادہ آسان ہے۔

تمھارے لیے عذابِ دنیا، عذابِ آخرت سے زیادہ آسان ہے۔

اے انسان!

تم سب گمراہ ہو مگر جسے میں نے ہدایت دی۔

تم سب برائی کرنے والے ہو مگر جسے میں نے محفوظ رکھا۔
تم سب سے زیادہ رحم کرنے والے کے حضور توبہ کرو۔
اپنے راز افشاء نہ کرو اس کے نزدیک جس پر تمھارے راز پوشیدہ نہیں ہیں۔

نویں نصیحت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اے انسان!
تم مخلوقات پر لعنت نہ کرو وگرنہ وہی لعنت تم پر لوٹا دی جائے گی۔
اے انسان!
آسمان میرے ناموں میں سے ایک نام کے سبب بغیر کسی ستون کے فضا میں قائم ہو گئے اور تمھارے دل میری کتاب کی ہزار نصیحتوں سے بھی درست نہیں ہوئے۔
اے لوگو!
جس طرح پانی میں پتھر نرم نہیں ہوتا بعینہٖ سخت دلوں پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔
اے انسان!
تم کیسے گواہی دیتے ہو کہ تم اللہ کے بندے ہو اور پھر تم اس کی نافرمانی کرتے ہو؟
اور کیسے تم گمان کرتے ہو کہ موت حقیقت ہے اور تم اسے ناپسند کرتے ہو؟
اور اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں۔
اور اسے سہل سمجھتے ہو اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔

دسویں نصیحت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اے لوگو تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت۔
تم صرف اسی پر احسان کیوں کرتے ہو جو تم پر احسان کرے؟
اور تم صرف اسی سے صلہ رحمی کیوں کرتے ہو جو تم سے صلہ رحمی کرے۔
اور تم صرف اسی سے بات کیوں کرتے ہو جو تم سے بات کرے؟

اور تم صرف اسی کو کیوں کھلاتے ہو جو تمھیں کھلائے؟

اور تم صرف اسی کی عزت کیوں کرتے ہو جو تمہاری عزت کرے؟

اور کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں۔

بے شک مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور

وہ جو اس پر احسان کرتے ہیں جو ان سے برائی کرتا ہے۔

اور اس سے صلہ رحمی کرتے ہیں جو ان سے قطع تعلق کرے۔

اور اسے معاف کرتے ہیں جو ان کو محروم رکھے۔

اور اس کی امانت کی حفاظت کرتے ہیں جو ان سے خیانت کرے۔

اور اس سے کلام کرتے ہیں جو انھیں چھوڑے۔

اور اس کی عزت کرتے جو ان کی تحقیر کرے۔

اور بے شک میں تمہاری خبر رکھنے والا ہوں۔

محبی و مخلصی محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب زید مجدہ درگاہ عالیہ اشرفیہ تشریف لائے ان کے ہمراہ حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی مدظلہ العالی تشریف لائے اور بتایا کہ وہ سلسلہ سیفیہ کے بزرگ حضرت پیراخوند زادہ سیف الرحمان صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی علمی و روحانی خدمات پر ایک نمبر شائع کر رہے ہیں فقیر کو یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی فقیر سمجھتا ہے کہ ایسی علمی و روحانی شخصیت پر کام کرنا اور ان کی خدمات اور کارناموں کو اجاگر کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حضرت پیر صاحب موصوف یادگار سلف اور حجائے الخلف ہیں میری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین

(حضرت پیر طریقت ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی اشرفی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ اشرفیہ فردوس کالونی کراچی)

جگر گوشۂ حضرت اخندزادہ صاحب قبلہ شیخ الحدیث علامہ محمد حمید جان مدظلہٗ کے قلم سے خصوصی تحریر

بحث

تحریر: شیخ الحدیث علامہ محمد حمید جان دامت بر کاتھم العالیة

الحمد للّٰہ الذی وفق من اختارہ من عبادہ لاداء الطاعات وھدی من ارتضاہ الٰی توزیع الاوقات بالعبادات والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی الہ و اصحابہ و انصارہ مادامت الارضوان والسموات.

(تعریف التصوف) التصوف ھو علم یعرف بہ احوال تزکیة النفس وتصفیة القلب والاخلاق و تعمیر الظاھر والباطن لنیل السعادۃ الا بدیة.

وایضاً: ھو علم یعرف بہ کیفیة ترقی اھل الکمال من النواع الانسانی فی مدارج سعاداتھم و تصفیة القلب من الرزائل.

(فرضیة التصوف)

(سند لاول من التفسیر المظھری) واما العلم اللدنی الذی یسمون اھلھا بالصوفیة الکرام فھو فرض عین لان ثمراتھا تصفیة القلب عن اشتغال بغیر اللّٰہ تعالی واتصافہ بدوام الحضور و تزکیة النفس عن رذائل الاخلاق من العجب والکبر والحسد وحب الدنیا والکسل فی الطاعات و ایثار الشھوات والریاء والسمعة وغیر ذالک. (ص ۳۲۴ ج ۳ سورۃ توبة در تفسیر آیة ۱۲۳) (سند ردالمحتار)

قولہ وعلم القلب ای علم الاخلاق وھو علم یعرف بہ انواع الفضائل و کیفیة اکتسابھا وانواع الرزائل وکیفیة اجتنابھا لما علمت من ان علم الاخلاص والعجب والحسد والریاء فرض عین فیلزمہ ان یتعلم منھا مایری

نفسه محتاجاً اليه وازالتها فرض عين ولا يمكن الا بمعرفة حدودها و اسبابها وعلاماتها و علاجها فان من لم يعرف الشريقع فيه انتهى. ص ۲۳ ج ۱)

الثالث من طحطاوى برد المختار.

وكذلک يفترض عليه علم احوال القلب من التوكل والانابة والخشيه والرضى فانه واقع فى جميع الاحوال و شرف هذا العلم لا يخفى على احد. (ص ۳۱ ج ۱)

(الرابع من شرح عين العلم)

فيجب عليكم ان تحكم احكام الشر من الاصل والفرع فربما انت مقيم على كفر و بدعة او على غفلة مما يفسد عليک طهارتک او صلاتک او يخرجهما عن كونهما على وفق السنة ثم مدار هذا الشان ايضاً على العبادات الباطنة التى هى من فروض الاعيان من التوكل والتفويض والتسليم والرضاء والقضاء والتوبة والانابة والصبر والشكر والاخلاص فى النية ونحوها. (ص ۳۹ ج ۱)

(الخامس من التعليم المتعلم)

وكذالک يفترض عليه علم احوال القلب من التوكل والانابة والخشية والرضاء فانه واقع فى جميع الاحوال انتهى. (ص ۵ فصل اول درماهيت علم. در كشف الظنون فى اسامى الكتاب والفنون ص ۲۲۵ ج ۱)

(من طريقة المحمدية)

وكذالک يفترض عليه علم احوال القلب من التوكل والانابة والخشيه والرضاء فانه واقع فى جميع الاحوال انتهى. ص ۹۰ ص ۱۱۱ ج ۲)

وكذالک يفترض عليه اى على المسلم علم احوال القلب وما يعتريه من الاخلاق الجميلة التحرز عن ضد ها بتعلمها من التوكل على الله تعالى والانابة اى الوجوع اليه سبحانه والخشية منه سبحانه و الرضاء عنه تعالى فى كل افعاله و احكامه فانه اى ذلک المسلم واقع مدة عمره فى جميع الاحوال القلبية المذكورة وقال بعد اسطر فان الكبر.

والبخل والحين والاسراف حرام بلا خلاف ولايمكن التحرز عنها بطريق الاكتساب الا بعلمها وعلم ما يضادد انتهى. (ص ۳۲۳ ج ۱)

(الثامن من وسيلة الاحمدية شرح الطريقة السحمدية)

يفترض عليه علم احوال القلب يعلم ذلک باعتبار حقائقها وافاتها وادوائها ص ۲۵۲ ج ۱ بعضهم ج ۱ ص ۳۲۱)

(من بريقة المحمودية شرح الطريقة المحمدية)

يفترض عليه علم احوال القلب من التوكل و تفويض الامر الى اللّٰه والاعتماد عليه تعالى قيل هو السكوت تحت اقدار اللّٰه تعالٰى والانابة الرجوع اليه تعالى والخشية النحوف بسب المعرفة قال رسول اللّٰه انى لا عرفكم باللّٰه واشدكم له خشية ج ۱ ص ۲۵۲ بعضهم ج ۱ ص ۳۲۱)

(العاشر من سراج الطالبين)

واما حكمه فهو الوجوب العينى على كل مكلف وذلک كما يجب تعلم ما يصلح الظاهر كذالک يجب تعلم ما يصلح الباطن. (ص ۱ شرح منهاج العابدين)

(احد عشر من كفاية الانقيا شرح هداية الاذكياء)

واما حكمه فهو الوجوب العينى على كل مكلف و ذلک لانه كما يجب تعلم ما يصلح الظاهر كذلک يجب تعلم ما يصلح الباطن.

(الثانى عشر من ايقاظ الهمم)

وحكم الشارع فيه فقال الغزالى رحمہ اللہ انه فرض عين اذ لا يخلو احد من عيب او مرض الا الانبياء عليهم السلام وقال الشاذلى من لم يتوغل فى علمنا هذامات مصراً على الكبائر وهو لا يشعر و حيث كان فرض عين يجب السفر الى من يأخذه عنه اذا عرف بالتربية واشتهر لدواء على يده.

(۱۳ من الفتوحات الالهية)

ان اخذ علم التصوف فرض عين انتهى. (ص ۱۲٦ ج ۲)

(۱۴ من قطب الارشاد)

ولاشک ان علم عیوب النفس وازالتها الداخل فی علم الاخلاق والتصوف فرض عین فیکون اهم. ص ۲۱۷

(۱۵ من اتحاف السادة المتقین)

واعلم ان الفرض بعد التوحید نوعان احدهما ما یکون فرضًا علی العبد بحکم الاسلام وهو علم المعاملة القلبیة واصلاح الباطن لازدیاد الانوار النفسیة وازالة الاخلاق الردیة واثبات الشمائل المرضیة وثانیهما ما هو فرض علیه عند تجدد الحادثة کدخول وقت الصلاة والصوم والحج والزکوة و غیرها واما العبد اذا اسلم فی وقت لم یتجب علیه فیه هذه الاشیاء فلیس علیه ان یعلمها بفرض ادرک لانه لم یدرک و قتها وانما یکون الفرض علیه حینئذ علم المعاملات القلبیة فلو وجد برهة ای وقتًا من الزمان بعد الاسلام و فراغا ولم یشتغل فی تحصیل علم المعاملات القلبیة کان تارکاً للفرض مسئولاً عنه یوم القیامة. (ص ۱۳۵ ج ۱)

(۱۶ من التفسیر روح البیان)

والنوع الثانی علم السر وهو ما یتعلق بالقلب ومساعیه فیفترض علی المؤمن علم احوال القلب من التوکل والانابة والخشیة والرضی فانه واقع فی جمیع الاحوال واجتناب الحرص والغضب والکبر والحسد والعجب والریاء وغیر ذالک. (ص ۵۳۶ ج ۳)

(۱۷ من احیاء علوم الدین)

وهو فرض عین فی فتوی علماء الاخرة فالمعرض عنها هالک بسطوة ملک الملوک فی الاخرة کما ان المعرض عن الاعمال الظاهرة هالک سیف سلاطین الدنیا بحکم فتوی فقهاء الدنیا...... ومن لم یکن له نصیب من هذا العلم اخاف علیه سوء الخاتمة.

(حقائق عن التصوف)

ان التکالیف الشرعیة التی أمربها الانسان فی خاصة نفسه ترجع الی قسمین احکام تتعلق بالاعمال الظاهرة، و احکام تتعلق بالاعمال الباطنة، او

بعبارة أخرىٰ احكام تتعلق ببدن الانسان وجسمه، و اعمال تتعلق بقلبه.

واما الأعمال القلبية فهى ايضاً: اوامر و نواهٍ، اما الاوامر فكا لايمان بالله وملائكة و كتبه و رسوله...... وكالاخلاص والرضاء والصدق والخشوع والتوكل واما النواهي: فكالكفر والنفاق والكبر والعجب والرياء والغرور والحقد والحسد وهذا القسم الثانى المتعلق بالقلب اهم من القسم الاول عند الشارع. وان كان الكل مهما. لان الباطن أساس الظاهر ومصدره، واعماله مبدأ أعمال الظاهر ففي فساده إخلال بقيمة الاعمال الظاهرة.

ولهذا كان رسول الله يوجه اهتمام الصحابة لإصلاح قلوبهم ويبين لهم ان صلاح الانسان متوقف على إصلاح قلبه و شفائه الامراض الحنفية والعلل الكامنة، وهو الذى يقول الا وان فى الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله، واذا فسدت فسد الجسد كله، الا وهى القلب. (حديث رواه البخارى فى كتاب الايمان.) كما كان عليه الصلاة والسلام يعلمهم ان محل نظر الله تعالى ان عباده إنما هو القلب "ان الله لا ينظر الى اجسادكم ولا الى صوركم، ولكن ينظر الى قلوبكم (الحديث مسلم فى كتاب البر والصله) فما دام صلاح الانسان مربوطاً بصلاح قلبه الذى هو مصدر اعماله الظاهرة، تعين عليه العمل على اصلاحه بتخليته من الصفات المذمومة التى نهانا الله عنها، وتحليته بالصفات الحسنة التى امرنا الله بها و عندئذٍ يكون القلب سليمًا صحيحًا و يكون صاحبه من الفائزين الناجين.

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ، وَلَا بَنُوْنَo إِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍo (الشعراء)

(اشعار فى مدح التصوف)

تصوف چیست؟ اخلاق است و احسان
تصوف بس همین است و دگر هیچ
تصوف چیست؟ عشق است و محبت
علاج بغض و کینه است و دگر هیچ
تصوف چیست؟ اطمنان قلب است

که این هم جزوِ دین است و دگر هیچ
تصوف چیست؟ جمع خاطر تست
که دین احمد این است و دگر هیچ
تصوف چیست؟ فکر و ذکر فرد است
نگاهش دور بین است و دگر هیچ

كما ذكر في الحقائق عن التصوف، فلتعلم ان الطريقة أسسها الوحى السماوى فى جملة ما أسس من الدين المحمدى ادهى بلاشک مقام الاحسان الذى هو احد اركان الدين الثلاثة التى جعلها النبى صلى اللّٰه عليه وسلم بعد مابينها واحداً واحداً ديناً بقوله (هذا جبريل عليه السلام اتاكم يعلمكم دينكم) وهو الاسلام، والايمان والاحسان، واما الاحسان مقام مراقبة والمشاهدة (ان تعبد اللّٰه كانک تراه، فان لم تكن تراه فانه يراک) فانه كما فى الحديث عبارة عن الاركان الثلاثة، فمن أخل بهذا المقام الاحسان الذى هو الطريقة فدينه ناقص بلاشک لتركه ركناً من اركانه. فغاية ماتدعو اليه الطريقة و تشير اليه هو مقام الاحسان، بعد تصحيح الاسلام والايمان، حقائق عن التصوف ص ۲۵.

(الفقهاء الصوفية)

لقد كان علماء الشريعة الاسلامية من الفقهاء والمحدثين، يسيرون على أثر الرسول اللّٰه ص، فيجمعون بين الشريعة و الطريقة والحقيقة.

ان أبا حنيفة النعمان رضى اللّٰه عنه اخذ الطريقة من فضيل ابن عياض رحمہ اللہ وامام جعفر رضی اللہ عنہ كما قال (لولا سنتان لهلک النعمان) اى سنتان مع فضيل ابن عياض رحمہ اللہ و امام جعفر رضی اللہ عنہ ان ابا على الدقاق رحمه اللّٰه قال: انا اخذت هذه الطريقة من ابى القاسم النصر اباذى، وقال ابو القاسم انا اخذتها من الشبلى، وهو من السري السقطي، وهو من معروف الكرخى، وهو من داود الطائي، وهو اخذ العلم وطريقه من ابي حنيفة رضى اللّٰه عنه...... وهم أئمة هذه الطريقة و ارباب الشريعة والحقيقة (الدر المختار ص ٢٣ ج ١)

فهلا تأسى الفقهاء بهذا الامام، فساروا على نهجه، وجمعوا بين

الشريعة والحقيقة لينفع الله بعلمهم، كما نفع بامامهم الاعظم، الامام الكبير، معدن التقوى والورع. وهكذا الامام الشافعي رحمه الله أخذ الطريقة من هبير البصرى رضى الله عنه.

وامام مالک رحمه الله هو الشيخ الكبير فى التصوف، كما قال: من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق، ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق، ومن جمع بينهما فقد تحقق قال الشاعر.

شریعت بی طریقت نیست و حاصل
طریقت بی شریعت نیست و اصل

والتوضيح الصلة بين الشريعة والحقيقة نضرب لذلک مثلاً الصلاة، فالاتيان بحركاتها واعمالها الظاهرة، والتزام اركانها و شروطها، و غير ذلک مما ذكره علماء الفقه يمثل جانب الشريعة، وهو جسد الصلاة، و حضور القلب مع الله فى الصلاة يمثل جانب الحقيقة، وهو روح الصلاة.

فاعمال الصلاة البدنية هى جسدها، والخشوع روحها. وما فائدة الجسد بلا روح؟ وكما ان الروح تحتاج الى جسد تقوم فيه، فكذلک الجسد يحتاج الى الروح يقوم بها ولهذا قال الله تعالى: (واقيموا الصلوة) البقرة (١١٠

"لا صلاة الا بحضور القلب. ولا تكون الاقامة الا بجسد و روح ولذا لم يقل: اوجدوا الصلاة.

ومن هذا ندرک التلازمه الوثيق بين الشريعة والحقيقه كتلازم الروح والجسد والمومن الكامل هو الذى يجمع بين الشريعة والحقيقة، وهذا هو توجيه الصوفية الكرام للناس، مقتفين بذلک اثر الرسول الله ص واصحابه الكرم.

والوصول الى هذا المقام الرفيع، والايمان الكامل، لا بد من سلوک الطريقة، وهى مجاهدة النفس، و تصعيد صفاتها الناقصة الى صفات كاملة، والترقى فى مقامات الكمال موقوف بصحبة المرشد الكامل والمكمل، هو الذى قطع منازل السلوک وحصل درجات الولايه الهادى الى طريق اندراج

النهاية فى البدايه. فهى الجسر الموصل من الشريعة الى الحقيقة، قال السيد رحمه اللّٰه تعالى فى تعريفاته. الطريقه هى السيرة المختصة بالسالكين الى اللّٰه تعالى، من قطع المنازل والترقي فى المقامات (تعريفات السيد ص ۹۲) فالشريعة هى الاساس، و طريقة هى الوسيلة، والحقيقة هى الثمرة، فمن تمسک بالاولى منها سلک الثانية فوصل الى الثالثة، وليس بينها تعارض ولا تناقض، ولذالک يقول الصوفية الكرام فى قواعد هم المشهورة (كل حقيقة خالفت الشريعة فهى زندقة) و كيف تخالف الحقيقة الشريعة وهى انما نتجت من تطبيقها.

ولقد تحقق السلف الصالح والصوفيه الصادقون بالعبودية الحقة والاسلام الصحيح، اذجمعوا بين الشريعة والطريقه والحقيقة فكانوا متشرعين. متحققين، يهدون الناس الى الصراط المستقيم.

كان الامام احمد رحمه اللّٰه تعالٰى قبل مصاحبته الصوفية الكرام يقول لولده عبداللّٰه رحمۃ اللہ علیہ يٰولدى عليک بالحديث، واياک و مجالسة هؤلاء الذين سموا انفسهم صوفية، فانهم ربما كان احدهم جاهلاً باحكام دينه فلما صحبت ابا حمزة البغدادي الصوفي، و عرف احوال القوم، اصبح يقول لولده: يا ولدى عليک بمجالسة هولاء القيوم، فانهم زاد و اعلينا بكثرة العلم والمراقبة والخشيه والزهد و علو الهمة (تنوير القلوب ص ۲۰۵)

ذكر الامام الغزالى رحمۃ اللہ علیہ فى كتابه المتقد من الضلال عن التصوف و عن اهلهم و سلوكم و طريقتهم الحقة الموصلة الى اللّٰه تعالٰى فيقول:

ولقد علمت يقيناً ان الصوفية هم السالكون لطريق اللّٰه خاصة وأن سيرتهم احسن السيرة، و طريقتهم اصوب الطرق، واخلاقهم ازكى الاخلاق ثم يقول رداً على من انكر على الصوفية وتهجم عليهم، وبالجملة فماذا يقول القائلون فى طريقة طهارتها وهى اول شر و طها تطهير القلب بالكلية عما سوى اللّٰه، و مفتاحها الجارى منها مجرى التحريم من الصلاة استغراق القلب بالكلية بذكر اللّٰه، وآخرها الفناء بالكلية فى اللّٰه.

لطائف کی زندگی اور اس کا ادراک

تحریر: علامہ صاحبزادہ احمد سعید یار جان سیفی جامعہ سیفیہ فقیر آباد

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد قال اللہ تبارک و تعالی الا لہ الخلق و الامر فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

اللہ رب العزت نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا فرمایا ہے انسان کو اللہ رب العزت نے جو فضیلت و بہتری دی ہے وہ ملائک سے زیادہ ہے لیکن اس انسان کو جو پروردگار عالم کے آوامر پر لبیک کہے اور نواہی سے منع ہو۔ پھر پروردگار عالم نے انسان پر اپنے وصل و قرب کے راستے کھول دیے ہیں۔ برخلاف ملک کہ ملائکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام میں مشغول ذکر و فکر و آوامر الٰہی ہیں۔ کوئی بھی ملک اپنے مقررہ مقام سے عروج نہیں کر سکتے پروردگار نے فرمایا **وما منا الا ولہ مقام معلوم** (ہم میں سے ہر ایک کو ایک معلوم مقام میں رہنا ہے۔

لیکن انسان کو پروردگار عالم نے یہ قدرت عطاء کی ہے کہ وہ مقامات قرب و وصل طے کر سکتے ہیں اور اس قدرت کو اللہ رب العزت نے انسان کو جو عنصر خاک کا حامل ہے عطاء فرمایا **ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو فضل عظیم۔**

آیئے ذرا ملاحظہ کریں کہ انسان کے عروج و وصل و قرب کے اس سفر میں انسان کو کن کن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ویسے ضروریات تو بہت زیادہ ہے لیکن کامل و مکمل مرشد سے منسلک ہونے کے بعد اور خاص کر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں شروع کرتے وقت لطائف اور توجہ کے خاص ضرورت ہوتی ہے تو پھر مختصراً لطائف کے بارے میں کچھ عرض کریں۔ انسان کو اللہ رب العزت نے دس چیزوں سے مرکب فرمایا ہے جس میں پانچ عالم امر کے اور پانچ عالم خلق کے ہیں۔ عالم امر ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر کن

سے پیدا ہوئے ہیں اور عالم خلق ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جو بتدریج یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے ہیں۔

عالم امر کے پانچ لطائف ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی اخفی۔ عالم خلق کے بھی پانچ لطائف ہیں نفس اور عناصر اربعہ یعنی پانی، ہوا، آگ اور مٹی۔

آیئے پہلے عالم امر کے لطائف کے بارے میں تھوڑی سی معلومات حاصل کریں عالم امر کے لطائف میں پہلا لطیفہ قلب ہے۔ قلب کیا ہے؟ **قلب مضخة متمر کزة فی جانب الاسیر** قلب گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جو انسان کے سینے میں بائیں طرف پستان سے دو انگلی نیچے ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا **الا بذکر الله تطمئن القلوب.**

قلوب جمع ہے قلب کی مراد اس سے تمام لطائف عالم امر بھی لیا جاتا ہے اور قلب بھی اور اس طرح فرمایا **لمن کان له قلب او الغی السمع وهو شهید** (ق آیۃ 37)

اس قلب کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کے بے شمار احادیث طیبہ موجود ہیں۔ ایک حدیث شریف جو امام بخاری نے روایت فرمائی ہے۔ **الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الاوهی القلب.**

پس معلوم ہوا کہ قلب انسان کے جسم میں ایک نہایت ہی ممتاز چیز ہے کیونکہ قلب کا اصلاح تمام جسم کا اصلاح ہے اور قلب کا فساد تمام جسم کا فساد ہے تو گویا قلب اس مملکت جسم کا بادشاہ ہوا اگر بادشاہ صالح ہے تو رعایا بھی صالح ہوگی اور اگر بادشاہ خود فاسد ہو تو پھر رعایا بھی فساد کے طرف جاتی ہیں۔

اسی لیے مشائخ نقشبندیہ اپنے مرید کو پہلا سبق لطیفہ قلب کا دیتے ہیں اور ذکر قلبی پر زیادہ زور دیتے ہیں تاکہ مرکز صحیح ہو جائے تو شاخیں بھی صحیح ہوں گی۔

ایک اور حدیث پاک میں جو امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات شریف میں نقل فرمائی ہے۔ **قال النبی الشیطان جامع علی قلب بنی آدم اذا ذکر خنس و اذا غفل وسوس.**

پس معلوم ہوا کہ جب انسان کا قلب ذکر کر رہا ہو تو پھر شیطان دور بھاگ جاتا ہے اور جب یہ قلب ذکر نہیں کر رہا ہوتا تو شیطان وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔

ایک اور حدیث قدسی شریف میں جو امام نووی اور امام مسلم نے روایت فرمائی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔ **لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن.**

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث قدسی کا ترجمہ فرمایا ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ھزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بناء خلیل آذر است
دل گزر گاہے جلیل اکبر است

اسی وجہ سے مشائخ کرام نے قلب کو عرش اللہ کہا ہوا کیونکہ ایک عالم کبیر ہے اور ایک عالم صغیر ہے عالم کبیر آسمان و زمین وتمام دوسری اشیاء کو کہتے ہیں اور عالم صغیر انسان کو کہتے ہیں۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ عالم کبیر میں ہے وہی عالم صغیر میں بھی ہے۔ فلہٰذا عالم کبیر میں عرش عظیم الشان برزخ ہے اور عالم صغیر میں قلب برزخ ہے اسی لیے قلب کو عرش اللہ بھی کہا گیا ہے۔

جب ہم نے قلب کے اہمیت کو جان لیا تو پھر یہ بھی جاننا چاہیے کہ ایک اسے نادر ہیرے کو کیا کریں پس مشائخ نے فرمایا کہ اس قلب کو اللہ کے ذکر سے آباد رکھو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نے فرمایا ہے کہ ہر زنگ کو صاف کرنے کے لیے آلہ ہوتی ہے اور قلب کے زنگ کو صاف کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

مشائخ نقشبند پہلے لطیفہ قلب کو اپنے روحانی تصرف اور توجہ سے غفلت سے نکال کر ذکر کے دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔ یہ قلب تو گوشت کا ایک لوتھڑا ہے لیکن اس کی ایک اصل ہے جس کو حقیقت جامعہ کہتے ہیں یہ اصل عرش عظیم الشان سے فوق ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات شریف میں جابجا ذکر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب یہ قلب یعنی حقیقت جامعہ ذاکر ہو جائے تو پھر بندہ اگر زبردستی غفلت چاہے تو پھر بھی غفلت نہیں آتی۔

اور جب یہ قلب ذاکر ہو جائے تو پھر اللہ رب العزت اور بندے کے درمیان جو

ستر ہزار حجابات ہیں ان میں سے دس ہزار حجابات دور ہو جاتے ہیں اور بندہ اپنے آپ سے دور اور اللہ رب العزت کے قریب ہو جاتے ہیں اور اس بندے کو حضرت آدم علیہ السلام کی ولایت نصیب ہو جاتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک نبوت ہوتی اور ایک ولایت جس نبی کی ولایت سے حصہ مل جائے تو اس شخص کو اس نبی کی ولایت پر پکارا جاتا ہے مثلاً قلب ذاکر ہوا اور عروج کرتا ہوا اپنے اصل تک پہنچ گیا اور حقیقت جامعہ بھی ذاکر ہوا تو اس بندے کو ولایت آدم سے حصہ دار سمجھا جائے گا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حقیقت جامعہ ذاکر ہو جائے تو پھر اگر اس بندے کو نوح کی عمر دیا جائے اور ہزارہا کوشش بھی کر لیں تب بھی غفلت حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ حقیقت جامعہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذاکر رہتی ہے۔ چاہے یہ بندہ سونے یا کھائے پئے قضاء حاجت کرے بولے چلے پھرے ہر حال میں یہ حقیقت جامعہ ذاکر رہتی ہیں۔

حدیث شریف میں ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالت ذکر کے بارے میں فرماتی ہے۔ کان رسول اللہ یذکر اللہ علی کل احیان ہر حین میں تو کھانے پینے سونے چلنے پھرنے کی تمام حالتیں آ گئی تو پھر جب بندے بول رہا ہو یا منہ میں روٹی کا نوالہ ہو یا سو رہا ہو تو پھر ذکر کیے کرے گا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ یہ ذکر ذکر قلبی تھا۔

حدیث شریف میں ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنام عینای و لا ینام قلبی میری آنکھیں سو جاتی ہے مگر دل اللہ کے ذکر سے بیدار ہوتا ہے۔

اسی حالت کو مشائخ نقشبند نے یادداشت سے تعبیر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں سالک کو اپنی محنت سے قلبی ذکر کرنا ہوگا اس مرتبہ کو یاد کر کے کہتے ہیں اور جب یہ ذکر پختہ ہو یعنی حقیقت جامعہ بھی ذاکر ہو جائے تو پھر غفلت نہیں رہتی اسی کو یادداشت کہتے ہیں کیا ہی خوب فرمایا حضرت مولانائے روم نے کہ

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اسی طرح مشکوۃ شریف میں ایک حدیث شریف روایت فرمائی۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ الا انبئکم بخیر اعمالکم و ازکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم و خیرلکم من انفاق الذھب والورق و خیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم و یضربوا اعناقکم قالو بلی قال ذکر اللّٰہ قال ابن الملک المراد منہ ذکر القلبی ہم نے مختصراً قلب اور قلب کے ذکر کے بارے میں چند کلمات عرض کیے تو اسی لیے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں عالم امر کے پہلے لطیفہ قلب پر زیادہ زور اور توجہ دیتے ہیں تاکہ قلب جو اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مرکز ہیں صاف و شفاف اور اس قابل ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کو سمونے اور آگے تقسیم کریں۔ اور قلب میں تجلی صفات فعلیہ کا ہونا ہے مزید تفصیل اگر لطیفہ قلب میں جاننا چاہو تو پڑھو الفتوحات المکیۃ مکتوبات امام ربانی، الحدیقۃ الندیہ، غنیۃ الطالبین، تفسیر مظہری، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان، مالا بدمنہ، فتاویٰ عزیزیہ کشف المحجوب وغیرہ وغیرہ۔

اب آتے ہیں عالم امر کے دوسرے لطیفے روح کے طرف اللہ رب العزت نے فرمایا۔ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما او تیتم من العلم الا قلیلاً۔

جب پروردگار عالم نے خود فرمایا کہ آپ کو روح کے بارے میں نہیں دیا گیا ہے مگر بہت تھوڑا علم، تو پھر روح کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں اور جو جانتے ہیں وہ بھی بہت کم۔

روح کیا ہے؟ مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ روح اللہ رب العزت کے امر سے پیدا ہوا اور جب یہ روح پیدا ہوا تو اللہ رب العزت کے شہود و مشاہدے اور اللہ رب العزت کے انوار و تجلیات میں مستغرق تھا۔ پھر جب پروردگار عالم نے اس روح کو امر فرمایا کہ انسان کے جسم میں چلا جا۔ جب روح انسان کے جسم میں آیا تو یہاں پر پہلے سے نفس موجود تھا۔ نفس کی چالبازیاں اور نخرے ناز و نزاکت بہت زیادہ تھے فلہٰذا روح نفس پر عاشق ہو گیا اور یہ عشق اتنا گہرا ہوا کہ روح اپنی اصلیت اور ذمہ داری بھول گیا۔ قانون یہ ہے کہ

عاشق تو معشوق سے مرتبے میں اپنے آپ کو نیچا تصور کرتا ہے فلہٰذا روح جو کبھی شہود و مشاہدہ باری تعالیٰ میں محو تھا اب اس رذیل نفس سے بھی ارذل ہوا۔ پھر اللہ رب العزت اسی روح کے لیے ایک داعی بھیجتا ہے۔ وہ داعی اس روح کو پھر اپنے اصل مقام جو شہود و شاہدہ تھا کے لیے دعوت دیتا ہے۔ پس جس روح نے اس دعوت کو قبول کیا فقد فاز فوزاً عظیماً۔ اور جس روح نے اس دعوت کو رد کیا تو پھر فقد خسر خسراناً مبینا. جب یہ روح دعوت قبول کر کے اپنے اصل کے طرف جاتا ہے مختلف مقامات طے کرتا ہوا اصل مقام تک پہنچ جاتا ہے تو مشائخ نے اس کو سفر اپنے وطن تک سے تعبیر فرمایا ہے اور مولانا نے روح نے فرمایا ہے۔

بشواز نئے چون حکایت میکند
و زجدا لینہا شکایت میکند

پھر اس روح کو یاد آ جاتا ہے کہ میرا اصل مقام تو یہ تھا یہ مقام فرق بعد الجمع ہے۔ یہ روح اب ذوجہتین بن جاتا ہے۔ ایک جہت فوق کے طرف اور ایک جہت تحت کے طرف پھر یہ روح واپس اس جسد میں آتا ہے اور بقیہ لطائف جن میں سر خفی اخفی بشمول نفس اللہ تعالیٰ کے انوار و فیوضات کے طرف بلاتا ہے یہ مقام جمع بعد الفرق کہلاتا ہے پھر روح انوار و تجلیات فوق سے لیتا ہے اور تحت میں تقسیم کرتا رہتا۔

روح کے دو جہات دو مختلف اقسام کے ہو جاتے ہیں جو جہت فوق کے طرف ہے وہ بنسبت عالم بیچون و بچگون ہوتا ہے لیکن بنسبت خالق عین چون ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں پر اکثر سالکین کو مغالطہ ہو جاتا ہے چونکہ سالک جب اصل روح کے مقام تک پہنچ جاتا ہے اور اُس کی نظر روح کے اُس جہت پر پڑ جاتی ہے جو فوق کی طرف ہے تو سالک یہ سمجھتا ہے کہ شاید یہ تجلی ذات ہے اور اس مقام میں سالک محبوس ہو جاتا ہے یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوتی ہے اور اگر کامل و مکمل شیخ کے ساتھ نسبت اور رابطہ نہ ہو تو پھر یہ سالک ہلاکت تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ مخلوق کو خالق تصور کر کے عبادت کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ ذات باری تعالیٰ نہیں بلکہ وہ روح کی وہ طرف ہے جو فیض کو لیتی ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال اس مقام میں محبوس رہا اور جب میرا عروج لطیفہ سیر کے مقام پر ہو گیا تو پھر میں سمجھ گیا کہ جس کو میں ذات تصور کر کے بیٹھ گیا تھا وہ تو روح کا ایک جہت تھا۔

جب آپ نے روح کے اہمیت اور حقیقت کو جانا تو پھر یہ بھی جان لو کہ روح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں دوسرا سبق ہے جو دائیں پستان سے دو انگل نیچے سینے میں متمر کر ہے یہ تو روح کا عارضی مقام ہے۔ اس طرح روح کا اصل قلب کے اصل سے فوق ہے اور فوقانیہ اتنا ہے جتنا کہ اصل قلب زمین سے فوق ہے۔

جب یہ لطیفہ روح ذاکر ہو جاتا ہے تو اس انسان کو دو انبیاء علیہما السلام کی ولایت سے حصہ ملتا ہے یعنی روح حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے تحت اقدام ہیں تو اس سالک ولایت نوحی اور ولایت ابراہیمی سے حصہ ملا۔ مزید دس ہزار حجابات قطع ہو گئے۔ بندہ اپنے آپ سے دور اور پروردگار عالم کے اور قریب ہوا وہ قرب جو بلا کیف ہے اور روح میں تجلی صفات ذاتیہ شمونیہ حقیقہ کا ہوتا ہے۔ روح کے بارے میں مزید تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔ مکتوبات امام ربانی، شرح مکتوبات قدسی آیات، فوائد مکیہ غنیۃ الطالبین ارشاد الطالبین، مکاتیب شاہ غلام علی شاہ دہلوی وغیرہ۔

اسی طرح عالم امر کا تیسرا لطیفہ سر ہے۔ سر کہتے ہیں راز کو لطیفہ سر سینے میں بائیں پستان سے دو انگل اوپر کے طرف واقع ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں انہ یعلم السر واخفی۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنے تفسیر اور اپنے کتاب ارشاد الطالبین میں یہ ثابت کیا ہے کہ اس سر سے مراد لطیفہ سر ہے اور اخفی سے مراد لطیفہ اخفی ہے جو کہ عالم امر کے لطائف میں پانچواں لطیفہ ہے اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی نے بھی اس آیت شریف کو استدلالاً بہ ثبوت لطیفہ سر واخفی پیش فرمایا ہے۔

مولانائے روم نے لطیفہ سر کے بارے میں فرمایا کہ

ذکر خاص الخاص ذکر سیر بود
ہر کہ ذاکر نیست او خاسر بود

لطیفہ سر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تیسرا سبق ہے اور مرشد کامل مکمل لطیفہ روح کے

ذاکر ہونے کے بعد لطیفہ سر کا سبق دیتا ہے۔ جب اس بندے کا لطیفہ سر ذاکر ہوتا ہے تو اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ولایت سے حصہ مل جاتا ہے اور مزید حجابات منقطع ہو جاتے ہیں یعنی دس ہزار مزید حجابات دور ہو گئے۔ اپنے سے دور اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو گیا وہ قرب جو بلا کیف ہے اور اس لطیفہ سر میں اس بندے کو اللہ رب العزت کے تجلی صفات شیونات مل جاتے ہیں۔ مزید تفصیلات کے لیے مکتوبات امام ربانی، عمدۃ المقامات، تفسیر مظہری، ارشاد الطالبین ملاحظہ فرمائیں۔

لطائف عالم امر کا چوتھا لطیفہ خفی ہے۔

لطیفہ خفی کے بارے میں احادیث بہت زیادہ و مواد ہیں ایک حدیث پیش کر رہا ہوں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے **افضل الذکر الخفی الذی لا یسمع الحفظة سبعون ضعفاً (الحاوی للفتاوی)**

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ لطیفہ خفی کا ذکر کیا فضیلت رکھتا ہے اور نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اس لطیفہ کا نام لطیفہ خفی کیوں ہے اسی لیے اس لطیفہ کا ذکر وہ خفی ذکر ہے جو حفظہ ملائک بھی نہیں سنتے۔

میاں عاشق و معشوق رمزیست
کراما کاتبین ازوی ضمر نیست

یہ لطیفہ خفی جب ذاکر ہو جاتا ہے اور اپنے اصل تک پہنچ جاتا ہے تو اس سالک کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ولایت سے حصہ مل جاتا ہے اور دس ہزار مزید حجابات دور ہو جاتے ہیں۔ بندہ اپنے آپ سے دور اور اللہ رب العزت کے قریب ہو جاتا ہے وہ قرب جو بلا کیف ہے۔ اور اس لطیفے میں تجلیات صفات سلبیہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ لطیفہ خفی دائیں پستان سے دو انگل اوپر واقع ہے مزید تفصیلات ہے۔ الحاوی للفتاویٰ، الحدیقۃ الندیۃ، انوار قدسیہ ملاحظہ فرمائیں۔

عالم امر کے لطائف میں پانچواں لطیفہ اخفی ہے۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں **فانه یعلم السر واخفی.**

اشارۃ ہے لطیفہ اخفی کے طرف جیسا کہ قبلاً ہم نے ذکر کیا امام ربانی اور قاضی ثناء

الہ پانی پتی اور عبدالغنی النابلسی رحمھم اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف کے ذیل میں لطیفہ سر واخفی کا ثبوت کیا ہے اور تمام لطائف عالم امر میں یہ لطیفہ ایک نہایت ہی اعلیٰ اقدار وعزت و شرف کا حامل ہے کیونکہ جو فیوضات و انوار وتجلیات اس لطیفہ اخفی کے حصے میں ہیں وہ کسی اور لطیفہ کے حصے میں نہیں اکثر مشائخ فرماتے ہیں کہ تجلی ذات کا ورود اس لطیفہ اخفی پر ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ لطیفہ آقائے دو جہاں فخر عالم حبیب رب العالمین آقا و مولا حضور نبی اکرم ﷺ کے تحت قدم ہے اور جس کو کونین میں جو کچھ ملا ہے اُس کے طفیل ملا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کے

یہی لطیفہ اخفی جب ذاکر ہو جاتا ہے تو اس سالک کو آقائے نامدار نے تاجدار محمد عربی ﷺ کے ولایت سے حصہ مل جاتا ہے اور دس ہزار حجابات مزید منقطع ہو جاتے ہیں۔ بندہ اپنے آپ سے دور اور اللہ رب العزت کے قریب ہو جاتا ہے وہ قرب جو بلا کیف ہے اور اس لطیفے میں اس بندے کو تجلائے شان جامع ملتا ہے۔ یہ لطیفہ انسان کے سینے کے بالکل وسط یعنی درمیان میں واقع ہے اور اس لطیفہ کا اصل لطیفہ خفی کے اصل سے فوق ہے۔

یہاں تک لطائف عالم امر کے بارے میں مختصراً عرض کیا اب تھوڑا بہت اُن پانچ لطائف کے بارے میں جن کا تعلق عالم خلق سے ہے۔ عرض کرتے ہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں جب سالک عالم امر کے پانچ لطائف کے اسباق مکمل کرتے ہیں اور مرشد کامل ومکمل دیکھتے ہیں کہ اس سالک کے لطائف ذاکر ہیں اور ذکر کے علامات بھی مکمل ہیں تو پھر اس سالک کو لطائف عالم خلق شروع کرواتے ہیں۔

جاننا چاہتے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندی میں جذبہ مقدم ہوتا ہے امر سلوک بعد میں ہوتا ہے اور دوسرے طرق میں سلوک مقدم اور جذبہ مؤخر ہوتا ہے جذبہ قلب روح سر خفی اخفی کے ذاکر ہونے اور اپنے اصول تک پہنچنے کو کہتے ہیں اور امر سلوک نفس کے اطمینان اور عناصر اربعہ کے اعتدال کو کہتے ہیں۔

تو چونکہ عالم امر کا تعلق جذبہ سے تھا فلہٰذا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مقدم ہوا اورعالم خلق کے لطائف کا تعلق سلوک سے تھا فلہٰذا جب عالم امر مکمل ہوا تو پھر عالم خلق شروع کیا بالفاظ دیگر جب جذبہ مکمل ہوا تو اب سلوک شروع کیا اوراسی میں بہت زیادہ بحث موجود ہے۔ اگر زندگی نے وفا کی تو پھر کسی اورایڈیشن میں بحث کریں گے۔ فنشروع بلطائف عالم الخلق وباللہ نستعین عالم خلق کا پہلا لطیفہ نفس ہے۔

نفس کیا ہے۔ نفس ایک جسم ہے لطیف یعنی نرم جو جاری ہے اس جسم کثیف میں یہ ہمارے تمام جسم میں موجود ہے ہمارے قدموں میں آنکھوں میں ہاتھوں میں دل میں یعنی جسم کے ہر ہر حصے میں موجود ہے۔ لیکن نفس کا مرکز کہاں ہے اس میں مشائخ کرام سے مختلف اقوال منقول ہیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس کا مرکز پیشانی ہے جہاں بالوں کے اگنے کا اخری حد ہے وہاں پر ہے اوردلیل میں فرماتے ہیں کہ کسی کو اگر کوئی بات اچھی لگے تو بھی اثر ماتھے پر نمودار ہوتا ہے اورکوئی بات بری لگے تو بھی اثر ماتھے پر نمودار ہوتا ہے۔ حضرت بانور جو کہ حضرت مجدد کے مرید تھے وہ فرماتے ہیں کہ نفس کا مرکز زیر ناف ہے۔ اوراسی طرح مختلف مشائخ کے مختلف اقوال ہیں۔

اللہ رب العزۃ نفس کے بارے میں فرماتا ہے۔

ان النفس لامارة باالسوء الاما رحم ربی. (سورۃ یوسف آیت 53)

یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیه فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی. (سورۃ الفجر آیت 27-28)

واذکر ربک فی نفسک. (سورۃ الاعراف 205)

اورحدیث شریف میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اللہ رب العزۃ نے فرمایا

عادِ نفسک خانه انتصب بمعاداتی.

اپنے نفس کے ساتھ عداوت کرو کیونکہ یہ میری عداوت پر مقرر ہے اورایک اورحدیث شریف میں جو کہ حدیث قدسی ہے۔

اللہ رب العزۃ فرماتے ہیں۔

من ذکر نی فی نفسه ذکر ته فی نفسی. جس نے مجھے اپنے میں یاد کیا میں اُسے اپنے نفس سے یاد کروں گا۔

نفس کے تقسیم میں قرآن عظیم الشان نے خود فرمایا ہے۔نفس سات قسم کا ہے۔ نفس امارہ۔نفس لوامہ۔نفس ملہمہ۔نفس مطمئنہ،نفس راضیہ۔نفس مرضیہ۔

مشائخ عظام فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام اوراولیاء کاملین اور ملائکہ کے علاوہ تمام مخلوقات کا نفس ابتداء میں سرکش اور باغی ہوتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق اللہ رب العزۃ نے جب نفس کو پیدا فرمایا تو دریافت فرمایا کہ اے نفس تو کون ہے اور میں کون ہوں نفس نے کہا کہ تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ اللہ رب العزۃ نے اس نفس کو ہزار سال جہنم کے آگ میں ڈالا ہزار سال کے بعد اللہ رب العزۃ نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں نفس نے پھر جواب دیا کہ تو تو ہے اور میں میں ہوں اللہ رب العزۃ نے اس نفس کو ہزار سال زمہر پر ڈالا۔ پھر ہزار سال بعد پوچھا۔تو وہی جواب دیا۔ اللہ رب العزۃ نے اس دفعہ اسے ہزار سال بھوک و پیاس میں رکھا۔ ہزار سال کے بعد جب پھر دریافت فرمایا تو نفس اب مار کھا چکا تھا کہنے لگا تو میرا پروردگار اور میں آپ کی مخلوق ہوں۔

دیگر سلاسل کے بزرگان نے اس روایت کو دلیل بنا کے فرمایا کہ نفس کی اصلاح کے لیے بھوک و پیاس میں کم گفتن کم خفتن کم خوردن کا فارمولا چاہئے لوگوں سے دور دنیا سے کنارہ کش چلہ کاٹا محنت و مشقت برداشت کر کے نفس کو صالح بنایا جاتا ہے۔لیکن سلسلہ عالیہ نقشبندیہ دست برکار و دِل بہ یار کرتے ہیں۔ وہ اپنے خداداد صلاحیت یعنی توجہ سے اس نفس کو جو برائی پر امر کرنے والا ہے لوامہ پھر مطمئنہ۔ پھر راضیہ مرضیہ بناتے ہیں۔

جیسا دستور اور قانون آقائے نامدار ﷺ کا تھا جو بھی مسلمان ہو کے آیا ایک نگاہ مرحمت سے لطائف بھی ذاکر اور نفس بھی مطمئنہ راضیہ مرضیہ بنا ڈالا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے کہ ایک صحبت میں کیا سے کیا بنا دیتا ہے۔

مولانا نے روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا۔

ہیچ نفس را نکشد جز ظل پیر　　دامن آن نفس کش راسخت گیر

یہ نفس جب مطمئنہ راضیہ مرضیہ ہو جاتا تو پھر حقیقت بندگی اور حقیقت عبادت میسر ہوتی ہے۔ پھر نفس کی چالبازیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے مراجعہ فرمائیں۔ تفسیر روح البیان۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر مظہری، مکتوبات امام ربانی۔ الفوائد المکیہ۔ الحدیقۃ الندیہ۔ غنیۃ الطالبین۔ کشف المحجوب و دیگر کتب مشائخ کرام۔

یہ لطیفہ نفس مجموعی طور پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں چھٹا سبق ہے لیکن لطائف عالم خلق میں پہلا سبق ہے۔

دوسرے لطائف عالم خلق کے 4 چار ہیں۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ مٹی

ان چاروں عناصر کو عناصر اربعہ کہتے ہیں۔ اور ہر ایک کی اپنے اپنے خواہشات ہیں مثلاً پانی ہے اس میں فطرتاً سرکشی موجود ہے۔ آگ یہ جلانے والا ہے۔ ہوا میں بھی طاقت اور مستی ہوتی ہے مٹی میں دنائت اور پستی ہوتی ہے۔ ان چاروں لطائف کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بزرگوں نے ایک ہی لطیفہ بنایا ہے اور اُس کا نام لطیفہ قالبی رکھا ہے چونکہ انسان کا قالب ان چاروں چیزوں سے مرکب ہے فلہٰذا ان کے مجموع کو قالبی کیا گیا ہے۔

جیسا کہ قبلاً میں نے اس طرف اشارہ کیا کہ اللہ رب العزۃ نے انسان کو مختصر خاک دے کر ترقی کا راستہ بھی دیدیا ہے۔ یہ عنصر چونکہ ملائکہ کرام میں ہے۔ آگ پانی اور ہوا کے عناصر ملائکہ میں موجود ہیں لیکن خاک کا عنصر نہیں فلہٰذا مشہور و معروف واقعہ ہے کہ شب معراج جبرائیل سدرۃ المنتھیٰ سے تھوڑا سا آگے جانے کے بعد فرماتے ہیں کہ آگئے اللہ رب العزۃ کے انوار و تجلیات مجھے جلا ڈالیں گے لیکن آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ثم دنیٰ فتدلیٰ

فکان قاب قوسین او ادنی کے مقام تک جاتے ہیں۔

چونکہ جبرائیل میں عنصر خاک شامل نہیں فلہٰذا وہ اپنے مقام سے آگے نہیں جا سکتے ترقی نہیں کر سکتے بخلاف ان ہستیوں کے جو کہ اللہ کے مقرب ہیں لیکن انسان ہیں اور عنصر خاک رکھتے ہیں۔

آگے ہم نے نفس کے بارے میں پڑھا کہ نفس اطمینان حاصل کرتا ہے لیکن عناصر اربعۃ اطمینان کے مرتبے تک نہیں جاتے اس عناصر میں اعتدال تو آ سکتے ہیں لیکن یہ بالکل قبول نہیں کرتے۔

حدیث شریف میں ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایک غزوہ سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو فرمایا **رجعنا من الجهاد الاصنعر الی الجهاد الاکبر**. یہ کونسا جہاد تھا جس کو اکبر کہا گیا اگر یہ نفس کے ساتھ مجاہدہ تھا تو حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نفس تو مطمئنہ تھے راضیہ مرضیہ تھے تو پھر کونسا جہاد تھا؟ یہ جہاد عناصر کے ساتھ تھا جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عناصر اربعہ کے ساتھ ہمیشہ جنگ جاری رہتا ہے یہ کبھی بھی اطمینان کے مرتبے تک نہیں آتے بلکہ اعتدال پر آتے ہیں اور پھر کبھی دوبارہ اپنے عروج اور ہستی کے طرف جاتے ہیں جیسا کہ اس حدیث شریف میں اشارہ ہوا ہے کہ **الجهاد ماضی الی یوم القیمة.**

یہ لطیفہ قالبی سر کے چوٹی کے درمیان واقع ہے۔

اور اس لطائف کے تکمیل کے بعد مرشد و کامل و مکمل اپنے مرید کو نفی اثبات کا سبق دیتا ہے جو کہ نفی ماسوئ اللہ کرتا ہے اور اثبات اللہ کرتے ہیں۔

اس سبق میں خاص طور پر چار معانیوں کا تصور رکھا جاتا ہے۔

لامعبود الا الله لا مکلوب الا الله لا مقصود الا الله لا موجود الا الله

جس دم کے ساتھ ان چار معانیوں میں سے کسی ایک معنیٰ کا تصور کر کے کلمہ طیبہ کا ورد تصور سے کرتے ہیں۔

اس میں سالک کو بطور خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ان کے سلوک کا کام وحدت الوجود کے طرف نہ جائے جیسا کہ اہل طریقت جانتے ہیں کہ ایک وحدت الوجود ہے اور ایک وحدت الشہود ہے وحدت الوجود میں تمام اشیاء میں اللہ رب العزت کے ذات کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آشیا بذات خود موجود نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے ان اشیاء میں حلول کیا ہے یا سریان یا احاطہ کیا ہوا ہے۔ جبکہ وحدت الشہود میں اشیا کو اپنی جگہ پر موجود جان کے مقصد اور مراد ذات ہوتی ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ وحدت الوجود حالت سکر و مستی و غلبہ حمیت ہے اور یہ ایک تنگ کوچہ ہے جبکہ وحدت الشہود ایک عظیم شاہراہ ہے اور عین صحو ہے اور انبیاء کرام کا سبیل اور راستہ ہے۔

مزید تفصیل کے لیے مکتوبات امام ربانی مطالعہ فرمائیں۔

اس کے بعد مراقبات شروع ہو جاتے ہیں جو کہ 36 مراقبات ہیں ان کے ترتیب اور طریقہ مشائخ نقشبند نے وضع فرمایا ہے۔ اس بحث میں ہم نے لطائف کے بارے میں مختصراً عرض کیا آپ نے پڑھا لیکن یہ کام پڑھنے سے نہیں ہوتا جب تک کہ کامل مکمل مرشد کے سامنے زانوئے تلمذ نہ رکھو اور طریقت و شریعت کے راستے پر نہ چلو اُس وقت تک آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ محض پڑھنے سے کوئی لطیفہ ذاکر نہیں ہوتا بلکہ توجہ حاصل ہونے سے اور شیخ کامل مکمل سے بیعت ہونے کے بعد آپ کو یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے۔ اور شیخ بھی ایسا کہ جن کے خود اپنے لطائف بھی ذاکر ہو اور دوسروں کو بھی ذاکر کرا سکتا ہو کیونکہ اگر خود کامل و مکمل نہیں تو دوسرے کو کیا کمال دے سکتا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں اس صراط مستقیم پر چلائے جو کہ انبیاء اولیاء صلحاء اور شہداء کا رستہ ہے اور ہمارے قلوب و اذھان کو منور و روشن فرمائے اور ہمیں اپنے خاص بندوں کے خدمت اور ان سے عقیدت رکھنے کے توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

صوفیہ کرام کا جذبۂ اتباعِ شریعت

تحریر: علامہ محمد شہزاد مجددی

تصوف مخالف فکر کے حامل جناب جاوید احمد غامدی نے ایک ٹی وی چینل پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ''صوفیہ کرام کے راستے کو انبیاء کرام علیہم السلام کے راستے سے جدا قرار دیا ہے''۔ معاذ اللہ! ایسا کہنا صرف غلط ہی نہیں بلکہ آئمہ تصوف وطریقت پر بہتان باندھنے کے مترادف ہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

اُمت کے اکابر اولیاء کرام اور مختلف سلاسل تصوف کے بزرگوں نے محبت وعشق الٰہی اور اتباع سنت وشریعت کے حوالے سے جو قابل قدر سرمایہ پیچھے چھوڑا وہ تمام امت مسلمہ کے لیے سرمایہ افتخار احمد روشنی کا مینار ہے۔

اسلامی تصوف دراصل قرآن کے تصور تزکیہ وتصفیہ کی عملی تعبیر اور حدیث احسان کی جامع تفسیر ہے۔ حضرات صوفیہ نے وراثت نبوی (علیٰ صاحبھا الصوات والتسلیمات) کے اس پہلو کو محفوظ رکھنے کی قابل تحسین کوشش فرمائی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے صدق وصفا اور باطنی احوال وکیفیات کو اس گروہ قدس صفات نے اپنے جذب وشوق کی وارفتگی سے زندہ رکھا ہے۔ بنظر نمائد دیکھا جائے تو حضرات محدثین نے اقوال رسالت کو محفوظ کیا، حضرات فقہا نے افعال واحکام رسالت کی نگہداری کی، اور حضرات صوفیہ کرام نے احوال رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کا اہم فریضہ عملی طور پر سرانجام دیا ہے اور یقیناً یہ نسبتاً زیادہ مشکل کام تھا، کیونکہ اس کے لیے علم، عمل اور اخلاص کی یکجائی بہرحال ناگزیر تھی۔

مشائخ طریقت اور تصوف کے اکابر شیوخ کی تعلیمات اور اقوال پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے جملہ احوال و کیفیات کی بنیاد قرآن و سنت کو قرار دیا ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے راستے کو ہی راہ نجات سمجھا ہے۔

حضرت سعدی شیرازی (مرید شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ) کا مشہور شعر ہے۔

محال است سعدی کہ راہ صفا　　تواں رفت جز پیروے مصطفیٰ ﷺ

اے سعدی! راہ صفا پر چلنا مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کے بغیر ناممکن ہے۔

آیئے آئمہ فقہ و حدیث اور اکابر طریقت کے اقوال و ارشادات پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں۔

علامہ ابن خلدون نے ''علم تصوف'' کو علوم اسلامی میں شمار کرتے ہوئے اس کا تعارف کچھ یوں کروایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ''اسلام میں پیدا ہونے والے علوم شریعہ میں سے علم تصوف بھی ہے۔ دراصل طریقہ تصوف کو سلف میں بڑے بڑے صحابہ اور تابعین میں اور ان کے بعد والوں میں طریقہ حق و ہدایت ہی سمجھا جاتا تھا۔ اس کا بنیادی اصول عبادت پر جم جانا اور دنیا سے کٹ کر اللہ سے لو لگالینا اور دنیوی زیب و زینت سے منہ پھیر لینا اور عوام جن چیزوں پر ٹوٹتے ہیں یعنی طرح طرح کی لذتوں پر اور مال و جان پر، ان سے بچنا اور عبادت کے لیے دنیا سے علاوہ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرلینا یہ طریقہ صحابہ کرام اور سلف میں عام طور پر رائج تھا۔''

(مقدمہ ابن خلدون: ۲/۲۶۶، طبع کراچی)

اصول شریعت کے ماہر امام شاطبی علیہ الرحمہ نے بھی اس حوالے سے ایمان افروز کلام فرمایا ہے، تصوف اور اہل تصوف کا دفاع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ہم نے اس مقام کو اس بیان کے لیے خاص کیا ہے اگرچہ جو کچھ پہلے نقل کیا گیا تھا وہ کافی تھا، اور اس کا سبب یہ ہے کہ بعض جہلاء صوفیہ کرام کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ

وہ اتباع شریعت میں کوتاہی کرنے والے ہیں اور ایسی خود ساختہ عبادات کا التزام کرنے والے ہیں جو شریعت سے ثابت نہیں ہیں اور یہ اقوال و افعال میں انہی امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کی پناہ! وہ ایسا اعتقاد رکھنے اور بیان کرنے سے بالکل بری ہیں، سب سے پہلی چیز جس پر ان کے طریقے کی بنیاد ہے، وہ سنت کی پیروی اور خلاف سنت سے اجتناب ہے۔ یہاں تک کہ ان کے نمائندہ، باخبر وکیل اور ان کی عمارت کے عظیم ستون (ابو القاسم القشیر ی) کا فرمانا ہے:

کہ انہوں نے اہل بدعت سے خود کو جدا رکھنے کے لیے تصوف کا عنوان اختیار کیا، پھر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (وصال کے) بعد مسلمان کے اکابر نے اپنے زمانے میں صحابیت کے سوا کسی اور نام یا لقب کو اپنے لیے پسند نہیں کیا، اس لیے کہ ان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی اور فضیلت نہیں ہوسکتی تھی، چنانچہ انہیں صحابہ کہا گیا پھر ان کے بعد والوں کو تابعین کہا گیا، انہوں نے اس لقب کو نہایت ہی شرف والا نام سمجھا۔ پھر ان کے بعد والوں کو اتباع تابعین کہا گیا۔ اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا اور جدا جدا طبقے پیدا ہوگئے۔ چنانچہ ان خاص قسم کے لوگوں کو جنہیں دینی امور سے خاص لگاؤ تھا، ''زاہد'' اور ''عابد'' کہا جانے لگا۔ پھر بدعتیں رونما ہونے لگیں۔ ہر فرقہ مدعی بن بیٹھا کہ ان میں ''زاہد'' پائے جاتے ہیں، چنانچہ اہل سنت میں سے ان خاص لوگوں نے جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے لیے وقف کردیا اور اپنے دلوں کو غفلت سے محفوظ رکھا، اپنے لیے ایک الگ نام ''تصوف'' رکھ لیا۔'' امام قشیری علیہ الرحمہ کا مذکورہ بالا کلام نقل کرنے کے بعد امام شاطبی فرماتے ہیں: ان کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ یہ لقب خاص طور پر سنت کی پیروی اور بدعت سے دوری پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس میں جہلاء کے اعتقاد اور بعض ناقابل اعتبار مدعیان علم کے پروپیگنڈے کارد بھی ہے۔ (کتاب الاعتصام: ۵۹/۱۔ط۔بیروت)

امام شاطبی نے اس مقام پر بعد میں آنے والے نام نہاد صوفیوں کی بھی نشاندہی کی ہے اور حقیقی اہل تصوف کو ان کی خرافات سے بری الذمہ قرار دیا ہے

3- امام ابو حامد الغزالی علیہ الرحمہ نے بھی ''لاَربعین فی اصول الدین'' میں اتباع

سنت و شریعت کو تصوف کا رُکن اعظم قرار دیا ہے۔" (ص 90)۔

-4 امام الصوفیہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بدعتی کو صحبت میں بیٹھنے والے کو حکمت عطا نہیں کی جاتی۔

-5 حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ سے جب دعائیں قبول نہ ہونے کی شکایت کی گئی تو انہوں نے فرمایا: تم اللہ کو جانتے ہو مگر اس کا حق بندگی ادا نہیں کرتے، کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہو لیکن اس پر عمل نہیں کرتے، عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دعویٰ کرتے ہو اور ان کی سنتوں کو ترک کرتے ہو...... الخ

-6 حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے صحبت کی نشانی یہ ہے کہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق، افعال، احکام اور سنت کی پیروی کی جائے۔

-7 حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے بشر! تمہیں خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارے معاصرین میں ممتاز کیوں کیا ہے؟
میں نے کہا، نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: تیرے ہماری سنت کی اتباع کے سبب، اور صالحین کے احترام کی وجہ سے، اور اپنے بھائیوں کو نصیحت کرنے اور ہمارے اصحاب و اہل بیت سے محبت ہی وہ اعمال ہیں جنہوں نے تجھے مرتبہ الابرار تک پہنچا دیا ہے۔

-8 یحییٰ بن معاذ الرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لوگوں کے جملہ اختلاف تین اصولوں پر سمٹ جاتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کی ضد ہے، پس جس سے بھی ان اصولوں میں سے ایک چھوٹ گیا وہ اس کی ضد میں جا پڑے گا، نمبر 1 توحید جس کی ضد شرک ہے۔ نمبر 2 سنت جس کی ضد بدعت ہے۔ نمبر 3 اطاعت جس کی ضد معصیت ہے۔

-9 شیخ ابوعثمان حیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ظاہر میں سنت کی خلاف ورزی باطن میں ریا کی علامت ہے۔

-10 ابو بکر امام دقاق علیہ الرحمہ کہتے ہیں: ایک بار مجھے یہ خطرہ گزرا کہ علم حقیقت علم شریعت سے جدا ہے، تو ہاتف غیبی نے مجھے ندادی! ہر حقیقت جو شریعت کے تابع نہ ہو وہ کفر ہے۔

-11 امام ابو علی ابجوز جانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں، بندے کی سعادت مندی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے لیے اطاعت آسان ہو جائے اور اعمال میں سنت کی موافقت آجائے، اور نیکیوں کی صحبت مل جائے......الخ

-12 شیخ ابو بکر ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اہل محبت کو جو فیض بھی ملا ہے وہ اتباع سنت اور بدعت سے اجتناب کی وجہ سے ملا ہے۔

-13 امام ابو الحسن الوراق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بندہ اللہ کے فضل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی کے بغیر کبھی اللہ سے واصل نہیں ہو سکتا۔

-14 حضرت ابو عبد الرحمٰن اسلمی کے نانا اسماعیل بن محمد اسلمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا: بندے کے لیے کیا چیز لازمی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: سنت کے مطابق بندگی کا اہتمام اور مراقبے پر دوام۔

-15 حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے تیس سال شدید مجاہدے میں گزارے لیکن علم اور اس پر عمل سے بڑھ کر کوئی مجاہدہ نہیں پایا۔

-16 اور آپ ہی کے بارے میں ہے کہ کسی زاہد کی تعریف سن کر اس کی ملاقات کے لیے گئے، تو اسے دیکھا وہ گھر سے مسجد کی طرف گیا اور قبلہ رُخ تھوک دیا، تو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ اس سے ملے بغیر واپس لوٹ آئے اور فرمایا۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و آداب میں ایک ادب سے محروم ہے تو پھر اپنے دعویٰ میں کیسے صادق ہو سکتا ہے؟

-17 آپ فرماتے ہیں: اگر تم کسی شخص کو ایسا با کرامت دیکھو کہ وہ ہوا میں پرواز کر رہا ہو تو اس سے دھوکہ نہ کھاؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ شریعت پر کاربند ہے یا نہیں اور آداب و حدود شریعت پر عامل ہے یا نہیں ہے۔

18- حضرت سہل بن عبد اللہ تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہمارے بنیادی اصول سات ہیں:
1- کتاب اللہ سے وابستگی 2- سنت رسول کی پیروی 3- حلال روزی 4- دفع ایذا 5- گناہ سے اجتناب 6- توبہ 7- حقوق کی ادائیگی۔

19- آپ سے پوچھا گیا، فتوت (جوانمردی) کیا ہے؟ فرمایا: سنت کی پیروی۔

20- حضرت ابو سلیمان درانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب کبھی میرے دل پر کوئی عارفانہ نکتہ وارد ہوتا ہے تو میں اس وقت تک اسے قبول نہیں کرتا جب تک دو عادل گواہوں کے سامنے پیش نہ کرلوں اور وہ قرآن اور سنت ہیں آخر میں گروہ صوفیہ کے سردار واحد پیشوا سیدنا جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے ارشادات بھی ملاحظہ فرمایئے۔

21- آپ فرماتے ہیں: مخلوق پر اللہ کی معرفت کے تمام راستے بند ہیں سوائے نقش پائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے۔

22- سیدنا جنید فرماتے ہیں: ہمارا طریقہ قرآن وسنت سے مربوط ہے۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ مسند ارشاد پر بیٹھنے والے شیخ کے لیے فرماتے ہیں۔ جس نے قرآن یاد نہ کیا اور حدیث کا علم حاصل نہ کیا اس کی تصوف وطریقت میں پیروی نہیں کی جائے گی کیونکہ ہمارا علم کتاب وسنت سے مشروط ہے۔

مذکرہ بالا اقوال اگرچہ تصوف کی امہات الکتب میں منقول ہیں لیکن ہم نے انہیں امام ابو اسحٰق الشاطبی علیہ الرحمہ کی ''کتاب الاعتصام'' سے نقل کیا ہے، تاکہ اہل علم مزید تقویت محسوس کریں۔

الغرض امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے ''الطبقات الکبریٰ'' کے مقدمہ میں اہل تصوف کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ شریعت وسنت کی پیروی کے بغیر سلوک و احسان کی منازل طے کرنا محال ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کا راستہ یہی اہل تصوف و طریقت کا راستہ ہے۔ صوفیہ کرام نے وضاحت وصداقت کے ساتھ بتادیا ہے کہ ''پردہ باطن جو ظاہر شرع کے خلاف ہو، باطل ہے۔ یعنی

خلاف پیمبر کسے رہ گزید...... کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

مختصر یہ کہ تصوف قرآن وسنت پر مبنی اخلاق و اوصاف کا مجموعہ ہے۔ بیسیوں قرآنی تراکیب واصطلاحات آج صوفیہ کرام کی وجہ سے معانی آشنا ہیں، مثلاً توابین، متطھرین، صادقین، صابرین، متوکلین، قانتین، ذاکرین، صالحین، خاشعین، ذاکرین، عابدین، ابرار وغیرہ۔

حضرت صوفیہ کرام کے اخلاق و کردار کی بلندی اور کمال زہد وتقویٰ ہی تھا کہ تفسیر و حدیث اور فقہ کے جلیل القدر آئمہ بھی اس طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے باقاعدہ طور پر صوفیہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے منازل سلوک طے کیں اور بعض صاحب خرقہ و خلافت صوفی ہوئے۔ مثلاً حافظ ابو نعیم اصفہانی، ابو القاسم النصر آبادی، ابو علی رودباری، ابو العباس الانپوری، ابو قتیبہ، قاضی رویم بن احمد، ابو القاسم القشیر، شیخ محمد بن خفیف الشیر ازی، امام محمد المقدس، امام تقی الدین السبکی، امام غزالی، امام نووی، امام دیاطی سراج الدین ابن الملقن، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام سخاوی اور امام جلال الدین سیوطی علیہم الرحمہ۔ ایک طویل فہرست ہے جس کا احاطہ یہاں ممکن نہیں ہے۔

عجیب بات ہے کہ بعض لوگ جزء کو مانتے ہیں اور کل کا انکار کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی سے کہا جائے کہ، زہد، تقویٰ، طہارت، صدق، صبر، توکل، مجاہدہ، تزکیہ وغیرہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے تو ہر ذی شعور بلا توقف کہے گا کہ یہ اوصاف حمیدہ ہیں لیکن اگر کہا جائے کہ یہی اور ان جیسے دوسرے اخلاق حسنہ کے مجموعہ کا نام ہی تصوف ہے تو وہ پھر اپنی ضد اور تعصب کے ہاتھوں مجبور نظر آتے ہیں۔ افسوس کہ سلف صالحین اور صوفیہ کرام پر الزام تراشی کرنے والے حضرات بھی کچھ ایسی ہی روش کا شکار ہیں۔ ہم پیش نظر تحریر کے ذریعے جناب جاوید احمد غامدی اور دیگر منکرین تصوف کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنے دعویٰ کی دلیل میں کسی ایک مستند صوفی بزرگ کا قول لے آئیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ صوفیہ کا راستہ انبیاء کرام کے راستے سے جدا ہے اور اہل تصوف نے قرآن وسنت کو چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا ہے، ہمیں انتظار رہے گا۔

آئینہ

دنیائے اسلام کے عظیم شیخ طریقت
حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی

(احوال و آثار، خدمات وکارہائے نمایاں اور عقائد ونظریات)

تحریر وترتیب: مرزا مجاہد احمد، ملک محبوب الرسول قادری

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت 1349ھ میں جلال آباد (افغانستان) سے 20 کلو میٹر دور جنوب کی طرف واقع ایک گاؤں بابا کلی، ارچی میں ہوئی۔ آپ کے والدین نے آپ کا نام سیف الرحمٰن رکھا۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم، ناظرہ قرآن مجید اور کچھ سورتوں کا حفظ اپنے والد گرامی حضرت قاری سرفراز خاں سے کیا جو خدا ترس اور نیک انسان تھے اور فقراء کے ساتھ بڑی عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔

حصول علم دین کے لیے سفر

جب آپ کی عمر 13 برس ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ اس کے بعد آپ نے حصول علم دین کے لیے پشاور کا رخ کیا اور یہاں جید علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ اس کے بعد اپنے وطن واپس آکر کتب تصوف کا کثرت سے مطالعہ کرنے لگے۔

آپ کے اساتذہ کرام

آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ، تفسیر وحدیث فقہ واصول فقہ، صرف ونحو وغیرہ درج

ذیل اساتذہ کرام سے حاصل کیے:

1- حضرت مولانا محمد آدم خان صاحب آمازو گڑھی
2- شیخ القرآن محمد اسلام بابا صاحب بابا کلی کوٹ
3- حضرت مولانا ولید صاحب
4- مولوی محمد اسلم صاحب حیدر خیل کوٹ
5- مولانا محمد حسین صاحب مترانی گاؤں
6- مولانا محمد فقیر صاحب سرہ غنڈے
7- فرید کلاجات مولانا عبدالباسط صاحب
8- سید عبداللہ شاہ صاحب
9- سید احمد خیل گاؤں صاحب
10- مولوی صاحب لوگر باغ سری پایان ضلع قندوز

اس کے علاوہ کئی ماہرین اسرار و دقائق اور عارفین سے استفادہ کیا۔

ازدواجی زندگی

آپ نے کل سات نکاح کیے۔ جب پہلی شادی کی۔ تو بیوی کا انتقال ہو گیا پھر شادی کی۔ ایک کو طلاق دی۔ اس وقت آپ کے عقد میں چار ازواج ہیں:

آپ کی اولاد میں 13 بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

بیٹوں کے نام یہ ہیں:

1- محمد سعید حیدری سابقہ چیف جسٹس سپریم کورٹ حکومت افغانستان
2- مولوی احمد سعید المعروف یار صاحب
3- شیخ الحدیث مولانا محمد حمید جان
4- عبدالباقی
5- قاری حافظ مولانا محمد حبیب
6- حافظ سید احمد حسین

7- محمد سیف اللہ

8- محمد صفی اللہ

9- سید احمد حسن

10- محمد مجیب اللہ

11- محمد حبیب اللہ

12- سید محمد محسن

13- حسین اللہ

قطغن روانگی

پہلی شادی کے 6 ماہ بعد آپ قطغن گئے اور لودین میں اقامت اختیار کی جو ضلع قندوز میں ہے۔ یہاں 3 سال تک قیام پذیر رہے۔ حکومت افغانستان کی طرف سے دشتِ ارچی میں آپ کو زمین دی گئی جہاں آپ نے مکان بنا کر رہائش اختیار کی۔ آبادی بڑھتے بڑھتے گاؤں کی شکل اختیار کر گئی۔ یہاں آپ نے مسجد تعمیر کی اور بغیر کسی اجرت کے امامت و خطابت اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور ساتھ ساتھ اپنی زمینوں پر بھی کام کرتے رہے۔

بیعت

آپ کی ملاقات حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو آپ ان کی شخصیت سے حد درجہ متاثر ہوئے۔ بالآخر آپ حضرت طالقانی کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اس وقت آپ کی عمر 32 سال تھی۔

1381ھ میں حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ وصال پا گئے تو آپ ان کے خلیفہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے اور منازل سلوک طے کرنے لگے۔ حضرت سمنگانی نے نہایت توجہ اور محنت و محبت سے آپ کی تربیت کی۔ ایک مرتبہ حضرت سمنگانی سخت بیمار ہوئے تو انہوں نے اپنے تمام مریدین آپ کے حوالے کر دیئے اور ان کی تربیت کی ذمہ داری آپ کو سونپی۔

اس کے کچھ عرصہ بعد آپ مختلف علاقہ جات میں جا کر نشر معرفت اور اپنے شیخ حضرت سمنگانی کے مریدین کی تربیت کے لیے سخت محنت و جدوجہد کرنے لگے۔ اس پر حضرت سمنگانی نے آپ کو مطلق خلافت عطا کی۔ آپ نے حضرت سمنگانی کی خدمت میں 3 سال گزارے۔

آپ اپنے مرشد گرامی کے امر کے مطابق حاجی *پکیرو کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقہ عالیہ قادریہ میں ان سے تلقین کے طلبگار ہوئے چنانچہ انہوں نے آپ کو تلقین کی اور استعداد و صلاحیت کے پیش نظر خلافت سے بھی نوازا۔

تبلیغ دین کے لیے سفر

آپ تبلیغ اسلام کے لیے افغانستان سے پاکستان آئے اور نوشہرہ میں مولانا عبدالسلام کے گھر قیام کیا۔ صاحب خانہ کا تقریباً سارا خاندان آپ سے بیعت ہو گیا۔ یہاں رہ کر آپ طالبان حق کی تربیت فرماتے رہے۔

افغانستان واپسی

پاکستان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد افغانستان واپس چلے گئے اور ننگر ہار، جلال آباد، نعمان اور ان کے اطراف میں درس معرفت کے جام پلاتے رہے۔

ارچی قندوز میں آمد

اس کے بعد حضرت پیر صاحب اپنے مرشد مولانا محمد ہاشم سمنگانی کے حکم پر اپنے وطن دشتِ ارچی تشریف لے گئے اور وہاں معرفت خداوندی کے فروغ و اشاعت کے لیے سرگرم ہو گئے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب حضرت پیر صاحب ارچی کے لیے روانہ ہونے لگے تو آپ کے مرشد گرامی آپ کی جدائی برداشت نہ کر سکے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس واقعہ سے یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ آپ کے مرشد گرامی کو آپ سے کس قدر محبت تھی۔

حضرت سمنگانی کا وصال

حضرت سمنگانی 1391ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ



محفلِ ذکر

زیر صدارت

امام خراساں مجاہد ملت تاجدار سلسلہ عالیہ سیفیہ

حضرت سیدنا و مرشدنا

اخندزادہ

سیف الرحمن پیرارچی خراسانی مبارک دامت برکاتہم العالیہ

ہفتہ وار محفل ذکر: بروز جمعرات بعد از نماز مغرب تا بعد نماز عشاء

ماہانہ محفل ذکر: ہر انگریزی مہینے کا پہلا ہفتہ بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب تا بعد نماز عشاء

مقام

مرکزی آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ

فقیر آباد شریف المعروف لکھوڈیر، بسی موڑ، نزد داروغہ والا بند روڈ لاہور

خطاب: فقیر میاں محمد سیفی حنفی آستانہ عالیہ راوی ریان شریف لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ



محفلِ ذکر

زیرِ سرپرستی

امام خراساں تاجدار سلسلہ عالیہ سیفیہ نقشبندیہ

حضرت سیدنا و مرشدنا

اخندزادہ

سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مبارک دامت برکاتہم العالیہ

زیرِ قیادت

شیخ العلماء حضرت

پیر میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی دامت برکاتہم العالیہ

ہفتہ وار محفلِ ذکر — بروز جمعہ بعد از نمازِ جمعہ تا بعد از نماز عشاء

ماہانہ محفلِ ذکر — ہر چاند کا پہلا جمعہ بعد از نماز جمعہ تا بعد از نماز عشاء

بمقام **آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف** نزد کالا شاہ کاکو حسین ٹاؤن جی ٹی روڈ لاہور

منجانب احقر العباد غلام مرتضیٰ سیفی آف گجرات



ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

اقبال

دار العلوم سیفیہ میں صحیح مسلم شریف
کے درس کا ایک منظر





دار العلوم سیفیہ کا دورہ صوفی گلزار احمد
سیفی، پیر محمد عابد حسین سیفی اور دیگر
سالکین کے ہمراہ

حضرت مبارک صاحب کی زیر صدارت شیخ
الحدیث مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری،
حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے عرس
مبارک کے اجتماع سے خطاب کر رہے ہیں
جبکہ علامہ محمد مقصود احمد، حضرت پیر میاں محمد حنفی
سیفی اور دیگر خلفاء بھی نظر آ رہے ہیں





اپنے خلیفہ خاص پیر میاں محمد حنفی سیفی
کے ہمراہ، روزنامہ خبریں کے نمائندہ
خصوصی کے ساتھ انٹرویو کی
نشست میں محو گفتگو



1990ء دارالعلوم جامعہ جیلانیہ
کے ہوسٹل کا سنگ بنیاد، دعا کرتے
ہوئے خلفاء اور شرکاء کے ہمراہ



درس بخاری شریف
دیتے ہوئے
ایک اور انداز سے



کوٹ سرور میں تشریف آوری



حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے عرس
مبارک کی تقریب کی صدارت فرماتے ہوئے
حضرت علامہ محمد مقصود احمد قادری
ساتھ بیٹھے ہیں



درس شریف کے دوران

جب حضرت پیر صاحب کو آپ کے وصال کی خبر ملی تو زارو قطار رونے لگے اور اپنے مرشد گرامی کے مزار پر جو نوشہرہ کے نزد موضع پیر سباق میں واقع ہے افغانستان سے تشریف لائے اور آپ کا مزار دیکھ کر پیر صاحب کی حالت غیر ہو گئی۔ اپنے مرشد گرامی کے مزار کی تزیین و آرائش کروائی تاکہ زائرین اور یہاں بیٹھنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

سلسلہ قادریہ اور سہروردیہ میں ارشاد کی اجازت

حضرت سمنگانی کے وصال کے بعد آپ حضرت طالقانی کے مزار پر حاضر ہوئے اور سلسلہ قادریہ وسہروردیہ کے ارشاد کی اجازت حاصل کی۔

ارچی قندوز میں واپسی

پھر آپ اپنے وطن واپس تشریف لائے لوگ دور دراز سے علم وعرفان کے جام پینے کے لیے آپ کے پاس آنے لگے۔ قندوز کے آس پاس کے علاقوں کابل، بخار، ام البلاد، بلخ، جورجان، قندھار، سمنگان وغیرہ کے اضلاع میں آپ کے معتقدین و مریدین کی تعداد کافی بڑھ گئی۔

اس دوران مولوی عبدالسلام فاریابی نامی شخص آپ کی مخالفت کرنے لگا۔ آپ فاریاب گئے جر قدوق میں قیام کیا اور مولوی عبدالسلام فاریابی کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ تین دن مسلسل انتظار کے باوجود فاریابی مناظرہ کے لیے نہ آیا۔

زیارت حج بیت اللہ

1398ھ میں آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور روضہء رسول پر بھی حاضری دی اور مختلف علاقہ جات کی سیاحت کے بعد اپنے وطن واپس پہنچے۔

پاکستان کی طرف ہجرت

افغانستان میں جب دہریوں کا غلبہ ہو گیا تو آپ نے پاکستان کی طرف ہجرت کی اور پاکستان میں ضلع نوشہرہ کے ایک گاؤں پیر سباق میں اپنے مرید مولانا عبدالسلام کے پاس قیام کیا اور یہاں دعوت الی اللہ دینے لگے۔ چند وجوہات کی بنا پر آپ پیر سباق کو چھوڑ کر نوشہرہ آئے اور ایک جامع مسجد دل آرام میں خطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے۔

نوشہرہ میں آپ نے تبلیغی جماعت کو مغلوب کیا اور 3 سال تک نوشہرہ میں قیام کیا۔ اس کے بعد نوشہرہ سے علاقہ کھوری، باڑہ گئے اور وہاں مسجد، دارالعلوم اور سالکین کے لیے ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی۔

اخلاق و کردار

آپ کے اخلاق و کردار کی چند جھلکیاں درج ذیل ہیں:

محبت رسول ﷺ

محبت رسول ﷺ جان ایمان ہے۔ آپ بچپن ہی سے محبت رسول ﷺ میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ جب آپ کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک ہوتا تو بے اختیار زار و قطار رونے لگتے۔ ہر روز چھ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا آپ کا معمول ہے جس سے نبی کریم ﷺ کی عقیدت و محبت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ کثرت درود و سلام محبت محبوب خدا ﷺ کی علامت ہے۔

ایثار و سخاوت

آپ ایثار و سخاوت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا، ضرورتمندوں کی مدد کرنا آپ کا شیوہ ہے۔ آپ کا کہنا ہے:

''اگر تمام دنیا کے خزانے میرے ہاتھ میں آ جائیں تو انھیں اللہ کے راستے میں لٹا دوں۔''

مہمان نوازی

آپ کے اوصاف میں سے مہمان نوازی کی صفت بڑی نمایاں ہے۔ اس سلسلے میں آپ اپنے، پرائے، دوست، دشمن، مرید، عقیدت مند اور بڑے چھوٹے کا لحاظ نہیں رکھتے بلکہ جو کچھ بھی موجود ہوتا ہے مہمان کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

عیادت

آپ اکثر و بیشتر مریضوں کی عیادت کے لیے جاتے ہیں اور انہیں سنت کے مطابق تسلی و تشفی دیتے ہیں اور ان کی صحت کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اگر خود نہ جا سکیں تو

اپنے احباب و اعزہ کو حکم دیتے ہیں کہ فلاں کی عیادت کرو۔

مولانا محمد انور سیفی اپنی کتاب ''تصویر مجدد الف ثانی یعنی پیر ارچی خراسانی'' میں آپ کے معمولات کچھ اس طرح رقم کرتے ہیں:

نوافل

اگر وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ الوضوء ادا فرماتے ہیں آپ قدس سرہ نماز تہجد کی بارہ رکعتیں ادا فرماتے ہیں اور تہجد کے بعد صبح صادق تک چھ سو مرتبہ استغفار پڑھتے ہیں۔ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد فجر کی سنتیں ادا فرماتے ہیں پھر مسنونہ تکیہ کے بعد 41 مرتبہ الحمد شریف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی (زیر) الحمد کے لام سے ملا کر ایک ہی سانس میں پڑھتے ہیں اور فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں سورہ الکافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص تلاوت فرماتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ **عن أبي هريرة أن رسول الله (صلى الله عليه و آله وسلم) قرأ في ركعت الفجر قل يايها الكافرون وقل هو الله احد** (مسلم شریف) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فجر کی دو رکعت (یعنی دو سنتوں میں) **قل یایها الکافرون** اور **قل هو الله احد** پڑھیں۔

نماز فجر

آپ قدس سرہ نماز فجر جامع مسجد میں باجماعت ادا فرماتے ہیں اور نماز فجر کے بعد حلقہ بناتے ہیں اور کسی موجود یعنی ماہر قاری صاحب سے سورہ یٰسین شریف سنتے ہیں۔ اس کے بعد نماز اشراق تک کبھی علوم معارف میں مباحثہ فرماتے ہیں کبھی احیاء سنت رسول کریم ﷺ کی سالکین و مریدین کو تربیت دیتے ہیں اور کبھی نعت شریف (ذکر کے ساتھ) سنتے ہیں اور شائقین کو بیعت فرماتے ہیں یہ سلسلہ طلوع آفتاب تک جاری رہتا ہے۔

نماز اشراق

طلوع آفتاب کے تقریباً پچیس منٹ بعد چار رکعت (دو دو کر کے) نماز اشراق ادا فرماتے ہیں اس کے بعد خانقاہ شریف میں تشریف لے جاتے ہیں اور سالکین اور مہمانوں کے ساتھ مل کر ناشتہ تناول فرماتے ہیں۔

علوم معارف کا بیان

ناشتے کے بعد چاشت کے وقت تک علماء کی موجودگی میں ضروری علوم معارف اور دقائق سلوک پر گفتگو فرماتے ہیں اس کے بعد گھر تشریف لے جاتے ہیں اور وضو تازہ فرماتے ہیں، تحیۃ الوضو کے دو نفل ادا فرمانے کے بعد نماز چاشت ادا فرماتے ہیں۔

تلاوت قرآن مجید

نماز چاشت کے بعد گھر میں ہر روز تقریباً تین سپارے قرآن مجید تلاوت فرماتے ہیں پھر گھریلو، ہمسایوں اور مہمانوں وغیرہ کے حقوق وضروریات سے فارغ ہو کر قیلولہ فرماتے ہیں جو کہ سنت ہے اس کے بعد خانقاہ شریف میں تشریف لاتے ہیں۔ سالکین اور مہمانوں کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرماتے ہیں۔

نماز ظہر

کھانے کے بعد نماز ظہر کے لیے تیاری فرماتے ہیں نماز ظہر جامع مسجد میں طول مفصل اور کبھی کبھی اوساط مفصل سے ادا فرماتے ہیں موسم گرما میں نماز ظہر تاخیر سے ادا فرماتے ہیں جیسا کہ احناف کا مذہب ہے اس حدیث شریف کے مصداق **"ابردوا بالظهر فإن شدة الحر فيها من فيح جهنم"** (بخاری شریف) ترجمہ: سردی کرو ساتھ ظہر کے بے شک گرمی کی شدت جہنم کی فیح میں سے ہے۔ (یعنی ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی فیح میں سے ہے) بلکہ تمام نمازیں مستحبہ اوقات پر قرات مسنونہ کے ساتھ ادا فرماتے ہیں اور سردیوں میں نماز ظہر جلدی ادا فرماتے ہیں جیسا کہ فقہائے کرام کا مذہب ہے۔ نماز ظہر کے بعد سورہ فتح کا آخری رکوع کسی قاری صاحب سے سماعت فرماتے ہیں۔ پھر اذان عصر تک ذکر توجہ اور بیعت کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور کبھی علوم معارف اور کبھی عقائد اہلسنت پر گفتگو فرماتے ہیں اور فرقہ ضالہ خوارج کے متعلق مریدین کو آگاہ فرماتے ہیں اور ان کی خباثت سے مریدین و دیگر مسلمین کو خبردار فرماتے ہیں اور کبھی علوم طریقہ نقشبندیہ اور علوم نسبت مجددیہ پر مباحثہ فرماتے ہیں۔

نمازِ عصر

اذانِ عصر کے بعد گھر تشریف لے جاتے ہیں وضو تازہ فرماتے ہیں اور تحیۃ الوضو کے دو نفل ادا کرنے کے بعد جامع مسجد میں تشریف لاتے ہیں اور مسجد میں تحیۃ المسجد ادا فرماتے ہیں اور نمازِ عصر جامع مسجد میں اوساطِ مفصل کے ساتھ ادا فرماتے ہیں۔

ختم خواجگان شریف

نمازِ عصر کے بعد ختم خواجگان یعنی ختم ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ختم خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ختم خواجہ معصوم اول رحمۃ اللہ علیہ، ختم حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، ختم پیران حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ختم حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ، ختم حضرت امام خراسانی رحمۃ اللہ عنہ، ختم حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ عنہ اور ختم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھواتے ہیں اس کے بعد سورہ عم سماعت فرماتے ہیں اور جمعہ کے دن سورہ عم کے بعد سورۂ کہف بھی سماعت فرماتے ہیں اس کے بعد دعا فرماتے ہیں پھر اذان مغرب تک خلفاء اور مریدین کے ساتھ ایک دو نعت شریف سنتے اور کبھی کبھی خود بھی مثنوی شریف کے اشعار یا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بزرگوں کے اشعار پڑھتے ہیں۔

نمازِ مغرب اور اوابین

غروب آفتاب کے بعد اذان مغرب ہو جاتی ہے اذان کے بعد مغرب کی نماز قصارِ مفصل کے ساتھ جامع مسجد میں باجماعت ادا فرماتے ہیں۔ نماز کے بعد گھر تشریف لے جاتے ہیں اور چھ رکعت (دو دو کر کے) نماز اوابین ادا فرماتے ہیں۔ اور پھر سورہ یٰسین اور سورہ واقعہ خود تلاوت فرماتے ہیں پھر خانقاہ شریف میں تشریف لے آتے ہیں اور مہمانوں اور سالکین کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے ہیں۔

آدابِ طریقت کی تعلیم

کھانے کے بعد نماز عشاء تک آدابِ طریقت کی تعلیم، اخلاق حمیدہ کی تلقین، حب اللہ اور بغض فی اللہ کی تائید، اخلاق رذیلہ سے اجتناب کی تعلیم اور شریعت

محمدیہ ﷺ کی اتباع کی تلقین، عقائد باطلہ کی تردید، مذہب حق حنفی کی تائید، مشائخ کبار رحمۃ اللہ علیہم کے تعجب انگیز اور باعبرت واقعات، مصائب اور مشکلات پر صبر کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ استقامت الشریعہ اور جمع بین الشریعت اور اتباع سنت کی تائید وغیرہ مختلف فرماتے ہیں جس میں جید علمائے کرام بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مغرب کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد اذان عشاء ہوتی ہے۔

نمازِ عشاء

رات کی ایک تہائی سے پہلے نماز عشاء جامع مسجد میں باجماعت اوساط مفصل کے ساتھ ادا فرماتے ہیں اور نماز وتر کے بعد سبحان الملک القدوس دوبار آہستہ اور تیسری بار بلند آواز سے پڑھتے ہیں جیسا کہ احادیث شریفہ میں ہے:

۱۔ عن أبي كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم إذ سلم في الوتر كان سبحان الملک القدوس.

۲۔ في روايته النسائى عن عبدالرحمان بن البزي عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذسلم سبحان الملک القدوس ثلاثاً و يرفع صوته بالثالث.

ترجمہ:۔ ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب وتر کے سلام پھیرتے تو سبحان الملک القدوس پڑھتے تھے اور دوسری روایت نسائی میں ہے کہ عبدالرحمٰن ابن البزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو سبحان الملک القدوس تین مرتبہ کہتے تھے اور تیسری مرتبہ با آواز بلند فرماتے ہیں۔

وتر اور سنتوں سے فارغ ہو کر آیت الکرسی، تیسرا کلمہ، 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر وغیرہ اذکار مسنونہ کے بعد تین بار دعا مانگتے ہیں جو کہ مسنون اور مستحب عمل ہے۔ آپ عام طور پر ہر نماز کے بعد مندرجہ ذیل دعائیں پڑھتے ہیں:

آپ کی پنج گانہ نماز کے بعد کی دعائیں

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ

الْعَلِيْمِ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَاخْصُصْ مِنْ بَيْنِهِمْ حَضْرتِ سَيِّدِنَا وَمُرْشِدِنَا وَاغْفِرْ لِاَسَاتِذِنَا وَلِتَلَامِذِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِرَحْمَتِکَ يَاَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَo

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنَ وَاَنْتَ اغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا وَاِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنَا غَيْرَ مَفْتُوْنِيْنَ وَنَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ يُقَرِّبُنَا اِلَيْکَ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ اَرْزَلِ الْعُمُرِ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقُبُوْرِ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ اِيْمَانَنَا وَسَلِّمْ دِيْنَنَا وَسَلِّمْ اِسْلَامَنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَo

(۳) اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْمُجَاهِدِيْنَ الْكَشْمِيْرِيْنَ وَالْبُوْسِنِيْنَ وَالسَّيْفِيِّيْنَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ قَهِّرْ وَدَمِّرْ اَعْدَآئَنَا وَشَتِّتْ شَمْلَهُمْ وَفَرِّقْ جَمْعَهُمْ وَقَصِّرْ اَعْمَارَهُمْ وَخَرِّبْ بُنْيَانَهُمْ وَشَغِّلْهُمْ بِاَبْدَانِهِمْ وَخُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ اَللّٰهُمَّ اشْغِلِ الظَّالِمِيْنَ بِالظَّالِمِيْنَ وَاَخْرِجْنَا مِنْ بَيْنِهِمْ سَالِمِيْنَ وَغَانِمِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِo

اس کے بعد موجود (یعنی ماہر) قاری سے سورہ الملک سماعت فرماتے ہیں پھر اگر جمعرات ہو تو تشریف رکھتے ہیں، محفل ذکر توجہ اور بیعت فرماتے ہیں اور ساتھ ساتھ نعت رسول مقبول ﷺ بھی سنتے ہیں اس کے بعد آپ دعا فرما کر گھر تشریف لے جاتے ہیں اور

گھر میں جا کر الم سجدہ کی تلاوت خود فرماتے ہیں اور نقشبندیہ شریف کے 36 مراقبات اور چشتیہ شریف کے چار اسباق، طریقہ قادریہ شریف وسہروردیہ شریف کے نو نو اسباق مکمل فرماتے ہیں۔

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن کے عقائد ونظریات

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی مدظلہٗ عقائد ونظریات کے باب میں انتہائی متصلب راسخ العقیدہ باعمل مسلمان ہیں مسلکاً حنفی ماتریدی ہیں ان کا مطالعہ بہت وسیع اور مستحضر ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی توحید اور حضور رسول پناہ ﷺ کی رسالت قرآن کی حقانیت وصداقت اور دیگر ضروریاتِ دین کے صرف قائل و مداح نہیں بلکہ ان کے بہترین پرچارکر ہیں ان کی تبلیغ ومساعی کے نتیجہ میں لاکھوں افراد کو عقائد ونظریات کے حوالے سے پختگی اور یقین کا نور نصیب ہوا ہے بعض دیگر امور کے حوالے سے ذیل میں ہم حضرت پیر صاحب کے چند عقائد ونظریات رقم کرنے جارہے ہیں جن کی مدد سے آپ کے مسلک و مشرب کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور پیدا کی گئی محض غلط فہمیاں (جن کے اسباب کچھ بھی ہوں) خود بخود دم توڑ جائیں گی۔

1- عظمت اولیاء اللہ

آپ عظمت اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے بے سمجھ انسان! بزرگوں کو خود پر قیاس کر کے برا نہ کہو اگرچہ بظاہر وہ ہماری طرح نظر آئے ہیں۔ مگر وہ سنت نبوی پر عمل پیرا ہو کر اپنے دل کا آئینہ صاف و شفاف کر چکے ہیں اور ان کا نفس ان کے تابع ہو گیا ہے۔ ہمارا اور ان کا فرق دیکھنا ہو تو شِیر اور شیر کے الفاظ ملاحظہ کرو۔ وہ الفاظ بظاہر اگرچہ ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن ان کے معانی میں بڑا فرق ہے۔ شِیر (دودھ) آدمی کی خوراک ہے جبکہ شیر (درندہ) بعض اوقات آدمی کو اپنی خوراک بنالیتا ہے۔''

2- عظمت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت شیخ عبدالقادر ہی غوث اعظم ہیں اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں۔

حضرت غوث اعظم کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا ہے وہ کسی کے انکار سے ختم نہیں ہو سکتا۔ صرف میں ہی نہیں امام ربانی مجدد الف ثانی بھی آپ کو سید الاولیاء تسلیم کرتے ہیں۔"

3- مقام اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بارگاہ اعلیٰحضرت میں بایں الفاظ خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

"اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل، عاشق رسول، بے مثال عالم اور مجاہد تھے۔ وہ امام وقت اور مرد کامل تھے۔ وہ ولایت میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ اپنے وقت کے عظیم وفقیہ، بے مثال محدث ومفسر اور جامع المنقول والمعقول تھے۔ میں ان کی شخصیت سے انتہائی متاثر ہوں۔ میں عقیدے، مذہب، قوم اور علاقہ ہر اعتبار سے ان کے موافق ہوں اور ان سے کوئی اختلاف نہیں بلکہ ان کے فتاویٰ رضویہ سے خوشہ چینی کرتا ہوں۔"

4- شان علمائے اہل سنت و بزرگان دین

علمائے اہل سنت اور اسلاف کی مدح میں کہتے ہیں:

"ہمارے اسلاف کی تاریخ گواہ ہے کہ ان بزرگان دین نے اپنے وقت کے فتنوں کا تن تنہا مقابلہ کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابیوں سے ہمکنار فرمایا اور لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا فرمائی بلکہ انہوں نے لوگوں کے دلوں پر حکومتیں کیں۔ مادہ پرستی کے اس دور میں اگر روشنی کے مینار دیکھنے ہیں تو یہی بزرگان دین اور علمائے اہل سنت ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ نسبت پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ان کی مثال ریل گاڑی کے انجن کی مانند ہے۔ اگر انجن صحیح و درست حالت میں کام کرتا ہو تو پیچھے لگے ہوئے ڈبے بحفاظت منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں اور اگر خدانخواستہ انجن میں کوئی نقص یا خرابی ہو جائے تو ساتھ جڑے دیگر ڈبوں کا منزل مقصود پر پہنچنا مشکل تو کیا ناممکن ہو جاتا ہے یا تو انجن تبدیل کرنا ہوگا یا پھر اس فنی خرابی کو درست کرنا لازم ہوگا۔ یہی حالت سچے عاشقان رسول کی ہے۔"

5- شریعت وطریقت کا باہمی تعلق

شریعت وطریقت کا باہمی تعلق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"شریعت کی مثال درخت کے تنے کی طرح ہے جبکہ طریقت کی مثال شاخوں کی

سی ہے۔ اگر کسی درخت کی شاخیں کاٹ دی جائیں تو اس پر پھل کیسے آئے گا طریقت اور شریعت ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔"

6- شریعت، طریقت اور حقیقت کی مثال

شریعت، طریقت اور حقیقت کا باہمی فرق ایک مثال کے ذریعہ سمجھاتے ہیں:

"شریعت، طریقت اور حقیقت کی مثال یوں سمجھیں جیسے جھوٹ بولنا منع ہے۔ اگر کوئی شخص کوشش کرے کہ اس کی زبان پر جھوٹ جاری نہ ہو تو یہ شریعت ہے اگر دل سے جھوٹ کا خیال نکل جائے تو یہ طریقت ہے اگر زبان و دل دونوں سے یہ بات نکل جاتی ہے تو یہ حقیقت ہے۔"

7- شیخ طریقت کے لیے عالم ہونا ضروری ہے

شیخ طریقت کے لیے علم کو ضروری قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ یہ انبیائے کرام کی میراث ہے۔ عام مسلمانوں کے لیے علم کی اس قدر اہمیت ہے تو پھر شیخ طریقت کے لیے اس کی کس قدر اہمیت ہوگی۔"

8- شیخ اور سنت رسول ﷺ

شیخ کے لیے سنت رسول کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"شیخ کے لیے سنت رسول کی اتباع ضروری ہے جو شیخ خلاف سنت کام کرے وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس سے الگ ہو جانا ضروری ہے۔"

9- شیخ کامل اور مرید صادق کی علامات

شیخ کامل کی علامات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

"شیخ وہ ہے جو کچھ بھی نبی کریم ﷺ کا ناپسندیدہ ہے ترک کردے اور جو کچھ آپ کو پسند ہے اختیار کرلے اور اپنی تمام ذاتی خواہشات کا قلع قمع کردے۔ وہ آئینہ ذات بن کر ابھرے اور اخلاق محمدی کا نمونہ بن کر مظہر ذوالجلال ہو جائے۔"

مرید صادق کی علامات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

''مرید صادق وہ ہے جس کی تمام خواہشات ارادت کی تاثیر میں نیست و نابود ہو جائیں اور وہ اپنی تمام توجہ ماسوا سے پھیر کر شیخ کی طرف رکھے اور اسی کا جمال اس کا قبلہ ہو جائے۔''

10- تصور کرامت

ولایت کے لیے ظہور کرامت ضروری نہیں اس سلسلے میں کہتے ہیں:

''اللہ رب العزت کے انوار و تجلیات اور فیوض و برکات اولیائے کرام کو نصیب ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ان سے کرامت ظاہر ہو جاتی ہے اور بعض اوقات نہیں ہوتی۔ کرامت اور خوارق عادت ممکن ہیں۔ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو جلیل القدر منصب پر فائز تھے۔ان سے کرامتیں ظاہر نہیں ہوئیں اور بعض اولیاء سے خوارق کا ظہور ہوا ہے۔''

مزید فرماتے ہیں:

''کرامت بڑی شے نہیں قلب کا ذاکر ہونا بڑی چیز ہے۔''

11- علم و عمل کا مقصد

حصول علم اور عمل کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہونا چاہئے اس سلسلے میں فرماتے ہیں:۔

''عمل اور علم اگر رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہو تو مفید ہے وگرنہ نقصان دہ ہے۔''

12- علم ظاہر اور علم باطن کا فرق

علم ظاہر اور علم باطن کا فرق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''صنعت و حرفت کے استاد سے علم دین والا استاد افضل ہے اور علم دین والے استاد سے علم باطن والا استاد افضل ہے۔''

مزید فرماتے ہیں:

''علم ظاہر شاگرد کی لیاقت و قابلیت پر منحصر ہے جبکہ علم باطن شیخ پر منحصر ہے کیونکہ وہ مرید کے سینے میں منتقل کرتا ہے۔ ستر ہزار حجابات شیخ کی توجہ سے اٹھ جاتے ہیں اور یہاں سے سالک ابرار سے نکل کر مقربین میں شامل ہو جاتا ہے۔''

13- قلب ذاکر کی اہمیت

قلب ذاکر کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر قلب جاری ہو جائے تو ہر سانس کے بدلے ایک سو نیکی ہے اور اجر ہے۔ روح نرم اور لطیف شے ہے اور اسی لطیف شے سے لطیفہ نکلا ہے۔ لطائف کی زندگی ایک حقیقت ہے اس کا تعلق خالصتاً محسوسات سے ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ لطائف کی زندگی سے مراد ذکر الٰہی کا جاری ہونا ہے جس شخص کا قلب جاری ہو جائے وہ مر بھی جائے تو زندہ ہے کیونکہ اس کا ذکر جاری ہے۔"

14- دوران نماز چیخنا چلانا اور رونا

نماز کے دوران چیخنا چلانا اگر دکھاوے کی غرض سے ہو یا جان بوجھ کر ہو تو نماز کو فاسد کر دیتا ہے بے اختیاری کی کیفیت اس سے استثناء ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت میں پیر صاحب کہتے ہیں:

"بے اختیار ہو کر اللہ کی محبت میں رونے اور چیخنے سے نماز نہیں ٹوٹتی قرآن سنتے ہوئے آہ وغیرہ کرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا اگر درد، تکلیف یا غم کی وجہ سے آواز نکالی جائے تو مکروہ ہے۔"

پیر صاحب اپنے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"مخالفین ایک بھی گواہ پیش کر دیں کہ میں نے کبھی بھی کسی بھی نماز میں چیخ و پکار کی ہو تو میں ایک لاکھ روپے جرمانہ دینے کے لیے تیار ہوں۔"

15- فرق باطلہ سے میل جول

فرق باطلہ کے ساتھ روابط کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"باطل فرقوں کے ساتھ نکاح درست نہیں۔ احتیاط کرنی چاہیے۔ ان کے ساتھ میل جول اور اٹھنے بیٹھنے سے ایمان کا خسارہ ہوتا ہے۔"

16- عقیدہ جبریہ کے متعلق وضاحت

عقیدہ جبریہ رکھنے والوں کے متعلق کہتے ہیں:

''عقیدہ جبریہ رکھنے والے کسی طور پر بھی مسلمان نہیں۔ ایسے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے سب اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ میں ایسے لوگوں سے استفسار کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے چوری، زنا، جھوٹ اور قتل و غارت وغیرہ کرواتا ہے۔''

17- کھانے کے آداب

کھانا کھانے کے آداب کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اگر کھانا کھاتے وقت انسان ذکر جاری رکھے تو اس کی برکت سے پیٹ نور سے بھر جاتا ہے۔''

18- فکر آخرت کا درس

فکر آخرت کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک نہ ایک دن ہمیں مرنا ہے لوگ ہمیں نہلائیں گے، کفنائیں گے، دفنائیں گے۔ قبر و حشر میں حساب و کتاب ہوگا۔ اللہ کے ہاں پیشی ہوگی۔ خدانخواستہ اس وقت ہمارے دامن میں شرمندگی اور رسوائی کے سوا کچھ بھی نہ ہوا تو۔ آیئے ہم سب مل کر اپنے اعمال کا محاسبہ خود کریں۔ زندگی کا جو حصہ گزر گیا اس پر رونے دھونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اپنی بقیہ زندگی میں اس قول و فعل سے اجتناب کریں جو مذہب، دین اور ملک و قوم کے منافی ہو۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں برابر کے شریک رہیں اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے اور غیبت و بہتان تراشی سے پرہیز کریں۔ اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی عجز و انکساری کے ساتھ معافی مانگیں اور آئندہ صدق دل سے توبہ کریں اس کے لیے چند راہنما اصول ہیں جو حق و صداقت کی مضبوطی، ارادے کی پختگی اور نیت کا خلوص پر مبنی ہیں۔ تمام مسلمانانِ عالم اسلام ان اصولوں کو مشعل راہ بنا کر زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔''

19-لولا السنتان لهلک النعمان

یہ جملہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان عالیشان ہے۔ ''السنتان'' تثنیہ کا صیغہ ہے جس کی واحد ''السنة'' ہے۔ اس سے مراد دو سال ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر دو سال (جو امام جعفر صادق کی خدمت میں گزارے) نہ ہوتے تو نعمان (امام اعظم) ہلاک ہو جاتا۔ حضرت پیر صاحب اس فرمان کا ایک اور مطلب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اس جملہ میں مذکور لفظ ''السنتان'' کا سین مضموم ہے یعنی دو سنتیں۔ ایک سنت سے مراد طریقت اور دوسری سے مراد شریعت ہے۔ اس قول سے واضح ہوا کہ حضرت امام اعظم نے حضرت امام جعفر صادق سے شریعت و طریقت کے اسباق حاصل فرمائے۔''

حب الوطن من الایمان

آپ (اخندزادہ مبارک قدس سرہ) فرماتے ہیں کہ:

''میں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی (اپنے مرشد) کے ساتھ ارچی میں تھا کہ آپ (مولانا صاحب ﷫) نے یہ حدیث شریف پڑھی۔ "حب الوطن من الایمان" (یعنی وطن کی محبت ایمان میں سے ہے) اور فارسی میں یہ شعر پڑھا۔

تو مکانی اصل تو در لا مکان
این دوکان بر بندہ و بکشاں آں دوکان

مولانا صاحب ﷫ نے اس حدیث کی تاویل اس طرح فرمائی کہ محبت وطن سے مراد اصل روح ہے (اصل روح سے مراد وہ مقام ہے جہاں روح جسد عنصری میں پھونکنے سے پہلے تھی) علاوہ ازیں اس وقت آپ (مولانا صاحب ﷫) نے عجیب و غریب مقامات و عروجات بیان فرمائے۔

آپ (اخندزادہ مبارک قدس سرہ) اس وقت مراقبہ فرمایا کرتے تھے۔ پس آپ قدس سرہ نے فرمایا مجھے کشف ہوا کہ اس محبت وطن سے مراد وہ وطن ہے جس وطن میں دیدار خداوندی ہوتا ہے اور مراد اس سے جنت ہے چنانچہ جب میں نے یہ بیان کیا تو انہوں نے (مولانا صاحب ﷫) نے مجھے ڈانٹا اور اس ڈانٹنے میں یہ حکمت عملی تھی کہ میری تربیت صحیح ہو کیونکہ میں نے حدیث شریف کی تاویل مولانا صاحب ﷫ کی تاویل کے خلاف کی تھی (یعنی میری تاویل مولانا صاحب ﷫ کی تاویل کے الٹ تھی) اس کے بعد آپ (مولانا صاحب ﷫) نے فرمایا کہ بے شک اولیاء اللہ کے کوئی غرض و حاجت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے اور ان کو جنت اور دوزخ کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ اس پر میں (اخندزادہ مبارک قدس سرہ) نے عرض کیا کہ بے شک لوگوں کے تین قسم کے مراتب ہیں۔

1- عوام 2- خواص 3- اخص الخواص

پس عوام جنت کی آرزو اور خواہش رکھتے ہیں اس لیے کہ وہ عیش وعشرت اور راحت کی جگہ ہے اور جو خواص ہیں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر میں مستغرق ہیں اور جنت اور دوزخ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور اخص الخواص کی طلب جنت ہے کیونکہ وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور دیدار کی جگہ ہے اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ دوزخ اللہ تعالیٰ کے غضب اور دیدار الٰہی سے محروم ہونے کی جگہ ہے۔ پس میں (اخند زادہ مبارک قدس سرہ) نے جو تاویل کی ہے وہ اخص الخواص کے شان مرتبہ کے لائق ہے اور یہ کہ اولیاء اللہ کا دوزخ اور جنت کی پروانہ نہ کرنا یہ خواص کا مرتبہ ہے اس لیے میری اور آپ (حضرت مولانا صاحب) کی تاویل میں کوئی اختلاف نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا صاحب نے علمائے کرام کی ایک جماعت کو فرمایا کہ بے شک اخند زادہ سیف الرحمٰن اس بابت میں حق بجانب ہیں اور جو میں نے تاویل کی ہے۔ وہ خواص کا مقام تھا اور جو انہوں نے (اخند زادہ مبارک قدس سرہ) نے بیان کیا وہ اخص الخواص کا مقام تھا۔

یہاں ہم حضرت پیر صاحب کے چند مکاتیب اور تحاریر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو آپ کے کثیر المطالعہ، بالغ النظر اور جید عالم دین ہونے کا بین ثبوت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

(ذریعہ نامہ ۱۹/ ۱۱/۱۴۱۲ق ھ)

صدور یافته دربیان آنکه نوشته بود که شخصی، حضرت میان محمد احمد سیفی صاحب را مکتوب ارسال کرده است که حلق شارب ممنوع و بدعتست لهذا اور اترک باید کرد بطور استشهاد دو حواله درج کرده.

۱. لیس منامن حلق الشارب (الحدیث بحواله غنية طبع مصر ص ۱۴)

۲. در روح البیان است والسنة تقصیر الشارب فحلقه بدعة (ج ۱ ص ۲۲۲ روح البیان)

درین مسئله از آنجناب هدایت و راهنمائی مطلوب است.

بسم الله الرّحمٰن الرحیم۝

الحمد للّٰه والصلوٰة والسلام علی رسوله اللّٰه.

عزیزم میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی راوی ریان لاہور

السلام و علیکم و علیٰ من لدیکم والسلام و علی من اتبع الھدی خصوصاً علی عباده الذین اصطفیٰ!

مسئله اول بحواله غنیه که در ص ۱۴ مذکور است مسلم است که صاحب ولایت واداراى منقبت بزرگست و مقلد مذهب احمد بن حنبل است و در مذهب خود موثوق است و درسنه ۴ ق ھ ولادت مسعود اورا نشان داده اند اما ازاینکه مقلدین مذهب امام ابی حنفیه میباشیم مارا مذهب خود معتبر است منقولست و اما المقلد فمستنده قول مجتهده. ما مقلدین را جائز نیست که خلاف مذهب خود بمذهب دیگری عمل نمائیم چنانچه در ینباره در ۳۸۲ ج ۴ ردالمختار فیصله شده است که میگوید.

فاما المقلد فانما ولاه لیحکم بمذهب ابی حنیفة فلا یملک المخالفة فیکون معزولاً بالنسبة الی ذالک الحکم.

ترجمه: پس قاضی مقلد ولایت دارد که حکم نماید بمذهب امام ابی حنیفة وصلاحیت مخالفت ندارد پس اگر مخالفت نمود ازان معزول میگردد از قضاء به سبب آن حکم مخالفش، بنابریں هر گاه که قاضی بمذهب امام مالک و یادیگر کدام مذهب حکم نماید در ان دم معرزل میگردد و حکم آن نافذ نی باشد پس ما مقلدین را درین مسئله نیز حکم است که تمسک بملهب خود داشته باشیم.

علامه ابن نجیم مصری که از لقب ابو حنیفه ثانی برخوردار است در بحر الرائق ص ۱۶۵ ج ۵ کتاب المفقود میگوید والعجب من المشائخ کیف یختارون خلاف ظاهر المذهب مع انه واجب الاتباع علیٰ مقلدی ابی حنیفة. ترجمه: جاری تعجب است از بعضی مشائخ که چگونه خلاف ورزی میکند

از ظاهر مذهب ورحاليه برسروان مذهب امام ابوحنيفه ﷫ متابعت ان واجب است نه غير آن، از ديگر مذاهب ص ۳۳ ج ۲ انفع الوسائل فی متفرقات المسائل فی متفرقات المسائل) يا صد مسائل فارسی..... مسئله دوم که در روح البيان در ص ۲۲۲ ج ۱ مذکور است که والسنته تقصير الشارب فحلقه بدعة)

ميدانيم که روح البيان از تاليفات الجامع بين البواطن والظواهر منبع جميع العلوم مولانا و مولی الروم الشيخ اسماعيل حقی البروسوی قدس سره ميباشد وفات او در سنه ۱۱۳۸ ق ه است که وی نه از طبقه مجتهدين فی الشرع است ونه از طبقه مجتهدين فی المسائل است ونه از طبقه اصحاب تخريج است ونه مفتی فی المذهب است وقد استقررأی الاصوليين ان المفتی هو المجتهد. (ردالمختار ص ۵۱ ج ۱) و در جای ديگری ميفرايد که لا بدللفتی ان يعلم حال من يفتی بقوله ولا يكفيه معرفته باسمه ونسبه بل لابد من معرفته فی الرواية و درجته فی الدراية و طبقته من طبقات الفقهاء ليكون علی بصيرة فی التميز بين القائلين المتخالفين وقدوة كافية فی الترجيح بين القولين المتعارضين (ص ۵۷ ج ۱ درالمختار) علامه سيد احمد الطحطاوی الحنفی که از طبقات مجتهدين است در مرتبه از مصنف روح البيان بمرات فوق ميباشدوی در مصنفه خود حاشية الطحطاوی علی الدر المختار درين باب حنين مينويسد (وقع فی بعض العبادات التعبير بالقص وفی بعضها التعبير بالحلق ففی الهندية ذكر الطحاوی فی شرح الآثار ان قصص الشارب حسن و تفسيره ان يؤخذ منه حتی ينقص من الاطار وهو الطرف الاعلی من الشفة العليا. قال والحلق سنة وهو احسن من القصص هذا قوله رحمه اللّٰه تعالٰی و صاحبيه رحمها اللّٰه تعالٰی كذافی محيط السرخسی وعبارة المجتبی وحلق الشارب بدعة والسنة فيه القص صح حلقه سنة نسبه الی ابی حنيفة و صاحبيه ﷭ (ص ۲۰۳ ج ۴) ابو الاسفار علامه علی محمد البلخی ﷫ در مصنفه خويش (انفع الوسائل فی متفرقاة المسائل) بنقل از كتب معتبره می

یسبد که سوال کرده که تراشیدن بورت سنت است بابدعت جواب نوشته اند که در فرقاة باب السواک ص ۳۰۱ ج ۱ طبع بیرسه قول اورده. ۱. مکروه ۲. حرام. ۳. سنت حرام از انجهت گفته که دران مثله می آید و مثله حرام است در شرح سفر سعادت (ص ۴۹۴) و نووی شرح مسلم (ص ۱۲۹ ج ۱) مذکوره است که مثله مذهب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میباشد شیخ عبدالحلق محدث دهلوی در شرح سفر سعادت (ص ۴۹۴) میگوید ولیکن بودن مذهب حنفی در افضلیت حلق شارب محل تردد است باآنکه ظاهر از کتاب ایشان آنست که سنت قص کوتاه کردن آنست انتهی قوله، چنانچه در هدایه کتاب الحج باب الجنایات عین شی مذکور است اما این سخن قابل تحقیق است زیراکه در فتح القدیر ص ۴۴۶ ج ۲ وعنایه شرح دیگر هدایه برهاشیه فتح القدیر در همان صفحه مذکور است که قص ان مذهب بعض متاخرین احناف است.

ازیں دو نقل معتمد تصریح میشود که قص ان قول بعض علمای احناف بوده علامه ابن نجیم معروف به ابو حنیفه ثانی در بحر الرائق ص ۱۱ ج ۳ باب الجنایات میگوید که صاحب هدایه از قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ در جامع الصغیر گمان کرده که سنت کوتاه کردن انست و درین قولش رد نموده بر امام طحاوی که طرقد از حلق است واین گمان وی (صاحب هدایه) درست نیست زیراکه امام محمد رحمۃ اللہ علیہ در صدو بیان سنتیت ان نبوده بلکه منظور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اثبات جنایت بوده به دور کردن موی بهر طریقی که باشد. علامه شامی که در صد ایرا و اقوال مفتی به است میفر ماید (وذکر الطحاوی ان الحلق سنة و نسب ذالک الی العلماء الثلاثة (ردالمختار کتاب الخطر والاباحة باب الستبراء ص ۲۸۹ ج ۵)

ترجمہ: طحاوی بیان نموده که تراشیدن بروت سنت است و این قول رانسبت کرده نموده به امام ابوحنیفه رحمۃ اللہ علیہ وامام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

که علمای ثلاثه مشهورند.

طحاوی که اعرف مذهب حنفی و بگفته شیخ عبدالحق قدوة علمای متقدمین است علامه لکهنوی در فوائد البهیه فی تراجم الحنفیه ص ۳۲ علاوه نموده میگوید که طحاوی مجتهد است و رتبه ان از امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کمتر نیست.

در فتاوی عالمگیری ص ۳۵۸ ج ۵ کتاب الکراهیته باب نوزدهم بنقل از امام طحاوی آورده که کوتاه کرون بروت خوب است و ترا شیدن آن خوبتر، واین قول امام ابو حنیفه رحمۃ اللہ علیہ صاحبین رحمۃ اللہ علیہ یشان است.

علامه زیلعی در شرح کنز ص ۵۵ ج ۲ و محدث شهیر احناف علامه عینی شارح بخاری در رمز الحقائق ص ۱۰۲ ج ۱ میگوید که امام طحاوی گفته است که بقول ابو حنیفه رحمۃ اللہ علیہ سنت تراشیدن بروت است، چنانچه محشی زیلعی درین مورد حلق آنراز حدیث ابوهریرة و عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہ برحدیث قص ترجیح میدها که قابل ملاحظه و یادداشت است.

سوال: از ایراد اقوال ماتقدم دانسته شد که به نزد امام طحاوی حلق ان بهتر است در حالیکه در شرح معانی الآثار امام طحاوی مذکور است که احفای ان بهتر است.

جواب: امام طحاوی در شرح معانی الآثار کتاب الکراهیة ص ۲۷۷ ج ۲ بابی راعنوان باب حلق الشوارب ترجمه نموده و درین باب احادیث مورد بحث را باالفاظ مختلف و روایات متعدد جمع نموده و بعد از تحقیق مزید حلق آنرا از حدیث احفاء ثابت نموده زیراکه احفاء بمعنای استیصال است و استیصال از بیخ و بن بر کندن رامیگویند این معنی وقتی درست میشود که در قص ان مبالغه شود تا اینکه مانند خلق نمایان شود.

چنانچه در منتخب اللغات نوشته کی احفاء بروت رابسیار گرفتن. و بسیار معنای مبالغه انست در فارسی امام طحاوی نیز در ینمورد از فعل

عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہ که دربین اصحاب کرام یگانه پیرو سنت است احفای آنر ابحد شف ثقل نموده یعنی مردم گمان میکردند که آنرا توسط دست مثل موی زیر بغل کنده باشد.

در روایت دیگر آورده که بیاض جلد آن دیده می شد، ودر روایت سوم اشد احفاء مذکور است که درهمه صورت احفای ان شبیه تمام باحلق داشته.

درین صورت درمیان احفاء و حلق امتیازی باقی نمی ماند بجزاینکه احفاء توسط مقراض صورت میگرد و حلق توسط پاکی.

و دیگر بر علاوه از ابن عمر رضی اللہ عنہ از اشخاص ذیل احفای انو انقل میکنند. (۱) انس بن مالک. (۲) ورثة بن الاسقع. (۳) ابو هریرة.......... (۵) رافع بن خدیج (۴) ابو سعید الخدری (۵) سید سعید الساعدی (۶) رافع بن خدیج (۷) جابر بن عبدالله (۸) مسلمة بن الاکوع. (۹) سهیل بن سعده رضی الله تعالیٰ عنهم.

بهر صورت قص آن نیز قراریکه گفته شد رواست بلکه حسناست تنها در حلق آن نوعی زیادت ثواب است چنانچه امام طحاری ور آخر باب حلق الشوارب میگوید.

وفیه من اصابة الخیر مالیس فی القص.

در حاشیه سنن ابی دائود بعد ازتیین اولویت احفاء از طبری و سیوطی میگوید کسیکه اراده محافظه سنت داد اشته باشد گامی به احفاء (حلق) عمه نماید و گاهی به قص والله اعلم بحقائق الدقائق کلها ابو داؤد (ص ۸ حاشیه ۳ ص ۳۸ صد مسائل) لسکدلکد سجل.

وذر کتاب هدایة الابراد الی طریقه الاخیارد دین باب نیز بحث کافی رانده.

است قبال ذکر الطحاوی فی شرح الاثار قص الشارب حسن و

تفسیره ان یاخذ حتی ینقص من الاطار و هو الطرف الاعلی من الشفة العلیاء قال الطحاوی (والحلق سنة)

وهو احسن من القص وهذا قول ابی حنیفة و صاحبیه کذافی محیط السرخسی (ص ۱۳۰ ج ۵) وفی شرح معانی الاثار لابی جعفر الطحاوی عن عماد بن یاسر قال قال رسول اللہ ﷺ الفطرة عشرة فذکر قص الشارب و عن عائشة رضی اللہ عنہا رسول ﷺ مثله.

وعن المغیرة بن شعبه رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ رای رجلا طویل الشارب فدعا بسواک شعره فقص شارب الرجل علی عود السواک. قال ابو جعفر فذهب قوم من اهل المدینه الی هذه الاثار واختار والماقص الشارب علی احفانه. وخالفهم فی ذالک آخرون فقالوا بل یستحب احفاء الشوارب ونراه افضل من قصها. واحتجوه فی ذالک بمادوی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انه قال کان رسول اللہ ﷺ بجز شاربه و کان ابراهیم علیہ السلام یجز شاربه و عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال احفوا الشوارب واعفوا واللحی. وعن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ جزو الشوارب وادخوا او اعفوا اللحی فهذا رسول اللہ ﷺ قد امر باحفاء الشوارب فبث بذالک الاحفاء علی ماذکرنا فی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما وفی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما وابی هریرة رضی اللہ عنہ جزه الشوارب فذاک یحتمل ان یکون جزامعه الاحفاء و یحتمل أن یکون علی مادون ذالک فقد ثبت معارضه حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما بحدیث ابی هریرة رضی اللہ عنہ و عماد بن یاسر رضی اللہ عنہ و عائشه رضی اللہ عنہا الذی ذکرنا فی اول هذا الباب واما حدیث مغیره رضی اللہ عنہ فلیس فیه دلیل علی شیی لانه یجوزان یکون النبی ﷺ فعل ولم یکون بحضرته مقراض یقدر علی احفاء الشارب.

ویحتمل ایضا حدیث عمار رضی اللہ عنہ و عائشه وابی هریرة رضی اللہ عنہم وفی ذالک معنی آخر یحتمل ان تکون الفطرة هی اتی لا بدمنها وهی قص الشارب وما سوی ذالک فضل حسن فثبت والاثار کلها التی روینا ها فی هذا لباب ولا

تضاد و يجب شبوتها ان الاحفاء افضل من القص وهذا معنى هذا الباب من طريق الآثار. واما من طريق النظر فانا راينا الحلق قدامر فى الاحرام ورخص فى التقيصر فكانالحلق افضل من التقصير وكان التقيصر من شاء فعله ومن شاء زاد عليه الا انه يكون بزيادته عليه اعظم اجراً ممن قص فالنظر على ذالک ان يكون كذالک جبكم الشارب قصه حسن واحفاه احسن وافضل و هذا مذهب ابى حنيفه والتى يوسف و محمد رحمهم اللّٰه انتهى. (ص ۱۳۳)

وفى الحامديه وقال الحافظ ابن الحجر فى شرع البخارى ورد الجز بلفظ القص فى اكثر الاحاديث. وورد بلفظ الحلق فى رواية النسائى. وورد بلفظ جزوا عند مسلم. و بلفظ احفوا و بلفظ انهكوا وكل هذا الفاظ تدل على ان المطلوب المبالغة فى الاذالة لان الجز بالجيم واذا الثقيلة قص الشعر والصوف الى ان يبلغ الجلد. والاحفاء بالمهملة والفاء الاستقضاء ومنه حتى احفوا بالمسئلة قال ابو عبيد المروى معناه الزوقو الجز بالبشرة وقال الخطابى هو بمعنى الا استقصاء النهلک المبالغة فى الازالة.

قال الطحاوى لم ارعن الشافعیؒ فى ذالک شيئا منصوصا و اصحابه الذين رائيناهم كالمزنى واربع كانو بحفون وما اظهم اخذوا ذالک الاعنه وكان ابو حنيفهؒ يقول الاحفاء افضل من القص واغرب ابن العربى فنقل عن الشافعی رحمہ اللہ انه يستحب حلق الشارب وقال الاثرم كان احمد يحفى شاربه احفاء شديداً ونص على انه اولىٰ من القص انتهى.

وفى العينى شرح صحيح البخارى. فى باب قص الشارب فى شرح قوله و كان ابن عمرؓ يحفى شاربه حتى ينظر الى بياض الجلد الخ قوله يحفى من الاحفاء يقال اخفى شعره اذا استاضله حتى بصير كالحلق ولكون احفاء الشارب افضل من قصه عبر الطحاوى بقوله باب حلق الشارب انتهى (ص ۲۸۱ ج ۱) وفيه ايضافى شرح قوله من الفطرة قص الشارب قوله من الفطرة اى من السنته قص الشارب والقص من قصصت الشعر قطعته ومنه طير

مقصوص الجناح وفی هذ الباب خلاف فقال الطحاوی ذهب قوم من اهل المدينة الى ان قص الشارب هو المختار على الاحفاء الى قوله وقال عياض زهب كثير من السلف الى منع الحلق واستيصال فی الشارب وهو مذهب مالک ايضًا وكان يرى حلقه مثلة و يامر بادب فاعله وكان يكره ان ياخذ من اعلاه واستحب ان يوخذ حتى يتبدا والاطار وهو طرف الشفعة.

وقال الطحاوی و خارفهم فی ذالک آخرون فقالوا بل يستحب احفاء الشوارب و نراه افضل من قصها. قلت أراد بقوله الاخرون جمهود السلف منهم اهل الكوفة ولكحول ومحمد بن عجلان ونافع مولى ابن عمر رضی اللہ عنہ وابو حنيفه رحمۃ اللہ علیہ و ابو يوسف و محمد فانهم قالوا المستحب احفاء الشارب وهو افضل من قصها و رووا ذالک عن فعل ابن عمرو ابى سعيد الخدرى ورافع بن خديج و سلمة بن الاكوع و جابر بن عبدالله و ابى اسيد و عبدالله بن عمر رضی الله عنهم و فی العينی علی الهداية فی كتاب الحج فی ذيل شرح قوله و لفظة الاخز من الشارب تدل على انه هو السنة فيه دون الحلق.

وفی المختار حلقه سنة و قصه حسن وفی المحيط الحلق احسن من القص وموقول ابيحنيفه و صاحبيه رحمۃ اللہ علیہ انتهى. (ص ۱۵۳۲)

وفی رد المختار واختلفوا فی المسنون فی الشارب هل هو القص او الحلق والمذهب عنه بعض المتاخرين من مشائخنا انه القص وقال الطحاوی القص حسن والحلق احسن و موقول علماء نا الثلاثة انتهى وقال الطحاوی لم نجد عن الشافعی رحمۃ اللہ علیہ شيئا منصوصًا فی هذا وكان المزنی والربيع يحفيان شادبهما الخ واما ابو حنيفه وصاحباه فمذهبهم فی شعرا الراس والشارب ان الاحفاء اى الحلق افضل من التقيصر واما الامام احمد فقال الاثر رايته يحضى شاربه احفاء شديداً انتهى وفی الحديقه الندية فی قوله عليه الصلوة والسلام احفوا الشوارب وفی معناه انهكو الشوارب فی الرواية الاخرى.

والمراد بالغوا فی ازالة ماطال منها حتى يتبين الشفه تبيانا ظاهرا ندبا.

وقيل وجوبًا واما حلقه بالكلية فمكروه على الاصح عندار الشافعية وصرح مالك بانه بدعة ان الطلاق البدعة..... الخ واخذه الحنفية بظاهر الحديث فسنوا حلقه انتهى.

فان قبل ان ماذكر فى الهندية ناقلا من المحيط ان حلق الشارب سنة فى قول ابى حنيفه و صاحبيه رحمہم اللہ وفى شرح الاثار من قوله قصه حسن واحفاء ه احسن والفضل وهذا مذهب ابى حنيفه وابى يوسف و محمد رحمهم الله تعالىٰ.

وفى تنقيح الحامدية من قوله و كان ابو حنيفة يقول ان الاخفاء افضل من القص وفى العينى على البخارى من قوله ولكون احفاء الشارب افضل من قصه عبر الطحاوى بقوله باب حلق الشارب الى قوله جمهود السلف قالو المستحب اخفاء الشوادب وهو افضل من قصها الخ وفى العينى على الهداية من قوله وفى المختار حلقه سنة و قصه حسنن وفى المحيط الحلق احبين من القص و هو قول ابى حنيفه و صاحبيه و فى رد المختار من قوله القص حسن والحلق احسن وهو قول علماء نا الثلاثة وفى الحديقة من قوله و اخذابو حنيفة بظاهر الحديث فسنوا حلقه وفى الفتح والجر والكفاية والعناية والمستخلص من قولهم ان الشارب مقصود بالحلق يفعله الصوفية و غير هم وفى الجر من قوله فباى شى حصل الاخفاء حصل المقصود غيرانه بالحلق بالموسٰى ايسر منه بالمقصة الى قوله و بما فردناه رزفع مافى البدائع من ان الصحيح ان السنة فيه القص دون الحلق وفى احكام المذاهب من قوله واما ابو حنفيه وصاحباه رحمهم الله فمذهبهم فى شعر الراس والشارب ان الاحفا اى الحلق افضل من التقصير صريح فى ان حلق الشارب و قصه بان يبدو طرف الشفة كلاهما مشروعان فى مذهب الحنيفة وان حلقه افضل من قصه (ص ۲۷ هداية الابراد الى طريقة الاخيار)

محرما و محققا هر جند وقت وحال و زمان و مكان تقاضاى ان نميكرد كرجيرى بنو ليسد اما چون رغبت شمارا بروجه اتم و كمال ديدم بتكلف حود رابرين امر و خدمت اهل الله آورد سطرى چند تسويد نمود

والباقی عند المتلاقی انشاء اللّٰہ تعالٰی احوال واوضاع ایند و دسع الورحق اتوابع مقرون بعافیت است لیہ سعما الحمد علٰی ذالک بل علی جمیع النعماء والالاء و علی الخصوص علی نعمۃ الاسلام و متابعۃ سید الانام صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ ملا مرول مسادفیس انات و مساطا لفوذ بالسعادات الانیوتہ والاخریۃ وتہ ثبتنا اللّٰہ سبحانہ و ایاکم علی ذالک.

فقیر سیف الرحمن اخند زادہ پیرارچی

مسئلہ حلق شوارب (لبیں مونڈنا) (ایک تحقیق انیق)

کسی سالک نے یہ مسئلہ (یعنی لب کو مونڈنا)

حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی کو خط لکھا کہ لبیں مونڈنا ممنوع اور بدعت ہے لہٰذا اسے ترک کر دینا چاہئے) اسے بدعت اور ممنوع قرار دیا اور دو حوالے پیش کیے۔

نمبرا: لیس منامن حلق الشارب (الحدیث) وہ ہم سے نہیں جو لبیں مونڈے۔ (غنیۃ الطالبین ص۱۴ مطبوعہ مصر)

نمبر۲: والسنۃ تقصیر الشارب فحلقہ بدعۃ. لبوں کا پست کرنا سنت اور اس کا حلق بدعت ہے۔ (روح البیان ص۲۲۲ ج۱)

حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی نے 1422ھ شیخ المشائخ حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی دامت برکاتہم العالیہ کی جناب میں پیش کیا تو آپ نے درج ذیل افتاء صادر فرمایا۔

الحمد للّٰہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ و صحبہ وسلم.

عزیزم حضرت میاں محمد حنفی سیفی ساکن راوی ریان لاہور

السلام علیکم و علی من لدیکم والسلام علی من اتبع الھدی خصوصاً علی عبادہ الدین اصطفی.

مسئلہ اوّل

غنیۃ الطالبین ﷺ 14 کا جو حوالہ درج ہے ان کی ولایت و بزرگی مسلم ہے لیکن وہ

امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں اور اپنے مذہب کے ثقہ ہیں 471ق ھ میں ان کی ولادت باسعادت ہوئی لیکن ہم امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ثابت کوفی کے مقلد ہیں۔

منقول ہے کہ مقلد کے لیے اپنے امام کا قول ہی حجت ہوتا ہے ہم مقلدین کے لیے دوسرے امام کے قول پر بلاضرورت عمل کرنا جائز نہیں چنانچہ اس کے متعلق ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں:

فاما المقلد فانما ولاه لیحکم بمذھب ابی حنیفة فلا یملک المخالفة فیکون معزولاً بالنسبة الی ذالک الحکم. (ردالمحتار ص ۴۳۲ ج ۳) (جدید ایڈیشن ص ۴۵۸ ج ۵) مقلد کو قاضی صرف اس لیے بنایا گیا ہے کہ وہ اپنے امام ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق فیصلہ کرے آپ کے مذہب کی وہ مخالفت نہیں کر سکتا اگر کرے گا تو وہ اس فیصلہ میں معزول ہو گا۔

علامہ ابن انجیم مصری جن کا لقب ثانی ابو حنیفہ ہے شرح کنزالدقائق کتاب المفقود میں رقمطراز ہیں۔ **والعجب من المشائخ کیف یختارون خلاف ظاھر المذھب مع انه واجب الاتباع علی مقلدی ابی حنیفه.** (بحرالرائق ص 165ج 5) ان مشائخ پر تعجب ہے ظاہر مذہب کے خلاف اختیار کرتے ہیں (فتویٰ دیتے ہیں) جبکہ ابو حنیفہ کے مقلدین کے لیے صرف آپ کی ہی اتباع لازم ہے نہ کہ کسی دوسرے مذہب کی۔ (انفع المسائل فی متفرقات المسائل ص 33)

<u>مسئلہ دوم</u>

جو روح البیان میں ہے لبوں کا تراشنا سنت اور مونڈنا بدعت ہے۔

روح البیان کے مصنف علوم ظاہری و باطنی کے جامع اور جمیع علوم کے منبع مولانا الشیخ اسماعیل حقی بردسوی قدس سرہ ہیں روم میں پیدا ہوئے اور سن وفات 1138ھ ہے۔

یہ حضرت نہ طبقہ مجتہدین فی الشرع سے ہیں نہ ہی طبقہ مجتہد فی المذہب، نہ مجتہد فی المسائل نہ اصحاب تخریج، نہ اصحاب ترجیح اور نہ مفتی فی المذہب ہیں۔

وقد استقر رأی الأصولیین أن المفتی ھو المجتھد (درالمختار ص ۵۱ ج ۱ اور جدید مطبوعہ ص ۶۹ ج ۱)

دوسرے مقام پر علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں۔

لا بد للمفتی أن يعلم حال من يفتی بقوله و لا يكفيه معرفته باسمه و نسبه بل لا بد من معرفته فی الرواية و درجته فی الدراية و طبقته من طبقات الفقهاء ليكون على بصيرة فی التمييز بين القائلين المتخالفين قدرة كافية فی الترجيح بين القولين المتعارضين. (ردالمختار ص ۵۷ ج ۱ جديد مطبوعه ص ۷۷ جلد ۱)

مفتی کے لیے ضروری ہے کہ اسے معلوم ہو کہ کس کے قول پر فتویٰ دے رہا ہے صرف اس کے نام و نسب سے واقفیت کافی نہیں بلکہ یہ بھی جاننا ہو کہ راوی اور درایت (عقل و فہم) میں وہ کون سے درجہ میں ہے اور طبقات میں سے وہ کون سے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے تا کہ دو مخالف اقوال کے درمیان امتیاز کر سکے اور دو متعارف اقوال کے مابین ایک قول کو ترجیح دینے میں قدرت کاملہ رکھتا ہو۔

پھر اس کے بعد متصل ہی ابن عابدین نے طبقات فقہاء بیان کیے ہیں کہ وہ سات ہیں۔

الاولیٰ: طبقه المجتهدين فی الشرع كالأئمة الأربعة.

شریعت میں مجتھدین جیسے ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، مالک بن انس، محمد بن ادریس شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرھم۔

الثانيه: طبقة المجتهدين فی المذهب كابی يوسف و محمد سائر أصحاب أبي حنيفة القادرين على استخراج الأحكام من الأدلة على مقتضى القواعد.

مذہب کے مجتھدین جو احکام شرعیہ کو دلائل سے استنباط کرنے کی قدرت رکھتے ہیں ان قواعد کے مطابق جو ان کے امام نے احکام کے متعلق مقرر کیے ہیں اگرچہ فروعی مسائل میں اپنے امام کی مخالفت بھی کر سکتے ہیں اور کرتے بھی ہیں جیسے امام یوسف، امام محمد، زفر، حسن بن زیاد وغیرھم۔

الثالثة: طبقة المجتهدين في المسائل التي لا نص في عن صاحب

المذھب.

ان مسائل کو حل کرنے والے جو اپنے امام سے منصوص نہیں جیسے امام ابو جعفر، خصاف، ابوالحسن کرخی، شمس الائمہ سرخسی اور قاضی خان وغیرھم جیسے الثالثة طبقة اصحاب التخریج من المقلدین. مقلدین میں سے جو مجمل اور مبہم مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ ابو بکر رازی، کرخی وغیرھم۔

الخامسة: طبقة اصحاب الترجیح من المقلدین.

وہ طبقہ جو بعض مسائل اور بعض اقوال کو دوسرے بعض پر ترجیح دے سکے۔ ابوالحسن قدوری صاحب ہدایہ علی بن برہان وغینانی وغیرھما جیسے وہ کہتے ہیں۔ ھذا أولی ھذا أصح روایة ھذ، أوفق للناس.

السادسة: طبقة المقلدین القادرین علی التمیز بین الأقوی والتقوی وظاھر الروایة والنادرة. مقلدین فقہاء کا وہ طبقہ جو صحیح، ضعیف، قوی، اقوی، ظاہر الروایت اور نادر کے درمیان فرق کر سکے۔ جیسے صاحب کنز، صاحب درمختار، صاحب وقایہ وغیرھم۔

السابعة: طبقة المقلدین لا یقدرون علی ماذکر ولا یفرقون بین الغث والثمین. مقلدین کا طبقہ جو مذکورہ بالا امور میں نہ ہو صرف اقوال کا ناقل ہو۔

(ردالمختار ص 77 ج اجدید مطبوعہ)

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی جو کہ طبقات مجتھدین سے تعلق رکھتے ہیں درمختار کی شرح میں رقمطراز ہیں:

وقع فی بعض العبارات التعبیر بالقص وفی بعضھا التعبیر بالحلق ففی الھندیة ذکر الطھاوي فی شرح الآثار إن قص الشارب حسن و تفسیرہ أن یوخذ منه حتی ینقص من الأطار و مو الطرف الأعلی من الشفة العلیا قال والحلق سنة وھو أحسن من القص ھذا قوله رحمه اللّٰہ تعالٰی علیه و صاحبیه و کذا فی المحیط السرخسی و عبارة المجتبی و حلق الشارب بدعة والسنة فیه القص صح حلقه سنة نسبة الی أبی حنیفة و صاحبیه.

(طحطاوی علی درالمختار ص ۲۰۳ ج ۴)

بعض عبارات میں لبوں کی تراشے کو قص سے تعبیر کیا ہے اور بعض میں حلق (مونڈنے) سے تعبیر کیا گیا ہے فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) میں ہے کہ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں بیان کیا ہے کہ لبوں کے بالوں میں قص کرنا حسن ہے اور اس کی تفسیر کہ اوپر والے ہونٹ کے اوپر والے بالوں کو اتنا باریک اور کم کیا جائے کہ چمڑا نظر آئے اور ان کا مونڈنا سنت ہے اور یہ تراشنے سے احسن ہے یہ امام ابو حنیفہ اور صاحبین (ابو یوسف، امام محمد) تینوں آئمہ کا قول ہے اور اسی طرح محیط سرخسی میں ہے اور مجتبیٰ کی عبارت ہے لبوں کا مونڈنا بدعت اور قص سنت ہے لیکن حلق (مونڈنے) کا سنت ہونا صحیح ہے یہ قول امام صاحب اور صاحبین کی طرف منسوب ہے۔

(مترجم عرض کرتا ہے کہ شرح معانی کی عبارت اور احادیث کے الفاظ پہلے نقل کر دیئے جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا)

نمبر 1: دو اسناد کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا لا احفوا الشوارب واعفوا اللحی کہ لبوں میں احفاء نہ (جڑوں سے اکھیڑنا) کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

نمبر 2: حضرت انس کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے "ولا تشبهوا باليهود" اور یہود سے مشابہت نہ کرو۔

نمبر 3: ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جزو الشوارب وارخوا واعفوا اللحى. (مسلم ص ۱۲۹ ج ۱) لبوں کو پست کرو اور داڑھیوں میں نرمی کرو یا فرمایا ان کو بڑھاؤ۔

نمبر 4: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ "الفطرة خمس الختان والاستحداد و قص الشارب تقليم الأظفار ونتف الابط" (متفق علیہ بخاری ص ۸۷۵ ج ۲ و مسلم ص ۱۲۹ ج ۱) پانچ چیزیں فطرت سے ہیں ختنہ کرنا، شرمگاہ کے بال مونڈنا، لب کا تراشنا، ناخن کاٹنے اور بغل کے بال نوچنے۔

نمبر 5: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ دس

چیزیں فطرت سے ہیں۔

قص الشارب وإعفاء اللحية والسواک واستنشاق الماء وقص الأظفار وغسل البر داجم و نتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء قال ذكريا قال مصعب و نسيت العاشرة إلا أن تكون المضمضة (مسلم ص ۱۲۹ ج ۱)

لب تراشنے، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، پانی سے ناک صاف کرنا، ناخن کاٹنے، شرمگاہ کا دھونا، بغل کے بال نوچنے، شرمگاہ کے بال مونڈنے اور استنجا کرنا ذکریا بن ابی زائد مصعب سے بیان کرتے ہیں کہ دسویں چیز بھول گیا ممکن ہے کہ کلی کرنا ہو اسی حدیث کو امام مسلم نے ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے۔ (مذکورہ بالا حوالہ)

حافظ الحدیث شیخ ابن حجر عقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطرانہ ہیں۔

أما القص فهو الذى في أكثر الأحاديث كما هنا وفى حديث عائشة وأنس كذلک كلا هما عند مسلم و كذا حديث حنظلة عن ابن عمر فى أولى الباب وورد الخير بلفظ الحلق وهى رواية النسائى عن محمد بن عبدالله بن يزيد عن سفيان بن عينية بسند هذا الباب رواه جهور أصحاب عينية بلفظ القص و كذا سائر روايات عن شيخه الذمري ووقع عند النسائي من طريق سعيد المقبرى عن بن هريرة بلفظ تقصير الشارب نعم وقع الابما يشعر بان رواية الحلق محفوظة كحديث العلاء بن عبدالرحمن عن ابيه عن ابى هريرة عند مسلم بلفظ "جزوا الشوارب و حديث ابن عمر المذكور فى الباب الذى يليه بلفظ احفو الشوارب وفى الباب الذى يليه بلفظ وانهكوا الشوارب.

لفظ قص اکثر احادیث میں مروی ہے جیسے کہ یہاں مذکور ہے امام مسلم کی دو روایات حضرت عائشہ اور انس میں بھی قص مذکور ہے اس باب کی ابتداء میں حضرت ابن عمر کی روایت میں بھی قص ہے اور امام نسائی نے حلق (مونڈنا) کی روایت اپنی سند سے ابن عینیہ سے بیان کی ہے وہ سند باب کی ابتداء میں مذکور ہے محمد بن عبد اللہ بن یزید کے علاوہ دیگر اصحاب، جمہور اصحاب ابن عینیہ نے قص ذکر کیا ہے اور اس کے شیخ امام زہری سے جو روایات ہیں ان میں بھی قص ہی مذکور ہے اور جو اس سے معلوم ہوا کہ حلق کے روایت محفوظ

ہے علاو بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے جو الفاظ نقل کیے ہیں جزو الشوارب اور باب کی ابتداء میں حضرت ابن عمر سے روایت ہے احفوا الشوارب وہ اور آئندہ باب میں آ رہا ہے اس میں ہے الھکو الشوارب احفا انہاک، تقصیر، حلق) ان تمام الفاظ کا مفہوم بنتا ہے اوپر والے لب پر اگنے والے بالوں کے ازالہ میں خوب مبالغہ کرے۔

ملاعلی قاری حنفی فرماتے ہیں۔

الشارب کہتے ہیں اوپر والے ہونٹ پر اگنے والے بالوں کی **الشارب الشعر النابت علی طرف الشفة العلیاء** اور نسائی کی روایت میں حلق الشارب اور تقصیر الشارب ہے امام نووی نے کہا کہ مختار یہ ہے کہ لب کے بالوں کو اتنا تراشا جائے کہ اس کے کنارے ظاہر ہو جائیں اور احفو کا معنی ہے کہ لب سے لمبے ہونے والے بالوں کو دور کر دیا جائے۔

قطبی کہتے ہیں **قص الشارب أن یاخذ ماطال علی الشفة بحیث لا یؤذي الآکل ولا یجتمع فیه الوسخ** کہ قص الشارب کا معنی ہے کہ لب سے لمبے ہونے والے بالوں کو کاٹ دیا جائے تا کہ کھانے والے کو اذیت نہ دے اور اس میں میل کچیل جمع ہو اور کہا کہ احفاء کا معنی بھی یہی ہے جڑوں سے ختم کرنا نہیں یہ امام مالک کا مذہب ہے **وذھب الکوفیون ای بعضھم الی انه الاستئصال** کوفیون کا مذہب استصال (جڑوں سے ختم کرنا) ہے تمام کی مراد نہیں بلکہ بعض اور طبری نے کہا کہ دونوں میں اختیار ہے جیسے چاہے کرے اور اہل لغت کے نزدیک احفا کا معنی جڑ سے اکھیڑنا ہے اس طرح نھک کا معنی بھی بال دور کرنے میں مبالغہ کرنا ہے چونکہ سنت سے دونوں چیزیں ثابت ہیں لہٰذا کوئی تعارض نہیں قص میں بعض کا ختم کرنا اور احفاء میں سب کو ختم کرنا اور دونوں ہی ثابت ہیں اور امام عسقلانی نے دونوں میں اختیار کو ترجیح دی ہے کہ دونوں ہی احادیث مرفوعہ سے ثابت ہیں اسی طرح امام سیوطی نے تحقیق کی ہے۔ (مرقات ص ۲۸۹ ج ۸)

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:

اکثر احادیث میں قص ہے نسائی نے حلق اور تقصیر روایت کیا مسلم نے جز اور قص روایت کیا امام بخاری نے اس باب میں قص اور اگلے باب میں نھک روایت کیا ہے جن سے مقصود ازالہ میں مبالغہ ہے احفاء کا معنی ازالہ اور استقصاء ہے انہاک کا مبالغہ فی الازالہ

ہے اور جز کا معنی اتنا کم کرنا کہ چمڑا نظر آئے۔ (ارشاد الساری ص ۴۶۲ ج ۸)

ائمہ اربعہ کے مذہب

امام ابو جعفر احمد طحاوی حنفی فرماتے ہیں امام مالک اور اہل مدینہ قص کو احفاء پر ترجیح دیتے ہیں حلق اور احفاء مثلہ ہے جو کہ ممنوع

احناف کا مسلک

امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں قص پست و کوتاہ کرنا حسن اور احفاء افضل و احسن ہے اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے۔

صحابہ کرام

عثمان بن عبد اللہ بن رافع مدنی فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ عبد اللہ بن عمر، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، ابو اسید ساعدی رافع بن خدیج، جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک اور سلمہ بن اکوع تمام لبوں میں احفاء کرتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے ابو سعید خدری، ابو اسید ساعدی، رافع بن خدیج، سہیل بن سعد، عبد اللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنھم لبوں کا احفاء (جڑوں سے اکھیڑتے تھے) کرتے تھے۔

ثیر واثر

عثان بن ابراھیم حلبی (حاطبی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضر ابن عمر کو دیکھا کہ لبوں کو اتنا کوتاہ کرتے تھے گویا کہ انہیں نوچتے ہیں۔ (شرح معانی الآثار ص 332,335 ج 2)

امام شافعی

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ میں امام شافعی سے اس بارے میں کوئی منصوص شی نہیں دیکھی البتہ ان کے اصحاب میں سے جن کو میں نے دیکھا ہے جیسے شیخ مزنی اور ربیع وغیرھما کو وہ احفاء کرتے تھے میرے خیال میں انہوں نے آپ کو دیکھ لیا یا آپ کے متعلق یہ قول پڑھکر ہی یہ عمل کرتے ہونگے۔

اور ابن عربی نے عجیب بات کہی کہ انہوں نے امام شافعی سے نقل کیا "إنه

يتحسب حلق الأشرب" امام شافعی کے نزدیک لبوں کا مونڈنا مستحب ہے۔ امام طحاوی نے لکھا ہے امام ابوحنیفہ اور صاحبین (ابو یوسف محمد) کے نزدیک حلق ہے۔

امام احمد بن حنبل

اقوم نے بیان کیا کہ "وكان أحمد يحفي إحفاء شديداً" امام احمد بہت سخت احفاء کرتے تھے اور یہ نص ہے کہ قص سے احفاء افضل ہے۔

کوفیوں کے نزدیک جزو احفاء کا معنی استصال ہے اور امام مالک کے نزدیک دونوں کا معنی لب سے جو لمبے ہوں ان کا تراشنا اور بعض علماء دونوں کے درمیان اختیار کے قائل ہیں (جو چاہئے کرے) امام طبری نے اس کو اختیار کیا ہے اور امام مالک اور کوفیوں کا قول نقل کیا اور اہل لغت سے نقل کیا کہ احفاء کا معنی استصال ہے۔

پھر طبری نے کہا سنت دونوں امور پر دلالت کرتی ہے اور دونوں میں تعارض بھی نہیں کیونکہ قص میں بعض کا اخذ ہے اور احفاء میں کل کا اخذ لہذا یہی مختار ہے کہ دونوں احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہیں۔

پھر ابن حجر نے بیہقی وطبرانی کے حوالہ سے نقل کیا کہ سرجیل بن مسلم خولانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے پانچ صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ لبوں کو کوتاہ کرتے تھے۔ ابو امامہ باہلی مقدام بن معدی کرب کدنی، عتبہ بن عوف سلمی، حجاج بن عارم تمالی اور عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنھم تھے۔ بیہقی وطبرانی نے عبد اللہ بن ابی رافع کے حوالہ بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری، جابر بن عبد اللہ، ابن عمر رافع بن خدیج، ابو اسید انصاری، سلمہ بن اکوع اور ابو رافع اپنی لبوں کو خوب کوتاہ کرتے تھے۔ یمحکون کا حلق مونڈنے کی مانند (هذا لفظ الطبری، یہ طبری کے روایت کے الفاظ ہیں)

طبری نے عروہ، سالم، قاسم ابو مسلمہ کی اسناد سے لکھا ہے "إنهم كانوا يحلقون شواربهم" وہ اپنی لبوں کو مونڈتے تھے (ملخص فتح الباری ص 286 ج 10)

علامہ بدر الدین عینی حنفی رقمطراز ہیں:

بل يستحب إحفاء الشوارب ونراه افضل من قصها کہ امام طحاوی نے کہا دونوں نے کہا احفاء شوارب مستحب ہے بلکہ یہ قص سے افضل ہے۔

قلت أراد بقوله الآخرون جمهور السلف منهم أهل الكوفة ومكحول و محمد بن عجلان و نافع مولى ابن عمر و ابو حنيفه و أبو يوسف و محمد رحهم الله فإنهم قالوا المستحب إحفاء الشوارب و هو أفضل من قصها وروي ذلک من فعل ابن عمرو أبی سعيد خدری و رافع بن خديج و سلمه بن أكوع و جابر بن عبدالله وابی اسيد و عبدالله بن عمرو ذكر ذلک كله ابن ابي شيبة باسناد هم إليهم. (عمدۃ القاری ص ۴۴ ج ۲۲)

میں کہتا ہوں کہ طحاوی کے قول الآخرون سے مراد جمہور سلف ہیں جن میں سے اہل کوفہ، مکحول، محمد بن عجلان حضرت ابن عمر کے غلام نافع، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد بھی ہیں حضرت ابن عمر کے فعل سے ابوسعید خدری، رافع بن خدیج، مسلمہ بن اکوع، جابر بن عبد اللہ ابو اسید اور عبد اللہ بن عمر سے یہ عمل مروی ہے۔ ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ ان کے عمل کو روایت کیا ہے۔ (القاری ص 48 ج 22)

اقوالِ فقہا

علامہ ابو الاسفار علی محمد صاحب نے انفع الوسائل میں، اس سوال لبوں کا تراشنا سنت ہے یا بدعت ہے کے جواب میں شرح مشکوۃ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ملاعلی قاری حنفی فرماتے ہیں (مرقات ص 301) کہ اس میں تین قول ہیں۔

1- مقروہ 2- حرام 3- سنت

حرام اس بنا پر کہتے ہیں کہ یہ مثلہ کی ایک شکل ہے اور یہ حرام ہے شرح سفر السعادت 494 اور نووی شرح مسلم ص 129 ج 1 میں ہے یہ امام مالک کا قول ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت صفحہ مذکورہ میں فرماتے ہیں کہ مذہب حنفی میں لبوں کا مونڈنا اس کا فضل ہونا محل تردو ہے اس مذکورہ کتاب کی ظاہری عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت کوتاہ کرنا یعنی قص ہے چنانچہ ہدایہ کی کتاب الحج باب الجنایات میں بھی یہی مذکور ہے۔

لیکن یہ کلام قابل تحقیق ہے کیونکہ فتح القدیر شرح ہدایہ ص 446 ج 2 میں ہے صاحب کتاب نے (جس سے لبوں سے بال اخذ کیے تو اسیر عادل کے فیصلہ کے مطابق

طعام ہے) کہا ہے اور (اگر لب مونڈے) نہیں کہا اس لیے کہ ہمارے کچھ فقہا فرماتے ہیں اگر لب کا حلق کیا تو دم لازم نہیں آتا کیونکہ یہ داڑھی کا کچھ حصہ ہے لب اور داڑھی مل کر اس مکمل عضو بنتا ہے اور صرف لب عضو کے چوتھائی حصہ سے کم ہیں۔

اس صفحہ پر کچھ آگے رقمطراز ہیں۔

صاحب ہدایہ کا حلق کی بجائے اخذ کا لفظ ذکر کرنے سے مقصود امام طحاوی کا رد ہے حلق سنت نہیں اخذ اور قص سنت ہے کہ انہوں نے فرمایا ہمارے تینوں ائمہ (ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد) کے نزدیک حلق احسن اور افضل ہے اور متاخرین میں سے بعض کے نزدیک قص سنت ہے۔

اور مصنف نے امام محمد کی الجامع الصیغر سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے (رقص والا) قص حلق سے عام ہے اس لیے کہ حلق بھی اخذ میں شامل ہے اور جو اخذ میں شامل نہیں، اس کو نتف (نوچنا) کہتے ہیں۔

اگر مصنف کی مراد ہے کثرت استعمال میں قص حلق میں شامل نہیں تو اسے ہم تسلیم نہیں کرتے اگر تسلیم کر بھی لیں تو امام محمد کا الجامع الصیغر میں سنت کا بیان مقصود نہیں بلکہ جنایت ہے خواہ تمام بالوں کو دور کرے یا بعض کو اسی لیے بغل کے مونڈنے کا ذکر کیا اور اسکا سنت ہونا بیان نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں تمام بالوں کو دور کرے یا بعض کو مقصود صرف ازالہ ہے جس طرح بھی ازالہ ہو سکے اس پر حکم متعین ہو جائیگا۔

باقی رہا ہے کہ حدیث شریف پانچ چیزیں فطرت سے ہیں جیسا کہ پہلے مذکور ہوئی تو اس میں قص الشارب کا لفظ ہے تو یہ حلق کے منافی نہیں کیونکہ استصال میں مبالغہ ہے بخاری و مسلم کی حدیث احفوا الشوارب قطع میں مبالغہ کرنا مقصود ہے جس طرح بھی حاصل ہو قینچی سے ہو یا استرے سے مبالغہ فی الازالہ آسان ہے۔

امام طحاوی کا بھی مقصد یہی ہے جس طرح بھی ہو ازالہ میں مبالغہ کرنا ہے اور اہل حرف کے نزدیک قص حلق کو بھی شامل ہے اس کو کہتے ہیں قص الحلاقۃ۔

اور عنایہ شرح ہدایہ علی حاشیہ فتح القدیر صفحہ مذکورہ میں ہے کہ بعض متاخرین کے نزدیک کوتاہ کرنا سنت ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی شارح بخاری فرماتے ہیں۔

امام طحاوی نے احادیث مذکورہ بالا کی روایات کے بعد ان احادیث متعارضہ کے مابین یوں تطبیق ہوگی کہ احفاء قص سے افضل ہے پھر باب حلق الشارب عنوان دینا پھر اس کی طرف مشیر ہے۔ اور احفاء اتنا کہ حلق کی طرح ہو جائے۔ (جس طرح آج کل باریک مشین کے ذریعے چھوٹے کیے جاتے ہیں اور وہ حلق کی طرح ہی ہو جاتے ہیں) اور مختار میں ہے حلق سنت ہے اور باریک کوتاہ کرنا حسن ہے اور محیط میں حلق قص سے احسن ہے اور یہ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد قول ہے۔ (بنایہ شرح ہدایہ ص 355 ج 4)

ابن ھام اور صاحب عنایہ کے اقوال معتمدہ تصریح کر رہے ہیں کہ قص بعض فقہا احناف کا قول ہے۔

علامہ ابن نجیم جن کا لقب ثانی ابوحنیفہ ہے شرح کنز میں وضاحت کرتے ہوئے رقمطرانہ ہیں کہ صاحب ہدایہ نے امام محمد کے قول جو کہ الجامع الصغیر میں مذکور ہے سے گمان کیا ہے کہ کوتاہ کرنا سنت ہے اور امام طحاوی جو کہ حلق کے طرف دار ہیں کا رد کیا ہے لیکن صاحب ہدایہ کا یہ گمان درست نہیں کیونکہ الجامع الصغیر میں زیر بحث قول میں سب یہ سنت بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ جنابت اور اسکا حکم بیان کرنا مقصود ہے کہ جس طرح بھی لبوں کے بال دور کرے اور انکار کرے اس میں جنابت ثابت ہوگی۔ (بحر الرائق ص 110 ج 3)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی جو کہ مفتی بہ اقوال بیان کرنا اس کا مقصود ہے رقمطراز ہیں **ذکر الطحاوی ان الحلق سنة ونسب ذلک إلی العلماء الثلاثة** (درالمختار کتاب الحظر والاباحۃ و جاب الاستبراء ص 289 ج 5) الطحاوی نے ذکر کیا کہ حلق سنت ہے اور اس قول کی نسبت تینوں علماء کی طرف کی ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی کے مطابق امام طحاوی قدوۃ العلماء علماء متقدمین سے ہیں مذہب حنفی کو سب سے بہتر جانتے ہیں۔

اور علامہ عبدالحی لکھنوی مزید فرماتے ہیں کہ

امام طحاوی مجتہد ہیں اور ان کا مرتبہ امام ابو یوسف اور امام محمد سے کم نہیں۔

(فوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ ص 32)

فتاوی عالمگیری میں ہے۔

امام طحاوی نے بیان کیا لبوں کا کوتاہ کرنا حسن ہے اور تراشنا افضل و احسن ہے اور

امام صاحب اور صاحبین کا قول ہے۔ (عالمگیری ص 358 ج 5 باب الکراھیۃ باب نمبر 19)
محدث شہیر بدر الدین عینی شرح کنز میں فرماتے ہیں۔

کہ امام طحاوی فرماتے ہیں لبوں کا حلق (مونڈنا) امام ابو حنیفہ کے نزدیک سنت اس حدیث کے مطابق احفوا الشوارب اعفوا اللحی (رواہ مسلم ص 129 ج 1) لبوں میں احفاء کرو اور داڑھیوں کو لمبا کرو۔

(رمز الحقائق ص 102 ج 1)

امام زیلعی نے حاشیہ کنز میں حدیث ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنھم کی احادیث کو قص والی حدیث پر ترجیح دی ہے ملاحظہ فرمایئے (حاشیہ زیلعی علی کنز الاقائق ص 55 ج 2)

سوال: آپ کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ امام طحاوی کے نزدیک حلق افضل ہے جبکہ انہوں نے ''شرح معانی الآثار'' میں احفاء کو ترجیح دی ہے۔

جواب: انہوں نے اپنی مذکورہ کتاب میں کتاب الکراھیۃ کے تحت باب حلق الشارب قائم کیا ہے۔

اس میں مختلف الفاظ سے متعدد روایات جمع کی ہیں اور تحقیق کے بعد مزید حلق کو حدیث احفاء سے ثابت کیا ہے کیونکہ احفاء کا معنی استیصال ہے جس کا اردو میں معنی ہو گا جڑ سے اکھیڑنا، بیخ و بن کرنا یہ اسی صورت میں ہو گا جب قص میں اتنا مبالغہ کیا جائے کہ حلق کی طرح نمایاں ہو۔

چنانچہ منتخب اللغات میں ہے احفاء بروت رابسیار گرفتن لبوں کا بہت زیادہ دور کرنا اور بسیار فارسی میں مبالغہ کے لیے آتا ہے امام طحاوی اس مقام کو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما جو کہ صحابہ کرام میں ایک خاص مقام و مرتبہ رکھتے تھے کہ فعل سے نقل کرتے ہیں کہ احفاء اس حد تک ہو کر نتف (نوچنا) محسوس ہو کر لوگ گمان کریں کہ ہاتھ کے ذریعہ بغل کے بالوں کی مانند کیا ہوا ہے اور دوسری روایت ہے کہ چمڑے کی سفیدی نظر آتی تھی۔ تیسری روایت میں مذکور ہے ان سب میں احفاء حلق کے بالکل مشابہ ہے احفاء اور حلق میں اتنا فرق ہے کہ احفاء قینچی اور مشین کے ذریعہ ہوتا ہے اور حلق استرا اور بلیڈ کے ذریعہ ابن عمر کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے بھی احفاء مذکور ہے جیسا کہ پہلے شرح معانی الآثار، فتح الباری اور عمدہ القاری کے حوالہ جات میں مذکور ہیں اور قص کو بھی درست قرار دیا ہے اور کہا ہے قص حسن

ہے اور تنہا حلق میں زیادہ ثواب ہے چنانچہ امام طحاوی باب حلق الشوارب کے آخر میں فرماتے ہیں کہ احفاء میں جو فضیلت ہے وہ قص میں نہیں۔

نیز امام طحاوی نے عقلی دلیل دی ہے کہ حج وعمرہ میں قص سے حلق افضل ہے اس بنا پر بھی قص سے حلق واحفاء افضل ہونا چاہئے۔

امام ابو داؤد وسلیمان بن اشعث نے باب السواک من الفطرة کے تحت ام المومنین حضرت عائشہ کی حدیث روایت کی ہے عشر من الفطرة قص الشارب و إعفاء اللحية (الحدیث) جو پہلے مسلم کے حوالہ سے نقل ہو چکی ہے قص الشارب پر حاشیہ میں محشی نے فتح الباری سے ابن حجر کے کلام کا خلاصہ پیش کیا ہے اور طبری کے قول کو ترجیح دی کہ اس میں روایات متعددہ پر عمل ہو جاتا ہے کہ مذکورہ عمل احادیث مرفوعہ سے ثابت ہیں۔ اسیر محشی کہتا ہے کہ ترجیح اسی قول کو ہونی چاہئے کہ اس میں سنت پر محافظت پائی جاتی ہے۔ کہ کبھی اس پر عمل کر لے اور کبھی اس پر اور افراط سے محفوظ رہے گا۔

(ابوداؤد ص 9 ج ا حاشیہ نمبر 4)

اور صاحب کتاب حديقه إلأبرارالى طريقه الأخيار نے اس مسئلہ پر کافی بحث کی ہے۔ شرح معانی الآثار کا پورا باب نقل کیا ہے اور محیط السرخسی کا حوالہ دیا کہ اس کے صفحہ نمبر 137 ج 5 میں بھی اسی طرح ہے۔ (مترجم نے وہ پہلے نقل کر دیا ہے اور حامد یہ کے حوالہ سے ابن حجر کا قول نقل کیا جو مترجم نے فتح الباری کے حوالہ سے پہلے ذکر کیا ہے۔)

عینی شرح بخاری اور بنایہ شرح ھدایہ کا حوالہ بھی مذکورہ ہو چکا ہے۔

ردالمختار میں علامہ شامی فرماتے ہیں۔

اختلف فی المسنون فی الشارب هل هو القص او الحلق لبوں میں قص (کوتاہ کرنا) سنت ہے یا حلق؟ تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے بعض متاخرین کے نزدیک مذہب قص کوتاہ کرنا ہے ملک العلماء علامہ کاسانی بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں یہی صحیح ہے اور امام طحاوی نے کہا قص حسن اور حلق احسن ہے اور یہی ہمارے ائمہ کا قول ہے۔ (بحوالہ نہر الفائق) (ردالمختار جدید مطبوعہ ص 550 ج 2)

جلد سادس میں قبل سنۃ کے تحت لکھتے ہیں۔

شى عليه فى الملتقى و عبارة المجتبى بعد مارمز المطحاوى حلقه

سنة ونسبه إلى أبي حنيفة وصاحبيه والقص منه حتى يوازي الحرف الأعلى من الشفة العليا بالإجماع. (ردالمختار ص ۴۰۷ ج ۲)

ملتقی میں اسی طرف کیے ہیں اور مجتبیٰ میں امام طحاوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا مونڈنا سنت ہے اور یہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا قول ہے اور قص کا بالاتفاق معنی ہے بالوں کو تاہ کرنا اور اوپر والے ہونٹ کا کنارہ نظر آئے اور ظاہر ہو جائے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ امام شافعی سے اس بارے میں کوئی نص نہیں دیکھی ان کے اصحاب میں سے مزنی اور بیع کو دیکھا ہے وہ احفاء کرتے تھے ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے امام سے ہی یہ عمل لیا ہوگا۔

لیکن امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا مذہب سر اور لبوں کے بارے میں احفاء ای حلق تقصیر سے افضل ہے ابوبکر اثرم نے کہا ہے امام احمد کو دیکھا سخت احفاء کرتے تھے۔ الحدیقہ الندیہ میں "احفوا الشوارب" حدیث شریف کے تحت رقمطراز ہیں۔

کہ اسی معنی میں انهكو الشوارب دوسری روایت ہے اور اس سے مراد بالغوافي إزالة ماطال منها حتى يتبين الشفعة تبياناً ظاهراً ندباً وقيل وجوباً وأما حلقه بالكلية فمكروه على الأصح عند الشافعية و صرح مالك بدعة وأخذ الحنفية بظاهر الحديث فسنوا حلقه (ص ۳۹۶ ج ۲) جو بال ہونٹ پر ظاہر ہوں ان کو زائل کرنے میں مبالغہ کرو تاکہ ہونٹ بالکل واضح نظر آئے یہ مستحب ہے اور بعض نے کہا واجب ہے شوافع کے نزدیک بالکل مونڈنا اصح قول کے مطابق مکروہ ہے اور امام مالک نے اس کے بدعت ہونے کی تصریح کی اور احناف نے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے اسے سنت کہا۔

سوال: عالمگیری میں محیط سے نقل کرتے ہوئے کہا لب کے بال مونڈنے سنت ہیں یہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا قول ہے اور شرح معانی الآثار میں ہے کوتاہ کرنے سے حسن اور احفاء احسن اور افضل ہے اور یہ ہمارے تینوں ائمہ کا قول ہے۔

جواب: تنقیح الحامدیہ میں ہے امام اعظم فرماتے تھے کہ احفاء تقصیر سے افضل ہے اور عمدۃ القاری میں ہے احفاء قص سے افضل ہونے کی وجہ سے امام طحاوی نے باب حلق الشارب سے تعبیر کیا ہے اور اس میں فرمایا جمہور سلف احفاء الشارب کو کوتاہ سے

افضل کہتے ہیں (الی آخرہ) یعنی علی الھدایہ میں ہے (جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے) حلق سنت اور کوتاہ کرنا حسن ہے اور محیط میں ہے کہ قص سے حلق احسن و افضل ہے یہی ہمارے تینوں ائمہ کا قول ہے اور ردالمحتار کوتاہ کرنا حسن اور مونڈنا افضل ہے یہی تینوں ائمہ کا قول ہے حدیقہ میں ہے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے احناف نے حلق کو سنت کہا۔

خلاصۂ کلام

فتح القدیر، بحرالرائق، کفایہ علی الھدایہ، عنایہ علی الھدایہ اور مستخلص میں ایک ہی قول ہے شارب کا مونڈنا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ "یفعله الصوفیه و غیرهم"صوفیائے کرام اور ان کے علاوہ لوگ کرتے ہیں بحرالرائق اور فتح القدیر میں پہلے آ چکا ہے مقصود بالوں کا زائل کرنا ہے جس چیز سے بھی ہو قینچی ہو یا استرا لیکن استرے سے آسانی ہوتی ہے۔

اور اس بیان سے بدائع کی تردید ہوگئی کہ قص سنت ہے حلق نہیں۔

اور احکام المذاہب میں ہے امام اعظم اور صاحبین کا مذہب سر اور لبوں کے بالوں کے بارے میں احفاء یعنی حلق ہے جو کہ تقصیر سے افضل ہے اس سے صراحۃ معلوم ہوتا ہے کہ مذہب حنفیہ میں کوتاہ کرنا کہ ہونٹ کے کنارے ظاہر ہو جائیں اور ان کا مونڈنا دونوں مشروع ہیں۔ (هداية الأبرار إلى طريقه الأخياره ص 27)

نوٹ: حلق کو بدعت کہنا درست نہیں کیونکہ بدعت سیئہ کی اصل نہیں ہوتی قرآن مجید میں اور نہ حدیث نہ ظاہرا نہ اشارۃ جب کہ حلق کی اصل موجود ہے جیسا کہ نسائی شریف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے "احلقو الشوارب"لبوں کے بالوں کو حلق کرو (کذاف تنقیح و احکام المذاهب) لبوں کے بال مونڈنے پر بدعت کا اطلاق کرنا کتب معتبرہ کی تصریحات کے خلاف بھی ہے "إن الشارب مقصود بالحلق كما يفعله الصوفيه و غير هم كما فى فتح القدير و بحر الرائق و غيرهم" جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

اور حدیث "ليس منامن حلق الشارب" جو لبوں کے بال مونڈے وہ ہم میں سے ہیں فتح الباری میں حافظ ابن حجر فرمایا کہ حلق کی نفی میں اس حدیث سے استدلال کرنا غلو ہے۔

پس اس کو نسخ پر محمول کیا جائیگا یا اس کی تاویل ہو گی یا اس پر دیگر احادیث کو ترجیح

دی جائیگی۔ محقق صاحب! وقت، حال، مکان اور زمان تقاضا نہیں کرتا کہ کچھ لکھا جائے آپ کی شدید خواہش پر بتکلف اہل اللہ کی خدمت کے لیے یہ چند سطریں تحریر کی ہیں والباقي عند التلاقي إن شاء الباقي. باقی انشاء اللہ ملاقات پر وضاحت ہو گی دوسرے یہاں کے باشندے بخیریت ہیں۔ للّٰہ الحمد والمنة علی ذلک النعماء والالا وبالخصوص علی نعمة الإسلام و متابعة سید الانام ﷺ فإنه ملاک الأمر و مدار النجاة ومناط الفوذ بالسعادات الدنیویة والأخرویة ثبتنا اللّٰہ سبحانه و إیاکم علی ذالک.

فقیر سیف الرحمٰن

مکتوب نمبر 2

بنام...... قدوۃ السالکین حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہٗ راوی ریان

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ عزیز الوجود میاں محمد سیفی راوی ریان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی طرف سے چند سوالات موصول ہوئے جس میں آپ نے بزرگوں اور والدین کے ہاتھ پاؤں چومنے کے بارے میں دریافت کیا۔ جواب درج ذیل ہے۔ کسی صالح، مومن، متقی، عالم، والدین، اولاد اور پیر و مرشد یا استاد کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز بلکہ سنت و مستحب ہے، اس بارے میں روایات احادیث اور اقوال فقہاء بکثرت وارد ہیں اور تعاملاً، تواتر بھی چلا آ رہا ہے۔

وأورد الإمام داؤد فی کتاب الأدب باب فی قبلة بین العینین فأخرج فیه حدیث جعفر رضی اللّٰہ عنه و أقام باب فی قبلة الخد فأخرج حدیث قبلة خد الحسن رضی اللّٰہ عنه و أقام باب قبلة الید وذکر حدیث عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنه قال فدنونا یعني من النبی صلی اللّٰہ علیه واله وسلم فقبلنا یده ثم أقام باب فی قبلة الجسد فذکر فیه حدیث قبلة کشحه قال إنما أردت هذا یارسول اللّٰہ ثم اقام باب قبلة الرجل و ذکر حدیث و فد عبدالقیس قال یعني زارع لما قدمنا المدینة فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ

و آله وسلم ورجله. (الحديث) (سنن ابو داؤد جلد آخر کتاب الادب ص ۳۵۴)

ترجمہ: امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الادب میں تقبیل کے مسئلہ میں پانچ باب مسلسل ذکر کیے ہیں اور باب کا ترجمہ الباب اس طرح ہے۔ دونوں آنکھوں کے درمیانی حصے کا بوسہ دینا۔ اور پھر وہ حدیث شریف لائے ہیں جس میں حضور ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا دونوں آنکھوں کے درمیانی حصہ کا بوسہ لیا تھا۔ اور دوسرے باب کا ترجمہ الباب اس طرح بیان فرمایا۔ گال کا بوسہ لینا۔ اور اس باب میں وہ حدیث شریف لائے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے خد مبارک (گال مبارک کا بوسہ لیا تھا) پھر باب قائم کیا جس میں ہاتھ کا بوسہ مذکور ہے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کو لایا کہ فرمایا انہوں نے پس ہم نبی کریم ﷺ کے قریب ہو گئے اور ہم نے ان کے ہاتھ مبارک کا بوسہ لیا اس کے بعد باب قائم کیا۔ پہلو کو بوسہ دینے میں اور وہ حدیث شریف لائے کہ ایک بندہ نے حضرت ﷺ کے پہلو مبارک کا بوسہ لیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا مقصد صرف یہی تھا کہ اس کے بعد وہ باب لایا جس میں پاؤں کا چومنا مذکور ہے اور حدیث وفد عبدالقیس کو استدلالاً ذکر کیا راوی کے جب ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے تو ہم ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگے تا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک کا بوسہ لیں۔

وكذا اور دالأحاديث من مسئلة التقبيل صاحب المشكوة فى باب المصافحة والمعانقة. (ص ۴۰۲)

اسی طرح کی روایات اور احادیث ابو داؤد وغیرہ سے صاحب مشکوۃ نے بھی نقل فرمائی ہیں اور ان احادیث مبارک کو باب المصافحة و المعانقة میں نقل کیا ہے۔

اور علامہ بدرالدین عینی وغیرہ نے بکثرت روایات اس بارے میں نقل کی ہیں علامہ شیخ محمد عابد سندھی نے اس مسئلہ پر مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ بخاری کی ادب المفرد، طبرانی کی معجم اوسط، حاکم کی مستدرک، ترمذی کی جامع، نسائی اور ابن ماجہ کی سنن، طبری کی کتاب الریاض اور ابن حجر کی اصابہ میں زیر بحث عنوان پر صحیح اور جید وحسن روایات موجود ہیں۔ فقہ حنفی کی کتب متداولہ میں سے چند حوالے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

تنویر الابصار میں ہے۔

إنه عليه الصلوة والسلام كان يقبل راس فاطمه وقال عليه الصلوة

والسلام من قبل رجل أمه فكانما قبل عتبه الجنة (تنوير والابصار على هامش ردالمختار جلد خامس فصل فى النظر والمس ص ۲۵۹ مكتبه ماجديه كوئٹه) ثم قال بعد ذلک فى باب الاستبراء وغيره مانصه لا باس بتقبيل يد الرجل العالم المتورع على سبيل التبرک "درد" ونقل المصنف عن الجامع أنه لا بائس يتقبل يد الحاكم والمتدين (السلطان العادل) وقيل سنة "مجتبى" و بتقبيل راسه أي العالم أجود كما فى البزازيه ولا رود خصة فيه أي فى تقبيل اليد لغير هما أي لغير عالم و عادى هو المختار مجتبى وفى الحيط أن لتعظيم اسلامه وإكرامه جازوان الدنيا كره (طلب من عالم و زاهد أن يدفع إليه قدمه و يمكنه من قدمه يقبله اجابه...... اھ ثم قال العلامة السيد محمد آمين بن عابدين فى شرح التنوير (قوله و قيل سنة) اى تقبيل يد العالم والسلطان العادل قال الشربنالى وعلمت ان مفاد الأحاديث سنيه اوندبه لما أشاء اليه العيني و (قوله يدفع إليه قدمه) يعني عنه مالي المتن شامى ج ۵ ص ۲۷۱)

وقال الشيخ احمد الطحطاوي و فى غائيه البيان عن الواقعات تقبيل يد العالم والسلطان العادل جائز و وردفى أحاديث ذكر ما البدر العينى ما يفيدان النبى ﷺ يقبل الحسن وفاطمة رضى الله تعالىٰ عنها و قبل ﷺ عثمان ابن مظعون بعد موته و كذلک. قبل الصديق رضى الله تعالىٰ عنه رسول الله ﷺ بعد موته و قبل رسول الله ﷺ ابن عمه جعفر بين عينيه ثم قال البدر العيني فعلم من مجموع ماذكرنا إبا حة تقبيل اليد والرجل والكشح والراس الجبهة والشفتين و بين العينين (لكن تبركا لا شهوة) (طحطاوى على المراقى ص ۱۷۴، ۱۷۵)

نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سرِمبارک کا بوسہ لیتے تھے اور نبی اکرم ﷺ نے ہی فرمایا کہ اگر کسی نے اپنی ماں کے پاؤں کا بوسہ لیا تو ایسا ہے کہ جیسے کہ جنت کا چوکھٹ چومنا۔ (اس کے بعد فرمایا) جائز ہے کہ کسی عالم یا متقی شخص کے ہاتھ تبرک کے واسطے چوم لے اور حاکم متدین (سلطان عادل) کے ہاتھ چومنا بھی جائز ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کے ہاتھ چومنا سنت ہے اور عالم کا سر چومنا زیادہ اچھا ہے

اور عادل، متقی کے علاوہ اور کسی کا بوسہ جائز نہیں۔ ہاں اگر اس کے سلام کی تعظیم اور اکرام کے واسطے بوسہ لیا تو پھر جائز ہے اور گر دینوی غرض کے لیے تھا تو جائز نہیں۔ اگر کسی نے عالم اور پرہیز گار بندہ سے طلب کیا کہ وہ اس کا اپنا پاؤں دے تا کہ وہ بوسہ کرے تو چاہئے کہ وہ نیک بندہ اس بات کو قبول کر لے اور بوسہ کی سنت ہونے میں علامہ شرنبلالی نے فرمایا ہے کہ احادیث سے اس کا سنت و مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عینی نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

اور ہمارے علمائے حنفیہ میں سے شیخ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عالم اور سلطان عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے اور اس باب میں احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جن کو علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے اور ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چومے جاتے تھے اور وہ خود حسن رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیا تھا اور اسی طرح حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو چوما تھا۔ وصال مبارک کے بعد اور اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا تھا دونوں آنکھوں کے درمیان...... اس کے بعد علامہ بدر عینی نے فرمایا۔

کہ ان تمام احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہاتھ، پاؤں، پہلو، سر، پیشانی، ہونٹ آنکھوں کے درمیان یہ ساری چیزیں تبرکاً یا اکراماً وتعظیماً جائز ہے کہ چومے ہاں شہوت کے ساتھ اپنی بیوی اور کنیز کے علاوہ جائز نہیں۔

پس واضح ہوا کہ اہل اللہ کے ہاتھ پاؤں وغیرہ کا چومنا جائز ثابت بالسنہ اور مستحب عمل ہے اس کا انکار شریعت کا انکار ہے۔

وما توفیقي إلا باللّٰہ وما علینا إلا البلاغ.

والسلام

فقیر اخندزادہ سیف الرحمٰن

پیرارچی وخراسانی

اسی طرح ایک مکتوب میں اپنے اعتقادی پہلو واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

''میں فقیر اخندزادہ سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز خان بن محمد حیدر (حنفی مذھباً، نقشبندی مشرباً، ماتریدی اعتقاداً، کوٹ ننگرہار مولداً، ارچی ترکستان موطناً، باڑا کھجوری منڈی کس مسکناً) تمام اہل اسلام کو عموماً اور علماء کرام و مشائخ عظام کو خصوصاً ایک اہم حقیقت

واضح کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ الحمد اللہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا عاجز بندہ ہوں کہ تمام سر زمین پر اپنے آپ سے باعتبار ذوق کوئی اور مجھے ادنی ترین نظر نہیں آتا اور میں خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی ہوں اور حضور ﷺ کی ختم نبوت پر اعتقاد رکھتا ہوں اور فروغ وفقہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کا مقلد ہوں اور اصول و عقائد میں اہلسنت و جماعت کے عظیم پیشوا حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا تابع اور تصوف وطریقت میں حضرت بزرگ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تابع اور انہیں بزرگان دین کا بالواسطہ مرید ہوں۔ لیکن اس امر میں باشعور مسلمانوں کے نزدیک کوئی خفاء نہیں کہ ہر زمانہ میں اہل حق اور فقراء طریقت کے حاسدین اور متعصبین ہوتے ہیں جو کہ قسم قسم افتراء بازیوں کے ذریعہ کم فہم اہل اسلام کے دلوں میں فاسد شکوک وشبہات ڈالتے ہیں اور انہیں اولیاء کرام کے خلاف ابھارتے ہیں۔ لیکن اہل حق شکر اللہ سعیھم ہر زمانہ میں ان منکرین اور حاسدین کو منہ توڑ جواب سے نوازتے ہیں اور عام اہل اسلام کو ان کے دجل وفریب سے بچاتے ہیں اور انہیں راہ راست پر لگاتے ہیں۔"

حضرت اخندزادہ کی ایک اہم وضاحت

تمام مسلمانان عالم بالخصوص مسلمانان پاکستان کی اطلاع کے لیے ایک ضروری وضاحت پیش خدمت ہے کہ فقیر اخندزادہ سیف الرحمٰن المعروف بہ پیر ارچی بحمداللہ مذھبا سنی، حنفی مسلمان ہے اور طریقت میں سلاسل اربعہ یعنی نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ کا تابع ہے۔ اس طرح یہ فقیر مذہب میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مقلد اور طریقت میں حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی شہید، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کا مرید ہے۔

چند روز قبل کچھ شر پسندوں نے مسلک اہل سنت و جماعت کی عظمت اور فقیر کی شہرت سے گھبرا کر اخبارات میں یہ غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ پیر سیف الرحمٰن ایک نئے

مذہب یعنی مذہب سیفیہ کا بانی ہے۔ واضح رہے کہ سیفیہ کسی مذہب کا نام نہیں یہ ہمارے سلسلہ طریقت کا اضافی تعارفی لفظ ہے جو میرے معتقدین دیگر تمام مشائخ کے معتقدین کی طرح صرف پہچان کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ بحمد للہ میں میرے خلفاء اور تمام مریدین راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہیں اور جو کوئی بھی یہ کہے کہ ''سیفیہ'' نیا مذہب ہے وہ شخص مفسد اور جھوٹا ہے اور تمام مسلمانوں کو ایسے شر پسندوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

علی ھذا القیاس جو شخص یہ کہے کہ میرا علم، نبی کے علم کے برابر یا زیادہ ہے وہ قطعی طور پر کافر ہے اور اس کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہے۔ نیز جو شخص یہ دعوی کرے کہ جنگ بدر میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تلوار میں تھا اور میری وجہ سے حضور علیہ الصلوۃ السلام کو فتح نصیب ہوئی وہ بھی صریحاً کافر ہے اور اس کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔

میرے خلاف اخبارات میں شائع ہونے والے تمام الزامات قطعاً بے بنیاد اور علمی خیانت ہیں۔ یہ الزامات ایک مخصوص طبقہ لگا رہا ہے جو مشائخ اہل سنت کی شہرت سے ہمیشہ خائف رہا ہے۔ علماء اہل سنت سے درخواست ہے کہ کسی بھی موضوع پر اشتباہ رفع کرنے کے لیے جب بھی چاہیں فقیر سے رابطہ فرمائیں۔

اس کے بعد حضرت نے ایک کھلا خط مشائخ اہل سنت کے نام جاری کیا جس کا عنوان ''مشائخ اہل سنت کے نام ایک اہم پیغام'' تجویز فرمایا بہت مناسب ہے کہ وہ وضاحتی مکتوب بھی یہاں پیش کر دیا جائے۔ سو ملاحظہ فرمائیں:

الصلوۃ والسلام و علیک یا رسول اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین امابعد!

میں فقیر سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز خان بن قاری محمد حیدر (حنفی مذہبا) نقشبندی مشربا و ماتریدی اعتقاداً ''اکوٹ تنگر مولداً'' ارچی ترکستان مسکنا باڑہ کھجور منڈی کس) تمام اہل اسلام علمائے کرام و مشائخ عظام کو خصوصاً یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ میں اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ ہوں تمام سر زمین پر اپنے آپ سے باعتبار ذوق کوئی اور مجھے ادنیٰ ترین نظر نہیں آتا اور میں نور مجسم رحمت عالم خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا امتی ہوں اور فقہ

میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مقلد ہوں اور اصول و عقائد میں اہل سنت و جماعت کے عظیم پیشوا حضرت ابو منصور ماتریدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات کا تابع ہوں اور ان بزرگان دین کا بالواسطہ مرید ہوں لیکن اس امر میں باشعور مسلمان اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہر زمانہ میں اہل حق وفقراء طریقت کے حاسدین اور معاندین موجود ہوتے ہیں جو قسم قسم کی افتراء بازیوں کے ذریعے عام مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں اور اولیاء کرام کے خلاف عوام کو ابھارتے رہتے ہیں لیکن اہل حق شکر اللہ ہر زمانہ میں ان منکرین اسلام اور حاسدین کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں اللہ رب العزت نے قرآن میں ارشاد فرمایا۔

الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون. (القرآن)

ہر دور میں بزرگان دین وملت اہل اسلام کو اس کی مکاریوں سے آگاہ فرماتے رہتے ہیں اس پرفتن دور میں سنت وشریعت کی پابندی کرنا نفس کے ساتھ بہت بڑا جہاد ہے اور اس کا اجر اس قدر عظیم ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فساد امت کے وقت جس نے میری ایک سنت پر عمل کیا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

یہ فقیر بتا سکتا ہے کہ لاکھوں خلفاء مریدین دنیا کے تقریباً ہر حصے میں احیاء سنت اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم اور روحانی انقلاب برپا کر رہے ہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں و بدعقیدہ اور بھٹکے ہوئے گمراہ لوگ ہدایت پا چکے ہیں۔ پنجاب میں میرے خلیفہ میاں محمد حنفی سیفی میرے مریدوں میں ایک روشن مثال ہیں جو کہ آستانہ عالیہ راوی ریان شریف لاہور میں خلق اللہ کی خدمت کے لیے دن رات کوشاں ہے۔

قیاس کن زہ بہار من گلستان من را

اس فقیر کے بارے میں بدعقیدہ لوگوں نے یہ افترا بازی کی کہ چونکہ میں بریلوی نہیں کہلواتا اس لیے مجھے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ جات سے اتفاق نہیں

ہے تو اس فقیر نے بارہا معزز علماء مشائخ عظام کو موجودگی میں یہ بات کی کہ اس حقیقت سے یہ فقیر آگاہ ہے کہ عظیم المرتبت عاشق ماہ رسالت مجدد دین ملت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تمام زندگی احیائے سنت اور اماتت بدعت کے لیے کوشاں رہے آپ کی محققانہ خدمات اور چشمہ فیض لاکھوں کی تعداد میں لوگ مستفیض ہو رہے ہیں۔

اور میں یعنی فقیر اخند زادہ سیف الرحمٰن نے خطیب بے مثل مولانا علامہ مقصود احمد قادری صاحب خطیب مسجد حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علمائے کرام کی موجودگی میں بارہا یہ بیان کیا کہ مجھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام فتاویٰ جات سے اتفاق ہے۔

اور یہ افتراء بازی کی گئی کہ میں معاذ اللہ گستاخ رسول کو کافر قرار نہیں دیتا تو فقیر نے بارہا یہ بیان کیا کہ میرے نزدیک اجماعی قاعدہ جو میرے سمیت تمام علمائے اہلسنت کا اجماعی قائدہ ہے کہ "اگر کوئی ضروریات دین سے انکار کرے تو کافر ہے اور اگر کوئی گستاخی رسول ﷺ کا مرتکب ہوا تو اگر وہ دیوبندی ہو یا غیر دیوبندی کافر ہے۔"

اس کے باوجود جب میرے سامنے حفظ الایمان کی وہ عبارت جس میں رسول اکرم ﷺ کے علم کو پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی گئی تھی تو میں نے اس کے مصنف قائل مصدق و مصحح کو کافر قرار دیا اور اسی طرح دیگر گستاخانہ عبارات کے قائل مصدق و مصحح کو کافر قرار دیا اور میرا آج بھی یہی فتویٰ ہے۔ اور الحمد للہ میں کتاب "حسام الحرامین" کی بھی مکمل تائید کرتا ہوں۔

المختصر یہ کہ حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی اعتقادی حوالے سے مشائخ و آئمہ اہلسنت کے تابع، السنت العقیدہ اور راسخ العلم بزرگ ہیں اور ان کے احوال عجلت میں جس قدر دستیاب ہو سکے ہم نے پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کا سایہ دراز فرمائے اور ان کے وجود سے مخلوق خدا کو فیض یاب رکھے اور ابلاغ و اشاعتِ دین کے لیے ان کی سعی کو مشکور فرما کر انھیں اس کا بہتر اجر عطا فرمائے۔ آمین



حضرت اخندزادہ
خلفاء کرام کے ہمراہ جلوہ افروز



صاحبزادگان وخلفا کے
ہمراہ مدینۃ الاولیاء
ملتان میں



نمائندہ خبریں
کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک انداز



پتہ کے آپریشن کے لئے پشاور سے
لاہور آمد   حضرت روحانی صاحب
اور ہوائی اڈے کے عملہ کے ہمراہ
تشریف آوری



19[illegible]ء......لاہور ائرپورٹ
بے مثال استقبال.....



روزنامہ خبریں کے نامہ نگار سے تبادلۂ
خیالات......مفتی احمد الدین توگیروی
بھی موجود ہیں



علمائے کرام کو حدیث
جبرائیل دیکھا کر اس
پر گفتگو فرما رہے ہیں



خطیبانہ انداز میں



خدایا آرزو میری یہی ہے
میرا نور بصیرت عام کر دے



محفل ذکر کا ایک منظر



اپنے فرزند ارجمند
حضرت علامہ محمد حمید جان اور خلیفہ مطلق
حضرت میاں محمد حنفی کے ہمراہ یادگار لمحہ



دریائے کابل کے کنارے محفل ذکر
کے بعد اپنے خلیفہ صوفی سیف اللہ سیفی
صوفی کندل صاحب اور پیر محمد عابد
حسین کے ہمراہ

شخصیت، نظریات، معمولات

امام اہل محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ کا ترجمہ قرآن......ایک دیوبندی محقق کی نظر میں

تحقیقی کتاب کا اصل عکس

کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن از مولانا احمد رضا خان بریلویؒ

کنزالایمان برصغیر پاک وہند کے نامور عالم دین اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۂ قرآن ہے۔ مولانا کی ذہانت اور علمیت اُن کے ترجمے سے خوب عیاں ہے۔ شروع میں فہرست مضامین قرآن مجید ہے اس سے فاضل مترجم کے خیالات وعقائد پر واضح روشنی پڑتی ہے۔

اس میں تحت السطور ترجمہ "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" ہے۔ حاشیہ پر تفسیر خزائن العرفان از مولانا نعیم مرادآبادیؒ درج ہے۔

مولانا حکیم الرحمن رضوی کہتے ہیں:

"حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ ترجمۃ القرآن ہے۔ کاش ایسا ہوتا کہ جس عمدگی کے ساتھ آپ نے ترجمہ فرمایا اس پر حواشی بھی لکھتے لیکن قدرت کو یہی منظور تھا۔ حضرت احمد رضا خان "قرآن میں غیر معمولی بصیرت رکھتے تھے۔ انہوں نے اللہ کے کلام میں برسوں تدبر کیا اور اس تدبر و تفکر کا نتیجہ تھا کہ مولانا کو قرآن سے نسبت خاص ہوگئی۔ حیرت یہ ہے کہ یہ ترجمہ لفظی بھی ہے اور با محاورہ بھی اس طرح گویا لفظ اور محاورہ کا حسین امتزاج آپ کے ترجمہ کی بہت بڑی خوبی ہے۔ پھر انہوں نے ترجمہ کے سلسلہ میں بالخصوص یہ التزام بھی کیا ہے کہ ترجمہ لغت کے مطابق ہو۔ اور الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معانی کا انتخاب کیا جائے جو آیات کے سیاق و سباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہو۔

(بحوالہ..... تفسیری رجحانات کا ارتقا (213,212) ... از ... محمد طاہر مصطفیٰ، لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ بی اے ایف کالج اسلام آباد۔ ناشر: تکمیل سنز اردو بازار راولپنڈی)

تذکار: حضرت پیر ارچی وخراسانی

از: علامہ مفتی محمد آصف نعمانی

مضمون نگار پشتو زبان سے بخوبی واقف ہیں سلسلہ عالیہ سیفیہ کے متعلق ذاتی طور پر بہت کچھ جانتے ہیں اور خود بھی بڑے پکے سیفی ہیں اس لیے اپنے شیخ کے تذکار کے عنوان سے ان کا مضمون لائق مطالعہ ہے۔ (ادارہ)

اسم گرامی سیف الرحمٰن لقب آخوند زادہ مشہور القابات پیر ارچی وخراسانی سرکار حضرت پیر سیف الرحمٰن کی ولادت باسعادت 1329 ہجری میں کوٹ کے ایک گاؤں جو بابا کلی کے نام سے مشہور ہے (جو کہ جلال آباد کے جنوب کی طرف تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے) میں ہوئی آپ قدس سرہ کے والدین کریمین کے آپ کا اسم مبارک سیف الرحمٰن رکھا آپ کے والد بزرگوار کا نام جناب شیخ الاسلام حضرت علامہ قاری محمد سرفراز خان رحمۃ اللہ علیہ تھا جو افغانستان کے مشہور ومعروف عالم دین اور قاری قرآن تھے جو نہایت ہی پرہیز گار متقی اور نیک صفت انسان تھے اور سلسلہ قادریہ شریف میں حضرت شیخ المشائخ حاجی حرمین شریفین عاشق رسول رحمۃ اللہ علیہ حاجی محمد امین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے ایک دن قبلہ حاجی صاحب کی آپ (پیر ارچی صاحب) کے گھر میں دعوت تھی تو جب حاجی صاحب تشریف لائے تو آپ کے والد گرامی نے آپ کو ان کے سامنے پیش کیا تو حاجی صاحب نے آپ کو اپنا لعاب دہن عطا کیا اور چند دانے کش مش کے بھی عطا فرمائے۔

آپ قدس سرہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے شروع فرمائی اور قرآن پاک کی بنیادی سورتیں اپنے والد گرامی سے حفظ کیں اور ناظرہ قرآن پاک بھی اپنے والد گرامی سے مکمل یاد کیا جب آپ قدس سرہ کی عمر تقریباً آٹھ یا دس سال تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں (انا للہ و انا الیہ راجعون) حصول علم دین آپ نے افغانستان اور

پاکستان کے صوبہ سرحد و پشاور کے علاوہ ہندوستان کا رخ کیا جس طرح حدیث پاک میں ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے علوم دین کو حاصل کرنے کے لیے دور دراز کا سفر کیا اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ قدس سرہ نے علوم ظاہریہ اور علوم باطنیہ سے بھرپور اور مکمل استفادہ کیا۔

افغانستان کے اس زمانہ کے مشہور استاذ اور پیر استاذ اساتذہ شیخ المشائخ جامع معقول ومنقول حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی اور افغانستان کے مشہور صوفی باصفا و عالم دین محبوب سبحانی عالم ربانی حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی ان دونوں عظیم عارفین سے آپ قدس سرہ نے علمی ادبی اور روحانی استفادہ کیا اور علوم باطنیہ میں مکمل دسترس حاصل کی جن علماء کرام سے آپ علوم ظاہریہ وعلوم نقلیہ وعقلیہ کے تمام علوم مثلاً ترجمہ قرآن پاک وتفسیر علم صرف ونحو علم فقہ واصول فقہ علم معانی و بیان علم ریاضی و تاریخ علم حکمت وفلسفہ علم منطق و عقائد علم تفسیر و اصول تفسیر علم حدیث و اصول حدیث میں استفادہ اور مکمل دسترس حاصل کی ان عظیم علماء کرام کے نام درج ذیل ہیں۔

شیخ العلماء حضرت مولانا محمد آدم خان صاحب آماز و گڑھی، شیخ القرآن محمد اسلام بابا صاحب بابا کلی کوٹ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد ولید صاحب المشہور وزیر ملا صاحب کوٹ حیدر خیل، سند العلماء حضرت علامہ مولوی محمد اسلم صاحب کوٹ حیدر خیل، شمس العلماء حضرت مولانا محمد حسین صاحب مترانی گاؤں کا، شیخ الحدیث مولانا محمد فقیر صاحب سرہ غنڈے فرید کلاجات شیخ الادب، مولانا عبدالباسط صاحب آپ قدس کے بڑے بھائی ہیں ان سے فارسی ادب کی کتابیں پڑھی شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب یہ آپ قدس سرہ کے عظیم اساتذہ کرام کے اسم گرامی ہیں ان حضرات سے مکمل علمی ادبی تحقیقی استفادہ کیا۔

جس وقت آپ قدس سرہ افغانستان کے علاقے دشت ارچی میں علوم ظاہریہ مکمل حاصل کے بعد تشریف لے کر آئے تو دشت ارچی زمین جو بے آباد اور غیر شاداب تھی جس کے بارے میں یہ بات مشہور ومعروف تھی کہ یہ دشت ارچی کی زمین کبھی آباد نہیں ہوسکتی۔

جب آپ قدس سرہ کا وجود مبارک دشت ارچی کو میسر آیا تو یہ غیر آباد زمین اور غیر شاداب زمین دنوں میں آباد اور شاداب ہونے لگی اور جس دشت ارچی کی زمین میں لوگ آنا پسند نہیں کرتے تھے وہ جوق در جوق رشت ارچی میں آباد ہونے لگے۔ آپ قدس سرہ کا نے رشت ارچی میں آتے ہی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ایک خوبصورت گھر (یعنی مسجد) کی تعمیر فرمائی اور وہاں بغیر کسی اجرت کے امامت و خطابت شروع فرما دی اور ساتھ ساتھ درس نظامی کے اسباق کا اجراء بھی کر دیا جس میں ابتدائی کتب سے لے کر آخر تک آپ قدس سرہ خود درس و تدریس کی تعلیم دیتے تھے اور ساتھ ساتھ دشت ارچی کے زمینوں میں کھیتی باری کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہے تاکہ ذریعہ معاش کی کوئی پریشانی نہ آئے۔

اس علاقے میں کسی نے شیخ المشائخ مولانا شاہ رسول طالقانی ﷫ کو دعوت تھی تو لوگ ان کی زیارت کے لیے جا رہے تھے تو آپ قدس سرہ بھی تشریف لے گئے اور آپ کو ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی اپنے دور کے قطب ارشاد اور مرجع عوام و خواص تھے مولانا شاہ رسول طالقانی کا علمی و روحانی مقام تاریخ اولیاء میں دیکھا جا سکتا ہیں جو افغانستان کے نامور عالم دین محقق عصر حضرت علامہ علی محمد بلخی کی تالیف ہے چنانچہ آپ قدس سرہ نے جب قبلہ شاہ صاحب کی مجالس میں ذکر اذکار کی برکات کو دیکھا تو بڑے متاثر ہوئے اور ان کی طرف مائل ہو گئے اور سلوک کی طرف شوق زیادہ ہو گیا قبلہ شاہ صاحب اپنے مریدوں کے پاس تشریف لائے تو آپ قدس سرہ قبلہ شاہ صاحب کی صحبت میں ضرور حاضر ہوتے اور قبلہ شاہ صاحب بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے۔ اور معرفت الٰہی کی ترغیب دیتے رہتے۔

کیونکہ ولی کامل کی نگاہ نے دیکھ لیا تھا کہ آپ قدس کی پیشانی سے رب کریم کی انوار و تجلیات نمایاں آثار نظر آتے تھے۔ ولی کامل جانتا تھا کہ آپ قدس سرہ سے پوری دنیا فیض یاب ہوگئی۔

آپ قدس سرہ حضرت شاہ صاحب کی صحبت سے جب خوب فیض یاب ہوئے قبلہ شاہ صاحب کی بزرگی آپ قدس سرہ کے دل میں راسخ ہو گئی اور ان کی روحانیت سے

انس پیدا ہو گیا تو قبلہ شاہ کے حضور بیعت و ذکر کی التماس کی تو قبلہ شاہ نے خصوصی شفقت فرمائی بیعت فرمایا اور ذکر دیا قبلہ شاہ صاحب کی پہلی عنایت و توجہ ذکر سے عالم امر کے پانچوں لطائف ذاکر ہو گئے اور آپ قدس سرہ روحانی منازل کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو گئے۔ آپ قدس سرہ ذکر و اذکار میں مشغول رہتے جو آپ کو قبلہ شاہ نے بتائے تھے۔ آپ قدس کو ذکر و اذکار سے بہت سکون اور روحانیت ملتی مگر آپ قدس سرہ کو قبلہ شاہ کی صحبت میں کچھ عرصہ ہی گزارا تھا تو مولانا شاہ رسول طالقانی وصال فرما گئے۔ آپ کو قبلہ شاہ کے وصال کی اطلاع ملی تو قبلہ شاہ کے غم میں نڈھال ہو گئے قبلہ شاہ صاحب نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی فرما دیا تھا کہ میں بہت ضعیف العمر ہوں مجھے امید نہیں ہے کہ میں اس کے بعد ملاقات کر سکوں اس لیے تم پر لازم ہے کہ میرے بعد مولوی بزرگ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی کی صحبت کو لازم و ملزوم جاننا اور میری ہی طرح مولانا محمد ہاشم سمنگانی پر اعتماد کرنا مولانا محمد ہاشم سمنگانی حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی کے مقبول ترین اور ممتاز خلفاء میں سے تھے اور قبلہ شاہ صاحب کے خلفاء کرام میں آپ کا مقام سب سے بلند و اعلیٰ تھا۔ یہاں پر آپ حضرات کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں محبوب سبحانی عالم ربانی حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی کی ذات والا صفات مقام روحانیت میں کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں۔ آج بھی افغانستان کا بچہ بچہ آپ کی روحانیت کا واقف ہیں مولانا محمد ہاشم سمنگانی اتنے رطب اللسان تھے کہ صرف پانچ گھنٹوں میں مکمل قرآن مجید کی تلاوت فرما لیتے جو آپ کے قرآن پاک سے والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار ہے رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت سے شغف کا یہ عالم تھا کہ ایک ہزار سے زیادہ مرتبہ قرآن پاک کی تلاوت فرمائی حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح پانچ سال روزے رکھے۔ (روزہ داؤدی یہ ہے کہ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار سوائے رمضان المبارک کے) حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی خود فرمایا کرتے زمانہ طالب علمی میں کبھی کبھی تگاب شریف شیخ المشائخ مولانا سلطان محمد تگابی کے مزار شریف حاضری دیتا (حضرت سلطان محمد تگابی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے صاحب خوارق اور صاحب کرامت بزرگ تھے) ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضرت مولانا سلطان محمد تگابی کے تمام

علوم و معارف مجھے عطا ہوئے بس یہ خواب کیا دیکھا کہ تمام علوم وفنون کے دروازے مجھ پر کھل گئے پھر یہ حال تھا کہ جو کتاب ایک دفعہ مطالعہ میں آجاتی اس کو سمجھ کر اس کے حقائق تک پہنچ جاتا۔ حضرت علامہ آخوندازہ پیر ارچی وخراسانی قبلہ مولانا شاہ رسول طالقانی کی صحبت میں رہ کر روحانیت کا ذائقہ چکھ چکے تھے اب دوبارہ اسی لذت کو حاصل کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ کافی معلومات کے بعد اسی شیخ کامل ومکمل کے نامور خلیفہ محبوب سبحانی عالم ربانی کا پتہ معلوم کیا اور پھر اُن سے ملاقات کی تو آپ قدس سرہ نے اپنے تمام واقعات ان کی خدمت میں پیش کیے تو مولانا محمد ہاشم سمنگانی نے دوبارہ پیرارچی وخراسانی کو ذکر دیا اور بیعت فرمایا آپ قدس سرہ نے مولانا محمد ہاشم سمنگانی سے خوب روحانی استفادہ کیا اور پھر ساری زندگی مولانا محمد ہاشم سمنگانی صاحب کی خدمت میں گزار دی۔

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی کی رہائش کے لیے آپ قدس سرہ نے جگہ خریدی اور معرفت الٰہی کی اشاعت کے لیے خانقاہ شریف بنائی اور پھر لوگ فوج درفوج طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے لگے۔ 1387ء ہجری میں مولانا ہاشم صاحب بیمار ہو گئے اور آپ کی بیماری نے طوالت پکڑی اور مولانا ہاشم صاحب نے حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن پیرارچی وخراسانی کو توجہ میں معاونت کے لیے اپنے پاس بلایا اس میں حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب کی یہ حکمت عملی تھی کہ اخندزاد کی تربیت بھی ہو جائے اور آپ کی فضیلت تمام خلفاء پر ظاہر ہو جائے اور جب مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ آخوندارہ صاحب بڑے ہی ذوق وشوق صبر وتحمل کے ساتھ شہروں اور قصبوں سے آنے والوں مریدوں کی خوب تربیت فرما رہے ہیں تو پھر مولانا محمد ہاشم سمنگانی نے آخونداده صاحب کو مطلق خلافت عطا فرمائی (اس سے پہلے آپ قدس سرہ مقید خلیفہ تھے)

شیخ کامل کے اپنے مرید صادق کے بارے میں ارشادات مولانا محمد ہاشم سمنگانی نے فرمایا اس وقت میرے خلفاء میں ان جیسا کوئی نہیں میں اس لیے میں ان کو مطلق خلافت کی اجازت دیتا ہوں اور پیرارچی آسمان میں نصف النہار سورج کی طرح ہیں پس ان کا مقبول میرا مقبول ہے اور ان کا مردود میرا مردود ہیں۔

آپ قدس سرہ کے بارے میں شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی نے اپنے تمام مریدین اور خلفاء کو وصیت فرمائی کہ وہ میرے بعد اخندزادہ سیف الرحمان کی صحت کو محمدی المشرب لازم پکڑیں اور (یہ ارشادات مطلق عطا کرتے وقت ارشاد خط میں فرمائیں جو عربی میں ہیں) حضرت مولانا عبداللہ افغانی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک بڑے سائز کا قرآن پاک جو کہ تاج کمپنی کی مطبوع کی مثل ہے اور بہت خوبصورت ہے مجھے دیا گیا ہے اور امر کیا گیا ہے کہ یہ امانت جو رسول اکرم ﷺ نے دی ہے اخندزادہ سیف الرحمان کو پہنچائی جائے جب یہ خواب حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی کی خدمت عالیہ میں بیان کی تو آپ نے اس کی تعبیر فرماتے ہوئے میری طرف اشارہ فرمایا اور عربی میں فرمایا۔ أنت اویسي و محمدی المشروب یعنی اخندزادہ سیف الرحمان اویسی اور محمدی المشرب ہیں۔

آپ اخندزادہ مبارک فرماتے ہیں کہ میں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی کے ساتھ دشت ارچی میں تھا کہ آپ کے بیرومیٹر) نے یہ حدیث شریف پڑھی۔ حب الوطن من الایمان یعنی وطن کی محبت ایمان میں سے ہے اور فارسی میں یہ شعر پڑھا،

تو مکانی اصل تو در لامکاں این دوکان

بہر بندہ و یکشاں آں دوکان

مولانا محمد ہاشم صاحب نے اس حدیث کی تاویل اس طرح فرمائی کہ محبت وطن سے مراد اصل روح ہے (اصل روح سے مراد وہ مقام ہے جہاں روح جسد عنصری میں پھونکنے سے پہلے تھی) علاوہ ازیں اس وقت آپ (مولانا ہاشم صاحب) نے عجیب وغریب مقامات وعروجات بیان فرمائے آپ (اخندزادہ مبارک) اس وقت مراقبہ فرمایا کرتے تھے پس آپ قدس سرہ نے فرمایا مجھے کشف ہوا کہ اس محبوب وطن سے مراد وہ وطن ہے جس وطن میں دیدار اللہ تبارک وتعالیٰ ہوتا ہے اور مراد اس سے جنت ہے چنانچہ جب میں نے یہ بیان کیا تو انھوں (مولانا ہاشم صاحب) نے مجھے ڈانٹا اور اس ڈانٹنے میں یہ حکمت عملی تھی کہ میری تربیت صحیح ہو کیونکہ میں نے حدیث شریف کی تاویل مولانا ہاشم صاحب کی تاویل کے

خلاف کی تھی (یعنی میری تاویل مولانا ہاشم صاحب کی تاویل کے الٹ تھی) اس کے بعد آپ (مولانا صاحب) نے فرمایا کہ بے شک اولیاء اللہ کے لیے کوئی غرض و حاجت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے اور ان کو جنت اور دوزخ کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اس پر مولانا محمد ہاشم سمنگانی صاحب علماء کرام کی جماعت سے فرمایا بے شک لوگوں کے تین قسم کے مراتب میں عوام، خواص اور اخص الخواص پس عوام جنت کی آرزو اور خواہش رکھتے ہیں اس لیے کہ وہ عیش و عشرت اور راحت کی جگہ ہیں اور جو خواص ہیں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر میں متفرق ہیں اور وہ جنت اور دوزخ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور اخص الخواص کی طلب جنت ہے کیونکہ وہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا اور دیدار کی جگہ ہے اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ دوزخ اللہ تعالیٰ کے غضب اور دیدار الٰہی سے محروم ہونے کی جگہ ہے۔ پس جو میں نے تاویل کی ہے وہ خواص کا مقام تھا اور جو (اخندزادہ صاحب) نے بیان کیا وہ اخص الخواص کا مقام تھا۔

اور پھر حضرت اندازہ پیر سیف الرحمان پیر ارچی وخراسانی اپنے مرشد گرامی شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی کے حکم پر طالبان حق کو معرفت الٰہی کے جام پلانے لگے اور جوق در جوق قطار در قطار طالبان حق معرفت الٰہی اور عشق رسول ﷺ کے متلاشی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے لگے اور آپ کی روحانیت سے فیض یاب ہونے لگے اور ان دنوں دشت ارچی کی زمین جو آباد نہیں ہوتی تھی وہ پورے افغانستان کے لیے روحانیت کا مرکز بن گئی مثلاً پورا افغانستان قندوس کابل جلال آباد ننگر ہار نعمان خوست مرزار شریف اور قندہار میں آپ کی عظمت و شوکت کا چرچا ہونے لگا اور افغانستان کے علاوہ ان دنوں میں پاکستان کے طول و عرض میں شہرت ہونے لگی یہی وجہ ہے صوبہ سرحد ضلع صوابی کے ایک مشہور و معروف عالم دین شیخ القرآن حضرت علامہ مولانا احمد اللہ ڈاگئی صاحب نے آپ کی شہرت سن کر اس زمانہ دشت ارچی میں حاضر ہو کر حضرت سندی و مرشدی سے ذکر و بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حصہ اوّل ختم شد حصہ دوم میں مزید آپ کی افغانستان اور بالخصوص پاکستان اور صوبہ سرحد میں جو آپ کی علمی روحانی خدمات اہلسنّت و جماعت کے لیے ہیں وہ تفصیل سے بیان کی جائے گی۔

صاحب زادگان حضور مبارک دامت برکاتہم العالیہ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ محمد سعید حیدری سیفی صاحب مبارک
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ محمد حمید جان سیفی صاحب مبارک
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ محمد عبدالباقی جان سیفی صاحب مبارک
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ قاری حبیب جان سیفی صاحب مبارک
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ احمد سعید جان سیفی صاحب مبارک
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ احمد حسین جان سیفی صاحب مبارک
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ سفی اللہ صاحب سیفی صاحب مبارک
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ سیف اللہ جان سیفی صاحب مبارک
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ نجیب اللہ جان سیفی صاحب مبارک
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ حبیب اللہ جان سیفی صاحب مبارک
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحب زادہ محسن پاچا جان سیفی صاحب مبارک
صاحب زادہ نور احمد سیفی صاحب زادہ محمد احمد سیفی صاحب زادہ عزیز احمد سیفی

صاحب زادہ عاشق اللہ سیفی
صاحب زادہ شفیق اللہ سیفی
صاحب زادہ عتیق اللہ سیفی
صاحب زادہ نقیب اللہ سیفی
صاحب زادہ حسین حامد سیفی
صاحب زادہ نذیر احمد سیفی
صاحب زادہ بشیر احمد سیفی
صاحب زادہ منیر احمد سیفی
صاحب زادہ احمد صالح سیفی
صاحب زادہ رشید احمد سیفی
صاحب زادہ عبداللہ سیفی
صاحب زادہ شبیر احمد سیفی

صاحب زادہ عبید اللہ سیفی
صاحب زادہ عطاء اللہ سیفی
صاحب زادہ عید آمد سیفی
صاحب زادہ عبدالباری سیفی
صاحب زادہ احمد حبیب سیفی
صاحب زادہ احمد بلال سیفی
صاحب زادہ سید احمد سیفی
صاحب زادہ احمد شریف سیفی
صاحب زادہ حسن مبارک سیفی
صاحب زادہ بہاؤالدین سیفی
صاحب زادہ فی اللہ سیفی

تذکرہ...... ایک باکمال ہستی کا

حضرت اخند زادہ کے پیر و پیشوا

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمۃ المعروف مولوی بزرگ کی ولادت سمنگان (افغانستان) میں ہوئی۔ آپ نے پچیس برس کی عمر میں تمام مروجہ علوم و فنون مکمل کر لیے آپ قرآن کریم کی تلاوت کی طرح تبرکاً ہر روز بخاری شریف کی تلاوت کرتے۔ زمانہ طالب علمی میں کبھی کبھی آپ تگاب شریف نامی قریہ میں تشریف لے جاتے، وہاں پر شیخ المشائخ حضرت مولانا سلطان تگابی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے یہ بزرگ اپنے زمانہ کے صاحب خوارقِ کثیرہ تھے اور ان کی کئی کرامات بعد از وصال بھی مشہور ہیں مولانا ہاشم سمنگانی اکثر اوقات ان کے مزار شریف پر حاضری دیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سلطان محمد تگابی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام علوم مجھے عطا ہو گئے ہیں اور اس خواب کے بعد میرے اوپر علوم و معارف اور مختلف فنون کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ جس کتاب پر میں نظر کرتا تو اس کے مطالعہ میں مجھے کوئی دقت محسوس نہ ہوتی اور میں کتاب کے مفاہیم کی تہہ تک پہنچ جاتا۔

علمی و ادبی حلقوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند مقام عطا فرمایا تھا۔ آپ نے صرف و نحو کی تعلیم کا آغاز اپنے زمانہ کے بڑے اکابر علماء سے کیا اور انہی سے علوم کی تکمیل بھی کی یہاں تک کہ آپ خود آسمان علم و عرفان کے آفتاب بن کر چمکے۔ آپ صرف پانچ گھنٹوں میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت کر لیتے تھے۔ آپ کو تلاوت قرآن کریم سے ازحد محبت تھی۔ آپ جب تلاوت کرتے تو آنکھیں اشک بار ہو جاتیں۔ مشہور ہے کہ آپ نے صیام داؤدی کے مطابق روزے رکھے کیونکہ سیدنا داؤد علیہ السلام نے پانچ سال روزے رکھے تھے۔

آپ نے اپنے وقت کے عظیم المرتبت شیخ سلطان الاولیاء شمس العارفین حضرت مولانا شاہِ رسول طالقانی قدس سرہٗ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے بہت کم وقت میں اپنے شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر اوج کمال حاصل کیا اور حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں اور خلفاء کرام میں بہت بلند مقام حاصل کر لیا۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی کے وجود سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ طریقت کو بہت عروج عطا فرمایا اور بہت زیادہ بہاریں عطا فرمائیں۔

جب کوئی سالک آپ کی مجلس بابرکت میں آتا تو آپ کی توجہ کی برکت سے بہت جلد مقام ولایت پر سرفراز ہو جاتا گویا کہ آپ کی محفل اولیاء کرام کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ اگر آپ کسی بھی عالم دین سے گفتگو فرماتے تو وہ اپنے آپ کو بالکل طفل مکتب خیال کرنے لگتا کیونکہ آپ دقائق و معارف بیان کرتے ہوئے اکثر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی نصوص سے ہی حوالہ جات پیش فرماتے تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ آپ عمدہ لباس پہنتے تھے۔ سیاہ اور سبز دستار پسند فرماتے تھے۔

اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد آپ روحانی فیوض کے حصول اور ترقی کے لیے مختلف مزاروں پر گئے اور مشائخ کبار علیہ الرحمۃ سے ملاقاتیں کیں مگر دل کو تسلی نہ ہوئی جو چیز آپ کو قبلہ شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئی تھی اس کا کسی دوسری جگہ عشر عشیر بھی نظر نہ آیا۔ دل کی تمنا تھی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ جیسی کامل ہستی دوبارہ مل جائے اور اس سے فیض حاصل کر کے روحانیت کی مزید پیاس بجھائی جائے مگر ایسا کہیں نظر نہ آیا۔ یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی اور حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن آپس میں پیر بھائی تھے۔ مولانا صاحب نے سلاسل اربعہ کا مروجہ سلوک حضرت شاہ رسول طالقانی سے مکمل کیا تھا مگر حضرت اخندزادہ صاحب مدظلہٗ ابھی ابتدائی سلوک میں تھے کہ حضرت شاہ رسول طالقانی کا وصال ہو گیا۔ اس وجہ سے حضرت اخندزادہ صاحب مدظلہٗ نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ معروف ہے کہ اگرچہ سلسلہ نقشبندیہ میں پانچ لطائف جاری ہو گئے تھے مگر باقی سلاسل کے ساتھ ساتھ سلسلہ نقشبندیہ کے بھی تمام اسباق و مراقبات مکمل کیے۔ حضرت اخندزادہ صاحب کو تو شاہ صاحب کے بعد

مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ مل گئے مگر مولانا صاحب کو شاہ صاحب کے بعد ایسا شخص نہیں ملا۔ حضرت مولانا محمد ہاشم علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی کے آخری چند سال طریقت و ارشاد خوب کام کیا مگر ہر کس و ناکس کو آپ بیعت نہیں کرتے تھے اور آنے والے سالک کے مقصود کو ایک ہی نظر میں مکمل پڑھ لیتے تھے۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب نے کہ

''مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء کرام کی تعداد تقریباً تیس تھی وہ خلافت دینے میں جلدی نہیں کرتے تھے اور اسباق بھی وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل کرتے رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس بہت پر اثر ہوا کرتی تھیں جو آتا فیض یاب ہو کر جاتا دنیاوی نام و نمود کے خواہش مند آپ کی صحبت سے بھی محروم رہتے۔

آنے والے تحائف اور نذرانے آپ اسی وقت غرباء اور مساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ نے مال و دولت کو اپنے لیے کبھی جمع نہیں فرمایا بلکہ اکثر اوقات اسے غریبوں مسکینوں میں تقسیم کرتے رہتے۔ معلوم ہوا ہے کہ حضرت اخند زادہ صاحب کا اصول بھی یہ ہے کہ ''نہ طمع...... نہ جمع...... نہ منع' کوئی لے آئے تو لالچ نہیں، آ جائے تو جمع نہیں، کیونکہ مال جمع کرنا فقر نہیں اور اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے تحفہ دیتا ہے تو سنت رسول اللہ ﷺ ہے کہ صدق دل سے اسے قبول کیا جائے اور اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جائے اور حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمۃ کا یہی طریقہ کار تھا۔

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمۃ کو علوم و معارف و تصوف میں ایسی مہارت حاصل تھی کہ جو حقائق و معارف آپ کے پاس موجود تھے دوسرے اکثر معاصر مشائخ و علماء کو حاصل نہ تھے۔ آپ کو مکتوبات امام ربانی اور مثنوی مولانا روم میں بہت مہارت حاصل تھی۔

آپ تپ دق کا عارضہ لاحق تھا۔ علاج کی غرض سے آپ پاکستان تشریف لائے اور 9 شوال المکرم 1391 ہجری کو آپ کا وصال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

آپ کے خلفاء کرام میں سے حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن المعروف پیرارچی خراسانی ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی بیوی سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے احمد ہاشمی شہید اور ملا محمد ہاشمی جبکہ دوسری بیوی سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی۔

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جدوجہد کرنا ہر عہد کی ضرورت اور ہر مسلمان کی دینی غیرت کا تقاضا ہے عیسوی سال 2008ء کی آمد سے مرزا قادیانی کی موت کو پورا ایک سو سال بیت گیا ہے لہٰذا ہم اس سال

2008ء 1429ھ کو

تحفظ عقیدۂ ختم نبوت سال

کے طور پر منا رہے ہیں

اس وقت سہ ماہی ''**انوارِ رضا**'' کا...... **ختم نبوت نمبر**......
آخری مرحلہ میں ہے جو پانچ سو صفحات پر محیط ہوگا۔

- ......حضرت مفتی محمد خان قادری کی کتاب **عقیدۂ ختم نبوت** اور **امام احمد رضا قادری** اشاعتی مراحل میں ہے۔
- ......عقیدۂ ختم نبوت، اہمیت وافادیت کی اشاعت کا بھی ارادہ ہے۔
- ......پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ کی **تشنۂ اشاعت** ہے
- ......خلیفۂ امام احمد رضا حضرت علامہ قاضی محمد عبدالغفور قادری قدس سرہٗ اس موضوع پر **کتب منتظر اشاعت** ہیں۔
- ......علامہ حضرت پیر محمد بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی **مثالی کتاب** کا اردو زبان میں ترجمہ ہوگیا ہے۔

اس موضوع پر ان کے علاوہ دیگر کئی کتب و رسائل منتظر اشاعت ہیں آپ ہمارا ساتھ دیں تا کہ یہ عظیم کام سرانجام دیا جاسکے۔

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان 198/4 جوہر آباد
0300-9429027 - 0321-9429027

سلاسل اربعہ میں

حضرت اخندزادہ صاحب کے شجرہ ہائے طریقت

پیشکش: حضرت صوفی غلام مرتضیٰ سیفی

شجرۂ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ شمسیہ مولویہ ہاشمیہ سیفیہ

-1 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
-2 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
-3 حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
-4 حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم
-5 حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
-6 حضرت ابویزید طیفور بن عیسیٰ عرف بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ
-7 حضرت ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی قدس اللہ سرہ
-8 حضرت ابوعلی فضل بن محمد الطوسی عرف ابوعلی فارمدی قدس اللہ سرہ
-9 حضرت ابویعقوب خواجہ یوسف الہمدانی النعمانی قدس اللہ سرہ
-10 حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی المالکی نسباً والحنفی مذہباً قدس اللہ سرہ
-11 حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس اللہ سرہ
-12 حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس اللہ سرہ
-13 حضرت خواجہ علی النساج رامیتی عرف حضرت عزیزاں قدس اللہ سرہ
-14 حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس اللہ سرہ
-15 حضرت خواجہ سید امیر کلال قدس اللہ سرہ
-16 حضرت خواجہ بہاؤ الدین محمد بن محمد البخاری عرف شاہ نقشبند قدس اللہ سرہ
-17 حضرت خواجہ علاؤ الدین محمد بن محمد البخاری عرف خواجہ عطار قدس اللہ سرہ
-18 حضرت مولانا یعقوب چرخی لوگیر قدس اللہ سرہ

-19 حضرت ناصر الدین عبیداللہ بن محمود السمر قندی عرف خواجہ احرار قدس اللہ سرہ
-20 حضرت مولانا محمد زاہد وخشی حصاری قدس اللہ سرہ
-21 حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمی قدس اللہ سرہ
-22 حضرت خواجہ محمد مقتدی الاملنکی البخاری قدس اللہ سرہ
-23 حضرت موید الدین بیرنگ محمد باقی باللہ الکابلی قدس اللہ سرہ
-24 حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السر ہندی قدس اللہ سرہ
-25 حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اول قدس اللہ سرہ
-26 حضرت خواجہ ہم محمد صبغۃ قدس اللہ سرہ
-27 حضرت خواجہ محمد اسماعیل عرف امام العارفین قدس اللہ سرہ
-28 حضرت حاجی غلام محمد معصوم عرف خواجہ معصوم ثانی قدس اللہ سرہ
-29 حضرت شاہ غلام محمد عرف قدوۃ الاولیاء قدس اللہ سرہ
-30 حضرت حاجی محمد صفی اللہ قدس اللہ سرہ
-31 حضرت شاہ محمد ضیاء الحق عرف حضرت شہید قدس اللہ سرہ
-32 حضرت حاجی شاہ ضیاء عرف میاں جی قدس اللہ سرہ
-33 حضرت صاحب شمس الحق عرف حضرت صاحب کوہستان قدس اللہ سرہ
-34 حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ
-35 حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ
-36 حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک اطال اللہ حیاتہٗ

شجرۂ سلسلہ عالیہ قادریہ قدس اللہ اسرارہم الصافیۃ

-1 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
-2 حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ
-3 حضرت ابوسعید حسن بصری قدس اللہ سرہٗ
-4 حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہٗ
-5 حضرت ابو سلیمان داؤد طائی قدس اللہ سرہٗ
-6 حضرت ابو محفوظ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ

7- حضرت ابوحسن عبداللہ سری سقطی قدس اللہ سرہ،
8- حضرت سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغداری قدس اللہ سرہ،
9- حضرت ابو بکر الشبلی المالکی قدس اللہ سرہ،
10- حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث الاسدی التمیمی قدس اللہ سرہ،
11- حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز المتقدم قدس اللہ سرہ،
12- حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی قدس اللہ سرہ،
13- حضرت ابوالحسن ہنکاری قدس اللہ سرہ،
14- حضرت ابوسعید مبارک قدس اللہ سرہ،
15- حضرت ابومحمد عبدالقادر الجیلانی الحنبلی الحسنی قدس اللہ سرہ،
16- حضرت شاہ دولہ دریائی قدس اللہ سرہ،
17- حضرت شاہ منور قدس اللہ سرہ،
18- حضرت شاہ عالم الدہلوی قدس اللہ سرہ،
19- حضرت شیخ احمد ملتانی قدس اللہ سرہ،
20- حضرت شیخ جنید پشاوری قدس اللہ سرہ،
21- حضرت مولانا محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہ،
22- حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری قدس اللہ سرہ،
23- حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس اللہ سرہ،
24- حضرت مولانا عبدالغفور عرف حضرت سوات قدس اللہ سرہ،
25- حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت حڈی صاحب قدس اللہ سرہ،
26- حضرت شیخ الاسلام تگاب حضرت شیخ حمید اللہ صاحب قدس اللہ سرہ،
27- حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ،
28- حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ،
29- حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب اطال اللہ حیاتہ،

شجرہ سلسلہ عالیہ چشتیہ قدس اللہ اسرارھم العلیة

1- حضرت محمد رسول اللہ ﷺ
2- حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ،

-3 حضرت ابوسعید حسن بصری قدس اللہ سرہ،

-4 حضرت ابوالفضل عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہ،

-5 حضرت ابوالفیض فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہ،

-6 حضرت ابواسحاق ابراہیم بن ادہم الفاروقی البلخی قدس اللہ سرہ،

-7 حضرت سیدالدین خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہ،

-8 حضرت امین الدین شیخ ہبیرہ البصری قدس اللہ سرہ،

-9 حضرت کریم الدین منعم شیخ ممشا دعلو دینوری قدس اللہ سرہ،

-10 حضرت شریف الدین ابواحمد ابدال الچشتی الحسنی قدس اللہ سرہ،

-11 حضرت قدوۃ الدین ابواحمد ابدال الچشتی الحسنی قدس اللہ سرہ،

-12 حضرت خواجہ ابومحمد چشتی قدس اللہ سرہ،

-13 حضرت ناصرالدین خواجہ ابویوسف الچشتی الحسینی قدس اللہ سرہ،

-14 حضرت خواجہ قطب الدین خواجہ ابویوسف الچشتی الحسینی قدس اللہ سرہ،

-15 حضرت نیرالدین حاجی شریف زندانی قدس اللہ سرہ،

-16 حضرت ابومنصور خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ،

-17 حضرت خواجہ معین الدین حسین الحسین السنجری قدس اللہ سرہ،

-18 حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی الاوشی الحسینی قدس اللہ سرہ،

-19 حضرت فریدالدین مسعود الفاروق الغزنوی عرف گنج شکر قدس اللہ سرہ،

-20 حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری الحسینی قدس اللہ سرہ،

-21 حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس اللہ سرہ،

-22 حضرت جلال الدین خواجہ محمود عثمانی پانی پتی قدس اللہ سرہ،

-23 حضرت شیخ احمد عبدالحق ابدال قدس اللہ سرہ،

-24 حضرت شیخ محمد عارف عرف مخدم عارف قدس اللہ سرہ،

-25 حضرت شیخ عبدالقدوس العمانی الغزنوی ثم الگنگوہی قدس اللہ سرہ،

-26 حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی قدس اللہ سرہ،

-27 حضرت شیخ عبدالاحد الفاروقی الکابلی قدس اللہ سرہ،

28- حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السر ہندی قدس اللہ سرہ،
29- حضرت سید عبد اللہ الحسینی عرف حاجی بہادر صاحب قدس اللہ سرہ،
30- حضرت مولانا شیخ مامون شاہ منصوری قدس اللہ سرہ،
31- حضرت مولانا محمد نعیم کاموی قدس اللہ سرہ،
32- حضرت سید محمد شاہ الحسین السدھوی اللہ سرہ،
33- حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہ،
34- حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری قدس سرہ،
35- حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس اللہ سرہ،
36- حضرت مولانا عبد الغفور عرف حضرت سوات صاحب قدس اللہ سرہ،
37- حضرت مولانا انجم الدین عرف حضرت ہڈی صاحب قدس اللہ سرہ،
38- حضرت شیخ حمید اللہ عرف شیخ الاسلام تکاب قدس اللہ سرہ،
39- حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ،
40- حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ،
41- حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب اطال اللہ حیاتہ،

سلسلہ عالیہ سہروردیہ قدس اللہ اسرارھم العلیۃ

1- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
2- حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ،
3- حضرت ابو سعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ،
4- حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ،
5- حضرت ابو سلیمان داؤد طائی قدس اللہ سرہ،
6- حضرت ابو محفوظ معروف کرخی قدس اللہ سرہ،
7- حضرت ابو الحسن عبد اللہ سری سقطی قدس اللہ سرہ،
8- حضرت ابو القاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرہ،
9- حضرت کریم الدین ممشاد دینوری قدس اللہ سرہ،
10- حضرت ابو العباس احمد دینوری قدس اللہ سرہ،

-11 حضرت شیخ محمد بن عبد اللہ عموتیہ قدس اللہ سرہ،

-12 حضرت ابو عمر قطب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ،

-13 حضرت ابو النجیب عبد القاہر السہر وردی الصدیقی قدس اللہ سرہ،

-14 حضرت ابو حفص شہاب الدین عمر الصدیقی الشافعی السہر وردی قدس اللہ سرہ،

-15 حضرت ابو البرکات بہاؤ الدین زکریا الاسدی القرشی الملتانی قدس اللہ سرہ،

-16 حضرت مخدوم جہانیاں ابو الکرم سید جلال الدین بخای قدس اللہ سرہ،

-17 حضرت مخدوم جہانیاں ابو الکرم سید جلال الدین بخای قدس اللہ سرہ،

-18 حضرت سید اجمل صاحب قدس اللہ سرہ،

-19 حضرت سید بدھن بہرائچی قدس اللہ سرہ،

-20 حضرت شیخ محمد درویش قدس اللہ سرہ،

-21 حضرت شیخ عبد القدوس النعمانی الغزنوی ثم الگنگوہی قدس اللہ سرہ،

-22 حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی قدس اللہ سرہ،

-23 حضرت شیخ عبد الاحد الفاروقی قدس اللہ سرہ،

-24 حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السرہندی قدس اللہ سرہ،

-25 حضرت سید آدم بنوری قدس اللہ سرہ،

-26 حضرت حاجی بہادر سید عبد اللہ الحسینی قدس اللہ سرہ،

-27 حضرت شیخ مامون شاہ منصوری قدس اللہ سرہ،

-28 حضرت مولانا محمد نعیم کاموی قدس اللہ سرہ،

-29 حضرت سید محمد شاہ الحسینی السدھوی قدس اللہ سرہ،

-30 حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہ،

-31 حضرت حافظ مولانا محمد ہشتنگری قدس اللہ سرہ،

-32 حضرت مولانا عبد الغفور سواتی قدس اللہ سرہ،

-33 حضرت اخندزادہ انجم الدین عرف ھڈی صاحب قدس اللہ سرہ،

-34 حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ،

-35 حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ،

-36 حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب اطال اللہ حیاتہ،

معمولاتِ سیفیہ

طریقۂ ذکر و ختم خواجگان

از افادات: پیرِ طریقت حضرت صاحبزادہ مولانا محمد حمید جان سیفی حضرت پیر ڈاکٹر محمد عابد حسین سیفی

پیشکش: مولانا محمد شیر مظفر سیفی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْم.

الحمد لله ربّ العلمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم والعاقبة للمتقين وعلى اله واصحابه اجمعين.

اس کتابچہ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفی کے معمولات درج کئے گئے ہیں تاکہ ہر طالب کو راہ طریقت کے لئے نشان منزل کا کام دے سکیں۔ یہ امر ذہن نشین رہنا چاہیے کہ کسی شیخ کامل و مکمل کی رہنمائی کے بغیر یہ راہ طے کرنا ناممکن ہے۔ ہر کام میں مہارت کے لئے استاد کا ہونا اور سچی طلب شرط ہے۔ جتنی طلب سچی اور شیخ سے محبت کامل ہوگی اتنا ہی فیض زیادہ ملے گا۔ انسانی زندگی کا مقصد صرف معبود حقیقی کی عبادت ہے۔ جو انسان خالق حقیقی کی یاد میں یہ فانی زندگی بسر کرتا ہے اسے حیات ابدی سے نوازا جاتا ہے۔ اس رسالے میں صرف وہی معمولات مذکور ہیں جو قیوم زمان، شہباز طریقت و حقیقت شیخ کامل حضرت سیدنا مرشدنا اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی مدظلہ نے عطا فرمائے ہیں۔

عالم امر:

عالم امر سے مراد ترکیب عناصر سے اخالی جن کو صرف کُن کے اشارے سے پیدا کیا گیا ہے جیسے انسانی روحیں۔ لطائف مجردہ عالم امر عرش کے اوپر ہے۔ عالم امر کے پانچوں لطائف یعنی قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ کی اصل جڑ عرش کے اوپر ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے عالم امر کے ان لطائف کے چند جگہ انسان کے جس میں امانت

رکھ دیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر سکے ۔ عالم امر کو عالم غیب ، عالم ارواح ، عالم لاہوت اور عالم حیرت بھی کہتے ہیں۔

عالم خلق:

مادہ عناصر اربعہ سے پیدا ہونے والی مخلوق کو عالم خلق کہا جاتا ہے جیسے فلکیات وارضیات۔ یہ پانچوں لطائف نفس ، ہوا ، پانی ، آگ اور مٹی سے مرکب ہیں۔ عالم خلق عرش کے نیچے سے لے کر تحت الثریٰ تک ہے عالم خلق کے پانچوں لطائف کی جڑ عالم امر کے پانچوں لطائف ہیں۔یعنی نفس کی جڑ قلب ، ہوا کی جڑ روح، پانی جڑ سر، آگ کی جڑ خفی اور خاک کی جڑ اخفیٰ ہے۔ عالم خلق کو عالم اسباب ،عالم اجسام ،عالم شہادت اور عالم ناسوت سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

نقشہ لطائف سبعہ و زیر قدم

نمبر شمار	نام لطیفہ	نور کا رنگ	زیر قدم	مقام
1	قلب	زرد	حضرت آدم علیہ السلام	بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر داخل سینہ
2	روح	سرخ	حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام	دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو
3	سر	سفید	حضرت موسیٰ علیہ السلام	بائیں پستان کے برابر اوپر سینہ کی طرف
4	خفی	سیاہ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	
5	اخفیٰ	سبز	حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	
6	نفسی	خاک کی مانند	--	
7	قالبی	آتش نما	--	

لطائف کی مختصر تشریح اور تاثیر

1۔ لطیفۂ قلب : ماسوااللہ تعالیٰ کے نسیان اور ذات حق کے ساتھ محویت اس کی تاثیر ہے لطیفہ کا حرکت کرنا دفع غفلت اور دفع شہوت ہے۔

2۔ لطیفۂ روح: اسم ذات کی تجلیٔ صفات کا ظہور ہے۔ اس کی حرکت سے غصہ و غضب کی کیفیت میں اعتدال اور طبیعت میں سکول پیدا ہوتا ہے۔

3۔ لطیفۂ سرّ : اللہ تعالیٰ کے شیونات اور عتبارات کا ظہور ہے۔ یہ مشاہدہ اور دیدار مقام ہے۔ حرص کا خاتمہ ہوتا ہے دینی معاملات میں فیاضی اور فکر آخرت کی بیداری پیدا ہوتی ہے۔

4۔ لطیفۂ خفی: صفات سابیہ تنزیہہ کا ظہور ہے حسد، بخل، کینہ، غیبت وغیرہ سے نجات ہوتی ہے۔

5۔ لطیفۂ اخفیٰ: مرتبہ تنزیہہ اور مرتبہ احدیث مجردہ کے درمیان ایک برزخی مرتبے کے ظہور شہود سے وابستہ ہے بلا تکلف ذکر جاری ہوتا ہے۔ تکبر، فخر وغرور اور خود پسندی وغیرہ سے نجات اور حضور واطمینان کا حصول ہوتا ہے۔

6۔ لطیفۂ نفسی: نفسانیت وسرکشی مٹ جاتی ہے عجز و انکساری کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ ذکر میں ذوق وشوق بڑھ جاتا ہے۔

7۔ لطیفۂ قالبی: اس کی تاثیر میں تمام بدن میں ظاہر ہوتی ہے مگر رذائل بشریہ اور علائق دینویہ سے مکمل رہائی لینے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔

طریقہ نفی اثبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

نفی اثبات شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔

اِلٰھی اَنْتَ مقصُودِی وَرِضَاکَ مَطلُوبِی اَعطِنی مَحَبَّۃَ ذَالِکَ وَ مَعرِفَۃَ صِفَاتِکَ.

جب نفی اثبات کی مشق کرنے لگیں تو چاہیے کہ اپنی زبان کو تالو کے ساتھ پیوست کرلیں ۔ دونوں لب آپس میں ملالیں اوپر اور نیچے کے دانت بھی جوڑلیں اور سانس بند کرلیں اور لا کا کلمہ ناف سے شروع کرکے قالبی تک تصور کے ساتھ کھینچیں اور اِلٰہَ کا کلمہ

پورے خیال کے ساتھ دائیں کندھے پر لے جائیں یہاں سے اِلَّا اللّٰہ کی ضرب پورے خیال کے ساتھ قلب پر لگائیں ۔ یہاں تک کہ ذکر کی حرارت تمام لطائف میں ظاہر ہو۔ جب سانس میں وقت محسوس ہو تو طاق پر سانس کو خارج کریں اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلَ اللّٰہ کا خیال کریں۔

اس طرح نفی اثبات کا ذکر کرتے رہیں جب کلمہ لا کہیں ان چار معنوں میں سے کسی ایک کی نفی کا خیال دل میں پختہ رکھیں۔

1: لا معبود الا اللّٰہ 2: لا مقصود الا اللّٰہ

3: لا موجود الا اللّٰہ 4: لا مطلوب الا اللّٰہ

مراقبات

مراقبات کا مطلب فیض کا انتظار کرنا ہے سلسلہ نقشبندیہ میں مراقبہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے لطائف عشرہ میں سے کسی ایک لطیفہ کی طرف متوجہ ہو کر خداوند تعالیٰ کی جانب سے اس لطیفہ پر فیض کا انتظار کرنا چاہیے۔

مراقبہ کی شرائط

1: مراقبہ کے وقت کامل طاہرت ہو، فیض الٰہی کی طرف مکمل توجہ ہو، خدا کے سوا کسی اور طرف دھیان نہ ہو۔

2: مراقب اہل سنت و جماعت ہو، مرشد کامل و مکمل سے مراقبہ کی اجازت حاصل کر چکا ہو۔

3: لطائف عشرہ کی تکمیل کے بعد ذکر اِلٰہی جاری ہو چکا ہو۔نفی اثبات کا عامل ہونے کے بعد مراقبہ شروع کرے۔

4: ہر مراقبہ میں دنوں کی تعداد مرشد کے حکم پر موقوف ہے۔

5: مراقب کو چاہیے کو سنن و آداب طریقت کی متابعت کے خلاف نہ کرے۔

6: مراقبہ میں اگر نیند کی حالت طاری ہو تو تجدید وضو کی ضرورت نہیں۔

7: مراقبہ میں جو واقعات ظاہر ہوں اس کو صرف اپنے مرشد کے حضور عرض کرے۔

8: مراقبہ میں جتنے ایام کی گنتی مقرر ہو اس میں غفلت اور سستی نہ کرے۔

9: مراقب کو چاہیے کہ مرشد کے فیض اور توجہ کا ہر دم انتظار کرے بلکہ مرشد کی توجہات سے پورا پورا فائدہ اُٹھائے۔

10: مراقبات کی نیت فاسی میں یاد کرنا ضروری ہے۔

نیت ہائے مراقبات

(نوٹ: اختصار اور ضرورت کے تحت مراقبات کی نیت صرف فارسی میں درج کی جارہی ہے)

1: نیت مراقبہ وقوف قلب:

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفۂ قلبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

2: نیت مراقبہ وقوف روح:

فیض نی آید از ذات بیچون بلطیفۂ روحیَ من بوواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم

3: نیت مراقبہ وقوف سر:

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفۂ سری من بواسطۂ پیران کنبار رحمۃ اللہ علیہم

4: نیت مراقبہ وقوف خفی:

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفۂ خفی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم

5: نیت مراقبہ وقوف نفی:

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفۂ نفسیمن بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم

6: نیت مراقبہ وقوف قالبی:

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفۂ قالبی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم

7: نیت مراقبہ وقوف خمسۂ عالم امر:

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفۂ خمسۂ عالمن بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم

8: نیت مراقبہ وقوف خمسۂ عالم امر:

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفۂ خمسۂ عالم امر من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم

9: نیت مراقبہ وقوف خمسۂ عالم خلق:

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفۂ خمسۂ عالم خلق من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم

10: نیت مراقبہ وقوف مجموعہ عالم امر و عالم خلق:
فیض می آید از ذات بیچون بہ مجموعہ عالم امر عالم خلق من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہ

11: نیت مراقبہ احدیت:
فیض می آید از ذات بیچون کہ جامع جمیع صفات و کمالات است و منزہ از جمیع عیوب و نقصانات است و بی مثل است بلطیفۂ قلبی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہ

نیت اصول مراقبات

12: نیت مراقبہ اصل قلب:
الٰہی قلب من بمقابل قلب نبی علیہ السلام۔ آن فیض تجلائے صفات فعلیہ خود کہ از قلب نبی علیہ السلام بقلب آدم علیہ السلام رسانیدہ بقلب من نیز برسانی بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہ۔

13: نیت مراقبہ اصلِ روح:
الٰہی روح من بمقابل روح نبی علیہ السلام۔ آن فیض تجلائے صفاتِ ثبوتیہ۔۔۔ حقیقیہ خود کہ از روح نبی علیہ السلام ۔۔۔۔ ونوح علیہ السلام رسانیدہ بروح من نیز برسانی بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہ

14: نیت مراقبہ اصل سر:
الٰہی سر من بمقابل سر نبی علیہ السلام۔ آن فیض تجلائے شیوناتِ ذاتیہ خود کہ از سر نبی علیہ السلام بہ سر موسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ سر من نیز برسانی بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہ۔

15: نیت مراقبہ اصل خفی:
الٰہی خفی من بمقابل خفی نبی علیہ السلام۔ آن فیض تجلائے صفاتِ سلبیۂ خود کہ از خفی نبی علیہ السلام بہ خفی عیسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ خفی من نیز برسانی بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہ۔

16: نیت مراقبہ اصل اخفیٰ:
الٰہی اخفائے من بمقابل اخفائے نبی علیہ السلام۔ آن فیض تجلائے شان جامع خود کہ بہ اخفائے نبی علیہاسلام رسانیدہ بہ اخفیٰ من نیز برسانی بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہ۔

17: نیت مراقبہ معیت:
فیض می آید از ذات بیچون کہ ہمراہ است ہمراہ من و بہمراہ جمیع ممکنات بلکہ ہمراہ ہر ذرۂ از ذات ممکنات بہمراہی بیچون بمفہوم این آیۃ کریمہ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُم بلطائف خمسہ عالم امر من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

18: نیت مراقبہ اقربیت:
فیض آید از ذات بیچون کہ اصل اسماء وصفات است کہ نزدیک تر است از من بمن و از رگِ گردن بمن بہ نزدیکی بلا کیف بمفہوم این آیۃ کریمہ وَنَحنُ اَقرَبُ اَلَيهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ بلطیفۂ نفسی من باشرکت لطائف خمسہ عالم امر من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

19: نیت مراقبہ محبت اوّل:
فیض می آید از ذات بے چون کہ اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اور ابمفہوم این آیۃ کریمہ يُحِبُّهُم وَيُحِبُّونَهٗ خاص بلطیفۂ نفسی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

20: نیت مراقبہ محبت دوم:
فیض می آید از ذات بے چون کہ اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اور ابمفہوم این آیۃ کریمہ يُحِبُّهُم وَيُحِبُّونَهٗ خاص بلطیفۂ نفسی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

21: نیت مراقبہ دائرہ قوسی:
فیض می آید از ذات بے چون کہ اصل اصل اسماء وصفات است و دائرہ قوسیت کہ دوست می دارم اور ابمفہوم این آیۃ کریمہ يُحِبُّهُم وَيُحِبُّونَهٗ خاص بلطیفۂ نفسی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

22: نیت مراقبہ اسم ظاہر:
فیض می آید از ذات بے چون کہمسمی بہ اسم ظاہر است بمفہوم این آیۃ کریمہ وَالاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالباطِنُ وَهُوبِكُلِ شئٌ عليم خاص بلطیفۂ نفسی من بواسطۂ پیران کرام رحمۃ اللہ علیہم۔

23: نیت مراقبہ اسم باطن:
فیض می آید از ذات بے چون کہ مسمّی بہ اسم ظاہر است بمفہوم این آیۃ کریمہ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالباطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیمٌ بعناصر ثلاثہ من کہ آب و باد و نار است بواسطۂ پیرانِ کرام رحمۃ اللہ علیہم۔

24: نیت مراقبہ کمالات نبوت:
فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات نبوت است بہ عنصر خاک من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

25: نیت مراقبہ کمالات رسالت:
فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات نبوت است بہ عنصر خاک من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

26: نیت مراقبہ کمالاتِ انبیاء اولوالعزم:
فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات انبیاء اولوالعزم است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

27: نیت مراقبہ حقیقت کعبۂ ربانی:
فیض می آید از ذات بیچون کہ مسجود جمیع ممکنات است و منشاء حقیقت کعبۂ ربانی است بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

28: نیت مراقبہ حقیقت قرآن مجید:
فیض می آید از وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت قرآن مجید است بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

29: نیت مراقبہ حقیقت صلوٰۃ:
فیض می آید از کمال وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقتِ صلوٰۃ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

30: نیت مراقبہ معبودیت صرفہ:
فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ منشاء معبودیتِ صرفہ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

31: نیت مراقبہ حقیقت ابراہیمیؑ:
فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محبّ صفات خود است و منشاء حقیقت ابراہیمیؑ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

32: نیت مراقبہ موسویؑ:
فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محبّ صفات خود است و منشاء حقیقت موسویت است بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

33: نیت مراقبہ حقیقت محمدی
فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محبّ ذاتِ خود است ومحبوب ذات خود است و منشاء حقیقت محمدیست بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

34: نیت مراقبہ حقیقت احمدی
فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محبّ ذاتِ خود است ومحبوب ذات خود است و منشاء حقیقت احمد ﷺ یست بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

35: نیت مراقبہ حُب صرفہ:
فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ منشاء حقیقت حُب صرفہ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

36: نیت مراقبہ لاتعین:
فیض می آید از ذات مطلق بیچون کہ موجوداست بوجود خارجی ومنزہ است از جمیع تعینات بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم۔

اصطلاحات حضرات نقشبندیہ

حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کی بیان کردہ چند اصطلاحات تحریر کی جاتی ہیں ۔ ان آداب کی پابندی ضروری ہے۔

1: نظر بر قدم: سالک چلتے وقت اپنی نظر اپنے قدم پر رکھے۔ نظر قدم پر رہے گی تو جمیعتِ باطن حاصل رہے گی اور انتشار سے محفوظ رہے گا۔

2: ہوش در دم یا وقوف زمانی: سالک ہر سانس میں ہوشیار رہے کہ وہ ذاکر ہے یا غافل۔

3: سفر در وطن: یہ سیر نفیسی کا نام ہے۔ دوسرے طریقوں میں سیر نفسی، سیر آفاقی کے بعد ہوتی ہے جبکہ نقشبندیہ طریقہ میں سیر نفسی سے ابتدا ہوتی ہے۔ سالک اپنے نفس میں غور کرے کہ کیا غیر اللہ کی محبت باقی ہے یا نہیں۔ اگر باقی ہو تو توبہ کرے۔

4: خلوت در انجمن: سالک انجمن کو بھی خلوت خانہ بنائے اور کسی طرف ملتفت نہ ہو بعض اوقات ظاہری تفرقہ سے چارہ نہیں کہ مخلوق کے حقوق ادا ہو جائیں جبکہ تفرقہ باطن کسی وقت بھی مستحسن نہیں کہ باطن خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

5: یاد کرو: اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے چاہے اسم ذات کا ذکر ہو یا نفی اثبات۔

6: بازگشت: چند بار ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا کی طلب کی مناجات کرتا رہے۔

7: نگاہ داشت: سالک کو چاہیے کہ ہوشیار رہے اور دل میں خطرات اور وساوس کو نہ آنے دے۔ اس سے طمانیت اور فنائے قلب حاصل ہوتی ہے۔

8: یادداشت: اللہ تعالیٰ کے لئے توجہ صرف ہے جو الفاظ وتخیلات سے مجرد ہو اور حضور بے غیبت ہو۔

9: وقوف عددی: نفی اثبات کے ذکر میں طاق عدد کی رعایت کو کہتے ہیں۔

10: وقوف قلبی: قلب کی طرف توجہ کرنے کو کہتے ہیں۔

11: فناء: ماسوا اللہ کا بھول جانا فنا ہے اس طرح کہ صرف وجود حقیقی متحضر رہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام سرزد نہ ہو۔

12: بقاء: دوسروں کی تکمیل وہدایت کیلئے فنا میں نسیان شدہ اشیاء کی طرف لوٹ آنا بقاء ہے یعنی کامل فنا کے بعد کی کیفیت بقاء کہلاتی ہے۔

13: توجہ شیخ: اپنی قلبی طاقت دوسروں کے دلوں پر ڈالنے کا نام توجہ ہے۔

14: سالک وسلوک: اللہ تعالیٰ کے قرب اور وصل کے حصول کے راستہ کو سلوک کہتے

ہیں اور قربِ حق کی راہ پر چلنے والا اور طریقیت کی منزلوں کے طے کرنے والا سالک کہلاتا ہے۔

15: مقاماتِ عشرہ: مقام ولایت تک پہنچنے کے لئے دس مقامات ہیں۔

(1) توبہ (2) انابت (3) زُہد (4) قناعت (5) ورع

(6) صبر (7) شکر (8) توکل (9) تسلیم (10) رضا

ان کے حصول کے بغیر ولایت تک پہنچنا ناممکن ہے۔

اثباتِ وجد

وجد کیا ہے؟ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' میں فرماتے ہیں۔''اللہ تعالٰی کی محبت کے غلبہ'' صدق نیت اور اللہ تعالٰی کی ملاقات کے شوق میں جو حالت پیدا ہو وہی وجد ہے۔

1: قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ: (اللہ کے کلام سے) ان لوگوں کے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، بدن کانپ اٹھتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ تعالٰی کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ (سورہ الزمر آیت 23)

2: ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے کہ: مومنین کاملین وہ ہیں کہ جب اللہ تعالٰی کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرزنے لگتے ہیں ان پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

(سورۃ انفال آیت 2)

3: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حبشی، رسول اللہ کے سامنے رقص کرتے تھے اور پنی زبان میں ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیک بندے ہیں'' گاتے تھے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو اس حالت میں دیکھا تو منع نہ فرمایا اور نہیں اسی حالت پر برقرار رہنے دیا۔ (مسند احمد)

4: مشکوٰۃ شریف میں حدیث روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔ یہ سن کر وہ رقص کرنے لگے آپ ﷺ نے منع نہ فرمایا۔

5: حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے کہا کہ میں آنحضرت

ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے سینے مبارک سے دیگ (میں کھولتے پانی) کی مانند رونے کی آواز نکلتی تھی۔

(ابوداؤد، ترمذی)

6: سید الطائفہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ سے منقول ہے کہ سلیم سانپ کے ڈسے ہوئے کو کہتے ہیں۔ جو کو سانپ ڈسے وہ بے چینی اور اضطراب میں رہتا ہے۔ پس سلیم دل ہمیشہ بے قرار رہتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ وجد کرتے ہیں اور ادھر اُدھر جھکتے ہیں آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ طریقت نے ان کے جگر کاٹ دیے ہیں ان کے دل پھٹ گئے ہیں اور اب وہ بے طاقت ہوگئے ہیں، اگر وہ اپنے حال کے مداوا کے لئے حرکت کریں تو کوئی حرج نہیں۔

7: محبوب سبحانی سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے عمدہ وعظوں کی تاثیر سے کئی افراد کا بے خود ہوکر بے ہوش ہوجانا واقعات سے ثابت ہے۔

8 فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ 100 میں تحریر ہے کہ: "اگر کسی نے نماز میں آہ یا اوہ کیا اور بکاء مرتفع سے رویا جس کی وجہ سے حروف حاصل ہو جائیں، پس اگر یہ حالت جنت اور دوزخ کے خیال کی وجہ سے پیش آئے تو نماز صحیح اور کامل ہے لیکن اگر دنیاوی مصیبت اور درد کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد ہے، وجد اللہ تعالیٰ کے خوف اور تجلیات کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہے پس نماز یا ذکر کے وقت حرکت آنا شرعاً جائز ہے۔

مبتدی سالک کے لئے احکامات

نقشبندیہ کے مبتدی سالک کے لئے ضروری ہے کہ جب تک اس کی تربیت مکمل نہ ہو فرض نماز، سنتِ مؤکدہ کے علاوہ دیگر کوئی وظیفہ نہ کرے مثلاً نوافل پڑھنا، درود پاک پڑھنا، تلاوت کلام مجید کرنا۔ اللہ کا ذکر ان سے افضل ہے مگر جب تربیت مکمل ہوجائے تو پھر یہی وظائف اس کے عروج میں ممد ثابت ہوتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر 105 دفتر اول میں فرماتے ہیں: "جب حکماء کے نزدیک مقرر ہے کہ مریض

جب تک بیماریوں سے تندرست نہ ہو جائے کوئی غذا انہیں فائدہ نہیں دیتی چاہے بھنا ہوا گوشت ہی کیوں نہ ہو بلکہ ایسی صورت میں قوت بخش غذا بھی فائدہ کی بجائے مرض کو بڑھا دیتی ہے۔ دلی امراض کا علاج کرنے والے مشائخ بھی اول مرض کے دور کرنے کا حکم دیتے ہیں، ہر شخص کو اس کے نفس کی خواہشات سے نجات دلائی جاتی ہے۔

آپ مکتوب نمبر 84 دفتر سوم میں تحریر فرماتے ہیں۔

" سالک کو چاہیے کہ اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی مین مصروف رکھے بشرطیکہ وہ ذکر کسی شیخ کامل سے اخذ کیا ہو۔ اپنے تمام اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح آباد رکھے کہ فرضوں اور مؤکدہ سنتوں کے بغیر کسی اور چیز میں مشغول نہ ہو حتیٰ کہ قرآن مجید کی تلاوت اور عبادت نافلہ کو بھی موقوف رکھے اور وضو ہو یا نہ ہو ہر حال میں ذکر کرتا رہے اور کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی ذکر میں مشغول رہے اور چلنے پھرنے کھانے پینے اور سونے کے وقت بھی ذکر سے خالی نہ رہے"۔

اسباق سلسلہ عالیہ چشتیہ ہاشمیہ سیفیہ شریف

پہلا سبق: کلمہ "ھو"

ترتیب یہ ہے کہ "ھو" کو آپ روح سے شروع کریں قلب اور قلب سے "سِر" سِر سے "اخفیٰ" اخفیٰ سے "خفی" اور پھر روح تک ایک گول دائرہ کی شکل میں گھماتے جائیں اور اس کو ایک تلوار فرض کریں کہ ماسوای اللہ کو آپ کے باطن سے نکال رہا ہے جب یہ نقش پختہ ہو جائے تو پھر زبان سے بھی پڑھنا شروع کریں اور مینارہ بلا کیف لاتعین تک فرض کریں اور مینارے کے باہر گول دائرے کی شکل میں عروجات کریں اور بفضل اسماء وصفات سے فیض حاصل کریں۔ تعداد کی حد نہیں۔

دوسرا سبق: کلمہ "اللہ" کا تصور قلب پر اور کلمہ "ھو" کا تصور روح پر کریں اور زبان سے بھی ادا کرتے رہیں اور عروجات اُسی طرح ایک مینارہ بلا کیف جو لاتعین تک ہو اُس مینارے کے اندر سے گول دائرہ کی شکل سے عروج کریں اور یہاں بین الجمال والتفصیل اسماء وصفات سے فیض حاصل کریں تعداد کی کوئی حد نہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ اللہ الگ حکم ہے اور ھو الگ حکم ہے دونوں کے درمیان فرق لازم ہے اور اللہ کے ھا کو واضح پڑھیں۔

تیسرا سبق: کلمہ ''ھو'' کا تصور روح پر اور حکم اللہ کا تصور قلب پر اور زبان سے بھی آداء کریں عروجات اُسی طرح ایک مینارہ بلا کیف جو لاتعین تک ہو اُس کے اندر بالکل سیدھا یعنی مستقیم طور پر عروجات کرنا ہے اور یہاں اجمال اسماء و صفات کے فیض لینا ہے تعداد کی کوئی حد نہیں۔

چوتھا سبق: ''انت الھادی انت'' کا تصور قلب پر اور الحق کا تصور اخفی پر یعنی الھادی کو اخفی اسے واپس شروع کر کے اِلا کو قلب پہ اور ''ھو'' کو روح پر اور ساتھ ساتھ زبان سے بھی پڑھنا ہے۔ تعداد کی کوئی حد نہیں۔

پلے تینوں اسباق عروجی تھے اور یہ چوتھا سبق نزول ہے دعوت و ارشاد کے لئے رجوع یا نزول ضروری ہے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اسباق کے لئے نقشبندیہ شریف کے مراقبات ہی کافی ہے۔

اسباق سلسلہ عالیہ قادریہ ہاشمیہ سیفیہ شریف

" استغفر اللہ الذی لا اِلہ اِلا ھو الحی القیوم واتوب الیہ "

یہ استغفار شریف اگرچہ اسباق میں داخل نہیں لیکن مشائخ قادریہ شریف تزکیہ نفس کے لئے اپنے مریدوں کو تلقین فرماتے ہیں۔

استغفار شریف کو روزانہ 313 مرتبہ بمطابق تعداد رُسل پڑھنا ہے اور وقت پڑھنے کا صبح صادق طلوع ہونے سے آدھا پونہ گھنٹہ قبل اور تہجد کے بعد کا ٹائم جس کو وقت ''سحر'' کہتے ہیں کہ اللہ ربّ العالمیں نے بھی مومنوں کا شان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"والمستغفرون بالاسحار وھم مسغفرون فی الاصحار" تو ہی وقت سحر ہے۔ اور استغفار پڑھتے وقت حضور نفس میں لینا ہے۔

پہلا سبق: ''نفی اثبات''

ترتیب یہ ہے کہ کلمہ ''لا'' کو قلب سے لے کر دائیں کندھے تک لے جائیں اور ''اِلا'' کو قالبی پر اور ''ہ'' کو بائیں کاندھے پر اور "اِلا اللہ" کی ضرب پوری قوت سے قلب پر تا کہ حرارت اور زبان سے بھی ادا کریں اور چار معانوں میں کوئی ایک معنیٰ کا تصور ذہن

میں رکھیں "لا معبود اِلا اللّٰہ" "لا مقصود اِلا اللّٰہ" "لا مطلوب اِلا اللّٰہ" "لا موجود اِلا اللّٰہ" اور ہر 100 ویں مرتبہ کے بعد اخفی پر "مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ ﷺ" کہنا ہے۔

3: اسم ذات (یعنی اللہ) قلب پر۔ پہلی دفعہ اللہ جل جلالہ پھر اللہ اللہ 100 بار پور کرنے کے بعد جل جلالہ زبان سے بھی کہنا ہے اور دل سے بھی ضرب لگانا ہے۔یہ 1000 مرتبہ دہرانا ہے۔

۴۔ "ھو" روح سے قبل، قلب سے سرّ، سرّ سے اخفی، اخفی سے خفی، خفی سے دو بارہ روح پر لانا ہے۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔کلمہ "ھو"تلواری کی طرح فرض کرن اہے اور ماسوا اللہ باطن سے قطع کرنا ہے اور چرخ کی طرح لطائف میں گردش کرنا ہے۔نقش بننے کے بعد عرش عظیم سے فوق ایک بلا کیف مینار فرض کرنا جو کہ لاتعین تک پہنچا ہو اور اس مینار سے خارج گول گردش سے عروج کرنا الی لاتعین اور تفصیل اسماء وصفات سے فیض حاصل کرنا، پہلی دفعہ شروع کرنے پر بھی "ھو" جل جلالہ اور ہر سو مرتبہ پورا کرنے کے بعد بھی جل جلالہ کہنا ہے اور یہ عروجی سبق ہے یہ بھی (۱۰۰۰مرتبہ) پورا کرنا ہے۔

۵۔ مراقبہ: نماز عصر اور نماز فجر کے بعد مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے سانس بند کر کے بیٹھنا ہے قلب میں اللہ اللہ کہنا ہے گنتی اور طاق کی ترتیب کا لحاظ نہیں ہے، اپنے قلب کو نبی اکرم ﷺ کے قلب مبارک کے بلا مقابل کرنا قر قلب مصطفیٰ ﷺ سے نور حاصل کرنا، پانچ منٹ تک یا چار رکعت نماز کی مقدار۔

۶۔ "اللّٰہ ھو" اللہ قلب پر اور ھو روح پر اور زبان سے بھی کہنا ہے، ترتیب مذکورہ کے ساتھ لاتعین تک گول گردش کے ساتھ لاتعین تک عروج کرنا ہے اور مابین الاجمال والتفصیل مرتبہ اسماء وصفات سے فیض حاصل کرنا ہے پہلی دفعہ اور پھر ہر سو مرتبہ کے بعد جل جلالہ کہنا ہے اور یہ بھی عروجی سبق ہے یہ بھی (۱۰۰۰مرتبہ) پورا کرنا ہے۔

۷۔ "ھو اللّٰہ" ھو روح پر اور اللہ قلب پر، زبان سے بھی کہنا ہے لاتعین تک مینار کے اندر سیدھا عروج کرنا اور اسماء وصفات کے اجمال محض سے فیض حاصل کرنا ہے اور عروجی سبق ہے پہلی دفعہ اور ہر سو مرتبہ پورا کرنے کے بعد جل جلالہ کہنا ہے یہ بھی (۱۰۰۰ مرتبہ) پورا کرنا ہے۔

۸۔ "انت الھادی انت الحق لیس الھادی الاھو" انت الھادی قلب پر انت الحق اخفیٰ پر لیس الھادی اخفیٰ سے دوبارہ قلب تک الاقلب پر اور ھو روح پر ساتھ ہی ساتھ زبان سے بھی کہنا ہے یہ نزولی سبق ہے عالم کے ارشاد کے لئے رجوع کرنا ہے۔ یہ بھی (۱۰۰۰ مرتبہ) پورا کرنا ہے۔

۹۔ "اللھم صل علی محمد والہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک" اخفیٰ میں حضور رکھنا اور زبان سے پڑھنا ہے اور مدینہ منورہ کی طرف عطر لگاتے ہوئے بیٹھنا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے اخفیٰ مبارک سے فیض حاصل کرنا ہے۔ یہ افضل طریقہ ہے لیکن بغیر عطر لگائے ہوئے پڑھنا اور مدینہ منورہ سے دوسری طرف بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے اور تکیہ لگانا بھی جائز ہے لیکن دونوں پاؤں دراز نہ ہوں، چلتے پھرتے پڑھنا جائز نہیں ہے اور بلا وضو بھی مشائخ قادریہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ چلنے پھرنے میں بے التفاتی ہے اور بلا وضو ثواب نصف ہوجاتا ہے عاشقین اور سالکین کا درود شریف بذاتِ خود نبی اکرم ﷺ سنتے ہیں یہ بھی (۱۰۰۰ مرتبہ) روزانہ پڑھنا ہے۔

اسباق سلسلہ عالیہ سہروردیہ ہاشمیہ سیفیہ شریف

طریقہ سہروردیہ شریف کے اسباق بعینہ طریقہ قادریہ شریف کے اسباق کی طرح ہیں ترتیب بھی وہی ہے صرف مراقبہ میں فرق ہے کہ قادریہ شریف کا مراقبہ پانچ منٹ کا ہے جبکہ سہروردیہ کا مراقبہ کم از کم بیس منٹ ہے اور اکثر کی کوئی حد نہیں نیز طریقہ قادریہ شیرف میں مراقبہ پنچواں سبق ہے جبکہ سہروردیہ شریف میں نواں سبق ہے اور ترتیب میں بھی فرق ہے قادریہ شریف کے مراقبہ کی ترتیب یہ ہے کہ۔

مراقبہ۔ اسباق سہروردیہ شریف پورے کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوکر عطر لگا کر بیٹھ جائیں اور آنکھیں بند کرلیں (مراقبہ آنکھیں بند کرنا شرط ہے) اور لطائف میں سرود کی طرح شوق وذوق سے ذکر شروع کریں پھر تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ کو طلب کریں جب وہ حاضر فرض کرلیں تو تمام اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی ارواح طیبہ بھی طلب کریں خصوصاً اپنے شیخ مبارک کی روح اقدس طلب کریں جب وہ بھی حاضر فرض کریں تو آسمان کے ملائکہ پھر زمین کے ملائکہ کو بھی طلب کریں۔ جب وہ بھی حاضر فرض کریں تو وہ تمام آپ کے لطائف میں مذکورہ ترتیب سے ذکر و اذکار کرتے رہیں گے پھر آپ اپنے اسباق کا ثواب بطور تحفہ سر پر رکھ کر ان تمام ارواح مقدسہ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو جائیں اور ان تمام کے ساتھ خود بھی لطائف میں ذکر کرتے رہیں پھر جب اس شوق و ذوق اور ذکر و اذکار میں مدینہ منورہ پہنچ جائیں اور روضہ اقدس پر حاضر ہو جائیں تو پھر ایسا فرض کریں کہ حضور پُرنور ﷺ نے اپنی مرقد مبارک سے نکل کر حلقہ ذکر تشکیل دے دیا ہے اور مجلس کے صدر آپ ﷺ مقرر ہوئے ہیں پھر آپ حضور ﷺ کے سامنے حلقہ میں بیٹھ جائیں اور پھر آ کر اپنے وظیفہ کا ثواب بطور تحفہ سرور کائنات ﷺ کو پیش کریں پھر اپنی جگہ پر واپس جا کر بیٹھ جائیں اور تریب مذکورہ سے ذکر کرتے رہیں اور دوسرے سارے بزرگان بھی مذکور ترتیب سے ذکر کرتے رہیں گے اور حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک سے فیض حاصل کرتے رہیں کم از کم بیس منٹ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں بلکہ جتنے وقت تک ذوق و شوق باقی ہو۔ جب مراقبہ ختم کرنے کا ارادہ کریں تو نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگو اور رجوع قہقری سے اپنے مکان مراقبہ کو واپس ہو جاؤ اور دوسری ارواح مبارکہ بھی اپنی اپنی جگہ واپس چلی جائیں گی۔ جب آپ اپنے مکان پر آپہنچیں تو مراقبہ ختم کریں (یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں بلکہ اہل کشف سالکین یہ معاملہ کشفاً دیکھتے ہیں اور جن سالکین کو کشف حاصل نہ ہو ان کو حضور پُرنور ﷺ کا فیض ضرور حاصل ہوتا ہے)


SABAB
FAN
پروپرائیٹر
محمد امجد سیفی
شباب
فین
سوڈھیوال روڈ گجرات
Sabab Fan
Shadiwal Road, Gujrat

تُحفَة الاخوان
فی
ختمِ خواجگان

پیشکش: ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

حمد الٰہی و درود سرور کائنات ﷺ کے بعد واضح ہو کہ ختم خواجگان خزینۃ الاسرار کے آخر مِن آیا ہے اس کے بہت فوائد ہیں برائے دفع بلیات و رفع حاجات اور فیوضات و فتوحات اور یا صال ثواب ارواح طیبات کے لئے پڑھا جاتا ہے جس کی ترکیب نیچے لکھی جاتی ہے۔

ختم خواجگان:

(۱)	فاتحہ شریف	ہفت مرتبہ
(۲)	اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوبُ اِلَیْہِ	صد مرتبہ
(۳)	درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ۔	صد مرتبہ
(۴)	الم نشرح۔۔۔۷۹ مرتبہ سورۃ اخلاص شریف۔۔۔	ہزار مرتبہ
(۵)	فاتحہ شریف	ہفت بار
(۶)	باز درود مذکور	صد مرتبہ

ختم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۱)	درود مذکور	صد مرتبہ
(۲)	سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ	پنجصد مرتبہ
(۳)	درود مذکور	صد مرتبہ

ختم خلفاء ثلثہ یعنی حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ — پنجصد مرتبہ

(۲) درود مذکور — صد مرتبہ

ختم حضرت امام ربانی قدس اللہ سرہٗ العزیز

(۱) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

(۲) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا اللّٰہِ — پنجصد مرتبہ

(۳) درود مذکور — صد مرتبہ

ختم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

(۲) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ — پنجصد مرتبہ

(۳) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

ختم حضرت خواجہ معصوم اول قدس اللہ سرہٗ العزیز

(۱) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

(۲) لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ — پنجصد مرتبہ

(۳) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

ختم حضرت شاہ نقشبند قدس اللہ سرہٗ العزیز

(۱) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

(۲) اَللّٰھُمَّ یَاخَفِیَ اللُّطْفِ اَدْرِکْنَا بِلُطْفِکَ الْخَفِیْ

(۳) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

ختم حضرت مولنا صاحب محمد ہاشم سمنگانی

(۱) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

(۲) اَللّٰھُمَّ یَاخَفِیَ اللُّطْفِ اَدْرِکْنَا بِلُطْفِکَ الْخَفِیْ — پنجصد مرتبہ

(۳) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

ختم حضرت مرشدنا اخندزادہ صاحب قدس اللہ سرہٗ

(۱) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

(۲) سورۃ لایلف قریش — پنجصد مرتبہ

(۳) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

ختم حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) درود شریف مذکور — صد مرتبہ

(۲) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ. — صد مرتبہ

(۳) درود شریف مذکور — ہفت مرتبہ

ختم حضرت خضر علیٰ نبیّنا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

(۱) درود شریف مذکور — ہفت مرتبہ

(۲) وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ — صد مرتبہ

(۳) درود شریف مذکور — ہفت مرتبہ

(۱) اَللّٰهُمَّ يَاقَاضِيَ الْحَاجَاتْ — صد مرتبہ

(۲) اَللّٰهُمَّ يَااَحَلَّ الْمُشْكِلَاتْ — صد مرتبہ

(۳) اَللّٰهُمَّ يَاكَافِيَ الْمُهِمَّاتْ — صد مرتبہ

(۴) اَللّٰهُمَّ يَادَافِعَ الْبَلِيَّاتْ — صد مرتبہ

(۵) اَللّٰهُمَّ يَاشَافِيَ الْاَمْرَاضْ — صد مرتبہ

(۶) اَللّٰهُمَّ يَارَافِعَ الدَّرَجَاتْ — صد مرتبہ

(۷) اَللّٰهُمَّ يَامُجِيْبَ الدَّعَوَاتْ — صد مرتبہ

(۸) اَللّٰهُمَّ يَاهَادِيَ الْمُضِلِّيْن — صد مرتبہ

(۹) اَللّٰهُمَّ يَااَمَانَ الْخَائِفِيْن — صد مرتبہ

(۱۰) اَللّٰهُمَّ يَادَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْن — صد مرتبہ

(۱۱) اَللّٰهُمَّ يَارَاحِمَ الْعَاصِيْن — صد مرتبہ

(۱۲) اَللّٰهُمَّ يَااَجَارَ الْمُتَحجِيْرِيْن — صد مرتبہ

(۱۳) اَللّٰهُمَّ يَامُيَسِّرَ كُلِّ عَسِيْر — صد مرتبہ

(۱۴) اَللّٰهُمَّ يَامُنْجِىَ الْغَرْقٰى — صد مرتبہ

(۱۵) اَللّٰهُمَّ يَامُنْقِذَ الْهَلْكٰى — صد مرتبہ

(۱۶) اَللّٰهُمَّ يَامُسَبِّبَ الْاَسْبَاب — صد مرتبہ

(۱۷) اَللّٰهُمَّ يَامُفَتِّحَ الْاَ بْوَاب — صد مرتبہ

(۱۸) اَللّٰهُمَّ يَاخَيْرَ النَّاصِرِيْن — صد مرتبہ

(۱۹) اَللّٰهُمَّ يَاخَيْرَ الرَّازِقِيْن — صد مرتبہ

(۲۰) اَللّٰهُمَّ يَاخَيْرَ الْفَاتِحِيْن — صد مرتبہ

(۲۱) اَللّٰهُمَّ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن — صد مرتبہ

(۲۲) اَللّٰهُمَّ يَااَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْن — صد مرتبہ

(۲۳) اَللّٰهُمَّ يَاغِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْن — صد مرتبہ

اَغِثْنَابِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْن وَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍوَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن. — یک مرتبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَاَهْلِسُنَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

زُرْتُ الشَّيْخَ آخند زاده اَلْمُبَارک دَامَ اَللّٰهُ فُيُوْضَهٗ قَبْلَ شَهْرٍ. وَجَدْتُ الشَّيْخَ عَالِمًا مُتَوَرِّعًا وَمُتَبِّعًا لِلسُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ كَاَنَّ وَجْهَهٗ شَمْسُ الْهِدَايَةِ لِجَمِيْعِ الاِنْسِ خُصُوْصًا لِمُرِيْدِيْهِمْ والشيخ قائد لجميع المشائخ زَمَانِهِمْ وَجْهُهٗ مِصْدَاقُ قَوْلِ النبيّ صَلَّى الله عليه و آلهٖ وَسَلَّمْ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ اِذَا رُءُوْا ذكر اللّٰهِ.

محمد عبدالمجید ساجد سعیدی سربراہ جامعہ مہریہ تعلیمات اسلامیہ بہلدۃ رحیم یار خان

تحقیق

فتویٰ

حرمت اونٹ پر سرکار اخند زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی کا

تاریخی فتویٰ

الحمد لله و کفی والسلام علی بن التبع الهدیٰ اما بعد.

محمد اسلم مخدوم آپ نے جو رسالہ بنام **(قول ثقل فی حرمت جمل)** ہمیں ارسال کیا تھا اور جس میں آپ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اس مسئلہ میں ہم آپ کے موافق نہیں بلکہ مخالف ہیں کیونکہ ان کا حل و جواز قرآن و حدیث اور اجماع امت اور فقہاء کرام کے اقوال سے ثابت ہے اور یہ متفقہ حل ہے۔ آپ نے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے انکار کرتے ہوئے اپنے آپ کو کافر ثابت کیا ہے۔ اب ہم آپ کے رسالہ کا مختصر جواب دیتے ہیں اور بطور مشت نمونہ خردار چند دلائل پیش کرتے ہیں اور اس کے بعد ہم آپ کے رسالہ کے رد میں جواباً تفصیلی رسالہ شائع کر کے تمام عالم اسلام کو آپ کے کفریہ عقائد سے آگاہ کریں گے اور ہمیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ آپ مسلمان ہوتے ہیں کہ نہیں اور قرآن تفاسیر اور احادیث کی رو سے دلائل مانتے ہیں یا نہیں لیکن ہم پر یہ واضح کرنا لازم ہے کہ ہم آپ کے کفر سے دوسرے مومنوں کا باخبر کریں تا کہ دوسرے مؤمنین آپ کے کفریہ عقائد سے بچ سکیں۔

اب اس مسئلے کے (حل اور جواز) کے بارے میں قرآن مجید کی مختلف تفاسیر سے چند دلائل پیش کرتے ہیں۔

ا۔ **آیت شریفه (ثمنیة ازواج من الضان اثنین ومن المزاثنین قل**

الذکرین حرم ام الانثیین ام اشتملت علیه ارحام الاثیین نبؤنی بعلم) عن کیفیة تحریم ذالک (ان کنتم صدقین) فیه المعنیٰ من این جاء التحریم. (تفسیر جلالین صفحہ نمبر ۱۲۶ پارہ نمبر ۸)

۲۔ تفسیر روح المعانی میں اس آیت شریفہ کو یوں بیان کیا ہے (ومن الابل اثنین الی اخره) والمعنی کما قال کثیر من اجلته العلماء. انکار ان اللّٰہ تعالٰی حرم علیهم شیامن هذه الانواع الاربعة واظهار کذبهم فی ذالک. (تفسیر روح المعانی صفحہ نمبر ۴۱ پارہ نمبر ۸) اس طرح تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ (اما اشتمک علیه ارحام الانثیین) کما سبق یعنی شئی منهما لم بحرم. فلما جاء الاسلام قام مالک بن عوف ابوالاحوص الجشمی فقال یامحمد بلغنا انک تحرم اشیاء مما کان ابائنا یفعلون فقال رسول اللّٰہ ﷺ انکم قد حرمتم اصنافاً من النعم علی غیر اصل وانما خلق اللّٰہ تعالٰی هذه الاصناف الثمانیة للاکل وانتفاع بها فمن این جاء هذه التحریم (تفسیر مظہری صفحہ ۲۹۷ پارہ نمبر ۸) اس طرح حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ آیت شریفہ (والبدن) کے تحت رقم طراز ہے۔ والبدن جمع بدنة کخشب وخشبة قال الجزدی فی النهایة البدنة یقع علی الجمل والناقة والبقرة وهی بالابل اشبه و سمیت بدنة لعظمها وسمنها. وقال فی القاموس البدنة مبرکته من الابل والبقر وبه قال ابو حنیفة رحمة اللّٰه وقال عطاء والسدی البدن الابل والبقر واما الغنم لا یسمی بدنته وقال الشافعی هو من الابل خاصته قال البیضاوی انما سمیت بها الابل لعظم بدنها مأخوذة من بدن بدانة وقال البغوی سمیت بدنة لفظها وضخامتها برید الابل القطما الضخماء الاجسام یقال الرجل بدنا و بدانة اذا ضخم. (جعلنها لکم من شعائر الله) ای کائنا من اعلام دینه التی دینه شرعها الله (لکم فیها خیر) منافع دنیة ودنیویة (فاذا وجبت جنوبها) ای ماتت (فکلوامنها) امر اباحة وقدم مسئلة جواز الاکل من الهدایا فیما سبق. تفسیر المظهری صفحه نمبر ۳۲۳ اور ۳۲۴ حضرت امام الفخر الرازی اس آیت

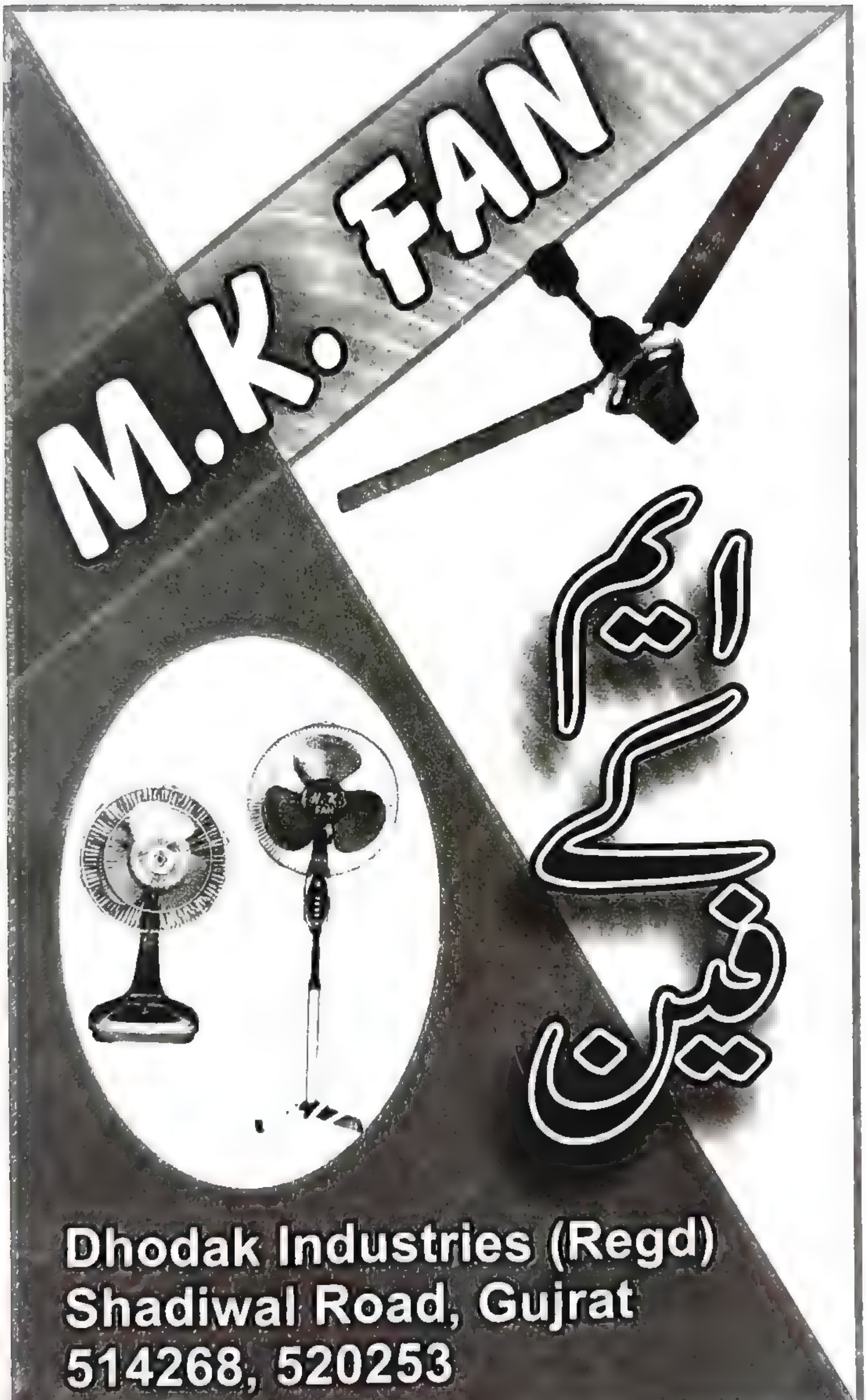
کریمه کے ذیل میں لکھتے ھیں (والنحر) الاول وهو قول عامة المفسرین ان المراد وهو نحر البدن (تفسیر کبیر جلد آخر صفحہ ۱۲۹) حضرت امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (فصل لربک وانحر) البدن للتی هی خبار اموال العرب وتصدق علی المحاریج (التفسیر البیضاوی جلد ثانی صفحہ نمبر ۵۷۸) اس طرح صاحب روح البیان اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ (فصل لربک وانحر) البدن اللتی هی خباز اموال العرب باسمه تعالی یعنی وشتر قربان کن برائے وے و تصدق علی المحاریج (تفسیر روح البیان صفحہ نمبر ۵۲۵)

تم نے رسالے کا جواب طلب کیا تھا یہ ہماری طرف سے اس رسالے کا مختصر جواب ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ تمھارے رسالے کا مفصل جواب لکھیں گے۔ آپ کی کتاب میں کفریات کے علاوہ اور چیز نہیں ملتی ہے لہٰذا دنیا کے سامنے آپ کو بدنام کریں گے۔

نوٹ: قول ثقل فی حرمت جمل کا تفصیلی جواب جناب شیخ الحدیث مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب نے حضور مرشدی اخندزادہ مبارک صاحب کے حکم سے مکمل فرما دیا ہے جو عنقریب منظر عام پر آ جائے گا۔ انشاء اللہ (ادارہ)

پیر طریقت حضرت اخوند زادہ سیف الرحمان مبارک نقشبندی مجددی صاحب مدظلہ العالی سلسلہ نقشبندیہ کی عظیم روحانی شخصیت ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ موصوف نہ صرف پیر طریقت ہیں بلکہ عالم باعمل اور پیکر زہد و ورع ہیں۔ آپ ایک ہی وقت میں مدرس، خطیب، صوفی، عالم اور شیخ کامل کی صفات کے حامل ہیں اور شریعت مطہرہ کے نہ صرف خود کامل عامل ہیں۔ عمل کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ موصوف کے آستانہ عالیہ پر عظیم مدرسہ اور قرآن و حدیث کی تدریس کا اہتمام ہے۔ بلاشبہ علمی اقدار اور ادب و احترام کو خانقاہی انتظام میں زندہ رکھنے کی جو عظیم روایت حضرت موصوف نے قائم کی ہے یہ اپنی مثال آپ ہے۔

(صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری (ایڈیٹر مجلہ العلماء لاہور) منہاج القرآن علماء کونسل)


M.K. FAN
ایم کے فین
Dhodak Industries (Regd)
Shadiwal Road, Gujrat
514268, 520253

مضامین و مقالات

حضرت پیر معظم اخندزادہ سیف الرحمان ماتریدی

مفکر اسلام حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنّت پاکستان

تعریف کا ہر لفظ اللہ کے لیے اور سلام اُس ہستی پر جو بسیط کائنات کا سر دروں ہے۔

وہ لوگ جنہوں نیک اس خاکدانِ ارضی میں بامقصد زندگی بسر کی اور محبتوں کا چراغاں کیا۔ وہ اس لائق ہوتے ہیں کہ عقیدتیں ان کے نام کی جائیں۔ دورِ حاضر میں افغانستان کی طرف سے جہاں بارود اور دھوئیں نے فضاؤں کو سیاہ اور مسموم کیا۔ ایک خبر اچھی بھی ابھری کہ اسلاف کے نقش قدم پر مو بر مو کام کرنے والے عظیم صوفی بزرگ حضرت المحترم پیر سیف الرحمان ماتریدی حنفی پاکستان منتقل ہوئے۔ آپ کی آمد آمد کیساتھ لگا جیسا چمنستانوں میں بہار آگئی ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ٹوٹے ہوئے رشتے جوڑنے کی سعی فرمائی۔ ایک طویل عرصہ آپ نے زہد و ریاضت ذکر و فکر اور سعی و عمل میں گزارا۔ آپ کی زندگی کا عرق سنت رسول ﷺ کی پیروی ہے۔

متلاشیاں حقیقت کے لیے آپ راز رہنے کی بجائے آشکار ہوگئے۔ ہزاروں لوگ آپ کی صحبت میں آکر تائب عن الذنوب ہوئے۔ آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز دینی حمیت اور غیرت ہے۔ باطل، جھوٹ اور کذب کی طرف آپ تھوڑی دیر کے لیے بھی خواہ کتنی ہی اُس مصلحت ہو دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھاتے۔ بلکہ اُن کی خواہش ہوتی ہے کہ بے حمیت ہاتھوں کو وہ کاٹ دیں۔

تصوف کو تجریدی علم دائرے سے نکال کر عملی سپرٹ بنانے میں آپ کا ایک خاص کردار ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آج انسانوں کی اصل ضرورت اللہ کی محبت اور معرفت ہے اور بلا جھجک میں کہوں گا کہ پیر صاحب کے پاس یہ دولت فراواں ہے۔

حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن کے عظیم صاحبزادوں کے علاوہ اُن کے خلفاء

میں حضرت میاں محمد حنفی سیفی اور حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز بڑے حکمت والے لوگ ہیں۔ اگر احتیاط کے ساتھ دینی کام جاری رہا تو امت اس دینی تحریک سے مستفید ہو سکتی ہے۔

حضرت پیر معظم سے میری چار ملاقاتیں ہوئیں۔ باڑہ میں آپ نے شفقت سے نوازا اور اپنے جملہ مریدین کو جماعت اہلسنت کا لشکر قرار دیا۔ سنی کانفرنس ملتان میں شرکت فرمائی تو محبت اور عقیدت دونوں کو ملاپ بخشا۔ ڈاکٹر محمد سرفراز سیفی کے گھر چکلالہ میں شرف زیارت حاصل ہوا تو راہ خدا میں وارفتگی کا عجب منظر دیکھا۔ عبادت کے لیے راہوران کے دولت خانہ پر حاضری ہوئی تو سنور و گداز اور دومندی کے سمندر میں ڈوبا پایا۔ آپ کے صاحبزادگان میں جناب حمید جان سیفی اور حیدری صاحب اور آپ کے چھوٹے صاحبزادے مہمانوں کی خدمت میں کمر بستہ دیکھے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ خود مراعات درد کے پاسبان ٹھہرے ہیں۔

حضرت پیر صاحب کے بارے میں لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ آپ جنگل کی سیاہ رات میں جیسے روشنی کا ایک نقطہ ہوں اور آپ نے بہت سے لوگوں کو پیٹھ سے فسق و فجور کے بوجھ ہلکے کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں صحت و سلامتی سے نوازے۔

تائید حضرت علامہ سید تراب الحق شاہ قادری امیر جماعت اہلسنّت صوبہ سندھ، کراچی

محترم المقام پیر طریقت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہٗ العالی کے سلسلے میں ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنّت پاکستان، حضرت علامہ مولانا سیّد شاہ ریاض حسین شاہ صاحب کے تحریر کردہ خیالات کی تائید اور اس سے اتفاق کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ پیر صاحب قبلہ کو مسلک اہلسنّت کی خدمت، تبلیغ اور ترویج کے لیے صحت و عافیت اور طویل عمر عطا فرمائے، موصوف سے اور ان کے خلفاء و مریدین سے مسلک اہلسنّت کو اسی طرح فائدہ پہنچتا رہے۔

تائید جگر گوشۂ غزالی زماں علامہ سید مظہر سعید کاظمی امیر جماعت اہلسنّت پاکستان مہتمم جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

گزشتہ دنوں سیفی حلقہ کے چند معزز احباب میرے پاس آئے اور حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کے بارے میں میری تحریری رائے لینے کی خواہش

کا اظہار کیا۔ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب سے میری صرف ایک ملاقات ہوئی ہے اور وہ بھی ہجوم میں انٹرنیشنل سنی کانفرنس ملتان منعقدہ اپریل 2000ء کے موقع پر۔ اس لیے میری معلومات ان کے بارے میں بہت محدود ہیں۔

میں نے اس مختصر ملاقات میں حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب کو نہایت متین، خلیق اور باوقار پایا۔ وہ بڑی خندہ پیشانی، گرم جوشی اور محبت سے مجھ سے ملے۔ انھوں نے اس موقع پر جماعت اہلسنّت کے ساتھ بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور اپنے تمام مریدین کو جماعت اہلسنّت کا لشکر قرار دیا۔ آپ کا حلقۂ ارادت وسیع ہے۔ اور آپ کے تمام مریدین ماشاء اللہ متشرع اور دینی امور میں سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص، دیانت و امانت اور ذوق وشوق کے ساتھ دین و مذہب اور مسلک وملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم.

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مرد کوہستانی

کسی بھی استاد کی پہچان اس کے شاگردوں سے ہوتی ہے اور کسی بھی پیر طریقت کا پتہ اس کے مریدین با وفا سے چلتا ہے حضرت پیر طریقت اخوندزادہ پیر سیف الرحمان صاحب دامت برکاتھم کے حلقہ ارادت میں جو بھی آتا ہے خوبصورت عمامہ شریف اورسنت کے مطابق داڑھی شریف اس کے سر اور چہرے کی زینت ہوتے ہیں ہماری اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ اس عشق مصطفیٰ ﷺ کی علمبردار جماعت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے تاکہ یہ جماعت اہل سنت و جماعت کی نمائندہ بن کر مقاصد فطرت کی نگہبان بنے آمین۔

(حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث محمد ریاض صدر مدرس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ چک شہزاد اسلام آباد)


A PERFECT QUALITY WHICH YOU WANT TO PURCHASE
MEFCO fans
میفکو فین
Gulnawaz Muhammadi Saifi
Abdul Majeed Muhammadi Saifi
0333-8407272, 534568
MEFCO fans
Superior Quality Fan
Durable & Long Lasting
میفکو فین
Mefco fans G.T. Road, Gujrat.

مستند ہے آپ کا فرمایا ہوا

تحریر: صاحبزادہ حافظ حامد رضا (وزیر ٹرانسپورٹ)
عشر و زکوٰۃ آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر مظفر آباد

کتنے ہی خوش بخت ہیں وہ افراد جنھیں ورثۃ الانبیاء ہونے کا شرف ہو کتنی ہی عظیم المرتبت ہیں وہ شخصیات جنھوں نے اپنی زندگی مستعار کا لحہ لحہ قال اللّٰہ وقال الرسول میں گزار دیا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا نور ان صوفیائے کرام کی تبلیغی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ جنھوں نے زمانے اور حالات کی مشکلات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ہر حال میں رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کو اپنے پیش نظر رکھا یہ داعیان اسلام اپنے سیرت و کردار کے اعتبار سے اس مقام پر فائز تھے کہ ان کے ارشادات زمانے کی نظر میں مستند ٹھہرے ان کا پیغام دکھی انسانیت کے لیے امن و راحت کا پیغام بن گیا جسے اُن کی محبت نصیب ہوئی وہ رشد و ہدایت پا گیا۔ ملت اسلامیہ کے ان خدام میں سے ایک اہم نام شیخ المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن مدظلۂ العالی کا بھی ہے۔ حضرت موصوف کا شمار ان مردان خدا میں ہوتا ہے۔ جن پر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان صادق آتا ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ ہم کن لوگوں سے مجلس رکھا کریں۔ آپ نے فرمایا جو تم میں زیادہ خیر و برکت کے حامل ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ وہ کون اور کن علامات کے مالک ہیں۔ تو آپ نے فرمایا جس کے دیکھنے سے تمھیں اللہ یاد آ جائے جس کے قول و بیان سے تمھارے عمل میں اضافہ ہو جائے جس کا عمل تمھارے اندر دنیا کی بجائے آخرت کی فکر دوبالا کر دے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ملت اسلامیہ پر تادیر سلامت رکھے۔ ناچیز کو آپ کے فیضان سے فیض یاب فرمائے۔ آمین ثم آمین

سرچشمۂ فیوض و برکات

مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ازھری
ناظم اعلیٰ، تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان، مہتمم: جامعہ نعیمیہ لاہور

اسلامی تعلیمات سے دوری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اس کے اگرچہ بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں۔ مغربی ثقافتی یلغار، ہندوانہ تہذیب و تمدن کے بڑھتے ہوئے اثرات الیکٹرونک میڈیا اپنی پوری تاوانی کے ساتھ امت مسلمہ پر ایک یلغار کی شکل میں حملہ آور ہے جس کے نتیجے میں یہ بگاڑ نظر آ رہا ہے۔ اس بگاڑ کو دور کرنے کی اصل ذمہ داری العلماء ورثۃ الانبیاء اور ان کے ساتھ ساتھ رشد و ہدایت کے علم بردار اربابِ روحانیات بھی اس فریضے میں شامل ہونے چاہئیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہر دو طبقے کی اکثریت کسی نہ کسی اعتبار سے جلبِ زر کی مکروہ آرزو میں مبتلا نظر آتی ہے لیکن مستثنیات ہر مقام پر موجود ہوتی ہیں چنانچہ اسی اصول اور ضابطے کی روشنی میں مختلف مقامات پر باعمل اربابِ اہل علم اور عمائدین رشد و ہدایت اپنے اپنے طور پر تعلیماتِ اسلامیہ کے فروغ میں مصروف عمل نظر آتے ہیں۔ ان جیسی شخصیات میں پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت قبلہ پیر اخوند زادہ سیف الرحمان زید مجدہ جن کا مولد اگرچہ افغانستان ہے لیکن سرچشمہ فیوض و برکات پاکستان میں فروزاں نظر آتا ہے اور اسی طرح آپ کے خلیفہ مجاز حضرت قبلہ پیر میاں محمد حنفی سیفی زید مجدہ ناصرف اس سلسلے کو آگے بڑھا رہے ہیں بلکہ جہاں کہیں موقع ملتا ہے خانقاہ سے نکل کر رسمِ شبیری ادا کرتے ہوئے اسلام کی درخشاں اور تابناک تاریخ کی جلوہ نمائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ ہر دور کے پیروکار ظاہری اور باطنی اعتبار سے دین اسلام اور اس کی تعلیمات کے فروغ میں ہمہ تن مصروف عمل ہیں۔ بارگاہِ صمدیت میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فروغِ اسلام میں ان کی کوششیں مزید سے مزید بار آور فرمائے۔ (آمین)

صاحب کمالات ہستی حضرت اخندزادہ مبارک

مناظر ابن مناظر حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی صاحب
شیخ الحدیث: جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نبی کریم رحمۃ اللعالمین سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے بعد علماء حق کو اللہ تعالیٰ نے وارث بنایا جیسا کہ آقائے دوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے **العلماء ورثة الانبياء** میرے نزدیک اس مراد وہ علماء نہیں جو صرف علم رکھتے ہوں بلکہ وہ علماء ہیں جو علم دین کے ساتھ ساتھ عمل صالح کے حامل ہیں اور یہی علماء حق اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔ بے عمل عالم بھی ولی نہیں ہوتا اور جاہل زاہد بھی وامی نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی جاہل قربت الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو علم لدنی عطا فرما دیتا ہے تاکہ میرا ولی علم دین سے مالا مال ہو اس کی وضاحت کشف المحجوب میں حضور سیدی داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے حضرت قبلہ اخوندادہ پیر سیف الرحمان پیر ارچی خرسانی حنفی مبارک مدظلہ العالی عالم دین اور باعمل ہیں نہ صرف خود باعمل ہیں بلکہ ہزار عقیدت مندوں کو آپ نے صراط مستقیم پہ چلایا باشرع بنایا دین کی محبت ان کے دلوں میں ڈالی شریعت مطہرہ کا پابند بنایا جو یقیناً قلوب انسانی میں انقلاب ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کا فرمان ہے **فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحزرون.**

یقیناً اس طائفہ سے مراد بھی یہی علماء حق ہیں جو ولی اللہ ہیں بلکہ ولایت کے اعلیٰ درجوں پر فائز ہیں جیسے قطب، ابدال، اوتاد، اغیاث۔

انہی متبعین حق کی وجہ سے آج دنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرا رہا ہے اور انہی کے

ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مشن نبوت کو چلایا ہے۔ پھر ان لوگوں نے ہزار لوگوں کو اس مشن کے چلانے کے لیے تیار کیا اور ان خادمان اولیاء نے اس کام کو بطریق احسن ادا کیا حضرت پیر سیف الرحمان حنفی ماتریدی نے جس طرح انسان کو اتباع سنت کا درس دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیچھے کسی بہت بڑے ولی کا ہاتھ ہے۔ جس نے آپ میں یہ تمام کمالات پیدا فرمائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج دنیا کے کونے کونے میں سیفی حضرات چہرے پر سنتیں سجائے نظر آتے ہیں اللہ کریم اس سلسلہ کو تا قیامت قائم رکھے اور ان کے فیوض و برکات کو مزید جاری فرمائے۔

اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت مذکور کے بے شمار خلفاء ہیں جو اتباع دین پر لوگوں کو لا رہے ہیں مگر یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ سلسلہ سیفیہ کو سب خلفاء سے زیادہ حضرت پیر طریقت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ العالی نے متعارف کرایا ہے بلکہ یہ کہنا بھی صحیح ہوگا حضرت پیر صاحب کے بعد سب خلفائے سیفیہ میں میاں صاحب کے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لیے میری دعا ہے اللہ کریم حضرت میاں صاحب کے درجات کو مزید بلند فرمائے اور ان کے فیوض برکات کو عام فرمائے۔

قرآن و حدیث سے مسئلہ ماخوذ ہے نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہے۔ ولایت کا دروازہ تا قیامت مفتوح ہے۔ فلھذا اس زمانہ کے اولیا میں اللہ تعالیٰ نے شیخ المشائخ اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتھم العالی کو خصوصی شرف عطا فرمایا ہے کہ مریدین معتقدین میں شریقہ معطفویہ کے انوار تحلیات نظر آتے ہیں شیخ مرشد کے مقام کا پتہ مریدین معتقدین سے چلتا ہے کہ شریعت پاک کتنے اثرات حاصل ہیں۔ الحمدللہ حضور والہ کے مریدین معتقدین میں خصوصی امتیازی شریعت پاک اثرات موجود ہیں۔ سنیوں بریلویں کو اللہ تعالیٰ ایسے بزرگوں سے وابستہ فرماتے رہیں آمین ثم آمین

(غلام محی الدین فیضی صدر مدرس جامعہ سعیدیہ فیض المدارس ضلع رحیم یار خان)

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

مفتی محمد عبدالعلیم القادری
دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی نمبر ۵ کراچی نمبر ۲۵

الاون اولیاء الله لاخوف علیهم ولاهم یحزنون.

عرصہ دراز سے شریعت وطریقت کے دریاؤں سے خلق خدا کو فیض یاب فرمانے والے دین متین اور مسلک اہلسنّت و جماعت کا علم لہرانے والے، میری مراد بابا سیف الرحمٰن نقشبندی مجددی پیر خراسان دامت برکاتهم العالیہ ہیں) کی حیاتِ طیبہ پر چند حروف لکھنے کے لیے حضرت علامہ خلیفہ مخلص السید احمد علی شاہ نقشبندی جو پیر خراساں حضرت السید علی ترمذی عرف (پیر بابا) رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں تو اس جانب پیر خراساں کے خلیفہ شجاع وخلیفہ اعظم و کتب کثیرہ کے مؤلف بھی ہیں۔ بنفس نفیس چند خدام کے ساتھ ہمارے آستانہ عالیہ قادریہ و دارالعلوم قادریہ سبحانیہ میں قدم رنجا فرما ہوئے اور بابا صاحب دامت برکاتهم العالیہ کی حیاتِ طیبہ پر لکھنے کا حکم فرمایا۔

درحقیقت یہ تو وہ نفوسِ قدسیہ ہیں۔

جن کی تشہیر خود خداوند قدوس نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ جبرائیل امین علیہ السلام زمینوں و آسمانوں میں ان نفوسِ قدسیہ کی محبت وتشہیر کی ندا بلند کرتا ہے۔

جی ہاں؟ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں۔

کہ جنھیں اللہ جل جلالہ نے زمین کے وارث بنایا ہے۔ زمین ان کی ملک ہے۔ قیوم زماں بابا سیف الرحمٰن مجددی دامت برکاتهم العالیہ جو منصب تقویٰ، منصب محبت منصب تصرف پر باذن اللہ فائز ہیں۔

قیوم زماں کی ذاتِ بابرکات جس کے علمی وقار اور روحانی فیوض و برکات سے اہلسنت مستیز و مستفیض ہوئے اور ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے...... اتباع سنت آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ عبادت و ریاضت، تلاوت و تسبیح، تعلیم و تعلم، رشد و ہدایت، ایثار و کرم، تبلیغ و اشاعت اسلام، احیائے دین، انقلابِ ایمانی پیدا کرنا، مخلوقِ خدا کو خالق حقیقی سے ملانا...... آپ کا کام ہے۔

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

آپ نے سیف الٰہی سے مفسدات کا قلع قمع کر ڈالا۔ آپ کی اصلاحی مساعی اور روحانی قوت سے ہزاروں گم کردہ راہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئے۔

میں نے حضرت پیر صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی زیارت کی۔ ایک مرتبہ کراچی میں پیر طریقت سید احمد علی شاہ صاحب کے آستانہ عالیہ میں...... اُس دور میں سید صاحب عالم شباب میں تھے...... بلکہ حضرت کا ظاہری و باطنی شباب شباب پر تھا...... شاہ صاحب نے دعوت دی کہ میرے مرشد کریم تشریف لائے ہیں...... میں حاضر ہوا...... دیدار ہوا قدم بوسی کی...... چہرہ مبارکہ پر جن انوار کی بارشیں تھیں۔ وہ صاحبانِ حال جانتے پر قال کو دخل نہیں۔

پھر حضرت علامہ مولانا فضل اللہ نقشبندی شیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ سیفیہ لنڈی شاہ متہ مردان، کے ساتھ حضرت صاحب کی باڑہ پشاور میں آستانہ عالیہ میں زیارت کی۔ حضرت قبلہ نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا...... حضرت قبلہ میرے خاندان کے بزرگوں، مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل القادری رحمتہ اللہ مفتی عبدالحنان القادری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عقیدتو محبت رکھتے ہیں...... اور ہمارے جد امجد کے علمی و روحانی خدمات کا نہایت محبت و عقیدت سے تذکرہ فرماتے ہیں۔ دادا حضور رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتب کا مطالعہ بھی فرماتے ہیں بلکہ ایک مرتبہ دادا جان کی مشہور کتاب "المقاصد النسیة فی تردید الخرافات الوھابیہ" چھپوا کر مسلمانوں میں مفت تقسیم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں!

تحریر: علامہ محمد اقبال اظہری مہتمم مدرسہ محمدیہ اظہر العلوم شجاع آباد صدر جمعیت العلماء پاکستان پنجاب

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی مایہ ناز عظیم المرتبت روحانی شخصیت حضرت پیر اخوند زادہ محمد سیف الرحمٰن نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لیے خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت میں صحابہ کرام اور اہلبیت عظام کے بعد اولیاءِ کرام اور صالحین کاملین کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ جو تا قیامت دین اسلام کی سربلندی اور شریعت مصطفےٰ ﷺ کی حفاظت کے لیے جدوجہد فرماتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

(علامہ اقبال)

اس نازک، پرفتن اور لادینیت کے دور میں اُن وفا پرور اور ایثار پیشہ نفوسِ قدسیہ، اہل محبت، اہل حق، اہل استقامت اور دیدہ ور اہلِ اخلاص میں قدرۃ السالکین، زبدۃ العارفین، فخر الکاملین، فخر المشائخ، آفتاب طریقت حضرت پیر محمد سیف الرحمٰن نقشبندی مدظلہ کا نام نامی اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔

قندیل نورانی حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت حضرت امام احمد رضا بریلوی قادری علیہ الرحمۃ کی طرح

حضرت قبلہ سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ بھی افغانستان سے ہجرت فرما کر سرزمین پاکستان میں تشریف لائے۔ حضرت پیر صاحب مجسم عشق و محبت، سوز و ساز کا پیکر، ذوق و مستی کا قلزم، وجدان و کیف کا مواج سمندر اور پیکر خاکی میں عشق کا نور ہیں۔ بے شمار لوگ آپ کے فیوضِ باطنی سے سیراب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کے طفیل اپنے روحانی اور نورانی خزانوں کی جو خاص نوازشات آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ وہ این سے جھولیاں بھر بھر کر مخلوقِ خدا کو دے رہے ہیں۔ آپ تقویٰ شعار مرشد ہیں۔ محض کشف و کرامات والے نہیں بلکہ صاحب کردار پیر ہیں۔ وضع قطع میں بردباری ہے۔ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے والے شریعت و طریقت کے پروانے اور سنت مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پابند ہو جاتے ہیں۔ سیرتو صورت میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اسوۂ رسول علیہ السلام کا عملی نمونہ نظر آتے ہیں۔ آپ نے اور آپ کے مریدین ومتوسلین نے خصوصاً صوبہ سرحد میں لادینیت اور بدعقیدگی کے خلاف عملی جہاد فرمایا اور عوام الناس کے دلوں کو عشق رسول ﷺ سے منور فرمایا۔ مسلک حق اہلسنت و جماعت کے فروغ کے لیے انتھک محنت فرمائی۔ آپ کے مریدین اعتقادِ صحیح اور عمل صالح کا پیکر بن جاتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت صاحب قبلہ مدظلہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر علما اور صلحا میں شامل ہیں۔ آپ کے تمام خلفاء اسلام کے مبلغ اور شریعت مصطفےٰ ﷺ کے سچے خادم ہیں لیکن حضرت سے خاص طور پر فیض حاصل کرنے والے باعمل، باکردار، ملنسار اور پرہیزگار اور کامل شخصیت، رہبر شریعت حضرت قبلہ میاں محمد حنفی سیفی نقشبندی قادری مدظلہ کی ذلت نے فقیر کو بیحد متاثر کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل نبی پاک علیہ السلام تمام مسلمانوں کو نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے منظم اور متحد ہو کر جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یہی میری جماعت ''جمعیت علماء پاکستان'' کا نصب العین اور میرے قائد امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کا مشن ہے۔

وہ چراغ اپنا جلا رہا ہے

تحریر: حافظ محمد فاروق خان سعیدی
امیر جماعت اہلسنّت پاکستان ضلع ملتان: خطیب جامعہ اسلامیہ انوار العلوم نیو ملتان

یہ ایک نا قابل تردید و انکار حقیقت ہے کہ رسولِ اکرم تاجدارِ دو عالم ﷺ اس دنیا میں معلم اخلاق بن کر تشریف لائے اور اعلان فرمایا۔ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُ تَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق. ''مجھے تمھارے اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی اس طرح تربیت فرمائی کہ ایک ایک صحابی کو اخلاق حسنہ کا مثالی نمونہ بنا دیا۔ قرآن مجید میں حضور سرورِ کونین کی بعثت کا ایک مقصد تزکیہ قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ.

یعنی ''اللہ وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ فرماتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

اسی تزکیہ نفس اور اصلاحِ قلب کا نام ''تصوف'' ہے۔ اسلام میں بار بار قلب کی صفائی، پاکیزگی اور تزکیۂ نفس پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ سلسلۂ نقشبندیہ جو کہ حضرت خواجۂ خواجگان محمد بہاؤ الدین نقشبند کی طرف منسوب ہے کو عرب و عجم میں شہرتِ دوام اور قبولِ عام کا درجہ حاصل ہوا۔ برصغیر کے علاوہ افغانستان میں اس سلسلہ نے بہت مقبولیت حاصل کی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نے افغانستان میں دین حق کی لازوال خدمات انجام دیں۔ افغانستان سے پاکستان کی سرزمین پر تشریف لانے والے عظیم روحانی پیشوا پیر سیف الرحمٰن ماتریدی حنفی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے روح رواں حضرت مجدد الف ثانی کی معنوی اولاد ہیں۔ پاکستان میں سلسلۂ سیفیہ نقشبندیہ آپ ہی کے نام نامی سے منسوب ہے۔ آپ نے ہزاروں گم گشتگان کو بادیۂ ضلالت سے نکال کر جادۂ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ آپ کی زندگی سنت رسول ﷺ کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔ ہزاروں

لوگ آپ کی صحبت میں آ کر گناہوں سے تائب ہوئے۔ راقم کو جماعت اہلسنّت پاکستان کے زیر اہتمام ملتان میں انٹرنیشنل سنی کانفرنس پر آپ کی زیارت اور دست بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کا سراپا اتباعِ سنت کا مظہر اور پُر وقار چہرہ جلال و جمال کا حسین نمونہ ہے۔ حضرت کی شخصیت میں مقناطیسی کشش ہے جو ایک بار دیکھتا ہے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ آپ نرم دم گفتگو اور گرم دمِ جستجو ہیں۔ ''قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال'' کے مصداق ہیں۔ حضرت کے خلفاء میں حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ آپ بھی خلق و مروت کی تصویر کامل اور علماء پر بے پناہ شفقت وعنایت فرمانے والی ہستی ہیں۔ جماعت اہلسنّت سے آپ کا پُر جوش، مخلصانہ تعاون و سرپرستی ہر اعتبار سے لائق تحسین و آفریں ہے۔ حضرت میاں محمد حنفی سیفی کے خلفاء میں بالخصوص سرزمین ملتان پر ڈاکٹر محمد عمران سیفی اور سردار محمد انور ڈوگر اپنے شیخ کی تعلیم و تربیت کا حسین نمونہ ہیں۔ سلسلۂ سیفیہ روز بروز ارتقاء پذیر ہے۔ یہ سب حضرت اخندزادہ صاحب کی روحانیت کا فیض ہے ؎

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

خواجہ خواجگان اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک دامت برکاتہم عالیہ شریعت مطہرہ میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد امام ابومنصور ماتریدی کے تابع اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ رحمہ کے ساتھ اتفاق رکھنے والے طریقت اپنے شیخ خواجہ محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے چاروں سلاسل میں سند خلافت حاصل کرنے والے اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کے نائب ہیں۔ حضرت خواجہ رشد ہدایت کے چراغ ہیں آپ کا شمار علمائے راسخین میں ہوتا ہے۔ آپ مجمع البحرین یعنی دونوں علوم کا مجموعہ ہیں آپ کی ذات بابرکات علم ظاہر اور علم باطن کا جامع نسخہ ہے۔ احیا سنت کے لیے آپ کی کاوشیں قابل صد احترام ہیں۔ آپ کی ایک نظر سے حیات قلبی و روحی حاصل ہوتی ہے۔ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں میں الحمد للہ سب کے سب سراپا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہیں۔

(الحاج صوفی محمد بشیر مانچسٹر چیئرمین اسلامک فاؤنڈیشن)

حضرت سیّدنا اخند زادہ...... ایک باکمال صوفی

تحریر: عالمہ فاضلہ قاریہ ڈاکٹر تنویر زینب پرنسپل جامعہ جیلانیہ للبنات

سیدنا اخند زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی وخراسانی وہ عظیم شخصیت ہیں جو ایک باکمال صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ علوم وفنون میں یکتائے روزگار میں آپ کو بے شمار علوم پر دسترس حاصل ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں آپ جیسا جامع معقول ومنقول صوفی تلاش کرنا بہت مشکل ہے علم تصوف اور تربیت السالکین میں ایسی فکر کے موجد ہیں کہ علما آپ کی حلقہ ارادت میں تیزی سے داخل ہو رہے ہیں بارہا دیکھنے میں آیا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو یگانہ فن سمجھتے تھے جب قبلہ مبارک صاحب سے گفتگو ہوئی تو اپنے دعویٰ کمال کو فراموش کر گئے اور نسبت شاگردی میں اپنا فخر محسوس کرنے لگے اور حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

مولانا صاحب حق غزنی علوم وفنون میں یگانہ روزگار تھے۔ تدریس کے لیے انھیں جامعہ سیفیہ میں فرائض سونپے گئے انھوں نے اس شرط پر تدریس قبول کی کہ قبلہ مبارک صاحب کے مریدوں اور عقیدت مندوں میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ انھیں بیعت کا کہا جائے گا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ موجودہ طبقہ صوفیہ علم سے خالی ہوتا ہے چنانچہ ان کی شرط قبول کر لی گئی اور انھوں نے تدریس کا آغاز کر دیا جب مبارک صاحب کے ساتھ چند علمی نشستیں ہوئیں تو آپ کے علم وفضل میں مرید ہونا چاہتا ہوں حضرت مبارک صاحب نے ارشاد فرمایا اپنی شرط کو خود ہی توڑ رہے ہو۔ عرض کرنے لگے کہ مجھے اپنے علم پر مان تھا اور میں صوفیہ کے کم علم ہونے کا قائل تھا مگر آپ کو دیکھ کر آپ جہاں علم تصوف کے شہسوار ہیں وہاں علوم ظاہریہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اب میں آپ کے سامنے زانوے تلمذ طے کرنا

چاہتا ہوں تا کہ آپ کے علوم و معارف سے فیض حاصل کر سکوں۔

سرکار اخندزادہ مبارک عالم اسلام کی عظیم اور منفرد شخصیت ہیں آپ کی عظمت، بلندی، جامعیت، ہمہ گیری، عالمی اور آفاقی ہے جسے اپنے بیگانے دوست، دشمن سب تسلیم کرتے ہیں آپ کی تربیت کا آغاز اپنے وقت کے مرد کامل حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور اس تربیت کی تکمیل اپنے وقت کے فرد لافراد مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی قبلہ مبارک صاحب سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے ان کے فیض صحبت سے بہرہ ور ہوئے انہی کے مکتب رشد و ہدایت میں منازل سلوک طے کیں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کی راہ متعین کی نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کمالات کی ان بلندیوں تک پہنچے کہ ماہ و پروین کی بلندیاں ان کی گزرگاہ بن کر رہ گئیں۔

اس بات پر کوئی دوسری رائے نہیں کہ بندے پر صحبت کا بڑا گہرا اثر ہوتا ہے اور کسی کی ہم نشینی کے نقوش انسانی زندگی پر بڑا گہرا اثر ڈالتے ہیں اچھی یا بری فضا انسانی ذہن کو بدل کے رکھ دیتی ہے یہی حال معاشرے کا ہوتا ہے کہ انسان کا معاشرہ اپنے رسم و رواج اور نظریات کو بدلتا رہتا ہے اور وہ ترقی یافتہ (جسے وہ ترقی یافتہ سمجھتا ہے) معاشرے کی پیروی میں اپنی بلندی سمجھتا ہے لیکن ایسے میں وہ بلند پایہ لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو غلط نظریات اور نام نہاد ترقی یافتہ خیالات کو اپنی جوتی کی نوک پر سمجھتے ہیں نہ تو وہ ان نظریات سے متاثر ہوتے ہیں اور نہ کسی احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں بلکہ ان کا اندازِ فکر جدا طرز عمل علیحدہ اور راہِ روش لوگوں سے کلیۃً مختلف ہوتی ہے حضرت اخندزادہ مبارک کا شمار انہی افراد سے ہوتا ہے آج کا پُرفتن معاشرہ مغرب کی تقلید کرنا قابل فخر سمجھتا ہے اور اسلامی تہذیب کو پس پشت ڈالتا جا رہا ہے اسلامی تعلیمات سے روگردانی رواج بن چکا ہے ایسے میں سیدنا اخندزادہ مبارک حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو زندہ کرنے اور اسلامی معاشرے کی تشکیل نو کے لیے اہم کردار ادا کر رہے ہیں زمانہ اس بات کا گواہ کہ آپ کا ادنیٰ سے ادنیٰ مرید بھی سنت کے مطابق لباس، طرز معاشرت لین دین کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے جبکہ ہمارا معاشرہ مغرب کی تقلید میں بہت دور جا چکا ہے آپ کا فرمان ہے

کہ کسی بھی چیز کو اپنانے سے پہلے سوچ لو۔ شریعت کے مطابق پرکھ لو اور جب اس نتیجے پر پہنچ جاؤ گے یہ حق ہے تو پھر اس کو ایسے اپناؤ کہ اگر سر بھی تن سے جدا ہو جائے تو ہو جائے مگر قدم استقلال لرزیدہ نہ ہو۔

افغانستان میں روسی تسلط شروع ہوا اور بڑے بڑے لوگ روس کی طرف مائل ہو گئے اور منکرین خدا کے ساتھ دوستیاں کرنے لگے تو اہل حق کے لیے بڑی مشکلات کھڑی ہو گئیں بڑے بڑے ثابت قدم لوگ لڑکھڑانے لگے اس وقت آپ کی ذات منکرین خدا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور جہاد میں بھرپور حصہ لیا دشت ارچی کی پُرآشوب زندگی کون اختیار کرسکتا ہے جہاں پہاڑوں کے غار، رہائش گاہ، فاقہ کشی، مجبوری اور گھاس پھوس اور درختوں کے پتے کھانا عادت بن جائے۔ اس دور پُرآشوب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑی ہو گئی اور منکرین کو شکست فاش دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ مگر جب سازشی مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہو گئے اور لوگ اپنے ضمیر کو بیچنے لگے اور افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو آپ ان سے گریزاں ہو گئے پیر سباق تشریف لائے وہاں سے نوشہرہ ہجرت فرمائی اور آخر میں خیبر ایجنسی باڑہ میں مقیم ہو گئے یہاں سلسلہ سیفیہ کو وہ عروج عطا ہوتا ہے کہ جو دوسرے سلاسل میں دیکھنے کو نہیں آیا کئی سال پُرسکون طریقے سے گزرے قبائلیوں کی نسلوں سے چلنے والی دشمنی کو آپ نے دوستی میں تبدیل فرما دیا منشیات فروش پارسا بن گئے آپ کی نگاہ کیمیا نے بے دین اور گمراہوں کو بدل کر مرد کامل بنا دیا اور پشاور کی فضا سیدی یارسول اللہ کے نعروں سے گونجنے لگی یہاں تک کے ایک منکر شیطان کے بہکاوے میں آیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور عرس و میلاد کو شرک و بدعت کہا اور یا محمد لکھی ہوئی مسجد کو گرا دیا آپ مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس کے سامنے آہنی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے اور ہر طرح سے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا یہ بات ملکی سطح تک پہنچ گئی حکومت پاکستان نے اپنے نمائندے کو بھیجا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ ایسے لوگوں کا مقابلہ حکومت خود کرے گی یہ ہمارا کام ہے آپ ایسا نہ کریں اور یہاں سے کسی محفوظ جگہ پر تشریف لے جائیں ان شرپسندوں کو خود دیکھ لیں گے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ فقیر

سیاست نہیں کرتے اور نہ ہی میں سیاست کرنا چاہتا ہوں لیکن حضور ﷺ صحابہ اور اہل بیعت کے منکرین کے خلاف میں زندگی کی آخری بازی تک لگاؤں گا لیکن حکومت کے پُرزور اصرار پر آپ لاہور تشریف لے آئے دنیا دیکھ رہی ہے کہ اللہ کے ولی کی برکتیں اس علاقے سے جونہی لاہور میں منتقل ہوئیں وہی تیس سالہ پرانی خانہ جنگی پھر شروع ہوئی باڑہ کا علاقہ میدان جنگ بن گیا آج بھی باڑہ کی سرزمین اپنے اس باسی کے ہجرت کرنے پر خون کے آنسو رو رہی ہے اور اس کے امن برباد کرنے والوں کا ماتم کر رہی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درو غا والا کے لکھوڈیر میں قیام فرمایا لکھوڈیئر کو فقیر آباد کے نام میں تبدیل فرمایا آج بھی فقیر بے راہ روی خدا مست بے راہ روی کا شکار دنیا کو راہِ ہدایت دکھانے پر بستہ ہے سیاست اور حکومت میں دلچسپی لیے بغیر خلق خدا کو اپنے مولا کی معرفت سے شاد کام کر رہی ہے اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صحت اور تندرستی عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم فرمائے۔ آمین

میری طرح کے کئی لاکھ لوگ محض آپ کے تذکرے سے آپ کی جانب کھنچے چلے آتے ہیں۔ آپ کو پہلی بار دیکھ کر یہ محسوس ہوا کہ آپ کی ذات پاک کا ملنا گویا مقصد حیات کا پالینا ہے۔ آپ کی زیارت کرنے والوں میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم پر بار ہا شکر ادا کیا۔ 10 فروری 2002ء سیدی مرشدی حضور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن (دامت برکاتہم العالیہ) کے دست اقدس پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ 2003ء میں سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ میں خلافت عطا ہوئی۔ آپ مبارک دامت برکاتہم العالیہ کی ذات مبارک اتباع سنت و شریعت میں یکتا ہے۔ آپ مبارک کی دین اسلام کی سربلندی کے لیے تڑپ اور آپ کے تربیت یافتہ مریدین و خلفا میں دین حقیقی کا جوہر اس بات کی سند ہے کہ آپ مبارک علم و عمل کے اس عظیم مقام پر فائز ہیں۔

(سید طارف حسین، کنٹرولر اکاؤنٹس اسلام آباد)

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن قبلہ

جیسا کہ میں نے دیکھا

تحریر: حاجی عبدالقیوم سیفی کلاتھ ہاؤس مینا بازار اٹک شہر

بندہ عاجز کے پاس وہ الفاظ یا قابلیت کہاں کہ حضرت پیر اخندزادہ جناب سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی خراسانی مدظلہ العالی برکاتہ آستانہ عالیہ منڈیکس لکھوری کے متعلق اپنے تاثرات پیش کر سکے۔ پھر بھی وہ فرض سمجھتے ہوئے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں نذرانہ عقیدت کے طور پر چند سطریں پیش کرتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ ہمیشہ سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میرے ان الفاظ کو شرف قبولیت بخشے۔

میں ایک کلین شیو، سخت گناہ گار اور دیو بندی عقیدہ سے تعلق رکھنے والا شخص تھا۔ نام ونہاد پیر صاحبان جنہوں نے اٹک اور اس کے گردونواح میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ اور اپنی دکانداریاں چمکائے ہوئے تھے۔ اور عورتوں کا ان کے پاس تانتا بندھا ہوا تھا۔ اور یہ لوگ نذرانے وصول کر رہے تھے۔ کو دیکھ کر ایسے پیروں سے نفرت ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے دیو بندی عقیدہ جو کہ ان لوگوں کی نفرت سے اپنایا ہوا تھا۔ کو بہتر سمجھا۔ لیکن خداوند کریم نے میری سوئے ہوئے مقدر کو بھاگ لگائے۔ اور حضرت پیر صاحب سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی دامت برکاتہ العالی کے متعلق معلوم ہوا۔ کہ آپ کا فیض پورے پاکستان میں جلوہ گر ہے۔ چنانچہ دل میں اس سوہنی اور من موہنی صورت کو دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ چنانچہ چند دوستوں کے ہمراہ مورخہ 92-9-3 بروز جمعرات منڈیکس کے سفر پر روانہ ہوا۔ جب بندہ نوشہرہ کے مقام پر پہنچا۔ تو دل اور دماغ کی کیفیت بدلنا شروع ہو گئیں۔ اور پھر جب منڈیکس آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ تو حضرت مبارک صاحب عصر کے وقت اپنی پرنور محفل ختم

خواجگان جمائے ہوئے تھے۔ اس روحانی محفل کا انداز ہی کچھ ایسا تھا۔ کہ میری دنیا ہی بدل گئی۔ ایک نظر دیکھتے ہی حضرت مبارک کی اداؤں پر فریفتہ ہو گیا۔ بعد میں عشاء کی نماز کے بعد حضرت مبارک کے بیعت ہو گیا۔ اس بیعت کی برکت اور حضرت مبارک کی نگاہ نے وہ کام کر دکھایا کہ بندہ آج حاضر ہے باشرع صوم وصلوۃ کا پابند اور سرکار دو عالم ﷺ کی ہر سنت پاک پر فدا ہے۔ ہمارے تمام پیر بھائی اور خلفاء جن کی تعداد ملک پاکستان کے علاوہ غیر ممالک میں بھی لاکھوں ہے۔ تمام کے تمام مکمل طور پر باشرع اور سروں پر سفید تاج (عمامہ شریف) سجائے ہوئے ہیں۔ میں ہر کس و ناکس کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ اٹک کے علاوہ منڈیکس میں کسی جمعتہ المبارک کے موقعہ پر جا کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہر مرید سنت نبوی ﷺ کا پیکر نظر آئے گا۔ اس بندہ ناچیز نے کئی ایک احباب کو ان کی خواہش اور بے حد اصرار پر اپنے ہمراہ منڈیکس لے جا کر حضرت مبارک کا دیدار کرایا۔ جو دیکھتے ہی ان کی دنیا بھی بدل گئی۔ اور آج وہ لوگ بھی آپ کے سامنے نمونہ کے طور پر حاضر ہیں۔ ان میں چند ایک دوستوں کے نام ملک امیر خان پولیس آفیسر، حاجی خان پولیس آفیسر، محمد رفیق طالب علم سیکنڈ ائیر گورنمنٹ ڈگری کالج اٹک، نجیب خان طالب علم سیکنڈ ائیر ڈگری کالج اٹک، محمد فیاض سیفی کارنر کلاتھ ہاؤس نیا بازار، محمد شاکر زرگر نیا بازار دکان، ناصر جیولرز اٹک سٹی قابل ذکر ہیں۔ ہمارے متعلق اٹک سٹی میں یہ کہا جا رہا ہی کہ ہم لوگ صلوۃ وسلام نہیں پڑھتے۔ میں جواباً عرض کرتا ہوں۔ کہ ہمارے ہر ایک پیر بھائی کے تخیل میں ہر وقت سامنے روضہ اقدس رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص حضور پاک کا نام نامی ہی پکارے۔ تو ہماری کیفیات اور ہو جاتی ہے۔ اور وجد میں آ کر اکثر بے ہوش جاتے ہیں۔ ہم ہر محفل میں صلوہ وسلام بھی پڑھتے ہیں اور اس صلوۃ وسلام کی کیفیت کی بھی جمعہ کے روز اٹک سٹی میں مسجد سیفی نیا قبرستان میں دیکھ کر موزانہ کر لیں۔ کہ ہمارے صلواۃ وسلام اور نام نہاد پیروں کے صلوۃ و سلام میں کتنا فرق ہے۔ اور عشق مصطفیٰ ﷺ کا پرکیف منظر کہاں ہے۔ کچھ لوگوں نے اٹک سٹی میں ہمارے پیر طریقت حضرت مبارک صاحب کی شہرت اور ایمان افروز جلووں کو دیکھ کر اپنی دکانداری کو خطرہ میں پاتے ہوئے محض الزام تراشی شروع کر دی ہے۔ یہ لوگ

اشتہاروں میں ڈیڑھ میل لمبے القاب تحریر کرتے ہیں۔ لیکن فیض نام کی کوئی چیز ان کے پاس نہ ہے۔ بندہ ناچیز ان کو دعوت دیتا ہے کہ آؤ "اگر منڈیکس شریف جانے کی ہمت نہیں ہے۔ تو اٹک سٹی میں مسجد سیفی نیا قبرستان میں آ کر نظارہ کر لیں۔ اور جو بھی سوال و جواب کرنا ہے۔ حضرت مبارک کے خلیفہ مطلق جناب حضرت سید پیر جعفر بادشاہ صاحب جو کہ مسجد سیفی نیا قبرستان میں ہوتے ہیں۔ سے مناظرہ کر لیں۔ انشاء اللہ منہ کی کھانی پڑے گی۔ ان نام نہاد پیروں کی شکل وصورت سے اندازہ ہوتا ہے کہ نورانیت نام کی کوئی چیز ان کے چہرہ میں نظر نہ آتی ہے۔ بلکہ روسیاہی پھیلی ہوئی ہے۔ اس سیفی کارخانہ میں مزدور و مالک تمام کے تمام ایک ہی قطار میں اپنے چہروں پر پیاری پیاری داڑھیاں سجائے سروں پر سفید تاج رکھے ہوئے نظر آئینگے اور نورانی کیفیت ایک جھلک دیکھتے ہوئے ہی عیاں ہو گی۔

میرا نام محمد ذیشان خالد محمدی سیفی ہے اور میں شعبہ طب سے وابستہ ہوں اور ایک سرکاری ہسپتال میں ملازمت کرتا ہوں۔ آپ حضور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت بابرکت کا شرف مجھے آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک 9 شوال (1998ء) میں آستانہ عالیہ باڑہ شریف میں حاصل ہوا اور آپ کی زیارت مقدسہ سے سنت و شریعت کی ایک جامع تصویر آنکھوں میں پھر گئی اور حقیقتاً آپ کی شخصیت کو دین متین پر مکمل عمل پیرا دیکھا۔ ہر طرف سنت و شریعت کی بہار دیکھی اور آپ کی شخصیت کو جلال و جمال کا حسین امتزاج پایا۔ میں نے فروری 1998ء کو حضور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن (دامت برکاتہم العالیہ) کے مجاز خلیفہ سیدی مرشدی حضور قبلہ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی مدظلہ العالی کے دست اقدس پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا اور طریقہ ہائے نقشبندیہ میں جون 2000ء میں خلافت پائی۔

(محمد ذیشان خالد محمدی سیفی نیشنل انسٹیٹیوٹ فار ریہیبلیٹیشن میڈیسن (NIRM)، اسلام آباد)

ایک شیخ کامل اور ولیٔ کامل

تحریر: صاحبزادہ محمد فضل الرحمٰن اوکاڑوی مہتمم: جامعہ اشرف المدارس
اوکاڑہ پرنسپل جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

پیر طریقت رہبر شریعت شمس المشائخ حضرت علامہ پیر اخند زادہ سیف الرحمٰن نقشبندی مجددی دامت برکاتھم العالیہ ایک بلند پایہ شیخ کامل اور ولی کامل ہیں ان کی ذات کا الفاظ میں مکمل احاطہ کرنا تو ممکن نہیں ہے بس اتنا کہ سکتا ہوں کہ آپ موجودہ دور میں ایک بہت بڑی شخصیت ہیں نہ صرف پیر طریقت ہیں بلکہ ایک بہت بڑے عالم دین ہیں اور آپکی تعلیمات میں مسلک حق اہلسنّت و جماعت کے عقائد پر پختگی نظر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ اور آپ کے مریدین سچے عاشق رسول ﷺ نظر آتے ہیں۔ بے ادبوں اور گستاخوں سے قطع تعلق رکھتے ہیں اور اپنوں سے انتہائی پیار و محبت سے پیش آتے ہیں۔ میرے نزدیک ان کی ایک زندہ کرامت یہ ہے کہ ایک دفعہ میں (راقم)، پیر محمد افضل قادری، الحاج امجد علی چشتی اور صاحبزادہ غلام صدیق نقشبندی کے ہمراہ ان سے ملنے کے لیے گئے وہ انتہائی بخت سے ملے اور ہماری خوب خدمت کی جب واپس آنے لگے تو تو حضرت پیر صاحب نے تین جبے منگوائے اور میرے ساتھیوں کو ایک ایک جبہ عنایت فرمایا میرے دل میں ملول ہوا اور میں نے سوچا کہ نہ جانے مجھے کیوں محروم رکھا گیا ہے کہ اچانک حضرت نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب آپ کیوں مغموم ہوتے ہیں آپ کو دراصل میں اپنا ذاتی جبہ دینا چاہتا ہوں یہ کہا اور اپنا جبہ اتار کر مجھے پہنا دیا میں بہت خوش ہوگیا۔

والد گرامی قبلہ شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی قادری رحمتہ سے بھی آپ گہری محبت وعقیدت رکھتے ہیں اور والد گرامی مرحوم بھی ان کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے آپ بھی والد گرامی مرحوم کے سالانہ عرس مبارک میں آپ کے صاحبزادے اور خلفاء، کثیر مریدین کے ہمراہ ہر سال شرکت فرماتے ہیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ تادیر مسلمانوں پر قائم رہے اور زیادہ سے زیادہ لوگ آپ سے مستفید ہوتے رہیں۔

مجمع البحرین، علوم ظاہری و باطنی کے عظیم سپوت

الشیخ مبارک سرکار دامت برکاتہم العالیہ

تحریر: محمد مظہر فرید شاہ، نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال

خدارسیدہ ہونے کے لیے دو تحریکات درکار ہوتی ہیں۔ ا۔تحریک ظاہری ۲۔تحریک باطنی

تحریک ظاہری کی اصلاح علم فقہ سے ہوتی ہے اور تحریک باطنی کی اصلاح علم تصوف سے ہوتی ہے۔ کسی ایک علم سے بھی بے نیاز ہو کر کامل استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ جس طرح پانی مطلوب ہو تو دو گیسوں (آکسیجن اور ہائیڈروجن) کی مخصوص مقدار ضروری ہے ورنہ ایک کی موجودگی سے پانی دستیاب نہ ہو سکے گا اسی طرح جب انسان کی کامل اصلاح مقصود ہو تو دو علوم (علم الفقہ اور علم التصوف) کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ پاکستان میں مختلف خانقاہوں اور متعدد درسگاہوں سے نفوس انسانیہ کی اصلاح کا کام جاری ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ یونہی جاری و ساری رہے گا۔

صوفی باصفا ولی کامل پیر طریقت رہبر شریعت علم و عمل کے حسین پیکر حضرت علامہ مولانا الشیخ اخونزادہ سیف الرحمٰن المعروف مبارک سرکار مدظلہ آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف لاہور کی تحریک تزکیہ نفوس نہایت ہی منظم اور تصوف کی دنیا میں خوبصورت اضافہ ہے۔ شیخ طریقت کی پیرانہ سالی مستزاد یہ کہ جُہد تسلسل اور سالکین کی باقاعدہ تربیت کے باعث آپ آستانہ عالیہ سے باہر کے دوروں کو زیادہ جاری نہ رکھ سکے ہیں یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ آپ کے اسم گرامی سے تو متعارف ہیں مگر زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے۔ ایسے لوگ آپ کی نظر التفات سے میدان عمل میں اترنے والے روشن ستاروں کی زندگیوں سے آپ کی ولولہ انگیز قیادت و سیادت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

حضرت شیخ کامل کی تصفیہ قلوب اور تزکیہ نفوس کی اس مقدس تحریک کو مدارس عربیہ کے قیام اور علوم و فنون اسلامیہ کی ترویج سے مزید فروغ دستیاب ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی بارگاہ میں بہ صد عجز و نیاز دعا ہے کہ یہ تحریک شیخ طریقت کی ولولہ انگیز قیادت میں علوم ظاہری و باطنی کا حسین امتزاج پیش کرے۔ آمین

حضرت اخندزادہ پیرارچی کی شخصیت...... ایک مشاہدہ

تحریر: علامہ صاحبزادہ حفیظ اللہ شاہ مہروی جامعہ حامدیہ مہردیہ حفیظ العلوم

امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ اور ان کی امانتوں کے امین اور ان کے مشن و افکار کے سچے علمبردار سرخیل نقشبندیت و ارث مسند مجددیت مخدوم الاولیا سلطان و سالکین حضرت قبلہ پیر اخند زاد سیف الرحمٰن صاحب خراسانی مدظلہٗ العالی سے راقم الحروف کی پہلی ملاقات اور شرف زیارت مرکز انوار و تجلیات ربانی حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مقدس پر دوران خطاب ہوئی حضرت میری تقریر کے دوران اس نشست میں بطور مہمان خصوصی تشریف لائے تو مریدین عقیدت مندوں اور شرکاء عرس نے اور اسٹیج پر موجود اکابرین علماء اہلسنّت وعمائدین ملک وملت بشمول مشائخ طریقت نے جس انداز سے آپ کو خوش آمدید کہا اور شرکاء محفل نے جس طرح افکار استقبال کیا وہ اپنی مثال آپ تھا فضاء نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت اور ذکر اللہ سے گونج اٹھی آپ کے سر مبارک پر منفرد قسم اور نوعیت کی دستار نورانی چہرہ اور چمکیلے جبہ شریف نے پوری محفل کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر لیا اور یوں محسوس ہونے لگا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اس کے چند دن بعد سید ظفر علی شاہ صاحب ممبر قومی اسمبلی مرحوم کی دعوت پر میلاد کانفرنس سے خطاب کرنے پشاور جانا ہوا تو اگلے روز آپ کے آستانہ عالیہ پر صوفی محمد اقبال صاحب کے ہمراہ محض زیارت کی نیت سے حاضر ہوا تو حضرت نے کمال محبت و شفقت کا اظہار فرمایا اور جو خوبیاں اور وصف مقبولان بارگاہ خداوندی میں ہونا چاہیے آپ کو ان اوصاف سے متصف پایا اور پھر ملتان میں انٹرنیشنل سنی کانفرنس میں جب آپ مریدین اور خلفاء کے جھرمٹ میں اسٹیج پر تشریف لائے تو پورا اسٹیڈیم آپ کی طرف متوجہ ہو گیا اور

آپ کرسی پر رونق افروز ہوئے تو ایک عجیب سماں بندھ گیا اہلسنت کے اکثر پیران عظام میں مذہبی غیرت بہت کم دیکھنے میں آتی ہے وہ محض اپنی پیری مریدی کو فروغ دینے میں مصروف عمل نظر آتے ہیں اور علماء سے خود اور اپنے حلقہ ارادت کو دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں الحمد للہ حضرت موصوف جہاں روحانیت کے علمبردار اور شریعت مطہرہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا سمجھتے ہیں وہاں مسلک حق اہلسنت و جماعت کے بول بالا اور پرچار کے ساتھ ناموس رسالت کے لیے مر مٹنے کا جذبہ رکھتے ہیں اور دشمنان دربار رسالت کی سرکوبی کے لیے خلفاء و مریدین سمیت ہر وقت سر پر کفن باندھے رکھتے ہیں اور اپنی عزت و عظمت جاہ و جلال کو رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس پر قربان کرنا سعادت مندی گردانتے ہیں گویا کہ جو کام انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپے گئے اور پھر وہ اولیاء کرام کو منتقل ہوئے آپ صدق دل اور اخلاص کے ساتھ انجام دے رہے ہیں اوامر کی پاسداری اور نواہی سے باز رہنے کی بھرپور اور مؤثر طریقہ سے تلقین فرما رہے ہیں آپ کے مریدین کے سر پر دستار اور سنت رسول سے سجا ہوا چہرہ تبلیغ اسلام کی روشن دلیل ہے، اگرچہ اس سے چند سال قبل ۱۰ محرم الحرام کے موقع پر کندیاں شہر میں ذکر حسین کی محفل میں کرسی صدارت پر موجود آپ کے محبوب ترین خلیفہ جو آپ کی طرح مذہب اور دین کا درد رکھنے والے اور علم و علماء کے دلدادہ زینت بزم عاشقاں رونق محفل سالکاں حضرت میاں محمد سیفی حنفی مدظلہ سے ملاقات ہوئی اور میری تقریر جو ذکر حسین کے حوالہ سے تھی کے دوران جس طرح حب اہلبیت میں ڈوب کر آنکھوں سے آنسو بہا رہے تھے اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ ان کے سر پر کسی قلندر وقت کا سایہ اور دل پر کسی عظیم روحانی شخصیت کا قبضہ ہے۔

معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ ہستی حضرت سیف الرحمٰن صاحب اخندزادہ کی ہے جو ایک اللہ کی ضرب سے دلوں کی کیفیت کو بدل دیتے ہیں اور روحانی انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔ یہی صورت تین سال قبل کراچی گلشن جدید کی جامع مسجد میں مفتی رفیق صاحب کے جلسہ میں خطاب کیا گیا تو صوفی محمد سہیل وکیل سے ملاقات ہوئی اور انھوں نے اگلے روز

مجھے اپنے آستانے پر ماہانہ محفل ذکر اللہ میں خطاب کی دعوت دی اور یہ منظر میرے لیے نیا تھا کہ میری تقریر کے دوران جس مرید پر نظر کرتے اس کا دل خود بخود وجد آفرین ہو جاتا خیال آیا کہ یہ جس ہستی کے مرید اور فیض یافتہ ہیں ان کا مقام کیا ہوگا اور پھر گزشتہ سال حضرت میاں محمد سیفی حنفی کو حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک کی دو نشستوں میں علماء کرام سے محبت و الفت کر کے دیکھا وہ اپنی مثال آپ تھا ان کی عجز و انکساری ملنساری شریعت کی پاسداریاں کے فقر اور ولایت کی مظہر تھی ان کی زندگی کا مرکز محور اور مطمع نظر ناموس رسالت کا تحفظ اور روحانی انقلاب اور معاشرہ کو بے حیائی عریانی فحاشی اور بدعقیدگی کی لعنت سے اور طوفان سے پاک کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ انھوں نے گذشتہ سالوں میں مرشد کے حکم پر صرف ملتان میں نہیں پہنچا بلکہ پاکستان بھر میں مرتدین دربار رسالت اور گستاخان بارگاہ ولایت کے خلاف علم جہاد بلند کرتے ہوئے ہنگامی طور پر یارسول اللہ کانفرنسوں کا انعقاد کیا اور حکومتی ایوانوں کو ہلایا اور بتایا کہ یہ ملک رسول کے غلاموں کا ہے مسلک حق اہلسنّت جماعت کے جید علماء خطباء اور اکابرین وعمائدین ملک کے پاس خود اور اپنے خلفاء کے وفود بھیج کر احساس ذمہ داری دلائی۔ میرے انتہائی محترم دوست صوفی سردار محمد انور ڈوگر سیفی اور ڈاکٹر محمد عمران سیفی کو ملتان کے علماء و مشائخ سے ملاقات کے لیے تجویز کیا ان لوگوں نے جس لگن، درد اور جذبہ کے ساتھ ملتان یارسول اللہ کانفرنس کے لیے جو طوفانی دورے کیے اور جس خلوص کا مظاہرہ کیا وہ یقیناً قبلہ میاں صاحب کی تربیت کا اثر ہے قبلہ سردار صوفی محمد انور ڈوگر جو ایک اہم دنیاوی معروف ترین عہدہ رکھتے ہیں کے باوجود دن رات ذکر رسول کی محافل میں حاضری کو روحانی غذا سمجھتے ہیں ان کے گھر گذشتہ برس ایک نجی محفل میں میاں صاحب قبلہ کی روحانی میٹھی باتوں کی لذت آج تک محسوس کر رہا ہوں مگر یہ سب کچھ شیخ کامل کی نگاہوں کا مرہونِ منت ہے۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان چند سطور کو میرے لیے اور قارئین کے لیے نجات کا ذریعہ اور بخشش کا سبب بنائے آمین۔

اسلاف کے زمانے کا عظیم بزرگ

تحریر: استاذ القراء قاری المقری قاری محمد اعظم نورانی

سلسلہ عالیہ سیفیہ کے موسس اعلیٰ شیخ طریقت حضرت اخوند زادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب ارچی خراسانی نقشبندی مجددی کی علمی روحانی شخصیت سے میں ذاتی طور پر بہت متاثر ہوں۔ آج کل شیوخان طریقت میں وہ صفات کم ہی نظر آتی ہیں جو حضرت موصوف میں پائی جاتی ہیں۔ حضرت کی تربیت کی وجہ سے لاکھوں حاملین اسلام نے اپنا آپ نظام مصطفیٰ ﷺ کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ مجھے متعدد بار آپ کے خلفاء کی مجالس میں قرآن پڑھنے کا شرف حاصل ہے جس طرح قرآن سے یہ لوگ محبت فرماتے ہیں یقین جانیے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ قرآن کو با تجوید پڑھنے پڑھانے کا رواج بھی اسی سلسلہ میں زور شور سے دیکھا گیا ہے۔ ولایت کی ابتدائی کڑی قرآن کی تلاوت یا تجوید ہے جن کا ان کے ہاں خوب اہتمام ہے۔

حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ انھوں نے افغانستان سے پاکستان منتقل ہو کر دین و مسلک حقہ کا جو کام صوبہ سرحد، اس کے ملحقہ علاقے اور پھر پورے پاکستان میں جس جانفشانی، لگن اور جدوجہد کے ساتھ کیا ہے وہ بذات خود ایک ضخیم مقالہ کا متقاضی ہے۔ افغانستان اور صوبہ سرحد کی حدود میں توپ و تفنگ بم و بارود کے دھوؤں اور دہشت گردوں کی خونریزی اور ظالمانہ طرز عمل کی مسموم فضاؤں میں جس طرح عشق رسول ﷺ کا سبق جوانمردی اور استقلال سے دیا ہے وہ اللہ جل شانہٗ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر ان کے غیر متزلزل ایمان کا بین ثبوت ہے۔ آج الحمدللہ ان مریدین باصفا، خلفاء و تلامذہ ملک پاکستان کے کونے کونے میں ان کا یہ پیغام بطریق احسن پہنچا رہے ہیں، دارالعلوم قائم ہو رہے ہیں اور خانقاہی نظام اسلاف کرام کے نمونہ پر ترقی پذیر ہو رہا ہے، حزب اللہ کی فوج تیار ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ پیر اخوند زادہ صاحب دامت برکاتہم عالیہ کی عمر اور علم و فضل میں برکت عطا فرمائے تاکہ مسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کو ان سے مزید تقویت پہنچے۔

راقم آخر میں محبی و محترمی ملک محبوب الرسول قادری زید عنایۃ کو حضرت پیر صاحب قبلہ کی حیات اور کارناموں پر "انوار رضا" کی خصوصی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

امت کے لیے غنیمت وجود

تحریر: علامہ محمد غلام رسول فیصل آبادی

حضرت اخوند زادہ مبارک پیر سیف الرحمٰن صاحب پیر ارچی و خراسانی ان مقدس ہستیوں میں سے ہیں جن کا وجود مسعود امت کے لیے رحمت اور غنیمت ہے۔ علمی میدان ہو یا روحانی، عقائد کا میدان ہو یا اعمال کا، فقہی مسائل ہوں الغرض جس فضیلت والے میدان میں دیکھیں آپ شاہسوار نظر آتے ہیں۔ اتباع سنت کی تکمیل میں آپ کی ساری زندگی بیت گئی آپ کی علمی تحقیق اتنی مستحکم ہے کہ مخالف کو سکوت کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ بہت سے مسائل میں آپ کو میں نے خود دیکھا کہ کتابوں کے انبار لگا دیتے ہیں آپ کی فقاہت بھی کرامت سے کم نہیں اس سلسلہ میں خداداد حافظہ باکمال کے مالک ہیں۔ عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت میں آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی فرقِ باطلہ کے لیے آپ کی ذات شمشیر بے نیام ہے عقائد کے سلسلہ میں ہم نے دیکھا کہ کوئی لچک نہیں۔ صلح کلیوں کے لیے آپ حق کی ننگی تلوار ہیں جس طرح عقائد اہلسنت کی آپ نے حفاظت فرمائی آپ کے دور میں شاید ہی کسی نے کی ہو رفاہ عامہ کے کاموں میں بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں غریبوں کے لیے سائلین کے لیے آپ حاتم وقت ہیں میں نے آپ کی شخصیت کا جائزہ انتہائی قریب سے لیا ہے میں سنی سنائی باتوں پر کفایت نہیں کرتا۔ میرا آپ سے تعلق نیا نہیں جہاد افغانستان کے دور میں جب آپ علاقہ کھجوری منڈی کس میں تشریف لائے اس وقت سے آپ سے تعلق و نسبت ہے شب زندہ دار دن کو اللہ کی مخلوق کے لیے رشد و ہدایت ذکر وفکر کی محافل، مخلوق کی خدمت میں مصروف رات کو عبادت شب بیداری حتی الامکان ساری زندگی اسی کاوش میں آپ نے گزار دی ہے۔ طریقت شریعت حقیقت معرفت میں کامل مکمل اکمل ہیں صرف یہی چیز ہی آپ کے فضائل و کمالات میں کافی ہے کہ آپ کا کوئی مرید کوئی خلیفہ بے عمل نہیں۔ ننگے سر نہیں بے نماز نہیں بلکہ نفلی قیام وصیام سے فارغ نہیں۔ جسے دیکھیے متبع سنت ہی نظر آئے گا جس کی صحبت میں اتنا اثر ہے ان کے باقی کمالات کا کیا عالم ہوگا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت و شفاء کاملہ عاجلہ سے نوازے تا دیر آپ کا سایہ سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین

ہشت پہلو شخصیت کی استقامت

تحریر: علامہ صاحبزادہ میاں محمد آصف سیفی، آستانہ عالیہ راوی ریان شریف

شیخ المشائخ حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی وخراسانی مبارک مدظلہ العالی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا ہیں کہ آپ کا شمار سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم بزرگوں میں ہوتا ہے۔ لاکھوں مریدین اور ہزاروں خلفاء کرام آپ کی ذات گرامی کے ساتھ وابستہ ہیں آپ نے تمام مریدین اور خلفاء کرام کی تربیت، شریعت مطہرہ کیمطابق فرمائی ہے۔ آپ شریعت کی پابندی خود بھی کرتے ہیں اور اپنے مریدین سالکین بھی اس پابندی کا سختی سے حکم فرماتے ہیں۔

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی مکمل تجدید کی ہے۔ جب بھی پیارے آقا ﷺ کی شریعت مطہرہ سے روگردانی ہوئی تو اللہ پاک نے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کے لیے اپنے دلیوں کو بھیجا اور موجودہ دور میں اللہ پاک نے حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی وخراسانی مبارک جیسی شخصیت کو بھیجا جن کی نگاہ فیض سے لوگوں کو دلی سکون و اطمینان نصیب ہوا اور وہ پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کے مطابق زندگیاں بسر کرنے لگے۔

آپ نے اپنی اولاد کی تربیت قرآن وسنت کے مطابق کی ہے آپ کی اولاد میں سے اکثر صاحبزادگان مستند عالم دین ہیں اور وہ درس وتدریس کا کام سرانجام دے رہے ہیں اور ماشاءاللہ سنت کے پابند ہیں۔ آپ کے اندر عشق مصطفیٰ ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے آپ نے زندگی کا اکثر حصہ ایسے علاقوں میں گزارا ہے جہاں متعدد فتنے ہیں آپ نے تقریباً 32 سال خیبر ایجنسی باڑہ پشاور میں گزارے اور عشق رسول ﷺ کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہونے دیا جب بھی کسی گستاخ رسول نے پیارے آقا ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور آپ

کو پتہ چلا تو آپ نے فوراً اس کا سختی سے نوٹس لیا اس کے خلاف کاروائی کی اور اس پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا آپ گستاخان رسول ﷺ اور بدمذاہب کے ساتھ مصافحہ تک کی گنجائش نہیں رکھتے بلکہ اُن کے ساتھ جو تعلق رکھے اس سے بھی سخت نفرت کرتے ہیں۔

آپ سادات کا بہت احترام کرتے ہیں جب بھی کوئی سید آپ کی زیارت کے لیے آپ کی بارگاہ میں آتا ہے تو آپ اُسے اپنے پاس بٹھاتے ہیں اور اُس کی بڑھ چڑھ کر مالی خدمت نذر کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس کی روحانی تربیت بھی فرماتے ہیں۔

آپ ہر عمل میں تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ علالت طبع کے باوجود آپ نے کبھی بھی کوئی نماز گھر میں ادا نہیں کی بلکہ آپ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ آپ کے دل میں مسلک حق اہلسنّت و جماعت کا بہت درد ہے جب کبھی بھی اہلسنّت و جماعت کی کوئی کانفرنس یا جلسہ جلوس ہوتا ہے تو بعض اوقات آپ خود بھی اور اپنی اولاد اور مریدین سالکین کو حکماً شرکت کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

آپ علماء کرام کا بے حد احترام کرتے ہیں اور اُن کی مالی خدمت کرتے ہیں کیونکہ یہ بزرگوں کا شیوہ رہا ہے کہ وہ عالم دین کی بڑھ چڑھ کے خدمت کرتے تھے۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَاذْكُرُونِىٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ.

پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

آپ کا روحانی فیض نہ صرف پاکستان بلکہ دوسرے ممالک (Out of country) میں بھی تیزی سے عام ہو رہا ہے اور آپ کے مریدین متوسلین غیر مسلم ممالک میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کو عام کر رہے ہیں قرآن وسنت کا درس دے رہے ہیں اور غیر مسلموں کو حلقۂ اسلام میں داخل کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ایسی کامل ومکمل واکمل ہستی کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم فرمائے ایسی ہشت پہلو شخصیت کی استقامت کے طفیل ہمیں بھی دین پر استقامت کی نعمت عطا کرے اور ہماری عمریں بھی ان بزرگوں کو لگا دے۔ آمین ثم آمین.

بجاہِ سید المرسلین ﷺ.

ظلمت کدے میں ایک ہالہ نور کا

تحریر: حضرت علامہ مولانا غفران محمود سیالوی
ناظم تعلیم و تربیت، جماعت اہلسنّت راولپنڈی

یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واو الامر منکم.
(النساء آیت 59)

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اطاعت کرو صاحبان امر کی مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ کسی نے کہا اولی الامر سے مراد حاکم وقت ہے۔ (ابن وہب ابن جریر وغیرہ) کسی نے کہا اولی الامر سے مراد اصحابِ فقہ ہیں۔ (ابن عباس مجاہد، عطا بن سالک وغیرہ) کسی نے کہا اولی الامر سے مراد صوفیا ہیں۔ (اہل تصوف)

علماء محققین نے تینوں اقوال کو یوں تطبیق دی کہ اللہ نے اپنے ساتھ اطیعوا کا لفظ لگایا اور رسول ﷺ کے ساتھ بھی اطیعوا کا لفظ لگایا لیکن اولی الامر کے ساتھ اطیعوا کا لفظ نہیں لگایا جبکہ اولی الامر کی اطاعت بھی واجب ہے۔ چنانچہ علماء فرماتے ہیں۔

اولی الامر کا عطف الرسول پر ڈالا اور اولی الامر کو رسول اللہ ﷺ کے تابع کر دیا۔ اب چاہے حاکم ہو یا اصحاب فقہ ہوں یا صوفیا ہوں۔

اطاعت و تابعداری اسی کی ضروری و واجب ہے جو رسول اللہ ﷺ کا سچا تابع فرمان ہے۔ جاننا چاہیے کہ ولایت نام ہے قرب خداوندی کا اور خدا کا قرب شریعت مصطفےٰ ﷺ پر عمل پیرا ہونے سے ملتا ہے، چنانچہ خود اولیا کا بھی یہی فرمان ہے جس طرح حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ تعالٰی بِلادَ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ وُکُلُّھَا مَسْدُوْدَۃٌ عَمَلَ الْخَلْقِ اِلَّا مَنِ اقْتَفٰی عَلٰی اَکْثَرِ الرَّسُوْلِ.

یعنی اللہ کا قرب پانے کے لیے بے شمار راستے ہیں مگر تمام راستے مخلوق خدا پر بند ہیں۔ صرف اتباع رسول ﷺ وہ واحد راستہ ہے جو اس پر مستقیم المزاج ہو گیا وہ خدا کا قرب پا گیا۔

نہ عالموں سے نہ علم فلسفی سے ملتا ہے　　خدا کا پتہ خدا کے نبی ﷺ سے ملتا ہے
ان کو چھوڑ کر جو جنت جا سکو تو جاؤ　　وہ رستہ بھی ان کی گلی سے ملتا ہے

اور حدیث قدسی میں بھی منشائے خدا اور فرمانِ مصطفےٰ ﷺ یہی ہے۔

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ الخ. (بخاری شریف کتاب الرقاق باب التواضع جلد 2 ص 963)

یعنی جو میرے کسی بھی ولی سے عداوت رکھے (معلوم ہوا تمام سلاسل طریقت کے بزرگوں کا احترام کرنا چاہیے) میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور میرے بندے نے میرا قرب نہیں حاصل کیا کسی ایسی چیز سے جو مجھے سب سے زیادہ پیاری ہو میرے مقرر کردہ فرائض سے اور ہمیشہ میرا بندہ نفلی عبادات سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے۔ حدیث بخاری طویل ہے آمدم برسر مطلب کہ ولی فرائض واجبات سنن کا دائمی پابند ہوتا ہے بلکہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ ایک شخص نے ولایت و صدیقیت کا دعویٰ کیا ہے اس کی زیارت کو چلتے ہیں جب آپ مریدوں سمیت شخص مذکور کی طرف گئے تو اتفاق سے وہ بندہ مسجد کی طرف جا رہا تھا اس نے مسجد کی طرف ہی منہ کیے دانستہ یا غیر دانستہ تھوک دیا تو حضرت خواجہ صاحب بغیر سلام و کلام واپس پلٹے اور فرمایا جو شخص شریعت مصطفےٰ ﷺ کے مستحبات سے لاعلم ہے وہ کیسے ولی ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا ولایت نام اتباع مصطفےٰ ﷺ کا۔

لیکن عام طور پر جب ہم اولیا کرام کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں زیادہ تر ان کے خوارق عادات اور کرامات پر زور دیتے ہیں۔

اسی طرح جب ہم اولیاء کرام کے زہد و عبادت کو بیان کرتے ہیں تو اس سے ترکِ علائق دنیوی مراد لیتے ہیں۔

بلاشبہ اولیائے کرام صاحب کرامت ہوتے ہیں مگر ان میں سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ صاحب علم و عمل ہوتے ہیں۔ تقویٰ و طہارت کی سعادت انھیں حاصل ہوتی ہے

احکام شرعی انھیں جان سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے نزدیک شریعت کی حدود سے تجاوز کرنا کفر ہوتا ہے اور محبت خدا ومحبت رسول میں مرمٹنا عین اسلام۔

چنانچہ یہی وہ کرامت ہے جس نے ان کی ذات کو بابرکت بنا دیا اور ان میں بلا کی جاذبیت اور غضب کی دلکشی وکشش پیدا کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود۔ گر چہ از حلقوم عبداللہ بود۔

جس طرح نگاہ کرتے ہیں تصفیہ قلب کا سامان کرتے ہیں کیونکہ وہ بصرہ الذی یبصربہ کا مصداق ہوتے ہیں۔ نہاں خانۂ دل سے اٹھنے والی ہوک کو سن لیتے ہیں کیونکہ کنت سمعه الذی یسمع به کا مظہر ہوتے ہیں۔

جب ہاتھ بڑھا دیں تو فاصلوں کی بناہیں کھینچ لیتے ہیں کیونکہ وہ ولده التی یبطس بِهَا کا مظہر ہوتے ہیں۔ پاؤں اٹھا دیں تو فاصلے سمٹ جاتے ہیں کیونکہ وہ رجله التی یمشی لِهَا کا پیکر ہوتے ہیں۔ دست سوال دراز کر دیں تو خزانے ہوتے ہیں کیونکہ وہ وَلَئِن سئلنی لا عطینه کے حقدار ہوتے ہیں کیونکہ اولیا نے کبھی دنیا کو دین پر ترجیح دی نہ دنیا سے ترکِ تعلق کیا ہے۔ ایک طرف کا ہو کے رہ جانا آسان لیکن دونوں طرف رہ کر ایک کے لیے اک ہونا بڑا مشکل ہے اور یہ مقام محبوبیت ہے۔ رجال لا تلهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله. وہ تجارت میں بھی لگے ہوں لیکن ان کے دل یاد الٰہی سے معمور ہوتے ہیں۔ جو بزرگانِ دین کثرت سے عبادت و ریاضت کرتے ہیں ہر وقت خدا کا ذکر کرتے ہیں اور خلائق کو ذاکر بناتے ہیں یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جنھیں اللہ کی محبت میں فنا ہو کر بقا ملی مگر جن لوگوں نے اولیا کرام کو سطحی نگاہ سے دیکھا وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ دنیا سے ترکِ تعلق ولایت کی پہلی شرط ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں نے گویا رہبانیت کو اختیار کر لیا جس سے ان کی تمام ریاضت و عبادت بے نتیجہ رہتی ہے۔

جو لوگ اولیا کرام کی حیات مبارکہ میں ان کے خوارقِ عادات و کرامات کو تلاش کرتے ہیں اور انہی کو اولیائے کرام کی ولایت کی دلیل سمجھتے ہیں وہ سخت دھوکے میں ہیں۔ ان کی نگاہوں سے اولیا کرام کی سیرت کے وہ پہلو اوجھل ہو جاتے ہیں جن کے باعث اسلام پھیلانے میں انھیں اکثر نامساعد حالات میں کامیابی ہوئی ہے۔ حقیقت میں یہی اولیائے کرام کی سب سے بڑی کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے۔

اس تناظر میں اگر سابقہ خراسان سے اگر کوئی واقف ہے تو وہ جانتا ہے کہ وہاں کفر و ارتداد کے سرغنوں نے کس طرح اپنی بدعقیدگی کے جال بچھا رکھے تھے اور قرآن و سنت کا نام لے کر سادہ لوح مسلمانوں کو تعظیم رسالت و ولایت اور تعلیمات تصوف سے دور رکھا ہوا تھا سلام عقیدت شہنشاہِ خراساں قبلہ پیر اخند زاد سیف الرحمان علیہ رحمتہ الرحمٰن کو جنھوں نے اس ظلمت کدے کو نورِ ولایت سے منور فرمایا اور حقیقی معنوں میں قرآن وسنت کا نور بکھیرا۔ آپ نے بیک وقت کئی محاذ پر جہاد جاری فرمایا۔

کبھی خوارج و روافض کی بیخ کنی فرماتے نظر آتے ہیں۔ کبھی قرآن وسنت کا نور بکھیرتے نظر آتے ہیں۔ کبھی تقریر وتحریر سے بدعقیدہ لوگوں کے بدعقیدگی کے تابوت پر آخری کیل ٹھونکتے نظر آتے ہیں اور کبھی پتھر دلوں کے سنگستان کو خشت الٰہی اور حدیث الٰہی میں پگھلاتے نظر آتے ہیں اور متلاشیان خدا کو ذکر الٰہی اور محبت رسول کے جام تطہیر آنکھوں سے پلاتے نظر آتے ہیں۔ چند تصاویر دیکھنے کو ملیں کہیں آپ درسِ قرآن دے رہے ہیں کہیں درسِ حدیث دے رہے ہیں۔ کہیں فقر کے مسائل سمجھا رہے ہیں اور تشنگانِ دین کے جھرمٹ میں اسے معلم و مربی کو دیکھ کر حضور ﷺ کی طرف صحابہ کا دین متین کے فہم کے لیے لپکنا یاد آتا ہے۔ مرشد ہوتا ہی وہی ہے جسے دیکھ کر اور جس کے مریدوں کو دیکھ کر دور مصطفےٰ ﷺ یاد آئے۔ جس کی اداؤں سے سیرت مصطفےٰ دکھائی دے جو چلے تو سنت رسول کا حسن نظروں کے سامنے ہو جو بولے تو سخن رسول یاد آئے بلکہ جس کا چہرہ دیکھو تو خدا یاد آئے اسی لیے کریم آقا نے فرمایا۔

مَنْ ذِکرَکُمْ باللّٰہِ رُؤیتہُ. کہ انھیں دیکھنے سے خدا یاد آئے۔

من ذکرکم بالاخرہ عملہ. جن کا عمل دیکھ کر قیامت یاد آئے۔

من زاد فی علمکم. جن کے لب حرکت کریں تو تمھارے علم میں اضافہ ہو۔

دنیا والو یہی وہ لوگ جو حضور ﷺ کے سچے وارث ہیں جو بھٹکے ہوؤں کو راہِ مستقیم پر لا رہے ہیں جو راہِ سنت سے ہٹنے والوں کو حامی سنت بنا رہے ہیں۔ جو بے نمازی ہے وہ نمازی بن گیا۔ جو ننگے سر تھا عمامہ اس کے سر سجا دیا۔ ذکر الٰہی کی لذت سے آشنا کر دیا۔ یہی وہ عظیم لوگ ہیں جن کو ہم اللہ والا کہتے ہیں۔

اللہ رب العزت حضرت قبلہ پیر اخند زادہ سیف الرحمان صاحب کی زندگی میں برکتیں دیں اور تادیر ہمیں ان سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

آباد خدا رکھے ساقی ترا میخانہ

تحریر: حضرت علامہ مولانا پروفیسر حبیب اللہ چشتی، لیکچرار: ایف جی کالج H-8 اسلام آباد

میں آج تک پیر طریقت، شہباز شریعت، امام معرفت حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن ماتریدی حنفی مدظلہ العالی کے زیارت کی سعادت سے محروم ہوں اور سچی بات یہ ہے کہ تصوف کے اس عظیم قائد و سپہ سالار کے متعلق میری معلومات بھی تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن بعض حقائق اتنے واضح اور عیاں ہوتے ہیں کہ جن کے اثبات پر دلائل کا مطالبہ کرنا اپنا وقت برباد کرنے کا دوسرا نام گردانا جاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت میں یہ عرض کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا ہوں کہ باوجود شرف زیارت کی محرومی اور معلومات کے فقدان کے میرے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز اٹھ رہی ہے کہ عصر حاضر میں حضرت کا وجود مسعود طالبان راہِ حقیقت کے لیے ایسے ہی ہے جیسے

بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی

اور یہ دعویٰ محض کسی جذباتی کیفیت کا

اظہار نہیں بلکہ میں نے یہ رائے بڑے گہرے تجزیے اور حالات کا بغور مشاہدہ کرنے کے بعد قائم کی ہے۔ مجھے ایک مرتبہ حضرت کے مریدین کی ایک محفل میں حاضری کا موقعہ ملا وہاں ذکر وفکر اور یاد الٰہی کی جو کیفیات میں نے دیکھیں۔ یقین فرمائیے انھوں نے میرے دل پر دور رس اثرات مرتب کیے۔

میں بہت سے ایسے لوگوں سے واقف ہوں جو پہلے عجیب وغریب زندگی بسر کرتے تھے لیکن یونہی وہ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کے سلسلہ میں بیعت ہوئے ان کے چہروں پر سنت رسول ﷺ کا حسن و جمال رقص کرنے لگا۔ عمامہ شریف ان کے سروں کی زینت بن گیا ان کی چال میں بندہ مومن کا وقار اور تمکنت چھلکنے

لگی اور اللہ تعالیٰ کی یاد ان کی زبان سے ہوتی ہوئی دل میں اتری اور پھر نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔

اللہ اللہ کرتے کرتے ہو نظر آیا مجھے
ہو میں جب میں گم ہوا پھر تو نظر آیا مجھے

کا منظر حضرت کے مریدین میں بڑی شدت سے دیکھا جا سکتا ہے۔ قال اور حال میں ایک فرق یہ بھی ہوتا ہے کہ قال کا ماہر صرف لفظوں کے موتی رولتا ہے عقلی موشگافیاں سلجھانے میں زندگی تمام کر دیتا ہے۔ اس کے متعلقین لفظوں کو سلجھانے کا فن جانتے ہوں گے عقل کی تشفی کا مداوا بھی ان کے پاس ہوگا لیکن ان کی آنکھیں ندامت کے آنسوؤں سے محروم اور دل ذکر کی لذتوں سے خالی رہتے ہیں۔ حضرت پیر صاحب مخلوق خدا کو صرف قال تک ہی نہیں لے جاتے بلکہ آپ کا اصل میدان تو ہے ہی حال، میرا ایک عزیز جو حضرت کے مریدین میں سے ہے مجھے بتا رہا تھا کہ جب کوئی بھی بندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو تو بے شک آپ اس بندے کو کچھ بھی نہ فرمائیں لیکن انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف پھر جاتا ہے۔ زبان کو ذکر الٰہی کی حلاوتیں نصیب ہو جاتی ہیں اور جبین بے تاب سجدوں کے لیے مچلنے لگتی ہے۔

اللہ کے محبوب بندے وہی تو ہوتے ہیں جن کی زیارت سے بندوں کو اللہ یاد آ جائے جب میں اس پہلو سے حضرت کی شخصیت کو دیکھتا ہوں تو میرا دل پکار پکار کے صدا لگاتا ہے کہ آپ صرف ولی کامل ہی نہیں بلکہ آپ کی خدمت میں حاضری دینے والے بھی ولایت و معرفت کے نہ جانے کتنے جہان پی جاتے ہیں۔

جس طرح بہار کی ہوا اپنا تعارف کروانے میں کسی کی محتاج نہیں ہوتی، پھول کبھی پکار کے صدا نہیں لگاتا کہ لوگو مجھ میں خوشبو ہے چاند کبھی ہو کے نہیں نکلتا کہ مجھ میں چاندنی ہے بلکہ ہر زیرک انسان ہواؤں کو بہار کے نقیب سمجھتا ہے کرنوں سے چاند کی عظمتوں کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ اسی طرح حضرت کے بے شمار مریدین، سنت نبوی سے مزین ان کے چہرے، یاد الٰہی سے تر زبانیں اس چیز کا بین ثبوت ہے کہ ان کے شیخ اور مربی و مرشد قرب الٰہی کی بے پناہ منزلیں طے کر چکے ہیں اور ان کے شیخ طریقت کی کیفیت میں ہے کہ ان کے لیے ۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

آپ کی زندگی کا حاصل ذکر الٰہی کی جوت جگانا ہے اور قسام ازل نے آپ سے یہ کام اتنی شدت سے لیا ہے کہ جس کا اندازہ لگانا مجھ جیسے ناقص انسان کے بس سے باہر ہے۔ ابھی چند دن پہلے آپ کے ایک مرید کے گھر بچی پیدا ہوئی۔ وہ میاں بیوی دونوں آپ کے مریدین میں شمار ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ یقین فرمائیں مجھے ایک دوست نے اس بچی کے رونے کی ریکارڈنگ سنائی ہے۔ وہ بچی جب روتی ہے تو اس ''اللہ، اللہ'' کی آواز بالکل صاف سنائی دیتی ہے۔

ذکر کی یہ سب بہاریں حضرت پیر صاحب کے خون جگر سے پروان چڑھ رہی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے اور ذکر و فکر کا یہ میخانہ سدا آباد رہے۔

آباد خدا رکھے ساقی! تیرا میخانہ

اس بندہ ناچیز نے حضور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی مرتبہ فروری 2000ء کو باڑہ شریف میں دیکھا تھا اور آپ کو دیکھتے ہی مجھے حضور ﷺ کا دور یاد آ گیا اور میرے دل و دماغ نے تسلیم کیا کہ اگر اس دور میں کسی نے سچا وارث رسول ڈھونڈنا ہو تو وہ آپ مبارک کی ذات ہے۔ میں نے شرف بیعت حضور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی دامت برکاتہم العالیہ سے اکتوبر 1999ء کو حاصل کیا اور مرشد مبارک نے مئی 2003ء میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ارشاد خط عطا فرمایا۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ کی ذات اقدس سے لے کر آپ کے تمام صاحبزادگان اور آگے پوتے یعنی جتنی بھی اولاد ہے سب کے سب عالم دین اور سنت کے پیکر اور طریقت و شریعت کے ترجمان ہیں۔

(محمد معروف محمدی سیفی اسلام آباد)

ایک گوشے میں سارے چمن کی خوشبو

استاذ العلماء حضرت علامہ قاری حافظ پیر حافظ محمد امین خان حنفی سیفی
مہتمم جامعہ امینیہ للبنات غوثیہ نئی آبادی لاہور کینٹ

آپ اخندزادہ مبارک نہایت اخلاق، ملنسار اور متواضع شخصیت کے مالک ہیں۔ آفتاب و مہتاب علم و عرفان ہونے کے باوجود عجب، خود بینی اور ریا کاری سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتے۔ سالکین سے نہایت سادگی اور بے تکلفی سے ملتے ہیں کہ آنے والا آپ کے اخلاق کریمہ کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے اگر آپ کی بلندی مرتبہ کو دیکھا جائے اور عاجزی اور کسر نفسی دیکھی جائے تو فوراً آپ کے اعلیٰ کمال کی طرف نظر جاتی ہے، مزاج مبارک میں حیرات انگیز تحمل کہ عام سالک بھی بڑی بے تکلفی سے گفتگو کر سکتا ہے۔ کیا مجال کہ آپ کی پیشانی پر شکن پڑ جائے، اس کے باوجود آپ کے رعب و دبدبے کا یہ عالم کہ بڑے بڑے علماء ومشائخ جب حاضری دیں تو ڈر سے گفتگو نہیں کر سکتے مگر سرکار مبارک ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی شریعت کے خلاف بات یا کسی سالک نے غیر شرع بات کر دی تو اس سے درگزر نہیں فرماتے بلکہ کتابوں سے دلائل جمع فرما دیتے ہیں اور مسئلہ کی پوری وضاحت کر دیتے ہیں۔

سرکار اخندزدہ مبارک کے علم وفضل کے جن گوشوں کی طرف اشارہ کیا گیا یہ تمام وہ پہلو ہیں جن کا ذکر اور جن کا اعتراف ملک اور بیرون ملک کے علماء و مشائخ و مشاہیر اہلسنت و جماعت کر چکے ہیں یہ سرکار اخندزادہ مبارک کی زندگی کے وہ گوشے ہیں جو لوگوں کے علم میں آگئے ہیں ان کے ایک وجود میں علم وفضل کی کتنی ہی ایسی دنیائیں آباد ہیں جن کا

لوگ پتہ بھی نہیں چلا سکے اور کسی طرح لوگوں کے احاطہ علم میں نہ آ سکتیں۔ یہاں پر راقم الحروف محمد امین حنفی سیفی عرض کرتا ہے کہ سرکار اخندزادہ مبارک کی جامعیت و کمالات و معارف کے متعلق یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہوگئی کہ سرکار مبارک کی جو خصوصیات دنیا پر ظاہر ہوسکیں وہ بہت قلیل ہیں اور جو پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہیں وہ چھپی ہیں شاید سرکار مبارک اپنی خصوصی نگاہ عنایت سے کسی سالک پر واضح کر دیں تو کوئی بعید نہیں۔ ہم نے سرکار اخندزادہ مبارک کو جاننے کی بہت کوشش کی جتنا آپ چاہتے ہیں کہ یہ لوگ مجھے جانیں تو یقیناً ہم نے اس قدر ہی جانا اور آپ مبارک کی ہستی کے بہت سے امکانات جو لوگوں پر ظاہر ہوسکیں وہ امکانات کیا تھے ان کی تعیین وصراحت آسان نہیں۔

ے ایک گوشے میں سارے چمن کی خوشبو

سرکار اخندزادہ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے عجیب وغریب دماغی صلاحیتوں و قابلیتوں سے سرفراز فرمایا ہوا ہے۔

اشرف المشائخ حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب تعارف کے محتاج نہیں۔ افغانستان، ایران، پاکستان، ہندوستان نیز حجازِ مقدس اور دیگر عرب ممالک کے علاوہ یورپ، امریکہ اور اسٹریلیا جیسے مقامات پر بھی آپ کے مریدین اور آپ کے چاہنے والے موجود ہیں۔

مدینۃ الاولیاء میں بین الاقوامی سنی کانفرنس کے انتظامات آپ کی سرپرستی میں آپ سے محبت کرنے والوں نے کیے۔ موچی دروازہ میں ہونے والی پاکستان سنی کانفرنس کی پہلی نشست جو بعد از نماز ظہر ہوئی آپ کے مریدوں نے اسے رونق بخشی۔ باڑہ میں ملعون منیر شاکر کے مقابلہ میں آپ نے مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ سنیت کے نام پر کئی نکالی جانے والی ریلیوں میں آپ کے اشارہ پر آپ کے مریدوں نے بھرپور حصہ لیا۔ "هٰذا مَا ظَهَرَلِیْ"

(حافظ محمد اشرف جلالی شیخ الحدیث جامعہ جلالیہ رضویہ اشرف المدارس کاموںکے ضلع گوجرانوالہ)

اہل اسلام کے لیے باد بہاری حضرت اخوندزادہ سرکار

تحریر: عالمہ فاضلہ، قاریہ، عظیم مذہبی سکالر، مسرت جبیں گلزار سیفی ہاشمی
پرنسپل۔ جامعہ گلزار سیفیہ للبنات لاہور

موجودہ اولیاء و مشائخ عظام کی پوری جماعت میں سب سے زیادہ محبوبیت اور شہرت جس مرد خدا کو حاصل ہے وہ حضور سرکار سیدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک پیرارچی وخراسانی ہیں کیا عوام اور کیا خواص دونوں طبقوں میں آپ کو یکساں اور لازوال عزت حاصل ہے۔ آپ مبارک کو زمانہ بھر کے علماء و مشائخ نے مختلف القاب سے یاد کیا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ شیخ کامل و اکمل کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی توجہ سے مرجھائی ہوئی مابین التفات پکڑ ہیں مردہ دل اس کی توجہ شریف سے زندہ ہوں گویا آپ مبارک کا وجود اسلام اور تصوف بلکہ صوفیہ کے لیے ایک باد بہاری ہے۔ یہ وہ درد ہے کہ صوبہ سرحد باڑا کے حالات اور اسی کی فضاء پر علم کی خشکی کی لیپ چڑھا ہوا تھا جس پر تصوف کا رنگ چڑھایا اور نئے فرقے وجود میں آرہے تھے اور منیر شاکر جیسے بے دین اولاد عظیم مبلغ بنے ہوتے ہیں اسی طرح بس کے کنڈیکٹر شیخ اسلام اور قوم کے رہبر بنے ہوتے تھے اور ایف ایم (F.M) پر خطاب فرماتے تھے ہر شخص قارون اور نمرود بنا ہوا تھا۔ ایسے علاقہ میں 32 سال تک علم کی شمع کو روشن رکھا اس کشمرہ و کبدہ ماحول سے بڑے بڑے علماء رنجیدہ خاطر تھے مگر سرکار اخوندادرہ مبارک نے بوتے فقیر سے اس صدقہ کو منظر فرمایا جس سے علاقہ خیبر ایجنسی کا رنگ یکسر بدل گیا سوز دماغ کی جگہ سوز جگر نے لے لی قدرت نے اپنی نیرنگوں کا تماشا دکھانے کے لیے آپ کا خاص طور پر انتخاب فرمایا اور آپ نے بتیس (32) سال جس طرح قدرت کے ارادوں کو مکمل کیا وہ دور دیر تک وہ قوم یادرکھے گی۔

حضور پیر صاحب کی ذات فقر و فاقہ کے باوجود مرکزی حیثیت کی حامل رہی

تجدید و احیائے دین کے کام کو اگر شاداب چمن سے تعبیر کیا جائے تو آپ اس کا گل سر سبد تھے شکوہ عالم اور غیرت فقر کو اگر کوہ طور پر کا نام دیا جائے تو آپ جلوہ نواز میں صف اولیاء میں آپ جیسا جامع الصفات فردعرب و عجم میں نہیں ملے گا۔ سرکار اخوانزادہ مبارک کو قدرت نے حلقہ مشائخ میں ایک کمال عطا فرمایا آپ عرصہ دراز تک کشورِعلم کی تدریس فرماتے رہے۔ دیگر روحانی مشاغل کے ساتھ ساتھ اپنے قائم کیے ہوئے مدرسہ میں روزانہ تفسیر حدیث فقہ اصول فقہ نحو وصرف کی تدریس بھی خود انجام دیتے رہے۔اگر آپ کے معمولات کو دیکھا جائے تو یقیناً بندہ کہہ اٹھتا ہے کہ لفظ وحرف میں محو اور قرطاس و کتاب میں مستغرق انسان کبھی دوسرے سے بات کرنا تو کجا خود کلامی کی فرصت بھی نہیں پاتا مگر یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ آپ جونہی منصب تدریس سے اتر کر مسند تلقین پر جلوہ گر ہوئے تو ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو متوجہ فرماتے اور پوری دنیا سے آنے والے افراد کی تربیت فرمائی اورتجدید دین اوراصلاح احوالی کا بیڑہ اٹھایا کہ پوری پامردی اور احسن تدبیر کے ساتھ قلب انسانی کی اصلاح اور تربیت نفس کا فریضہ سرانجام دیا بعد مخلوق خدا کو بندے کی فداگی سے نجات دلا کر ایک خالق حقیقی کے سامنے سجدہ ریز کر دیا۔

برصغیر پاک و ہند میں اولیائے کرام کے فیض و برکات نے بڑی بڑی بلند مرتبت شخصیت پیدا فرمائیں جن سے اَن گنت شرک و بدعت کی گمراہی میں پڑے ہوئے نور اسلام سے منور ہوئے اور یہ سلسلہ بدستور جاری وساری ہے۔

فی زمانہ روحانیت کے علمبرداروں میں ایک قابل ذکر شخصیت نے بھی اپنا روحانی فیض عام کیا جو دنیائے اسلام میں حضرت پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب پیر آف ارچی کھجوری منڈی کس (صوبہ سرحد) سے معروف ہیں آج کل لاہور جلوہ افروز ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں صحت کاملہ سے بہرہ مند فرمائے اور ان کے فیضان کا دریا جاری رہے۔ آپ کے بیشتر خلفاء اسی مشن کو آگے بڑنے کی مساعی جمیلہ میں پیہم معروف ہیں۔

(محمد منشا تابش قصوری مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

صاحبِ نگہِ کیمیا اثر

علامہ غلام بشیر نقشبندی جامعہ صفۃ المدینہ گجرات

فلکِ نیلی بام مدتوں محوِ خرام رہتا ہے تب کہیں ایسی نابغہ روز گار شخصیتیں منصۂ شہود پر آتی ہیں جو نہ صرف وقت کی آواز پہ چلنے والی بلکہ وقت کی آواز دینے والی ہوتی ہیں جو حالات کے سیلاب کے آگے تنکے کی طرح بہہ نہیں جاتیں بلکہ مضبوط چٹان بن کر حالات کا رخ موڑ دیتی ہیں۔ ایسی یگانہ روزگار ہستیوں میں سے ایک ہستی یادگارِ اسلاف جامع الشریعۃ والطریقۃ حضرت سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی ہیں جن کی نگاہ کیمیا اثر نے لاکھوں لوگوں کی زندگی بدل کر رکھ دی ہے اور جن کی صحبت فیض اثر لاکھوں راہ گم کردہ لوگوں کے لئے خضرِ راہ کا کام دے رہی ہے۔

ماضی قریب میں چند جاہل لوگوں نے تصوف وطریقت کو بازیچہ اطفال سمجھ لیا۔ اور بیگانوں کے ساتھ ساتھ بعض اپنوں نے بھی اس راہ کو بد نام کیا۔ لیکن حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتھم العالیہ جامع شریعت وطریقت ہیں۔ ایک طرف شریعت کے باریک ترین مسائل پر گہری نظر ہے اور دوسری طرف طریقت کے بلند ترین مقامات زیب نظر ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اسی لئے بہت سارے علماء نے حضرت صاحب سے استفادہ کیا۔ گویا آپ بیک وقت مرجع العلماء اور صدر نشین بزم صوفیاء ہیں۔

آپ کا پیغام بڑی تیزی سے شرق و غرب میں پھیل رہا ہے۔ گویا یہ دریا اب سمندر بن چکا ہے۔ جو گوھر ھائے نایاب لٹا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ شریعت وطریقت کی اس جامع شخصیت کا فیض ہمیشہ جاری وساری رکھے! آمین۔

امید کی ایک کرن...... حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف سیالوی

امتِ مسلمہ کے لئے یہ انتہائی ابتلاء اور آزمائش کا دور ہے، مادیت پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحانات اسلام کے روحانی نظام اور اقتدار کے لیے بڑا خطرہ ہیں۔ حضرات صوفیاء کرام اسلامی کی روحانی اقدار کی ہمیشہ حفاظت کرتے رہے۔ آج کے دور میں تصوف کو اسلام کے متوازی نظام فکر قرار دیا جارہا ہے۔ امت مسلمہ کو روحانیت سے دور کرنے کی یہ ایک مذموم سازش ہے۔ لمحہ موجود میں اسلامیان پاکستان کے لئے شیخ طریقت پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن کا وجود امید کی ایک کرن ہے۔ ''خانقاہ'' جو روحانی تربیت کا موثر ترین ادارہ ہے بدقسمتی سے اخلاص و لایت کے اس ترجمان ادارہ میں بھی مادیت پرستی اور ریاء کاری گھس آئی ہے، اس کے منہاج تربیت کے احیاء کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

ہر چند کہ حضرت صاحب سے شرف ملاقات و زیارت نہیں رہا لیکن آپ کے فیض یافتگان سے مختلف مواقع پر ملاقات ہوئی تو ایسے لگا کہ حضرت پیر صاحب اپنے ارادتمندوں پر خوب توجہ دیتے ہیں انہیں توجہات قلبی کے نتیجہ میں مجددی فیض اور نور ان کی پیشانیوں پر چمک رہا ہے، سنت رسول ﷺ اپنانے کا یہ ولولہ روحانیت میں درجہ کمال پر پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ ان عظیم روحانی ہستیوں سے اسلامیان پاکستان کو اصلاح فکر و عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ (آمین)

یہی صورت ہوا کرتی ہے اکثر باکمالوں کی

محمد اکمل وینس روزنامہ خبریں ملتان کی یادیں

لاہور سے تعلق رکھنے والے پاکستان کے نامور نعت خواں الحاج سرور حسین نقشبندی نے کم و بیش چھ سال قبل میرا تعارف آستانہ عالیہ بھاگوشریف قصور کے سجادہ نشین سردار محمد انور ڈوگر محمدی سیفی سے کرایا تو پتہ چلا کہ سیفیہ بھی ایک سلسلہ بیعت ہے اور اس کی نسبت افغانستان سے تعلق رکھنے والے روحانی پیشوا، صوفی بزرگ پیرطریقت اخوندزادہ سیف الرحمٰن دامت بر کاتھم عالیہ سے ہے۔ وقت گزرتا رہا اور ''خبریں'' کے پلیٹ فارم سے منعقد ہونے والی محافل نعت و میلاد میں بالخصوص اور مختلف انجمنوں کی جانب سے منعقد کی جانے والی نورانی محافل میں بالعموم ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دوران ان سے قربت بڑھتی چلی گئی۔ 18 مئی 2005ء کو انور ڈوگر صاحب کی انجمن ''کارواں مداح رسول ﷺ'' اور ''خبریں'' کے اشتراک سے منعقدہ ہونے والی محفل نعت میں ان کے قریبی دوست اور پیر بھائی ڈاکٹر محمد عمران محمدی سیفی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی انور ڈوگر صاحب کی طرح اخلاق و گفتار میں اعلیٰ منصب پر فائز پایا۔ محفل میں شریک سینکڑوں مزید سیفی بھائیوں سے بھی ملاقات ہوئی۔ ان سب میں جو بات مشترک اور قابل ذکر پائی وہ چہرے پر سنت رسول ﷺ اور اللہ کے ذکر سے جاری قلوب تھے۔ محفل میلاد میں ڈاکٹر عمران صاحب کا خطاب سن کر ایمان تازہ ہوگیا۔ اس دوران جب انہوں نے اپنے مرشد کی شخصیت و کردار کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی تو ان کی گفتگو اور سیفی بھائیوں کی وارفتگی ووابستگی میں جو امتزاج نظر آیا وہ سچ کو اجاگر کردینے کے لیے کافی تھا۔ بعد ازاں ماہر امراض قلب جناب ڈاکٹر محمد اکمل مدنی کی رہائش گاہ اور کلینک میں ہونے والی چھوٹی مگر نور وسرود سے مزین نشستوں میں بھی انور ڈوگر صاحب کی زبانی پیر صاحب کی شخصیت کے مزید درخشاں پہلوؤں سے آگاہی حاصل ہوئی۔ مذکورہ چند باتیں اس لیے ضبط تحریر میں لایا کہ میں کیسے مرحلہ وار جناب پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کی روحانیت اور فضان سے روشناس ہوا۔ اس تمام عرصہ میں جناب پیر صاحب سے شرف ملاقات کی خواہش شدت

اختیار کرگئی۔ گو اب تک بھی پیر اخوندزادہ صاحب سے براہ راست ملاقات تو نہ ہو پائی مگر گزشتہ دنوں 24 اگست 2008ء کو ملتان ائیر پورٹ پر ان کے خلیفہ اور انور ڈوگر صاحب کے مرشد جناب حضرت میاں محمد حنفی سیفی دامت برکاتھم عالیہ سے اچانک ملاقات انتہائی خوشگوار تاثر چھوڑ گئی جس سے یہ مصرعہ ذہن میں گونجا کہ ۔

"یہی صورت ہوا کرتی ہے اکثر باکمالوں کی"

اس ملاقات میں میرے ہمراہ سٹی ڈسٹرکٹ ناظم میاں فیصل مختار صاحب، بین الاقوامی شہرت یافتہ قاری محمد عبد الغفار نقشبندی، قاری سید صداقت علی شاہ، معروف صنعتکار خواجہ محمد یونس اور مصر سے تعلق رکھنے والے مہمان قراء الشیخ یاسر عبد الباسط اور الشیخ صدیق محمود صدیق المنشاوی بھی موجود تھے۔ ان سب شخصیات نے بھی حضرت میاں صاحب سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ انور ڈوگر محمدی سیفی صاحب کی وساطت سے ہونے والی ملاقات کے بعد جب مذکورہ مہمان جہاز میں سوار ہونے کے لیے چلے گئے تو کافی دیر تک میں حضرت پیر اخوندزادہ صاحب کا ذکر ہوتا رہا اور ان کی شخصیت کے کئی مزید سحر انگیز پہلو ڈوگر صاحب کی محبت و عقیدت بھری گفتگو سے عیاں ہوتے رہے۔ گزشتہ تقریباً چھ سالوں میں سیفیہ سلسلہ کے بزرگ پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کی شخصیت و کردار اور تعلیمات کا جو تاثر ان کے مریدین کی قربت اور ملاقات سے میرے ذہن میں بنا ہے وہ یقیناً ناقابل فراموش ہے کیونکہ کسی بھی مصور یا سنگ تراش کی مہارت کا اندازہ اس کی مصوری یا سنگ تراشی کے نمونے دیکھ کر ہی لگایا جاسکتا ہے جناب پیر طریقت اخوندزادہ سیف الرحمٰن کے مریدین جناب سردار محمد انور ڈوگر محمد سیفی اور جناب ڈاکٹر محمد عمران محمدی سیفی کی صحبت سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے پیر صاحب کی تعلیمات اور دینی و روحانی جدوجہد اطاعت خداوندی و عشق مصطفیٰ ﷺ کے پرچار اور سنت نبوی ﷺ پر عمل کی تلقین سے لبریز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مریدین ذاتی نمود نمائش اور کسی لالچ و طمع سے بے نیاز ہو کر غلامی مصطفیٰ ﷺ کا طوق گلے میں ڈالے ہوئے اپنے مرشد کی جلائی ہوئی نورانی شمع سے دیوانہ اور پروانہ وار وابستگی رکھتے ہیں اور انہی کے رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مریدین کی اکثریت کے ذکر خدا سے جاری قلوب بھی جناب پیر صاحب کی نظر کے فیضان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ قافلہ سوز و گداز اور روز بروز وسیع سے وسیع تر اور مقبول سے مقبول تر ہو رہا ہے۔ دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ حضرت پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کو صحت مند و تندرستی عطا فرمائے اور ان کا فیض تاحیات جاری و ساری رہے (آمین)

جداگانہ رنگ کے حامل سیفی حلقے

تحریر: صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی سجادہ نشین آستانہ چشتیہ حضرت علامہ صائم چشتی فیصل آباد

عمدۃ الصالحین قدوۃ السالکین حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک مدظلہ العالی وہ عظیم روحانی شخصیت ہیں جو بیک وقت متبحر عالم دین بھی ہیں اور عظیم فقیہہ بھی، مجاہد اسلام بھی ہیں غازی بھی، روحانی طبیب بھی ہیں اور بہترین خطیب بھی، آپ گلشنِ روحانیت کی بہار بھی ہیں اور اولیائے عصر کے سردار بھی، علم وفضل کا بحرنا پیدا کنار بھی ہیں اور روحانیت کے شہسوار بھی، آپ شیخ طریقت بھی ہیں اور صاحب علم وحکمت بھی۔

منبع فیض و کرامت مرکز فیضان صدیقت، شہنشاہ خراسان تاجدار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک مدظلہ العالی وہ عظیم مبلغ اسلام ہیں جو فیض نظر سے اسلام نافذ کر رہے ہیں۔

عاشقِ سرکار ہیں رحمٰن کی تلوار ہیں
رہنمائے اولیاء ہیں صاحب کردار ہیں

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شریعت کی پابندی پر بڑا زور دیا جاتا ہے مجاہد ملت حضرت مبارک صاحب مدظلہ العالی کے مریدین شریعت مطہرہ پر کامل طور پر کاربند نظر آتے ہیں فی الحقیقت اس پرفتن دور میں یہ تجدید دین بھی ہے اور روحانی انقلاب بھی۔

میں نے حضرت سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک مدظلہ العالی کی زیارت کا شرف اپنے نہایت ہی محترم ومکرم دوست حضرت وکیل سرکار مدظلہ العالی کے توسط سے آپ کے پیر ومرشد ولی کامل ومکمل واکمل حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب مدظلہ العالی کے محبوب خلیفہ حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ العالی کے معیت میں حاصل کیا۔

آپ کی زیارت میری زندگی کا یادگار لمحہ تھا میں اُس عظیم شخصیت کو دیکھنا چاہتا تھا اُس ولی کامل کی زیارت کرنا چاہتا تھا جن کے فیض نظر سے دُنیا دار دین کی طرف آرہے ہیں میں اُس عظیم شخصیت کا دیدار کرنا چاہتا تھا جو اللہ کے بندوں کی ظاہری اور باطنی اصلاح کر کے اُنہیں کامل طور پہ اللہ کا بندہ بنا رہے ہیں۔

میں نے دیکھا کہ آپ کے ہزاروں مریدین صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔آپ کی توجہ سے باطنی غلاظتیں دور ہو رہی ہیں اور قلوب ذکر الٰہی کے نور سے منور ہو رہے ہیں۔ عقائد کی اصلاح ہو رہی ہے ذکر کی دعوت دی جارہی ہے۔آپ دن رات ذکر و تبلیغ میں مصروف تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے ہزاروں خلفاء پوری دنیا میں دین کی تبلیغ و دعوت کے ذکر و نعت کی محافل کا اہتمام کرتے نظر آنے لگے۔

میں نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ کی محافل کا رنگ جداگانہ دیکھا حضرت مبارک صاحب مدظلہ العالی جو نظر کا فیض تقسیم فرما رہے ہیں وہ سلسلہ در سلسلہ کئی پشتوں تک پھیل چکا ہے عہد حاضر میں نوجوانوں کی بڑی تعداد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کی طرف مائل ہو رہی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ روحانیت کا فیض عام ہے گذشتہ دوار میں روحانیت کا حصول بہت مشکل تھا اور جسے یہ گراں مایہ دولت عطا کی جاتی تھی اُسے بہت سخت ریاضت اور مشقت سے گذرنا پڑتا تھا لیکن عہدِ حاضر کی ضرورت کے عین مطابق حضرت مبارک صاحب مدظلہ العالی نے یہ فیض عام فرما دیا آپ نے سخاوت کمال ہے۔آپ کا فیض بحر بیکراں کی طرح رواں ہے اور جو بھی خلوص دل سے طلبگار فیض ہوتا ہے اُسے نواز دیا جاتا ہے۔لوگوں کی ظاہری اصلاح کے ساتھ ساتھ باطنی اصلاح بھی ہو رہی ہے۔ اہل سنت کا وہ تعلیم یافتہ طبقہ جسے اپنے عقیدہ پر شک گذرنے لگا تھا کہ خبر نہیں کہ روحانیت کی کچھ حقیقت بھی ہے یا نہیں اُنہوں نے جب اخندزادہ مبارک صاحب کی شخصیت کو دیکھا، آپ کی روحانی کمالات کا واضح اظہار دیکھا اور روحانیت کے اثرات سے قلوب کا زندہ ہونا دیکھا تو اُن کو ماننا پڑا کہ اہل سنت ہی سچا مذہب و مسلک ہے۔

حضرت مبارک صاحب مدظلہ العالیٰ کے کمالات کا احاطہ محالات میں سے

ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو جو عروج و کمال آپ کی ذات سے حاصل ہوا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ نے سلسلہ مجددیہ کو حیات تازہ عطا فرمائی ہے۔ آپ کی نگاہ پُر اثر نے اسرار باطنی کو ظاہر فرمادیا ہے۔

آپ بے مثال و باکمال ہیں۔

آپ کی شخصیت اُسوۂ رسول کا کامل نمونہ ہے۔

تقویٰ و ورع، تسلیم و رضا، علم و عمل، آپ کے خصائص میں سے ہیں۔ جلال و جمال کے اس پیکر دلنشیں نے لاکھوں لوگوں کے دلوں کو اسم ذات سے منور کردیا ہے اور یہ سلسلہ آپ کے خلفاء متوسلین کے ذریعے جاری و ساری ہے اور میری معلومات کے مطابق دُنیا کے ہر گوشہ میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے وابستگان موجود ہیں۔

حضرت اخندزادہ مبارک صاحب مدظلہ العالی کی دعوت ذکر و عمل کے اثرات کو دیکھتے ہوئے بڑے بڑے آستانوں کے سجادگان و مجاورین آپ سے شدید حسد کرنے لگے ہیں اور بجائے اس کے کہ اپنی اصلاح کریں اور اپنے اسلاف کے سلسلہ رُوحانیت کی ترویج کریں مخالفانہ پراپیگنڈہ کرنے لگے ہیں اور اُن کی ہمنوائی آستانوں پر لنگر انداز مولویوں نے شروع کر رکھی ہے میری تمام مشائخ اور علماء سے گذارش ہے کہ اُنہیں چاہیے کہ وہ اس نادر روزگار شخصیت کے قدموں میں حاضر ہو کر رُوحانیت کے کمالات حاصل کریں تاکہ جس مسند پر وہ بیٹھے ہیں اُن کا حق ادا کرسکیں۔

آپ کے بعض ارشادات و اقوال اور خوابوں کے حوالہ سے لوگوں کو متنفر کرنے والے لوگوں کو چاہیے کہ وہ کوئی بات آگے کرنے سے پہلے تصدیق کرلیا کریں اور اس عظیم روحانی شخصیت کی نفرت دِل میں رکھنے کی بجائے محبت رکھیں کیونکہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

''جس نے میرے والی کو اذیت دی اُس سے میری جنگ ہے''

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں اس عظیم روحانی شخصیت کے کمالات و فیوضات سے مشرف فرمائے اور ان کے پیغامِ عشق کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین و علیٰ آلہِ الطبین الطاہرین

شانِ سکندری کا مالک شیخ طریقت

تحریر: مخدوم غلام علی جیلانی
سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت خواجہ محمد جمال اللہ ملتانی

عرصہ حاضر میں جبکہ لادینیت کا سانپ اپنے پورے جوبن سے پھن نکالے مسلم اُمہ کی تہذیب کی مغربی کلچر کی بیہودگی سے زہر میں ڈبو کر سلمان رشدی جیسے گستاخان رسول ﷺ اور مرتدین کو جنم دے رہی ہے اور ہر گھر میں شیطان ناچتا نظر آرہا ہے۔ بد مذہبیت اپنے تمام اوزاروں کے ساتھ نوجوان نسل کو راہِ ہدایت سے گمراہ کرنے کے لیے میدانِ عمل میں اتر چکی ہے۔ فرائض و سنن سے بے رغبتی عام نظر آتی ہے۔ مایوسیوں کی چھاؤں اور گمراہیوں کے اندھیروں میں افق عالم پر عمل کا نور، احیائے قرآن و سنت سے اپنے ظاہر و باطن کو سنوارے۔ ایک قافلہ حریت تاج طریقت پہنے ملک پاکستان پر سایہ فگن ہو کر دم توڑتی امت کو سہارا دیتے آگئے آخر وہ کون ہیں؟

جن کی شانِ سکندری ہم نے دیکھی 2000ء انٹرنیشنل سنی کانفرنس ملتان میں سٹیج پر جلوہ افروز ہستی کہ جسکے ایک ابروئے اشارہ پر ہزاروں عاشقانِ رسول ﷺ جانیں قربان کرنے کے لیے بے تاب نظر آئے تھے۔ میری مراد آبروئے سنیت، آفتاب ولایت، حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک حنفی ماتریدی ہیں کہ جنکی تعلیمات نے صوبہ سرحد کی سنگلاخ چٹانوں اور وادیوں پر صدائے یا رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے لہرا دیئے۔

اللہ رب العزت آپکو، آپ کے خانوادے اور آپ کے مریدین و معتقدین کو عروج دوام عطا فرمائے کہ جنکی تعلیمات سے طریقت کو پھر اپنا وقار نصیب فرمائے (آمین)

آفتابِ شریعت وطریقت

تحریر: پروفیسر مظہر حسین قادری

اللہ رب العزت کا ارشاد پاک ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا (القرآن)

تحقیق جس نے اپنے نفس کو پاک کرلیا۔ وہ کامیاب ہوگیا اور جس نے اپنے نفس کو خراب کرلیا ہے۔ وہ تباہ برباد ہوگیا۔

دوسرے مقام پر ارشاد الٰہی جل جلالہ ہے۔

یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ (القرآن)

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ ان (مسلمانوں) پر اسکی (اللہ تعالیٰ کی) آیات کی تلاوت فرماتے ہیں۔ اوران (مومنین کے نفوس کو) پاک کرتے ہیں۔

پہلی آیہ مبارکہ میں دنیا وآخرت کی کامیابی نفس کا تزکیہ کرنے میں ہے۔ ورنہ انجام ٹھیک نہ ہوگا۔

دوسری آیہ مبارکہ کے حصہ میں امام انبیاء تاجدار کائنات حضرت محمد ﷺ کی دو شانوں کا بیان ہے ایک اہل ایمان پر قرآن حکیم کی آیات بینات کی تلاوت فرماتے ہیں۔ دوسری اپنی نگاہ اطہر سے اہل ایمان کے نفوس کا تزکیہ فرماتے ہیں۔

گویا بارگاہ رسالت ﷺ سے جہاں ہزاروں لاکھوں فیوض برکات کے چشمے پھوٹے۔ وہاں نفوس کی پاک کرنے کے وہ چشمے جاری ہوئے۔ جو تادم قیامت بہتے رہیں۔ نفوس کو پاک کرنے کا وہ عالی شان فیض جو بارگاہ الٰہی سے اللہ تعالیٰ

کے حبیب مکرم ﷺ نے ذریعے جاری ہوا۔ اس کے امین اللہ تعالیٰ کے اولیاء اور عاشقان مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اسی سلسلہ نور علیٰ نور میں کہیں سیدنا ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اجمعین نظر آتے ہیں۔ تو کہیں بلالو اویس وحسن بصری نظری آتے ہیں کہیں جنید و بایزید وعبد الرحمٰن، حاجی نظر آتے ہیں تو کہیں۔ سیدنا محی الدین عبد القادر و شاہ نقشبند و شاہ سہرور و شاہ چشت رضی اللہ عنہم اجمعین نظر آتے ہیں۔

موجودہ دور میں ہر سلسلہ طریقت میں ہزاروں اولیاء آسمان ولایت پر ستارے بن کر جگمگا رہے ہیں۔ اسی طریق پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ المشائخ آفتاب شریعت و طریقت حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کا سلسلہ دن دگنی رات چگنی ترقی کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو یونہی شاد و آباد رکھے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کے تمام بزرگوں کو بشمول بقیہ سلاسل کے اخلاص کے ساتھ دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ

جس نے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کا دور حاضر میں جانشین صادق دیکھنا ہو یا اسلاف کی زندہ و جاوید تصویر دیکھنی ہو تو وہ اس وقت آپ (حضرت اخندزادہ صاحب) دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت کرے۔ علم وعمل کے حوالہ سے آپ کے کسی قول وفعل میں کسی قسم کا تضاد نہیں پایا جاتا جس کی یہ تاثیر ہے کہ آپ مبارک سے وابستہ ہر شخص سنت مطہرہ کی عملی تصویر نظر آتا ہے اس سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ احیائے سنت کا جو کام آپ دامت برکاتہم العالیہ نے کیا ہے وہ آپ کا عظیم مشن ہے۔

(محمد شفاقت خان محمدی سیفی ولد ممتاز خان سکنہ موہڑہ کھٹڑاں حسن ابدال ضلع اٹک)

اپنے عظیم بزرگ کے حضور......خراجِ عقیدت

تحریر: اللہ کا فقیر

میرے لیے انتہائی مسرت کی بات ہے کہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے بانی قندیل نورانی تاجدار ولایت، منبع رشد و ہدایت، سیدنا اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک قدس سرہ العزیز کی حیات طیبہ پر ایک عظیم الشان اور رفیع المرتبت کتاب (انوار رضا، جوہر آباد کا خاص نمبر) ترتیب دی جارہی ہے۔

مجھے حکم ہوا کہ میں حضرت مبارک صاحب مدظلہ العالی کی بارگاہ میں اپنا ہدیہ عقیدت و محبت پیش کروں۔

جب میں نے کچھ لکھنے کا ارادہ کیا تو میری جبین ندامت سے عرق آلود ہوگئی کہ کہاں ایک ذرہ چیز اور کہاں آفتاب عالمتاب، کہاں ایک آب جو اور کہاں ایک بحر بے کنار، کہاں ایک ستارہ اور کہاں ماہتاب ضیاء بار، کہاں ایک خارِ راہ اور کہاں گل نو بہار۔

قلم میں طاقت نہ تھی کہ کچھ لکھ پائے بہت سوچا کہ کیا لکھوں کیسے لکھوں بہت بڑا امتحان آن پڑا ہے کیونکہ اُس عظیم المرتبت شخصیت کے حضور خراج عقیدت و محبت پیش کرنا مجھ جیسے ناقص کے بس کی بات ہی نہیں۔

اخندزادہ مبارک صاحب مدظلہ العالی کو جو بلند مرتبہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اُس کی حقیقت وہی مالک حقیقی جانتا ہے۔ ہاں میں یہ جانتا ہوں کہ مجھ جیسے لاکھوں گم کردہ راہوں کی ہدایت آپ کی نظر کرامت کا صدقہ ہے۔

میں اپنے آقائے نعمت، محسن و مربی سیدی و مرشدی و مولائی حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ العالی کے قدمین سے وابستہ ہوا تو آپ کے لبوں پر ایک ہی شخصیت کی بات تھی، ایک ہی ذات سے والہانہ عقیدت کا اظہار تھا۔ ہر بات میں اپنے مرشد کامل حضرت

اخوندزادہ مبارک صاحب کا ذکر فرماتے اور ہر سانس کے ساتھ اپنے مرشد کامل کے گن گاتے نظر آئے۔ آپ ہی کے فیض سے یہ نسبت حاصل ہوئی مجھے فخر ہے کہ میری نسبت عہد حاضر کی سب سے عظیم روحانی شخصیت کے ساتھ ہے۔ مجدد الف ثانی کا پرتو دیکھنا ہے تو مبارک صاحب کو دیکھ لو۔

آؤ میرے مبارک صاحب کے قدموں میں تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ فیض نظر کیا ہے؟ روحانیت کیا ہے؟ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفل کا رنگ دیکھنا چاہتے ہو تو میرے مبارک صاحب کی محفل میں آجاؤ۔ خواجہ معین الدین اجمیری کا فیض نظر دیکھنا چاہتے ہو تو مبارک صاحب کے قدموں میں آجاؤ یہ میری عقیدت اور خوش فہمی نہیں ہے بلکہ میں پورے وثوق سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ تمام سلاسل عالیہ کے بزرگان کاملین کا سارا فیض حضرت مبارک صاحب تقسیم فرمارہے ہیں۔

مجھ جیسا حقیر جو ظاہری علوم میں تو بہت سی ڈگریاں حاصل کر چکا تھا اور روحانیت پر یقین نہ رکھتا تھا بلکہ پیری مریدی کے خلاف تھا حضرت مبارک صاحب کے فیض نے اور حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ العالی ک نظر نے مجھے بھی پیر بنا دیا بلکہ آپ کے فیض نگاہ سے آگے خلفاء دین کا کام کر رہے ہیں۔

محترم المقام حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن کا دامت برکاتہم العالیہ سے میری ایک ملاقات پشاور (باڑہ) میں اور ایک لاہور میں ہوئی۔ میں نے آپ میں پرانے بزرگوں کی طرح تقویٰ اور پرہیزگاری دیکھی اور آپ کے مریدین میں جو دین سے وابستگی دیکھی وہ اپنی مثال آپ ہے۔

(الحاج امجد علی چشتی مرکزی چیف آرگنائزر جماعت اہلسنت پاکستان)

بلاشبہ آپ اپنے زمانہ کے وہ مرد قلندر ہیں جن کی نگاہِ ولایت سے لاکھوں بے نور سینے نور ہدایت سے منور ہو گئے۔ آپ مدظلہٗ کا وجود مسعود عالم اسلام کے لیے نعمت ہے اللہ تعالیٰ حضور قبلہ پیر صاحب مدظلہٗ العالی کا سایہ مسلمانوں کے سروں پر تادیر سلامت باکرامت رکھے۔

(علامہ مفتی مطلوب احمد سعیدی عفی عنہ مدرسہ رشیدیہ ماڈل ٹاؤن A بہاولپور)

عصر حاضر کی عظیم روحانی شخصیت

تاثرات: پروفیسر محمد جعفر قمر چشتی سیالوی
شعبہ عربی گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد

حضور نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں جس طرح آپ سے پہلے نبی نبی کے نائب ہوتے تھے اسی طرح آپ ﷺ کے بعد آپ کے امتی آپکے نائب ہو کر اسی فیض کو پھیلاتے ہیں فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ یہ نبی نہیں ہوتے مگر کام کرتے ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل ہیں ایسا کیوں نہ ہوتا کہ خود نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"علماء امتی کا بنیاد بنی اسرائیل"

"یعنی میری امت کے علماء کرام بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے"

نبی اکرم ﷺ کے فیض نبوت کا ایک بہت بڑا سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چلا جس کو سلسلہ عالیہ چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ کے ناموں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح سرکار کے فیض بے مثال کا دوسرا بڑا سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے چلا جسکو سلسلہ نقشبندیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگرچہ ان تمام سلاسل کے بزرگان دین پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں مگر خاص طور پر برصغیر پاک و ہند اور افغانستان کے علاقوں میں ان بزرگانِ دین کی خصوصی توجہ ہوئی حضور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم ترین بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ کے بہت سے بزرگوں نے دنیا میں فیض نبوت پھیلانے میں اپنا کردار ادا فرمایا، مگر ان میں جو مقام عمدۃ الصالحین قدوۃ السالکین حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک مدظلہ العالٰی کو حاصل ہوا وہ عصر حاضر میں کسی کو حاصل نہ ہوسکا آپ وہ روحانی شخصیت ہیں جو بیک وقت متبحر عالم دین اور فقیہہ بھی ہیں اور مجاہد و نمازی بھی ہیں روحانی طبیب بھی ہیں اور عظیم خطیب

بھی ہیں آپ وہ عظیم مبلغ اسلام ہیں جو فیض نظر سے اسلام اور فیض نبوت کو قلوب تک پہنچا رہے ہیں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خصوصیت پابندی شریعت ہے جو مجاہد ملت حضرت مبارک صاحب کے سلسلہ سیفیہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے آپ اس پر فتن دور میں مجددی کردار ادا کرتے ہوئے روحانی انقلاب برپا کر رہے ہیں۔ اس دور میں جہاں بھی جائیں سلسلہ عالیہ سیفیہ کا فیض نظر آتا ہے۔ جو نوجوان بدکردار تھے صاحب کردار بن گئے۔ جو بد نظر تھے صاحب نظر بن گئے جو اولیاء شیطان تھے اولیاء رحمٰن بن گئے۔

حضرت سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک مدظلہ العالی اس دور کے وہ غوث ہیں جن کے ہزاروں خلفاء پوری دنیا میں پھیلے ہوئے جن میں ان کے محبوب خلیفہ حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ نے خصوصاً پنجاب میں تبلیغ اسلام اور اصلاح معاشرہ کے لئے بہت کردار ادا فرمایا ہے۔ آپ سرکار کے خلفاء ہی نہیں آپ کے فیض کا بحر بیکراں ہر مرید بلکہ ہر ملاقات کرنے والے کے دل میں موجزن ہو جاتا ہے تقویٰ و طہارت، تسلیم و رضا، علم و فضل اور سنت پر عمل آپ اور آپ کے سلسلے کے خصوصیات میں سے ہے دینی غیرت آپ کی وہ خصوصیات ہے جس میں آپ بہت سے سجادہ نشین حضرات پر بازی لے گئے ہیں باجوڑ میں منیر شاکر گستاخِ رسول کے خلاف آپ اور آپ کے مریدین نے علمی اور باقاعدہ جہاد کیا آپ نے نام نہاد لشکر اسلام کے خلاف باقاعدہ فوجی کاروائی کرتے ہوئے جہاد فرمایا اور اب لاہور تشریف لے آئے ہیں مگر ابھی تک اس نام نہاد جہادی تنظیم کے خلاف جہاد جاری ہے جو امریکہ کو یہ جواز فراہم کر رہی ہے کہ پاکستان دہشت گردی کا مرکز ہے اور اسکے خلاف اتحادی فوجیں حملہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ پاک فوج اس لشکر اسلام نامی جہادی تنظیم کو خلاف قانون قرار دے کر اسکے خلاف کاروائی کر رہی ہے۔

حضرت سرکار سیف الرحمٰن وہ عظیم روحانی شخصیت ہیں جو ایک نظر سے ہزاروں کی تقدیر بدل کر رکھ دیتے ہیں اللہ سے دعا ہے اللہ تعالیٰ انکے علم و عمل اور زندگی میں برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تأثراتِ جمیلہ

علامہ پیر سید احمد علی شاہ سیفی بانی و مہتمم جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی

اس دنیائے آب و گل میں ہزاروں لوگ آتے ہیں اور اپنی اپنی زندگی محض گزار کر چلے جاتے ہیں مگر چند نفوسِ قدسیہ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی زندگی کا ہر لمحہ یادِ خدا جل جلالہٗ، عشقِ رسول ﷺ اور مخلوق خدا کی خدمت و بھلائی میں گزرتا ہے۔ ایسے ہی لوگ ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں۔ جن کی حرارتِ ایمانی سے بولہبی شرارے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ جن کی گرمیٔ نفس سے شیطانی قوتیں جل کر راکھ ہو جاتی ہیں۔ ایسی شخصیات مثلِ سورج کے اس دنیا میں زندہ رہتی ہیں جن کے نور سے سالکانِ راہِ ہدایت اپنی منزل کا تعین کرتے ہیں۔ ایسی ہستیاں موردِ فیضِ یزداں ہوتی ہیں جن کی روشنی سے ظلمت کدے میں اُجالے ہوتے ہیں۔ ہر دور میں جب باطل اپنی حشر سامانیوں کے ساتھ اُبھرتا ہے تو یہ ہستیاں حق کی علمبردار بن کر قوتِ معرفت سے اُس کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہیں اور (لکل فرعون موسیٰ علیہ السلام) کی مصداق ٹھہرتی ہیں۔ انہی باکمال ہستیوں میں سے حضرت پیر طریقت، رہبر شریعت، واقفِ رموز حقیقت، مجمع البحرین، جامع المعقول والمنقول حضرت خواجہ سیف الرحمٰن مدظلہ اخندزادہ مبارک صاحب زید مجدہٗ بھی ہیں جو اس دور میں علم و عمل و اخلاص، شریعت و طریقت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ انہی جیسی ہستیوں کے بارے وارد ہے کہ **اولئک هم القوم لا یشقی جلیسهم** اور **من عادلی و لیا فقد اذنتهٗ بالحرب** کے مورد بھی یہی ہیں۔ آپ اس وقت نبی اکرم، نورِ مجسم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے حقیقی وارث ہیں۔ یہ بات مبنی بر حقیقت ہے کہ اس دور پُرفتن میں ان جیسا عالم باعمل اور مرشد کامل مکمل کا میسر آنا ناممکن ہے۔ آپ اس شعر ۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

کا مصداق اتم ہیں۔

آپ کی مبارک زندگی اسوۂ حسنہ کی آئینہ دار، قرآن کریم کی عملی تفسیر اور احادیث

نبویہ علیہ التحتیہ والثناء کی صحیح تشریح ہے۔ جن کی خدا داد صلاحیت علم وعمل و اخلاص نے کئی لاکھ مردہ دل زندہ کئے ہیں۔ اور حیات لطائف سبعہ سے مالا مال کیا ہے۔ سینکڑوں فاسق، فاجر اور ظالم قسم کے لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیا ہے۔ آپ کی توجہ مبارک کی قوت وتاثیر سے ولایت کے مقامات نہایت سرعت کے ساتھ طے ہو جاتے ہیں۔ (ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء) ہزاروں کی تعداد میں علماء و مشائخ اہل حق (علی وجہ البصیرۃ و الحمقیقۃ) آپ کی ولایت اور حقانیت کے نہ صرف قائل بلکہ مؤید اور گرویدہ ہیں۔ آپ مبارک اس وقت اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء پر مثلِ سائبان کے ہیں۔ اور اس بارانِ رحمت کی مانند ہیں جو دلوں کی خشک زمین کو گلشن میں بدل دیتی ہے۔ بقول شاعر:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ بات مسلم ہے کہ حق اور اہل حق کے خلاف اہل باطل اپنا منفی پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کے باطل پروپیگنڈوں سے اہل حق کو نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں مگر ان کانٹوں کے باوجود بھی پھول اپنی خوشبو بکھیرتا رہتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ حضرت مبارک صاحب مدظلہ العالی کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں اُن کی مثال اس طرح ہے!

و مثالہٗ کمن کان یضرب رأسہ بالجبل لیکسر الجبل وانہٗ لا یدری انہ لا وبال علی الجبال و انما الو بال علی رأسہ ماأحسن ما قال ان من کدر التراب علی القمر لایقع الا علیہ أو بصق الی السماء الا یرجع الا الیہ.

(شرح میزان عقائد صفحہ 131)

یعنی اس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو اپنا سر پہاڑ پر مارے اس خیال سے کہ پہاڑ کو توڑ دے جبکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کا وبال پہاڑ پر نہیں بلکہ اُسی کے سر پر ہوگا (یعنی اُسی کا سر زخمی ہوگا)۔ کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے کہ جو شخص مٹی کو چاند پر پھینکتا ہے تو مٹی اُسی کے سر پر گرتی ہے یا جو شخص آسمان کی طرف تھوکے تو تھوک اُسی پر واپس لوٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پاک ذات حضرت مبارک صاحب کو حیاتِ خضری عطا فرمائے آپ کے فیوض و برکات سے عالمِ اسلام کو بہرہ مند فرمائے اور آپ کی تبلیغی سعی کو روز افزوں ترقی سے ہمکنار فرما کر پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ و صحبہٖ وبارک وسلم.

مرجع الخواص واخص الخواص

علامہ سید احمد علی شاہ سیفی، سید محمد منور شاہ نقشبندی (جامعہ علیمیہ اسلامیہ کراچی)

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت انسان کو عالم کون و مکان میں خلیفہ فی الارض کی حیثیت سے پیدا فرمایا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہم نے انسان (بنی آدم) کو کرامت و شرافت عطا فرمایا۔ اس شرافت و کرامت کی جس انسان نے ناقدری کی تو اپنی حیثیت کو اشرف المخلوقات کے زمرے سے نکال کر جانوروں کی حیثیت سے بھی کم اور گھٹیا کر دیا جس پر فرمان الٰہی شاہد ہے۔ اولئک کالانعام بل هم اضل. وقوله اولئک هم شر البرية. اور جنھوں نے اس نعمت خداوندی کی پاسداری اور شکر ادا کرتے ہوئے زندگی گزاری تو وہ بارگاہ الٰہی میں ان بشارتوں اور سعادتوں سے مسعود ہو گئے۔ اولئک هم خير البرية، وقوله: ان اکرمکم عند اللّٰه اتقاکم، وقوله: رضی اللّٰه عنهم و رضوا عنه، وقوله ولمن خاف مقام ربه جنتان. اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انعامات کسی خاص طبقے یا ذات پات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جس شخص کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اطاعت محبوبِ ربِ العالمین ﷺ میں گزرتا ہے وہی ان انعامات کا مستحق و سزاوار ہے کقوله تعالیٰ من يطع اللّٰه ورسوله فاولئک مع الذين انعم اللّٰه عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين و حسن اولئک رفيقا.

معلوم ہوا کہ جس کی زندگی شریعت کے اصولوں میں ڈھلی ہو وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں کہ وکونوا مع الصادقين: صادقین و صدیقین اور عباداللّٰه و عباد الرحمن کی سب سے بڑی کرامت ان کا شریعت پر استقامت ہے جیسا کہ فرمایا: الاستقامة خير من الف كرامة يا الاستقامة فوق الكرامة کسی کی شخصیت یا بزرگی ان کے دعوؤں یا اشتہار سے معلوم نہیں ہوتی بلکہ اس کے اعمال و اطوار سے پتہ چلتا ہے جیسا کہ رحمۃ للعلمین ﷺ نے کفار و مشرکین مکہ کے سامنے اپنی چالیس سالہ زندگی کو

بطور نمونہ پیش کر کے چیلنج کیا کہ میری زندگی تمہارے سامنے ہے اور میں نے تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ گزارا کیا اس میں میں نے کوئی جھوٹ وغیرہ ایسا کوئی عمل کیا ہو کہ جس سے میری شخصیت پر انگلی اٹھنے کا موقع ملے۔ آپ ﷺ کے حقیقی جانشین و ورثاء جو آسمانِ ہدایت کے تابندہ و درخشان تاروں کی مانند ہیں آئے اور کوچ کر گئے اور اپنے فیوض و برکات سے مستفیض خلفاء کو خلق خدا کی ہدایت کے لیے چھوڑ گئے کہ جن کی زندگی ہر دور کے لوگوں کے لیے مثالی اور نمونہ ہے۔ ان ہی شخصیات میں سے دور حاضر کی ایک جامع الصفات شخصیت کہ جن کی شریعت پر استقامت ہی ان کی اور ان کے اجلہ خلفاء کی سب سے بڑی کرامت ہے، اور جن کی تمام صفات میں سے کسی بھی صفت کو اپنایا غیر چیلنج نہیں کر سکتا، کیونکہ انھوں نے شریعت و طریقت کے لب لباب و نچوڑ حقیقت میں وہ عالی مقام حاصل فرمایا کہ دور حاضر میں اہل بصیرت میں سے کوئی شخص ان کا مد مقابل بننے کی تو کیا ان کے بارے میں دل میں بھی مخالفت کا تصور نہیں کر سکتا کیونکہ مشہور مقولہ ہے، قدر زر زرگر شناسد قدر جوہر جوہری۔ رہی بات احمقوں کی یا حق کے مخالفین کی تو ان کے بارے میں یہی کافی ہے کہ "الناس اعداء لما جهلوا" تو جو شخص ان کی عالی شان سے ناواقف ہے تو وہ کیا خیر خواہی کرے گا بلکہ وہ تو دشمن ہو کر اللہ و رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کے لیے تیاری کرتا رہتا ہے کقولہ تعالیٰ: من عادى لى وليا فقد اذنته بالحرب.

میری مراد اس عظیم شخصیت سے دور حاضر کے مدار ولایت، مرجع الخواص واخص الخواص سرچشمہ ہدایت و عرفان، مورد تشنگانِ علوم حقیقت، عصر، محقق مدقق دھر حضرت پیر خواجہ سیف الرحمٰن مبارک کی ذات بابرکات ہے کہ ان کی شان ان کے سلسلے کے ایک ایک فرد سے معلوم ہوتی ہے اور آپ سے دور حاضر کے اشخاص ملنے کو تڑپ رہے ہیں، اہل بصیرت تو غلامی کا طوق بطیب خاطر قبول کر کے سعادت سمجھتے ہیں اور بعض تو تمنا و آرزو رکھتے ہیں مگر بعض خارجی اسباب کی وجہ سے اس عظیم نعمت سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خلق خدا کی ہدایت کے لیے حیات خضری اور صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اور آپ کے طفیل مجھ ناچیز پر خصوصی فیضان کی بارش ہوتی رہے۔

زمانہ قدر کر ان کجکلاھانِ محبت کی

تحریر: ڈاکٹر خادم حسین خورشید، خطیب جامع مرکزی مسجد ڈونگا باغ سیالکوٹ

زمانہ قدر کر ان کجلاھانِ محبت کی
کہ پیدا اس نمونے کے جواں ہر دم نہیں ہوں گے

بظاہر تو تمام انسان ایک جیسے ہوتے ہیں جسم و جسد اور قد و خد ایک ہی طرح معلوم ہوتے ہیں لیکن اپنے قرب و جوار کے ماحول سے بھی ناواقف ہوتے ہیں یعنی زمین پر رہتے ہوئے بھی زمین سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اور کچھ وہ بھی ہوتے ہیں جو زمین پر بیٹھ کر لوحِ محفوظ کی تحریر پڑھتے ہیں۔ کچھ اپنا آپ باوجود لاکھ کوشش و محنت کے نہیں بدل سکتے اور کچھ ایسے کہ نگاہ اُٹھائیں تو ہزاروں انسانوں کے دل اپنے قبضہ میں لے لیں اور اشارہ کریں تو لاکھوں کی دنیا بدل ڈالیں۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
کہ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ان بندگانِ خدا کی عظمت و جلال کا یہ عالم ہوتا ہے کہ زمانہ برف کی طرح پگھل کر ان کے سامنے پانی ہو جاتا ہے اور مکاں کی وسعتیں ہمہ دم ان کے سامنے سمٹتی نظر آتی ہیں۔ بقول اقبال ؎

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنھیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

ان کی روحیں سیاحِ لامکاں رہتی ہیں ان کا حال لاہوتی فضاؤں میں محو پرواز رہتا ہے پھر یہ صاحب نظر صرف قرب کے جلوے دیکھتے ہی نہیں بلکہ دکھانے پر بھی قدرت رکھتے ہیں یہ تنہا ہو کر بھی انجمن آراء ہوتے ہیں یعنی زمانے کے انسانوں کے دکھ درد کو اپنا سمجھتے

ہیں۔ خودی اور استغناء کی حد بریں ہر وقت ان کے لیے دروازہ کھلا رکھتی ہے۔ ان کی آنکھیں صرف منور ہوتی ہی نہیں بلکہ منور کر بھی دیتی ہیں۔ یہ خدائی جلوؤں کے کھلی کتاب سے تلاوت کا شوق ہر دم پورا کرتے ہیں نور کی غذا ان کی بھوک ختم کر دیتی ہیں۔ یہ قناعت کے پہاڑ ہوتے ہیں۔ دنیاوی حرص کی بھوک و پیاس ان کو ستا نہیں سکتی۔ خودی و استغناء ان کے اخلاقِ حسن کا ایک ادنیٰ سا پرتو ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اس جہاں میں رہ کر بھی ان کا تعلق اُس جہاں سے ہوتا ہے۔ یہ انسانوں میں ہو کر اور بندوں میں رہ کر بھی خدا کے زیادہ قریب ہوتے ہیں کیونکہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ رضائے الٰہی میں گزرتا ہے۔ ان کی نگاہوں میں دنیا کا کاروبار نہیں بلکہ جلوۂ یار ہوتا ہے ان کی توجہ آسائش و راحت کے سامان پر نہیں بلکہ رحمٰن پر ہوتی ہیں۔ پھر یہ لوگ کہیں بھی بیٹھ جائیں انھیں بتانا نہیں پڑتا، اشتہار نہیں دینا پڑتا، کہ فلاں جگہ کوئی ولی کامل آ چکا ہے کیونکہ جب اشتہار آئے گا ولایت نہ رہے گی پھر دکانداری ہوگی کیونکہ پھول کو اشتہار دینے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کی خوشبو اپنا پتہ خود دیتی ہے۔

یہ ولایت بھی ایک ایسا باب جس میں تمام اولیاء پھولوں کی طرح ہیں۔ رنگ اور خوشبو مختلف، گلاب، چنبیلی، نرگس وغیرہ۔ جیسے پھول ماحول کو معطر کرتا ہے اسی طرح ولی کامل بھی انسان کے وجود کو منور کر دیتا ہے۔ پھول کی خوشبو لوگوں کو بدبو سے بچاتی ہیں اسی طرح ولی کامل اپنی روحانیت اور صحبت کے فیض سے ہزاروں لوگوں کو کفر کی بدبو سے جہالت، حسد، شرک و بدعت اور بدعملی و دنیا پرستی کی بدبو سے نجات دیتا ہے۔

خالق کائنات کی معرفت کا درس دیتا ہے۔ باغ ولایت کا یہ پھول کبھی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صورت میں بغداد میں کھلتا ہے تو دین محمدی کا سہارا بنتا ہے اور کبھی برصغیر (پاک و ہند) میں یہ پھول خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں کھلے تو نوے لاکھ لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی یہ پھول امام اہل سنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں کھلا تو لاکھوں فرزندانِ توحید کے دلوں میں عشق محمدی کی شمع فروزاں کر گیا یہ پھول کبھی تاجدار گولڑہ کا نام پاتا ہے تو کبھی محدث اعظم پاکستان کا اور کبھی غزالی زماں کی صورت میں بدعقیدہ لوگوں کے زہر میں بجھے کانٹوں سے عشاقان مصطفیٰ کو محفوظ کرتے نظر آتے ہیں۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں ولی صرف وہ

ہوتا ہے جو اپنا دامن بچا کے کسی کونے میں بیٹھا رہے۔ صرف دامن بچانے والا ولی نہیں ہوتا بلکہ لاکھوں لوگوں کو اپنے دامن میں چھپانے والا ہی عارف کامل ہوتا ہے۔

آج کے اس پُرفتن دور میں ایک خوشبو پھر افغانستان سے اُٹھی جو تقریباً ساڑھے نو سو سال اسی دھرتی سے اُٹھنے والی خوشبو کی صدائے بازگشت تھی۔ یہ خوشبو افغانستان سے اُبھری تو پشاور کے بلند و بالا پہاڑوں کا انتخاب کیا، سنگلاخ چٹانوں میں بدعقیدگی کی گندگی کو صاف کرنے میں مصروف ہوگئی اور منیر شاکر جسے غلیظ فکر اور سرحد کے نام نہاد توحید پرستوں کو خوف خدا اور عشق مصطفیٰ کی مے پلانے کی کوشش کی لیکن پتھر دل انسان اور دنیا پرست حکمران حق کی آواز کو قبول کرنے قاصر رہے۔ بھلا امریکہ و یورپ کے مے خانوں سے سیراب ہونے والے کیا جانیں کہ نگاہوں سے پلائے جانے والے جام میں کیا اثر ہوتا ہے۔

طیبہ سے منگائی جاتی ہے
سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے پیالوں سے نہیں
نظروں سے پلائی جاتی ہے

وہاں سے بالآخر اس ولایت کے پھول کو ہجرت کرنا پڑی۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ جس دھرتی میں غزنی کے سید علی بن عثمان الہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جلوہ فرما ہوئے تھے اسی دھرتی میں یہ عارف کامل فروکش ہو گئے۔ لاہور کے علاقہ لکھوڈیر میں ڈیرہ لگایا اور اس کو فقیر آباد میں بدل دیا لیکن اس کی مہک تھی کہ پورے ملک میں پھیلتی چلی گئی۔ لوگ جوق در جوق آنے لگے، انسانوں کے دل کھچنے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے انسانوں کا سمندر نظر آنے لگا احباب ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے یہ کون ہے؟ کیا ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کس لیے آیا ہے؟ تو اسی گلشن کا ایک پھول راوی ریان کا درویش پیر میاں محمد حنفی سیفی بولا کہ یہ داتا علی ہجویری کے ملک سے آیا ہے۔ اس کو سینچنے میں عظیم صوفی شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ رسول طالقانی اور قطب دوراں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی نے اہم کردار ادا کیا ہے اور دنیا اسے آفتاب ولایت، فخر طریقت و شریعت حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن پیر ارچی وخراسانی کے نام سے جانتی ہے۔

شمس المسلمین حضرت سرکار اخندزادہ مدظلہٗ

ایک صاحب حال کے قلم سے

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ

اور یہ ہی ہیں وہ لوگ جن کے دلوں پر اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (سورہ مجادلہ)

حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں تمہیں ان لوگوں کا پتہ نہ بتاؤں جو بہترین لوگ ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور ارشاد فرمائیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین لوگ وہ ہیں جن کے چہروں کو دیکھیں تو اللہ یاد آجائے۔" (مشکوٰۃ شریف)

مذکورہ آیت مبارکہ اور حدیث پاک کو بآسانی سمجھنے کے لئے کسی اہل دل کسی صاحب حال مدد درویش کی ضرورت ہے آج تک کتابوں میں بزرگوں کے واقعات حالات، وجد و حال کے قصے پڑھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ پرانے وقتوں کی باتیں ہیں آج کل کے زمانے میں ایسے لوگ کہاں میسر ہوسکتے ہیں یہ باتیں صرف کتابوں کی حد تک ہیں لیکن جب سیدی و سندی قلبی و روحی فداہ عامل قرآن منبع علم و عرفان مظہر فیوض یزداں قطب الاقطاب امام الاصفیاء رئیس الاولیاء قطب السالکین سلطان العارفین شمس المسلمین حاجی الحرمین الشریفین جناب اخوند زادہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی مجددی زاد اللہ برکاتہ علینا وعلی باقیۃ الاخلان پیر ارچی دامت برکاتھم فیوضکم علیہ کا روشن چہرہ دیکھا تو دل بے اختیار پکار اٹھا۔

دل جس کو ڈھونڈتا تھا وہ صورت یہی تو ہے

کاروان سالکین کو شاید ایسے ہی کسی رہنما کی ضرورت تھی جو اندھیری رات کے

بھٹکتے ہوئے مسافروں کو منزل تک پہنچا دے بلا شبہ مبارک صاحب کی ذات وہ روشن ستارہ ہے جو روشن صبح کی نوید سناتا ہے اب وہ لوگ جو یہ کہتے تھے کہ امام الاولیاء غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل وجد و حال کا یہ عالم تھا کہ لوگ اللہ کے ذکر سے کانپ اٹھتے تھے۔ کپڑے پھاڑ دیا کرتے تھے بے ہوش ہو جاتے حتیٰ کہ جنازے اٹھا کرتے۔ بس صرف اتنی سی بات پر کہ اخبار الاخبار میں شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی صفحہ 39 پر تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کبھی اثنائے وعظ میں فرماتے کہ "قال ختم ہوا اب ہم حال کی طرف مائل ہوتے" یہ کہتے ہی لوگوں میں اضطراب وجد و حال کی کیفیت طاری ہو جاتی کوئی گریہ و فریاد کرتا کوئی کپڑے پھاڑ پھوڑ جنگل کی راہ لیتا اور کوئی بیہوش ہو کر اپنی جان دے دیتا بسا اوقات آپ کی مجلس سے شوق ہیبت تصرف عظمت اور جلال کے باعث کئی کئی جنازے نکلتے آپ کی مجلس وعظ میں جن خوارق کرامات تجلیات اور عجائب و غرائب کا ظہور بیان کیا جاتا ہے۔ وہ بے شمار ہے۔ **ولوان مافی الارض من شجرة القلام والجر بمده.**

یہ نظارے حضور مبارک صاحب کی محفل میں نظر آتے ہیں مبارک صاحب وہ ہستی ہیں جنہوں نے فیض یزدانی کو عام فرمایا اور جو تدید اہل ثابت ہوا اور سلوک کے معیار پر پورا پایا گیا اسے خلافت و موارشاد سے نواز دیا۔ قبلہ مبارک صاحب کی خانقاہ شریف کا یہ اصول ہے کہ کسی بھی مرید کو سالہا سال تک ریاضت اور مجاہدے میں مصروف نہیں رکھتے بلکہ جو ناقص ہیں ان کہ خصوصی شفقت اور توجہ باطنی فرما کر کہ کامل روز جو کامل میں انہیں مکمل اور اکمل بنا دیتے ہیں یہ نظارے صبح شام آپ کی خانقاہ شریف میں دیکھے جا سکتے۔ آپ اس فرمان الٰہی کے مطابق

ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الیٰ اھلھا (سورہ نساء)

اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم فرماتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دو۔

پس مبارک مرحبا نے یہ اصول بنالیا ہے کہ اپنے مرید کو پہلے اہل بناتے ہیں اور پھر اس کا حق اسے عطا فرما کر خلق خدا میں ذکر اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احیاء کے ڈیوٹی لگا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انتہائی کم وقت میں ایک سیفی سالک چلتا پھرتا سنت

رسول ﷺ کا نمونہ بن جاتا ہے پھر دیکھتے ہی دیکھتے کچھ دنوں میں اس بستی محلے اور شہر میں حضور مبارک صاحب کا فیض عام نظر آتے لگتا ہے۔

پاکستان سمیت دنیا بھر کے مختلف ممالک میں قبلہ حضور مبارک صاحب کے مریدین اور خلفاء جن کی تعداد دس لاکھ سے زائد ہے اور صرف ارشاد اور خلفاء کی تعداد 43000 سے زائد ہے۔ اللہ کے دین کی ترویج و اشاعت میں مصروف عمل ہے۔ بڑی مدتوں کے بعد خانقاہی نظام میں یہ تبدیلی خوش آئند ہے اور منجمد تالاب میں ہلچل پیدا کرنے کے لیے پہلا پتھر ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ سیدی و مرشدی مبارک صاحب کو عمر خضر عطا فرمائے آمین!

مجھے تقریباً عرصہ دو سال پہلے یہ شرف حاصل ہوا کہ حضرت مبارک صاحب اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے پیر و مرشد پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا محمد عابد حسین سیفی کی زبان مبارک سے آپ سرکار کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔ جب یہ موقع نصیب ہوا کہ باڑہ کھجوری میں براہ راست ملاقات کی سعادت ملی تو جس قدر سنا تھا اس سے کہیں بڑھ کر آپ سرکار کو پایا۔ جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ زندگی کے ہر معاملے میں شریعت مصطفائی ﷺ کی پابندی ہے۔ آپ سرکار خود بھی شریعت کی سختی سے پابندی کرتے ہیں اور مریدین کو بھی اس کا پابند کرتے ہیں۔ پھر آپ کا حسن سلوک اور حسن کردار بھی اپنا اثر چھوڑے بغیر نہیں رہتا۔ آپ اپنے مریدین کی نہ صرف ظاہری علوم سے تربیت فرماتے ہیں بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے روحانی منازل بھی طے کراتے ہیں آپ بلاشبہ ظاہری و باطنی علوم کے استاد کامل ہیں اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ سلاسل اربعہ میں مریدین کی تربیت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے وجود مسعود کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر رکھے تاکہ ہم جیسے خالی لوگ آپ سرکار سے فیض یاب ہوتے رہیں۔

(جناب پروفیسر حکیم مشتاق احمد حنفی گورنمنٹ کمرشل کالج دیپالپور)

اہل سنت کی پہچان پیر سیف الرحمٰن

مفتی عبدالعلیم قادری قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

عصر حاضر میں سلسلہ نقشبندیا مبارک کے بادشاہ وقت حضرت پیر خرسان حضرت علامہ بابا سیف الرحمٰن اخندزادہ دامت برکاتھم عالیہ کمال تقویٰ کمال محبت اور کمال تصرف کے مناصب پر فائز ہیں حضرت کی ذات میں ہم اپنے اسلاف کے بیان کردہ عالم وارث اوصاف جمیلہ کو موجود پائے ہیں۔ یعنی مشائخ رحمہم اللہ نے مرشد کامل کے اور جو شرائط بیان کئے ہیں۔ 1- مرشد اکمل کا مفسر ہونا ضروری ہے 2- مرشد اکمل کا محدث ہونا لازمی ہے۔ 3- مرشد اکمل کا سلسلہ بیعت رسول اللہ ﷺ تک یہ آجائے بیعت متصل ہو۔ 4- وہ علم مناظرہ کا بھی ماہر ہو 5- وہ علم عدد کو جانتا ہو یہ تمام شرائط بیک وقت بابا سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتھم العالیہ میں موجود ہیں۔ حضرت کی ذات اہل سنت و جماعت کی پہچان ہے۔ پورے پاکستان میں حضرت کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ حضرت سے میری پہلی ملاقات حضرت سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی دامت برکاتھم عالیہ کی آستانے عالیہ کراچی میں اس وقت ہوئی تھی جب کہ حضرت کا عالم شباب تھا۔ ان کے چہرے مبارکہ پر انوار کی جو بارشیں تھیں۔ وہ الفاظ میں بیان کرنے سے قاصد ہوں۔ مگر ظاہری آنکھوں سے میں نے دیکھا اور باطنی آنکھوں سے محسوس کیا اُسی ملاقات نے مجھے حضرت کا گرویدہ بنایا اور ہر علماء اہل سنت کی معیت میں باڑا پشاور حضرت کے آستانہ عالیہ میں دُعاؤں سے حصول کے لیے حاضری دی وہ کیف وہ منظر بھی عجیب تھا۔ کہ حضرت کرسی پر تشریف فرما تھے اور چاروں طرف دیوانوں کا جمع غفیر تھا۔ حضرت صاحب دھیرے دھیرے توجہ فرماتے تھے۔ جن دیوانوں پر حضرت کی توجہ پڑتی۔ وہ بے اختیار حالت وجد میں تڑپ جاتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ پیارے محبوب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کی عمر میں برکت عطا فرما کر حضرت کا سایا تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ اور حضرت کے خلیفہ اعظم سید احمد علی شاہ نقشبندی مجددی سیفی کی خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہِ اقدس میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

ایک متقی مبلغ

ایک ارادت مند کے تاثرات

اللہ تعالیٰ نے ابتداء آفرینش سے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء اکرام علیہ السلام کو بھیجا۔ سب سے پہلے آدم علیہ السلام تشریف لائے اور سب کے آخر میں حبیب کبریا خاتم انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ان تمام انبیاء علیہم السلام کی آمد کا مقصد اندھیرے میں رہ کر کفر و الحاد میں پڑے ہوئے انسانوں کو رشد و ہدایت کی رہبری کے لیے تشریف لا ئے اور بھولے بھٹکے لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ آخری نبی ہو کر تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یعنی علماء میرے وارث ہیں اور انبیاء علماء اکرام نے ہر دور میں تبلیغ کے فرائض سر انجام دیے۔ انہی علماء غوث اعظم پیرانِ پیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد الف ثانی اور شیخ بہاؤ الدین سہروردی۔ جنہوں نے تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت فرمائی۔ انہیں کی تربیت کا اثر یہ ہوا کہ لاکھوں ہندو مسلمان ہو گئے۔ یہ تبلیغ و تربیت کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا۔ انہی لوگوں کو عالم باعمل پیر طریقت رہبر شریعت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ انہی صاحب علم و فضل والے لوگوں میں اخوند زادہ پیر طریقت راہبر شریعت پیر سیف الرحمٰن صاحب ہیں۔ جو اس دور میں شریعت کی تبلیغ فرماتے ہیں اور طریقت کے جام پلاتے ہیں۔ آپ کے مریدین باشرع نمازی اور پرہیز گار ہیں اور آپ کا ہر مرید نبی مکرم علیہ السلام کا سچا محب ہے۔ آپ اور آپ کے تمام مریدین اہل سنت و جماعت کے پیرو کار ہیں۔ جو کہ کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت اخوند زادہ اور ان کے مریدین اور متعلقین کو دین متین کی تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

لاکھوں افراد کا مرجع

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی MNA

تاریخ اسلام میں بہت سی ایسی مقتدر شخصیات پیدا ہوئی ہیں جنھوں نے تجوید و اشاعت دین کے لیے فریضہ سرانجام دیا ہے اور انہی ہستیوں کے نتیجے کی وجہ سے آج اسلام کی شمع اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگوں کے قلوب میں موجود ہیں۔ حضرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ سے لے کر تمام .... نے جہاں پر دین متین کی شمع کو روشن فرمایا وہاں پر تصوف، حقیقت اور معرفت میں بھی بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔ کہیں ان لوگوں نے علمی پیاس کو بجھانے کے لیے آئمہ مجتہدین جن میں سید امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ، سیدنا امام شافعی سیدنا امام حنبل اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جیسے علمی شخصیات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور انھوں نے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درس سے فیض یاب ہو کر تشنگانِ علم کو سیراب کیا اور جن کی فقاہت کی بالادستی مسلمہ ہے اور قیامت تک مسلمان ان سے استفادہ کرتے رہیں گے۔ اسی طرح ولایت کی دنیا میں حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ، سیدنا معین الدین چشتی اجمیری، حضور داتا گنج بخش، امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت باقی باللہ اور اعلیٰ حضرات امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے قلوب کو عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع سے روشن فرمایا۔ الحمدللہ اہلسنّت کے صوفیا، علماء، محققین، مجتہدین نے جو خدمات سرانجام دیں وہ بے مثل اور بے مثال ہیں۔ بعینہ دور حاضر میں حضرت پیر طریقت علامہ مولانا صوفی باصفا حضرت اخوند زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک نے دین متین، دین فقہ کی خدمات بطریق احسن انجام دی ہیں۔ جس سے لاکھوں مسلمانوں نے استفادہ کیا۔

ایک فیض رساں شخصیت

از: حضرت استاذ العلماء علامہ سید شاہ حسین گردیزی کراچی

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں رجال کی کمی نہیں رہی۔ ہمیشہ اصحاب مجاہدہ اور مراقبہ کی ایک جماعت موجود رہی جو اپنے عزم وعمل کی قدرت سے سالکین کی ہمت پر چاند کی طرح نور افشانی کرتی رہی اور انھیں پستی سے بلندی کی طرف لے جاتی رہی اس طرح افادے اور استفادے کا یہ سلسلہ عروج پر رہا۔ لیکن چند شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جو قرنوں اور صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں اور آب وگل کی اس دنیا کو اپنے قلوب کی نورانی کہکشاؤں سے ایسا پر بہار اور بارونق بناتی ہیں کہ اس میں ان کے ''اجسام مثالیہ'' دیر تک جگمگاتے رہتے ہیں اور سالکین ''ظلماتِ نفس'' کے سفر میں ان کے نور کی روشنی میں آگے بڑھتے ہیں اور بَاطِنُ فِیْهِ الرَّحْمَةُ کی سرمدی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت اخوند زادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتھم العالیہ کا وجود مسعود ہمارے اس دور میں اللہ جل جلالہ کی ایک بڑی ''نعمت و رحمت'' ہے۔ آپ افغانستان سے ہجرت کر کے پاکستان میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ آپ کی ذات ستودہ صفات سے پاکستان میں ایک روحانی انقلاب برپا ہوا۔ تصوف کے نظام میں روایتی لوگوں کی آمیزش اور ''میراث پدری'' کے تصور نے جمود پیدا کر دیا تھا۔ جس سے صوفیاء کرام کے عظیم الشان مزارات تو قائم ہو گئے۔ مریدین کی کثرت بھی ہو گئی۔ اعراس میں ''ہجوم مومنین'' بھی ہونے لگا۔ لیکن اس میں ''روح بلالی'' اور ''تلقین غزالی'' نام کی کوئی چیز نہ رہی جس طرح ''بے روح نماز'' ہمارے ہاں موجود ہے اسی طرح ''بے روح تصوف'' ہر جگہ اپنے مناظر پیش کر رہا ہے۔ اس وقت جو مشائخ کرام منظر پر ہیں ان کی اکثریت شریعت کے ظاہر سے بھی آراستہ نہیں ہے۔ اگر ''ترک شیرازی'' کہیں ہے بھی تو وہ تصوف کے

''خال مینددش'' سے عاری اور خالی ہے۔ لوگوں نے ظاہری رسوم کو تصوف سمجھ رکھا تھا۔

حضرت اخوندزادہ دامت برکاتھم العالیہ کا قدم مبارک اس سرزمین پر پڑا تو ''کشت تصوف'' شاداب و آباد ہو گئی۔ آپ نے مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے اصولوں کے مطابق تصوف کا احیاء کیا۔ اس میں عقیدہ اہلسنّت و جماعت کی پختگی اور مضبوطی پر کاربندی، اعمال صالحہ میں افضلیت کی ترجیح، ہر آن سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو پیش نظر رکھنا اور اپنے ظاہری عادات و اطوار میں اسلامیت کو غالب اور بالا رکھنا لازمی وضروری قرار دیا ہے۔

اور پھر سلاسل صوفیہ کے طریقہ کے مطابق سالک میں اسباق کے ذریعہ روحانی قوتوں کا اجاگر کرنا اور ایک خاص ترتیب سے اس کی تربیت کرنا اور ہر ہر سالک پر خصوصی اور انفرادی توجہ دینا اور اس کے سلوک کو کامل کرنا اور تصوف کا نمونہ بنانا۔ ان کے طریقہ کار میں شامل ہے۔

آپ نے جس طرح تصوف کا احیاء کیا ہے اس سے قدیم صوفیہ کرام کا خانقاہی نظام تابندہ ہو کر سامنے آ گیا ہے۔ رواجی اور روایتی تصوف دم توڑ رہا ہے اور حقیقی تصوف کے خط و خال نمایاں ہو گئے ہیں۔ آپ کی مجلس مبارک میں چند ساعتیں جلیس ہو کر وہ کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے جو کہیں اور مدتوں میں بھی حاصل نہ ہو سکے۔ آپ کی معمولی سی توجہ بھی سالک کے دل و دماغ کو جنید و بایزید کے دور میں پہنچا دیتی ہے۔ اس کے ظاہر و باطن میں صوفیانہ صفات ابھرنے لگتی ہیں۔ میں نے اپنی حیات مستعار میں اتنی سریع الفیض شخصیت نہیں دیکھی۔

پاکستان میں آپ کے سلسلہ کو بڑی پذیرائی ملی ہے۔ لوگ جوق در جوق آپ کے سلسلہ مریدی میں داخل ہو کر تصوف سے لذت آشنا ہو رہے ہیں اور روایتی و رواجی صوفی آپ کی مخالفت میں لگے ہوئے ہیں لیکن ایسا تو ہر دور میں ہوا۔ کیا حضرت جنید بغدادی اور حضرت بایزید بسطامی کی مخالفت نہیں ہوئی؟ زر خالص پر لوگ بدگمانی کرتے رہتے ہیں اور وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو حضرت اخوند زادہ دامت برکاتھم العالیہ کی ذات گرامی سے شب و روز استفادہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی کے ساتھ آپ کی عمر دراز فرمائے اور سالکین پر تادیر آپ کا سایہ سلامت رکھے۔

زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے والی ہستی

تحریر: پیر طریقت صوفی گلزار احمد سیفی جامعہ گلزارِ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام چونگی امر سدھو، لاہور

آپ شریعت مطہرہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد اور امام ابو منصور کے تابع ہیں اور آپ طریقت میں اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد ہاشم سمنگانی سے چاروں سلاسل میں منازل طے کر کے خلافت یافتہ ہیں۔ اور آپ مجدد الف ثانی کے نقش ثانی ہیں۔ آپ کی تعلیمات اور توجہ کی برکت سے لاکھوں لوگ غفلت اور بے راہ روی سے نکل کر شریعت کے پابند اور متقی اور پرہیزگار بن گئے اور لاکھوں لوگوں نے آپ سے فیض روحانی حاصل کیا۔ آپ کی سخاوت اور کمالات کی برکت سے ہزاروں لوگوں نے آپ سے سند خلافت حاصل کی آپ کی نگاہ کرم سے دنیا کے کونے کونے میں ذکر خدا اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل سج گئیں اور لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں اور ہزاروں تشنگان کو آپ کی نظر کیمیا نے سیراب کیا اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے آپ کے مدح سرا ہیں اور آپ کی عظمت کو سلام کرتے علماء و صوفیا آپ کی دینی اور روحانی خدمت کو سلام کرتے ہیں۔ آپ کی کمال توجہ نے ہزاروں لوگوں کو درجہ کمال تک پہنچایا اور ان کو سند خلافت عطا فرما کر لوگوں کے لیے رہبر و راہنما بنا دیا اور آپ کے فیض یافتہ آپ کے خلفاء دنیا کے کونے کونے میں دین کی خدمت کر رہے ہیں اور ذکر خدا کی محافل کا انعقاد کر رہے ہیں اور لوگوں کو شریعت اور طریقت پر چلا دیتے ہیں۔ آپ کی نظر کرم نے ہماری زندگیاں بدل دیں۔ دنیا کے غموں سے آزاد کرا دیا۔ ہمیں سنت کا پابند بنا دیا اور قلبی ذکر کی دولت سے مالا مال فرما کر نقشبندیہ سلوک کی تمام تر منازل طے کروائی بلکہ سلسلہ چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ شریف کے کمالات سے نوازا۔

ممدوح محترم...... ایک محقق اور دانشور کی نظر میں

تحریر: جی اے حق محمد بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

چند برسوں سے واجب التعظیم شیخ الاسلام حضرت قبلہ اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک مدظلہ العالی کا اسم گرامی سماعت نواز ہوتا رہا۔ آپ افغانستان سے تشریف لائے اور مہکتی ہواؤں کے ساتھ مطر نور بن کر قلوب واذہان کی بنجر اراضی کو سرسبز وشاداب مرغزاروں میں تبدیل کرنے لگے یہ انقلاب ہے جو حضرت ختم المرسلین ﷺ نے دنیا میں برپا کر دکھلایا اور پھر اس کے ثمرات و فیوض و برکات کو حضرات صوفیاء کرام نے کرۂ ارضی کے کونے کونے تک پھیلایا۔ میں نے سب سے پہلے لندن کے ایک دینی اجتماع میں حضرت والا کے تربیت یافتہ مریدین کو دیکھا جو سراپا اخلاص، عشق الٰہی کا درد اور حب نبی ﷺ کا سوز لیے ہوئے اسلاف کا نمونہ بنے ہوئے تھے دل نے گہرا اثر لیا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عارفانہ کلام روح میں گنگنانے لگا۔

بے حجابانہ درا از در کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز درد تو درخانۂ ما

پھر پاکستان میں چونگی نمبر 22 راولپنڈی کی جامع مسجد میں محترم و مکرم ڈاکٹر سرفراز صاحب سے شرف ملاقات کا موقعہ ملا۔ دل میں موجود اثرات اور گہرے ہو گئے پھر کئی مرتبہ جناب میجر محمد شریف صاحب سے ملنا جلنا ہوا دل کی گہرائیوں میں جذباتی وابستگی پختہ ہوتی گئی اور پھر حضرت مولانا شاہ رحمٰن سعیدی سیفی، حضرت مولانا نذیر محمد سیفی اور حضرت مولانا محمد شفاقت صاحب کی صحبت میں بیٹھنے کا موقعہ ملا تو پھل دیکھ کر درخت کی پہچان قوی سے قوی تر ہو گئی۔ یقین ہوا کہ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک مدظلھم العالیٰ کی شخصیت اس دور پُر آشوب میں امت مسلمہ کی دینی روحانی امراض کے لیے طبیب مشفق و کامل کا درجہ رکھتی ہے۔ آج اہل دنیا تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ اگر انسانیت، محبت، وحدت اور اخوت کا درس کہیں سے مل سکتا ہے تو وہ صرف صوفیاء عظام کے آستانے ہیں اور حضرت اخندزادہ صاحب ان میں چمکتا ستارہ ہیں جن کی روشنی دنیا پرستی کے ظلمکدوں میں امت کے لیے نور ہدایت ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز.

ایک عظیم مصلح

تحریر: حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث والتفسیر عبدالرزاق بھترالوی
خطیب جامعہ مسجد غوثیہ اسلام آباد مہتمم جامعہ جماعتیہ مہرالعلوم راولپنڈی

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے بندوں کی راہنمائی کے لیے علماء و مشائخ کو یہ توفیق بخشی کہ وہ بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لانے کی حتی الوسع سعی بلیغ فرما رہے ہیں۔ ان ہستیوں میں حضرت پیر سیف الدین افغانی صاحب بھی ہیں جو اپنی طرف سے لوگوں کو صحیح العقیدہ بنانے کی طرف اکثر اوقات صرف کر رہے ہیں اور ان کے خلیفہ مجاز حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز صاحب بھی ہیں جو اپنے پیر و مرشد کی طرح سے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ علماء و مشائخ کی مساعی کو قبول فرمائے اور ان مزید ہمت و توفیق عطاء فرمائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دنیا کی سربلندی کے لیے اپنے کام کو جاری رکھیں۔ اگرچہ راقم کی ملاقات دونوں حضرات سے نہیں۔ نام سنے ہوئے کام کے متعلق احباب کے ذریعے علم حاصل ہے۔ تاہم اکابر علماء کرام کی تحریرات کو دیکھ کر سمجھا کہ اتنے بڑے بڑے علماء کرام کی تحریرات کے سامنے مجھ ہیچمدان کی تحریر کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ البتہ آنے والے احباب کے اصرار پر یہ چند سطور تحریر کر دیں۔

اللہ تعالیٰ علماء و مشائخ کو متفق و متحد رکھے اختلاف سے بچائے رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

حامیٔ سنت و ماحیٔ بدعت

تحریر: حضرت علامہ مولانا پروفیسر افضل جوہر صاحب مہتمم جامع حنفیہ مہریہ راولپنڈی وائس پرنسپل ایف جی کالج اسلام آباد

حضرت شیخ طریقت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت قبلہ پیر سیف الرحمان صاحب قدس سرہ العزیز کے روحانی سلسلہ فیض کو گذشتہ 18 سال سے دیکھنے کا موقعہ میسر آیا۔ میاں صاحب کے ہاں راوی ریان حاضری کا موقعہ بھی ملا۔ بندۂ عاصی نے جو تین خوبیاں ان کے متوسلین میں دیکھیں وہ بہت کم مراکز میں اب نظر آتی ہیں۔

پہلی یہ کہ عملاً متصوفین کا اندازہ اور طریقہ اختیار کرتے ہیں لباس، اندازِ گفتگو اور معمولاتِ زندگی میں سادگی کے ساتھ اسلاف کی پیروی اس دور میں اللہ کا بڑا انعام ہے۔ گویا تصوف کی روح کو عملاً قائم رکھا ہے۔

دوسری اہم خصوصیت مشائخ اور نبی علیہ السلام کی ذات کے ساتھ ایسی بے ساختہ محبت جس پر سخت ترین مخالفین کو بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ اہل اللہ کی روش پر قائم ہیں۔ میں یقین سے کہا کرتا ہوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں تصنع اور ریاکاری کرنا آتا ہی نہیں۔ ایک مرتبہ راولپنڈی میں یارسول اللہ ریلی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر ان حضرات کے نعروں اور جذبات کو دیکھ کر مجھے رشک ہی نہیں بلکہ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ یہ ایسا منظر تھا جو سادگی، بے ساختگی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وارفتگی کے انمٹ نقوش میرے قلب و ذہن پر قائم کر گیا۔ فیضانِ سیفی کے قسم محترمی کرنل صاحب سے شرف نیاز و ملاقات بھی قلب کے جلد اور ایک ایسی قلبی کیفیت کا ذریعہ ثابت ہوئی جو سرمایہ زیست ہے۔

تیسری اہم خصوصیت کیفیت ذکر سے نوع انسانی کے قلوب کو جلا بخشنا ہے اگرچہ فقیر کو تقسیم و تفویض ذکر کی صرف دو محافل میں شرکت کا موقعہ ملا۔

مرد درویش کی بارگاہ میں حاضری

تحریر: جانشین ضیاء الامت حضرت پیر محمد امین الحسنات شاہ

اخوند زادہ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب نقشبندی حنفی ماتریدی زید مجدہٗ ان رجال عظیم میں سے ہیں جنھیں قدرت زوال پذیر معاشروں کے احیاء کے لیے منتخب فرماتی ہے۔ دور قحط الرجال سے گزرتے ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانوں کی طرح بکھرے اہل سنت والجماعت کے لیے آپ کی شخصیت عظیم ترین سہارا ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں افق مغرب سے تشکیک و اضطراب اور بدعقیدگی کے امڈتے طوفانوں نے ہمارے ماحول کو مکدر کرنا شروع کیا تو قدرت نے حضرت اخوند زادہ جیسی جلیل القدر ہستی کو علوم و معرفت کا امین بنا کر اصلاح احوال کے لیے مقرر فرمایا۔ جتنی مدت آپ آزاد قبائل میں قیام فرما رہے آپ کی خانقاہ مرجع خلائق رہی جب وہاں حالات ناسازگار ہوئے تو آپ نے داروغہ والہ (لاہور) کے قریب بستی فقیر آباد میں سکونت اختیار فرمائی اور اس علاقہ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر سے نیا رنگ و روپ عطا فرمایا۔

حضرت قبلہ پیر صاحب کی شفقت و محبت اہل سنت والجماعت کے تمام حلقوں کے لیے عام ہے لیکن ہمارے ساتھ آپ کے قلبی لگاؤ اور تعلق کا انداز نرالا ہے۔ آپ کے لخت جگر قبلہ شیخ الحدیث حمید جان صاحب مدظلہ العالی ہر سال اپنے بے شمار مریدین کے جلو میں حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس پاک کے موقع پر تشریف لا کر اپنے پند و نصائح سے بھی نوازتے ہیں اور دعاؤں کی سوغات بھی عطا فرماتے ہیں۔

گزشتہ دنوں مجھے قبلہ پیر صاحب کی خانقاہ معلیٰ میں آپ کی مزاج پرسی کے لیے حاضری کا شرف حاصل ہوا جونہی اس وادی ایمن میں قدم رکھا ہر طرف نور نور چہروں کی بارات نظر آئی جو اللہ تعالیٰ کے بابرکت اور پاک ناموں کے ذکر سے فضاؤں کو روحانی مسرتوں سے مالا مال کر رہے تھے۔ اس مرد درویش کی بارگاہ میں حاضری کے وقت یہ احساس بڑی شدت کے ساتھ دامن گیر ہوا کہ فی الحقیقت یہی وہ ہستیاں ہیں جو اسلاف کی یادگار اور اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انہی نفوس قدسیہ کی برکت سے یہ ظاہری جہاں بھی قائم ہے اور انہی کے فیوضات سے دلوں کی دنیا آباد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیضان کو تادیر جاری و ساری رکھے۔

یوں تو سلسلہ سیفیہ کے صداقت و مروت سے چمکتے چہروں میں سے ہر ایک شخص اپنی مثال آپ ہے لیکن آپ کے خلیفۂ مجاز حضرت محمد میاں سیفی حنفی اپنے مرشد گرامی کی عظمتوں کے محافظ اور آستانہ کے جملہ متوسلین کے لیے مینارہ نور ہیں۔ حفظ مراتب کی اعلیٰ روایات کے امین اس مرد کامل سے جب بھی شرف ملاقات حاصل ہوا باطنی تازگی اور روحانی شادمانی کے نئے ولولے نصیب ہوئے وہ نہ صرف دوستوں کے دوست ہیں بلکہ دلداری کے جملہ رموز سے کماحقہ آشنا بھی ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی سے ہمارے تعلقات کی استواری میں آپ ہی کا کردار بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت پیر سیف الرحمٰن نقشبندی زید مجدہٗ اور آپ کے صاحبزادگان کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے اور آپ کے متوسلین اور عقیدت مند آپ کی منشاء کے مطابق اتحاد اہل سنت اور باطنی اصلاح کی ذمہ داریاں باحسن وخوبی سرانجام دیتے رہیں۔

حضور پیر ارچی خراسانی
حضرت مجدد الف ثانی کا حسین پرتو

حضرت محمد امجد ظہیر وکیل مرشد آباد فیصل آباد

میرے لیے انتہائی مسرت کی بات ہے کہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے بانی قیوم زماں، قندیل نورانی، تاجدارِ ولایت، منبع، رشد و ہدایت، سیدنا اخوند زادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک صاحب قدس سرہ العزیز کی حیات طیبہ پر ایک عظیم الشان اور رفیع المرتبت کتاب (انوار رضا کا حضرتِ اخند زادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی نمبر) ترتیب دی جا رہی ہے۔

امر ہوا کہ میں حضرت مبارک صاحب مدظلہٗ العالی کی بارگاہ میں اپنا ہدیۂ عقیدت ومحبت پیش کروں جب میں نے کچھ لکھنے کا ارادہ کیا تو میری جبین ندامت سے عرق آلود ہو گئی کہ کہاں ایک ذرہ ناچیز اور کہاں آفتابِ عالمتاب، کہاں ایک آب جو اور کہاں ایک بحرِ بے کنار، کہاں ایک ستارہ اور کہاں ماہتاب ضیاء بار کہاں ایک خارِ راہ اور کہاں گل نو بہار قلم میں طاقت نہ تھی کہ کچھ لکھ پائے، بہت سوچا کہ کہاں سے لکھوں، کیسے لکھوں بہت بڑا امتحان آن پڑا ہے کیونکہ اس عظیم المرتبت شخصیت کے حضور خراجِ عقیدت ومحبت پیش کرنا مجھ جیسے ناقص کے بس کی بات ہی نہیں۔ اخوندزادہ مبارک صاحب مدظلہٗ العالی کو جو بلند مرتبہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ اس کی حقیقت وہی مالک حقیقی جانتا ہے۔ عاجز تو اتنا جانتا ہے کہ مجھ جیسے لاکھوں گم کردہ راہوں کی ہدایت آپ کی ہی نظر کیمیا کا صدقہ ہے۔

میرے آقائے نعمت، میرے محسن ومربی، سیدی ومرشدی ومولائی حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ العالی کے قدمین سے وابستہ ہوا تو آپ کے لبوں پر ایک ہی شخصیت کی

بات تھی، ایک ہی ذات سے والہانہ عقیدت کا اظہار تھا۔ ہر بات میں اپنے مرشد کامل حضرت اخوندزادہ مبارک صاحب کا ذکر فرماتے اور ہر سانس کے ساتھ اپنے مرشد کامل کے گن گاتے نظر آئے۔ آپ ہی کے فیض سے یہ نسبت حاصل ہوئی۔ مجھے فخر ہے کہ میری نسبت عہد حاضر کی سب سے عظیم روحانی شخصیت کے ساتھ ہے۔ ان ہستیوں کی نظر عنایت کی روحانیت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا پَرتو دیکھنا ہے تو مبارک صاحب کو دیکھ لیں۔ حضرت شاہ نقشبند رحمہ اللہ کے سارا فیض، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محفل کا رنگ دیکھنا ہے، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا فیض نظر دیکھنا ہے تو اس مبارک ہستی کے پاس چلے آؤ، یہ میری عقیدت اور خوش فہمی نہیں ہے۔ بلکہ میں پورے وثوق سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ تمام سلاسل عالیہ کے بزرگانِ کاملین کا سارا فیض حضرت مبارک صاحب تقسیم فرما رہے ہیں۔

رب ذوالجلال کا شکر ہے جس نے اپنے بندوں کو خدمت دین کی سعادت سے مشرف فرمایا۔ عہد حاضر میں ان بندوں میں معروف نام حضرت اخونزادہ سیف الرحمٰن صاحب کا ہے جو کہ درس نظامی کے فاضل استاد ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے رہنما اور عصر حاضر کے مشائخ کرام میں سرفہرست ہیں۔ اہلسنّت کے ایسے چراغ کو اللہ تعالیٰ عمر خضر عطا فرمائے۔ آپ کے مرید اور خلفاء کو ورلڈ میں عمامے کی وجہ سے امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ آپ کے خلیفہ اعظم جناب میاں محمد حنفی سیفی جن کے مریدین اور خلفاء بے شمار ہیں۔ ان کی علامت سر پر عمامہ اور چہرے پر لحیہ شریف خوبصورتی کا شاہکار ہے اور میاں صاحب کے خلفاء میں صاحبزادہ گلفام صاحب جو کہ نوجوانوں کو گمراہی سے نکال کر نیکی کا عمامہ سر پر باندھ رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ اخونزادہ سیف الرحمٰن صاحب کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ اور آپ کے فیض کو قیامت تک جاری رکھے۔

(بانی و مہتمم صاحبزادہ حافظ نصیر احمد قادری بانی و مہتمم جامعہ قادریہ نصیر العلوم لاہور)

ایک انقلابی روحانی شخصیت

علامہ محمد مقصود احمد سابق خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور

راقم نے حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کے سالانہ عرس مبارک پر اجلاس کی صدارت کے لیے حضرت قبلہ پیر طریقت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب زید مجدہ کو جناب مولانا پیر عابد حسین سیفی کے توسط سے مدعو کیا۔ آپ نے کمال شفقت دعوت کو قبول فرمایا اور تشریف لا کر ہمیں ممنون و مشکور فرمایا۔ حضرت صاحب سے استدعا کی گئی کہ آپ تمام مغرب کی امامت سے ہمیں مشرف فرمائیں لیکن آپ نے راقم کو ارشاد فرمایا کہ آپ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب ہیں۔ لہٰذا ہم آپ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ نماز سے قبل حضرت صاحب نے اپنا جبہ مبارک بطور تبرک راقم کو پہنایا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ذکر الٰہی کی باوقار محفل منعقد ہوئی۔ اس محفل سے متاثر ہو کر کثیر تعداد میں فساق اور بے راہرو افراد نے گناہوں سے توبہ کی اور صالح اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا عہد کیا۔ ان افراد کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں میں نے اس سے اندازہ لگا لیا کہ حضرت صاحب واقعی ایک روحانی شخصیت ہیں جن کی صرف ایک نگاہ سے ایسے بدقماش لوگوں کی سیرت سیۂ سیرت حسنہ میں تبدیل ہوگئی۔ حالانکہ ایسے لوگوں کو اس وقت تک صحبت میسر نہیں آئی تھی۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

دوسرے دن صبح کے ناشتہ میں ملاقات ہوئی تو راقم نے آپ سے مختلف مسائل پر عربی میں گفتگو کی۔ اس گفتگو کے دوران اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے وقت کے عظیم فقیہہ،

محدث، مفسر جامع المعقول والمنقول اور صحیح عاشق رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں ان کی شخصیت سے انتہائی متاثر ہوں اور ان کے تمام فتاوی جات کی تائید کرتا ہوں۔ آپ نے اس محفل میں طریقت کی اہمیت پر گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ کا ارشاد "لولا السنتان لھلک النعمان" میں حرف سین مضموم ہے یعنی اسے السنتان پڑھا جائے تو اس میں ایک سنت سے مراد طریقت ہے اور دوسری سے شریعت بنابریں اس قول سے واضح ہوا کہ حضرت امام صاحب نے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے شریعت اور طریقت کے اسباق حاصل فرمائے۔

حضرت صاحب موصوف نہ تو میرے مرشد ہیں اور نہ ہی استاد۔ میں نے عرس کے حوالہ سے ان دو مجلسوں سے اندازہ لگایا کہ آپ اپنے وقت کے معتبر عالم دین ہیں۔ انتہائی متقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے عظیم پیکر ہیں۔ آپ اسلامی دنیا کی ایک انقلابی اور روحانی شخصیت ہیں۔ ہر دور میں اچھے لوگوں کی مخالفت ہوتی رہی ہے۔ آج کل بعض حضرات اپنی کم علمی یا تعصب کی بناء پر ان کی مخالفت کر رہے ہیں جو کہ سراسر انصاف کے منافی ہے۔

پیر طریقت رہبر شریعت پیر ارچی خراسانی حضرت سرکار سیف الرحمٰن دامت برکاتھم العالیہ کے مریدوں کو کامونکی میں میں نے دیکھا وہ دین کا کام کر رہے ہیں۔ لوگوں کو قرآن وسنت کی دعوت دے رہے ہیں ان کے اہلسنّت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور کل شئی یرجع الی اصلہ کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ اگر ان کے مریدوں کا یہ عالم ہے کہ وہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر کاربند ہیں تو حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کی شخصیت کا عالم کیا ہوگا۔ یہ سلسلہ نقشبندی مجددی ماتریدی سیفی ہیں۔ ان کی خانقاہ میں عین شریعت کے مطابق کام ہوتا ہے۔

(سید امداد حسین شاہ بخاری خطیب مرکزی جامع مسجد فیض مدینہ کامونکی ضلع گوجرانوالہ)

یادگار اسلاف

تحریر: حضرت علامہ صاحبزادہ غلام مرتضٰی شازی مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء القرآن شیخوپورہ

مخدوم السالکین حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مدظلہ وہ نابغہ عصر شخصیت ہیں۔ جنھیں دیکھ کر اسلاف کا دور یاد آ جاتا ہے۔ موصوف سالکین کے سرخیل ہیں جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال محبت و متابعت سے تصوف کے اعلیٰ و ارفع مقام اور بلند ترین مراتب پر فائز ہو کر خلافت الٰہیہ اور آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نیابت کبریٰ کے منصب پر متمکن ہوتے ہیں۔

پیر صاحب سے میری کافی نشستیں رہیں۔ ہر مجلس میں محبت الٰہی، ذکر الٰہی کے جلوے بکھرے جنھیں متلاشیاں سمیٹ سمیٹ لیتے۔ قبلہ والد گرامی دامت برکاتھم سے ایک علمی نشست کے دوران میں بھی حاضر تھا۔ یوں لگتا تھا کہ علم کی برکھا برس گئی یوں جو تھمنے کا نام نہیں لے رہی۔ اطمینان قلب کی وہ دولت جو حکمت، فلسفہ اور کلام کی کتابوں کے انبار سے تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملتی وہ جو قبلہ والد گرامی مدظلہ اور پیر صاحب کی چند لمحات کی صحبت میں حاصل ہو گئی۔

تصوف و سلوک کے راہ نوردوں کے سرخیل تصوف و سلوک کے طالبوں کی طرف یوں توجہ فرماتے ہیں کہ بقول کسے

اے پناہ من حریم کوئے تو
من بامیدے رمیدم سوئے تو
آہ زاں در دے کہ در جاں و تن است
گوشہ چشم تو دار دے من است
تیسرام را تیز گرداں کہ من
محنتے دارم فزوں از کوہکن

صاحب علم و آگہی

تحریر: استاذ العلماء علامہ محمد بشیر الدین سیالوی مہتمم: قمر العلوم قمر سیالوی روڈ گجرات

20 صفر المظفر کا دن قمر العلوم جامعہ معظمیہ گجرات کی تاریخ کا ناقابل فراموش دن ہے، ظہر کی نماز کے لیے جامعہ کی نظامی مسجد میں حاضر ہوا تو مسجد کو پرنور پایا۔ روحانی لوگوں کی کثیر تعداد صف بستہ باادب نماز کا انتظار کر رہی ہے۔ سب کے سروں پر سفید عماموں کے تاج سجے ہیں پرسکوں چہروں پر چمنستان کا سبزہ آنکھوں میں شراب محبت کا نشہ کسی کامل مرشد کی صحبت کے فیضان کی نشاندہی وغمازی کر رہا ہے یہ سب مرید اور خلیفے تھے اور امامت فرما رہے تھے ان کے پیر طریقت ملجا و ماوی حضرت پیر سیف الرحمٰن قدس سرہ تھے۔ نماز کے بعد فقیر کے کمرے میں تشریف لائے۔ مختصر مگر پرلطف اور یادگار نشست ہوئی۔ پیر سیف الرحمٰن گفتگو فرما رہے بلکہ علم وحکمت کے موتی لٹا رہے تھے زبان سے چشمہ دانش جاری تھا اور آنکھوں سے مئے وحدت پلا پلا کر سب کو مست و بے خود بنا رہے تھے۔ مریدین باصفا کہہ رہے تھے۔

ملتا نہ عمر بھر مجھے مفہوم زندگی
لیکن تیری نظر کے اشارہ سے مل گیا

ان کے مریدین میں کمال درجے کی عقیدت اور محبت اور ادب دیکھنے میں آیا ہر ایک کا حال پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

باغ بہشت سایہ طوبیٰ و مقر حور
با خاک کوئی دست برابر نمی کم

مخلصین کی جماعت کو دیکھا تو سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی یاد آیا ان العالم یستغفرله من فی السموات والارض والحیتان فی حوف الماء اور آپ نے فرمایا

ان اولیاء ورثته الانبیاء. حضرت پیر صاحب علم و آگہی کے جن بلندیوں پر خیمہ زن ہیں وہاں ہر ایک کا پہنچنا ناممکن و محال ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ کریم نے ذکر کی نعمت جو قسامِ ازل نے بڑی فیاضی سے عطا فرمائی ہے قابل رشک ہے کیونکہ ذکر کرنے والے کو هم اشرفی من عنده اور هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم کی سوغات سے ملتی ہے۔

حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب عالم باعمل ہر راہ نورد شوق ہر باذوق ہر نظافت پسند ہر بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار کے مالک پیران پرخمار آسوں پر بلا جادو ہے۔ روحانی کشش اور جاذبیت ہے غضب کی مستی ہے اور مست و بیخود کرنے کی صلاحیت ہے۔ صیاد نخچیری سکھانے کا فن خوب ہے ان کی بزم محبت بحر عقیدت مندوں پر اسرار جہانگیری لکھتے ہی قصہ مختصر بندہ کو مولا تک پہنچانے کی سعی بلیغ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو عام فرمائے۔

دین اسلام میں اہل شریعت اور طریقت آفتاب و ماہتاب کی مانند ہیں۔ شریعت انسان کے ظاہر کو سنوارتی ہے جبکہ طریقت حقیقی معنوں میں باطن کو چمکاتی اور من کی دنیا کو جگمگا دیتی ہے۔ اصحاب شریعت اور اصحاب طریقت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایسا طبقہ جو شریعت اور طریقت کا جامع ہو مجمع البحرین کہلاتا ہے۔ ہر دور اور زمانہ میں ایسی جامع شخصیات نے ہی خلق خدا کی رہنمائی فرمائی اور اسے حق آگاہی کی منزل تک پہنچایا دلوں میں حب نبی ﷺ اور عشق رسول ﷺ کی شمع روشن فرمائی۔ ان مردانِ حق میں ایک مرد قلندر حقیقت و معرفت کا بے کنار سمندر حضرت خواجہ اخونزادہ سیف الرحمٰن صاحب حنفی دامت برکاتهم العالیه ہیں۔ جن کی نظر اور توجہ سے بے شمار دل "وجلت قلوبهم" کا مصداق بنے اور پہاڑ ان کی اللہ کی ضرب سے "وان منها لما یهبط من خشیة الله" کا منظر پیش کرتے ہیں وابستگان کی ظاہری اور باطنی پاکیزگی کا انتظام اور تربیت فرماتے ہیں اور ہزاروں ذرے فیضیاب ہو کر آفتاب بن کر دلوں کی دنیا کو منور کر رہے ہیں۔

(مفتی مختار احمد غوثوی)

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہ کے حوالے سے غلط فہمیوں کا ازالہ

تحریر: استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی سعیدی رضوی سیفی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ فاروقیہ گوجرانوالہ

اعتقادی و نظریاتی اعتبار سے اور بعض بریلوی کہلانے والوں نے ان کے (حضرت اخندزادہ صاحب سرکار) خلاف معاندانہ کارروائی شروع کر رکھی ہے کہ وہ سنی حنفی نہیں حالانکہ وہ یاغوث اعظم دستگیر کو جائز فرماتے ہیں بلکہ یا غوث اعظم دستگیر نامی پمفلٹ اپنے آستانے سے شائع کیا ہے تمام عقائد میں اہلسنت بریلوی سے پوری پوری مطابقت رکھتے ہیں عرس کرواتے ہیں میلاد مناتے ہیں آستانے پر عرس کے موقعہ پر سلام مع القیام بھی پڑھا جاتا ہے۔ بہرحال منکرین و معاندین جھوٹا پروپیگنڈا کر رہے ہیں ہدایۃ السالکین میں کوئی ایک بھی ایسی بات نہیں ہے جس کو کفر یا ضلالت یا فسق قرار دیا جا سکے محض خوابوں کو خصوصاً مریدین یا خلفاء کی خوابوں اور انہی کی تعبیرات کو بنیاد بنا کر کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا یا ضلالت کا فتویٰ لگانا کہاں کی عقلمندی ہے پھر خواب میں انبیاء کو امامت کرانے کو کفر کی وجہ قرار دیں کتنی زیادتی ہے کیا بیداری میں امام الانبیاء کو امامت کرانا کفر ہے اگر ہے تو پھر صدیق اکبر اور عبدالرحمٰن بن عوف کے متعلق کیا فتویٰ دیا جائے گا اگر بیداری میں یہ امر وجہ کفر نہیں تو خواب میں کیونکر یہ وجہ کفر ہے پھر امامت وجہ فضیلت و وجہ فضیلت ہے ہی۔ کب کیا مفضول افضل کو امامت نہیں کرا سکتا یقیناً کرا سکتا ہے البتہ شیعہ کے نزدیک امامت وجہ افضلیت مگر ہم تو اہلسنّت ہیں ہمارے نزدیک تو ضروری نہیں کہ افضل ہی امام ہو مفضول بھی

امام ہوسکتا ہے جیسا کہ کتب علم کلام میں شیعہ اور سنی کے درمیان اس کو بھی وجہ فرق بتایا گیا ہے کہ کتب علم کلام میں شیعہ اور سنی کے درمیان اس کو بھی وجہ فرق بتایا گیا ہے اور افضل مفضول سے دعا بھی کرا سکتا ہے یہ عجز و انکساری و تواضع اور شفقت کی بنیاد پر ہوتا ہے نہ کہ وہ مفضول ہے جیسا بعض روایات سے یہ نسبت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کو اویس قرنی رحمتہ اللہ کے پاس جاتے وقت فرمایا کہ ان سے میری امت کی بخشش کی دعا کرنا کیا یہ دلیل افضلیت ہے ہرگز نہیں۔ اور یہ کہنا کہ غوث پاک سے چھ درجے فوق مقام عبدیت میں ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ آپ نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں فرمایا یہ بھی کسی خلیفہ کا خواب اور اس کی تعبیر کے ضمن میں ہے بہر حال یہ جزدی فضیلت پر بھی محمول ہوسکتا ہے اگر وحدت اہلسنّت کے عقیدہ کے مطابق بعض خوبیوں کے لحاظ سے خلفاء ثلاثہ سے افضل ہو سکتے ہیں تو امت محمدیہ کا کوئی ولی بھی غوث پاک سے جزوی لحاظ سے افضل ہوسکتا ہے اگر وہ کفر و ضلالت و فسق نہیں تو یہ بھی نہ کفر ہے نہ ضلالت نہ فسق ہے۔ کلی لحاظ سے خلفاء ثلاثہ حضرت علیؓ سے افضل ہیں اور شیخین کے حضرت علیؓ سے افضل ہونے پر اجماع بھی ہے مگر حضرت عثمانؓ کی حضرت علیؓ سے افضلیت قطعی نہیں بلکہ ظنی اور غیر اجماعی ہے چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ میں امام ابن حجر فرماتے ہیں۔ جوربه ان الفضلية ابی بکر رضی الله تعالی عنه علی الثلاثته ثم عمر علی الاثنین محمع علیه عند اهل السنته لا خلاف بیحکم فیه والاجماع یطیر القطع واما الفضلية عثمان علی علی رضی الله تعالی عنه فظنية لا بعض اکابر اهلسنت کسفیان الثوری فضل علیا علی عثمان وما وقع فیه خلاف بین اهل السنة ظنی یعنی خلفاء اربعہ کے درمیان افضلیت کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر کی افضلیت خلفاء ثلاثہ پر پھر حضرت عمر کی فضیلت بقیہ دونوں پر اہلسنت کے نزدیک اجماع ہے۔ یہاں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اجماع قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور حضرت عثمان کی افضلیت حضرت علی پر تو فضیلت ظنی ہے کبھی بعض اکابر اہلسنّت مثلاً سفیان ثوری کے نزدیک حضرت علی افضل ہے حضرت عثمان

سے اور جس چیز میں اہلسنت کے مابین اختلاف ہو وہ ظنی ہوتی ہے۔

اگر جناب سفیان ثوری علیہ الرحمتہ کے نزدیک حضرت علی حضرت عثمانؓ سے افضل ہیں تو پھر کیا سفیان ثوری پر کفر یا ضلالت یا فسق کا فتوی لگایا جائے گا یاد رہے یہاں فضیلت کلی کی بات ہے نہ کہ جزوی کی۔ یونہی حضور غوث پاک سے بھی کوئی ولی اگر جزوی طور پر افضل ہو جائے تو کیا قیامت ہے جب غوث پاک کا قیامت تک آنے والا اولیاء کرام سے افضل ہونا نہ قرآن میں منصوص ہے نہ حدیث میں، نہ اجماع میں، نہ ائمہ مجتہدین کے نزدیک، جو اس کا مدعی ہے وہ ضرور پیش کرے مگر کوئی قیامت تک اپنی مرضی پیش نہیں کر سکتا بلکہ غوث پاک کے قیامت تک رہا آنے والے تمام اولیاء پر افضل طور پر کلی ہونے کی نص بھی موجود نہیں ہے بلکہ اپنے زمانے کے اولیاء سے افضل ہونے پر بھی نص میں موجود نہیں ہے بہر حال مقصد یہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہ عالم کی کوئی بھی تحریر ایسی نہیں جس کو کفریہ یا گمراہانہ قرار دیا جا سکے خدا تعالیٰ ان معاندین و حاسدین کو ہدایت عطا فرمائے اور حق گوئی کی توفیق مرحمت فرمائے اور آپ کے کلام کو سمجھنے کی توفیق بھی دے تا کہ یہ لوگ گمراہی سے بچ سکیں حضرت صاحب نے بندہ کے سامنے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کو تین بار عاشق رسول الشیخ بہت بڑے عالم قرار دیا تھا۔ اور ہدایت السالکین کے متعدد صفحات ہیں مولانا احمد رضا کا علامہ احمد رضا، اعلیٰ حضرت احمد رضاء اور امام احمد رضا بھی لکھا ہے پوری بات کی دلیل ہے کہ باوجود بریلوی نہ کہلانے کہ آپ ان کی عظمت بزرگی اور تبحر علمی کے قائل ہیں اس کے باوجود ان کو دیوبند قرار دینا یا مشکوک قرار دینا یا مذبذب سمجھنا کوئی دیانتداری نہیں ہے اور ان کے خلاف نعوذ باللہ کفر کے فتوے لیتے پھرنا یا دینا بھی کوئی عقلمندی اور ایمانداری نہیں علامہ عبدالغنی تو الحدیقۃ الندیہ ص 242 ج 1 میں فرماتے ہیں کہ ولی کی ولایت کا انکار، ولی کو اذیت دینا کفر ہے ان کو کافر کہنے والا موذی کیونکہ خود کافر نہ ہوگا تو یقیناً وہ خود کافر ہے۔

میرے مرشد و مربی حضرت اخند زادہ صاحب

حافظہ قاریہ شیخ الحدیث تسنیم کوثر ہاشمی مہتمم جامعہ سیفیہ رحمانیہ للبنات الاسلام (گجرات)

از بروئے سجدہ عشق آستانے یافتم
سر زمین بود منظور آسمانے یافتم

اللہ تعالیٰ کے گوناگوں ناقابل شمار احسانات میں سب سے بڑا احسان حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہے اور آپ ﷺ کا سب سے عظیم احسان دین کامل ہے۔ آپ ﷺ نے تلاوت آیات اور تعلیم حکمت کے ذریعے تزکیہ کا وہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ جس نے مس خام کو کندن بنا دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک ایسی جماعت کی تشکیل کی جس کی تعریف آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ نے خود فرمائی کہ "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پاؤ گے۔" صحابہ کبار کے بعد اس مقدس مشن کو تابعین نے جاری رکھا۔ تابعین کے بعد اولیاء اللہ نے تبلیغ و اصلاح امت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ یہ مبارک گروہ ہر دور میں موجود رہا۔ یہی وہ جماعت ہے جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں کیا گیا۔ **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر.** اولیاء اللہ کے اسی گروہ کو صالحین، عباد الرحمٰن، اخیار اور ابرار کے ناموں سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ ان تمام حضرات کی زندگیاں قرآن و سنت کا قابل رشک نمونہ تھیں۔ یہ حضرات روحانی ترقی کے لیے رہبانیت کو نہیں بلکہ اتباع شریعت کو لازمی قرار دیتے تھے۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی کے بقول "یہ راہ صرف وہی پا سکتا ہے جس کے سیدھے ہاتھ میں قرآن پاک اور بائیں ہاتھ میں سنت مصطفیٰ ﷺ ہو اور دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کر لے۔" یہ لکھتے ہوئے میرا قلم فخر سے جھوم رہا ہے کہ اللہ کریم نے مجھ

گنہگار کو اپنے ایسے ولی کامل و مکمل و اکمل کے در کی گدائی عطا فرمائی ہے۔ جس کا ثانی اس دور میں تلاش کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی نظر آتا ہے۔ یہ فخر مجھ گنہگار کو ہی نہیں وقت کے ہزاروں جید علماء، شعراء، بلغاء، اتقیاء، صوفیاء اور امراء کو بھی ہے۔ آپ کی خانقاہ شریف (آستانہ عالیہ منڈیکس علاقہ کھوری) ترویج و اشاعت اور اصلاح و تربیت مریدین اور خدمت خلق کے لیے وقف ہے۔ رشد و ہدایت کی جو شمع آپ نے روشن کر رکھی ہے۔ اس سے مستفید و مستفیض ہونے کے لیے ملک پاکستان کے ہر شہر کے علاوہ بیرون ممالک سے آنے والوں کی قطاریں لگی رہتی ہیں۔ اور یہ باب حق، متلاشیان حق کے لیے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔

حضرت اخند زادہ مبارک کا سراپا جس کو ایک نظر دیکھنے کے لیے سالکین تڑپتے رہتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ آپ کی صورت، آپ کی سیرت، آپ کی رفتار، آپ کی گفتار، آپ کی ہر روش، آپ کی ہر ادا، آپ کا ہر کردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک بہترین مرقع اور منہ بولتی تصویر ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء. ولی چونکہ وہی شخص ہوتا ہے جو نبی کی اتباع کا قابل تقلید نمونہ پیش کرتا ہے۔ اس کی زندگی اتباع شرع کے سانچے میں ڈھلی ہوتی ہے۔ اس کی گفتار و کردار اس کی صورت اور سیرت علم اور عمل سے ہر لحہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی زندگی رضائے الٰہی کے لیے وقف ہے۔ پروردگار کو راضی کرنے میں سرگرداں نظر آتا ہے۔ محبوب کی پیاری پیاری اداؤں کو اپنا لائحہ عمل اور ضابطہ حیات بنایا ہوتا ہے وہ خود بھی قرب خداوندی حاصل کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔ اور مخلوق خدا کو بھی ففروا الی اللہ کا ایمان افروز سبق پڑھاتا رہتا ہے۔ الحمدللہ سیدنا و مرشدنا سرکار اخند زادہ مبارک میں مذکورہ تمام باتیں بدرجہ اتم موجود ہیں جنھیں دیکھ کر دل بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

آپ کے اوقات و معمولات کے انضباط سے ہی واقفیت حاصل ہو جائے تو

اندازہ لگانا مشکل نہیں رہتا کہ اتباع سنت کے ساتھ ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو کس حد تک ادا کرنے کا اہتمام فرماتے ہیں۔ آپ کا آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے والے سالکین اور دیگر مہمان بھی کتنے خوش نصیب ہیں جن کی مہمان نوازی کے لیے روایتی آستانوں کی طرح دیگر مریدین اور غلام نہیں بلکہ سرکار مبارک صاحب کے اپنے لخت جگر اور پوتے اس خیال سے بے نیاز کہ وہ کسی پیر کی اولاد ہیں ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ آستانہ عالیہ کے اندر خواتین کے ماحول میں بھی شریعت مطہرہ اور سنت مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کا جذبہ اور عمل موجزن نظر آتا ہے غرض یہ کہ ؎

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

سرکار اخند زادہ مبارک کی ذات ہو یا آپ کے اردگرد کا ماحول، ہر چیز میں اللہ کی شان و عظمت کے جلوے نظر آتے ہیں۔ خود بخود زبان سے خدا کا ذکر اور اس کی حمد جاری ہو جاتی ہے۔ پریشان حال کو اطمینان قلب اور مردہ دل کو حیات قلب نصیب ہو جاتی ہے۔ ہر طرف ذات خداوندی کے جلوے بکھرے نظر آتے ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ ؎

پیر کامل صورت ظل الہ
یعنی دید پیر دید کبریا

اس پرفتن دور میں کہ عارفین معرفت اور فقرائے حقیقت کا قحط الرجال ہے۔ جس میں مذہبی اور اخلاقی حس یہاں تک مردہ ہو چکی کہ تکبر و نخوت کو عزت، لڑائی فساد کو مباحثہ، کینہ کو حلم، نفسانی خواہشات کو محبت، ہذیان کو معرفت، بے دینی کو فقر اور ترک شریعت کو طریقت کا نام دینے والے کچھ پیر حضرات جو دین اسلام کو بدنام کر کے مرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں اور سرکار اخند زادہ مبارک کی مخالفتوں کا جال بچھانے میں کوشاں ہیں انھیں نہیں بھولنا چاہیے کہ ؎

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

متلاشیان حق کو بہکانے کی کوشش کرنے والے کو سوچنا چاہیے کہ جن لوگوں کو یہ

اللہ کے ولی کامل سے دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ تو یاایھا الذین امنو اتقوا اللہ وکونو مع الصدقین اور واتبع من اناب الی پر عمل پیرا ہیں۔تو یہ بہکانے والے کیوں من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب کا مصداق بن کر اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں۔ ایسے چند نام نہاد پیر جو مسند رشد و ہدایت پر براجمان ہیں۔غور کریں کہ ان کے معمولات مصطفیٰ ﷺ سے کتنی مطابقت رکھتے ہیں۔ کیا اسی طرح ان کے رگ و پے میں بھی عشق رسول اللہ ﷺ سمایا ہوا ہے؟ کیا وہ بھی ظاہری اور باطنی علوم سے مالا مال ہیں؟ اتباع سنت کا کس درجہ اہتمام کرتے ہیں؟ مشتبہ کھانے سے کس درجہ گریز کرتے ہیں؟ غیر شرعی امور کے ارتکاب سے بچنے کے کتنا اہتمام کرتے ہیں؟ اگر ان تمام باتوں کا موازنہ کر لیا گیا تو یقیناً سرکار اخندزادہ مبارک قدس سرہ کو نگاہ تنقید کی بجائے نگاہ تقلید سے دیکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ نگاہ کا فتور ختم ہوتے ہی انشاء اللہ آپ کی ذات مبارک شفاف آئینے کی مانند نظر آ جائے گی۔ اس لیے کہ حضرت موصوف صاحب حال ہیں اور صاحب حال بغیر حلال کے سمجھ نہیں آتا۔ صاحب حال کا قال بھی حال ہے۔ اس کی خاموشی بھی حال اور اس کا قرب حال پیدا کرسکتا ہے۔ اللہ والوں سے دور رہتے ہوئے صرف ہماری زبان اللہ اللہ کہتی ہے۔ حالانکہ اللہ لفظ نہیں، اللہ آواز نہیں، اللہ پکار نہیں، اللہ تو ذات ہے اور اس ذات کا تعلق دل سے ہے۔ دل اگر اللہ سے متعلق ہو جائے تو جلوہ گاہ کبریا بن جاتا ہے۔ آئینہ دل جتنا مصفیٰ ہوگا۔ جلوہ حق اتنا ہی آسانی سے قبول کر لے گا کیونکہ یہ سفر حقیقت ہے اور تلاش حقیقت، تلاش حق آگاہ، تلاش صاحب دلاں اور تلاش امام زماں کے لیے اپنی اصلاح ضروری ہے۔ ابوجہل کو دیدار سے تقرب حاصل نہیں ہوسکتا نہ ہی پہچان پیدا ہوتی ہے جبکہ اویس قرنی کو تقریب مکانی کے بغیر ہی دیدار حاصل ہو جاتا ہے اور معرفت بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ الحمدللہ حضرت کا فیضان گھر گھر پہنچ رہا ہے اور پہنچتا رہے گا۔ آپ کا وجود مسعود امت مسلمہ کے لیے کسی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقربین کی غلامی عطا فرمائے اور ان کی پہچان کے لیے چشم بینا سے بھی نوازے۔ آمین

شیخ مجدد کی جھلک

تحریر: خطیب پاکستان مولانا سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی

بندہ ناچیز کی ابھی تک اخوندزادہ صاحب سے ملاقات تو نہیں ہو سکی مگر دیکھنے میں آیا ہے جب بھی کوئی ایسا موقع آیا ہے جس میں کسی حوالہ سے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی ناموس کا موقع آیا ہے تو سلسلہ سیفیہ کا کردار نمایاں نظر آیا ہے اور اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کے مریدین اور خلفاء نے من حیث الجماعت بھرپور طریقہ سے شمولیت اختیار کی ہے اور باڑہ کے علاقہ میں بھی انھوں نے ایک ایسا کردار ادا کیا ہے جس میں شیخ مجدد کی جھلک نظر آتی ہے یہی سلسلہ عالیہ مجددیہ کی خصوصیت ہے کہ باطل کے سامنے ڈٹ جانا اور حق بات کرنا ان کی وراثت ہے چاہے مقابلہ میں وقت کا جہانگیر ہی کیوں نہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کردار باطل کے سامنے ادا کرنا اللہ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں جبکہ باطل کے پاس ظاہری وسائل وافر مقدار میں ہوں اس کے باوجود باطل قوتوں کی پرواہ نہ کرنا اللہ کے خاص بندوں کی صفت بیان کی گئی ہے لہٰذا بندہ دعا گو ہے کہ حضرت اخوندزادہ صاحب کو اللہ کریم حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے تمام فتنوں سے محفوظ فرمائے اور اپنے خاص فضل کرم سے نوازے اور دین حقہ کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور آپ کا فیضان عام فرمائے آمین ثم آمین۔

ارمغانِ نیاز

نیاز کیش: مفتی محمد حسین صدیقی کیلانی دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ

عالم شریعت، سالک راہِ طریقت، شیخ العلماء، سید العرفاء، حجۃ اللہ فی زمانہ، آیۃ اللہ فی اعوانہ، حامل نسبت نقشبندیہ، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت اخوند زادہ پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتہم القدسیہ (پیر ارچی مبارک) آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف کے حضور ارمغانِ نیاز

چند یوم قبل دورانِ سفر "راوی ریحان" کے پاس سے گزر ہوا۔ نمازِ ظہر کا وقت قریب تھا فیصلہ کیا کہ نمازِ ظہر اہل سنت کے عظیم روحانی آستانہ عالیہ "راوی ریحان شریف" پر باجماعت ادا کی جائے اور ساتھ ہی سجادہ نشین پیر طریقت، رہبر شریعت حضور میاں محمد حنفی سیفی دامت برکاتھم العالیہ کی زیارت بھی ہو جائے گی۔ الحمدللہ دونوں سعادتیں نصیب ہوئیں۔ اس موقع پر آستانہ عالیہ کے بہت سے خصوصی خدام سے ملاقات بھی ہوئی۔ میرے ساتھ صاحبزادہ قاری غلام سرور حیدری اور قاری محمد اعظم چشتی صاحب بھی تھے۔ حضرت صاحب نے علماء کے ساتھ بڑی محبت وعقیدت کا عملی نمونہ پیش کیا۔ بعض خدام سے پتہ چلا کہ حضرت قبلہ اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کی دینی و ملی خدمات کے پیش نظر آپ کے حالات زندگی پر ایک کتاب لکھی جا رہی ہے۔ مجھے بھی اپنے تاثرات قلمبند کرنے کو کہا گیا۔ لہٰذا "ذکر الانبیاء عبادۃ و ذکر الاولیاء کفارۃ" کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند حروف قطعہ قرطاس پر رقم کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

چونکہ تاحال بندہ کو حضرت قبلہ پیر صاحب سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا مگر چند

علمائے اہل سنت جنھیں آپ سے ملاقات اور آپ کی زیارت کا موقع نصیب ہوا (جن میں قابل ذکر ''شارح مکتوباتِ امام ربانی، عاشق رسول جناب علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمہ اور استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد نصرت اللہ مجددی صاحب ہیں) کی زبانی حضرت پیر صاحب کا تعارف ہوا جس کی روشنی میں یہ چند سطور سپردِ قلم کر رہا ہوں۔ روایت علماء سے معلوم ہوا کہ آپ کے سر میں دماغ عالمانہ، سینے میں دل صوفیانہ، لباس میں جھلک درویشانہ، اندازِ سخن محققانہ اور طرزِ حیات مجاہدانہ ہے۔ آپ بیک وقت عالمانہ جلال، صوفیانہ جمال اور درویشانہ کمال کے وارث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جیسی شخصیات اپنے جلیل القدر اور اعلیٰ کارناموں کی بدولت تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہوتی ہیں اور جو قیامت تک زندہ رہتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان تاریخ ساز شخصیات کی سیرت و کردار اور اعلیٰ کارناموں پر کچھ لکھنا بڑا جاں گسل اور محنت طلب کام ہوتا ہے۔

تاریخ برصغیر کے اوراق کو اُلٹ کر دیکھا جائے تو انبیاء کرام علیہم السلام کے علمی اور روحانی فیضان کے امین بزرگان دین اسلامی اقدار کی نگہداری اور عظمت رسول ﷺ کی پاسداری کا حق ادا کرتے رہے اسی افق ولایت کے نیر تاباں حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن صاحب ہیں جن کی زندگی شریعت مطہرہ کی پابندی کے ساتھ ساتھ، تزکیہ نفس، مجاہدہ اور ضبط نفس کا اعلیٰ نمونہ بھی ہے۔ آپ کی شخصیت حقیقت سے آشنا اور مظہر نورِ خدا ہے۔ آپ کی ذات بے یار و مددگار لوگوں کے لیے امید کی کرن ہے۔

سنا ہے کہ بڑے بڑے علماء کرام و مشائخ عظام اور دیگر اہل علم حضرات بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر اپنے اپنے حال اور ظرف کے مطابق آپ کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوتے ہیں یہ بھی سنا ہے کہ آپ نے ضرورتِ زمانہ کے باعث ردِ ارتداد و ردِ مذاہب باطلہ کو اپنا نصب العین بنا رکھا ہے اور امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''حدائق بخشش'' کے ان اشعار

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں چھیڑنا
شیطاں کی عادت کیجئے

کی عملی تصویر پیش کی ہے۔ حقیقت بات ہے کہ ایسی علمی، عملی اور روحانی شخصیات کا وجود اللہ رب العزت جل مجدہٗ کی رحمت اور سرکار دو عالم شفیع معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہوتی ہیں۔ اس پرفتن دور میں ایسے رجال علم وتقویٰ کی اشد ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت بطفیل مصطفےٰ کریم ﷺ ایسی روحانی شخصیات اور ان کے آستانوں کو تاابدلآباد قائم رکھے اور ان روحانی آستانوں سے منسلک خوش نصیب حضرات کو تادم آخر اکتساب فیض کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کے روحانی فیض کی ایک کرن ''راوی ریحان شریف'' کا آستانہ بھی تھے۔ جہاں قبلہ میاں صاحب نے ایک عظیم مسجد تعمیر کی۔ جس کے ستون کسی حد تک مسجد نبوی شریف کے ستونوں کا نقشہ پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی مختصر وقت میں دارالعلوم للبنات کا قیام اور طلباء کی تعلیم کے لیے علیحدہ دارالعلوم بھی زیر تعمیر ہے وابستگانِ آستانہ عالیہ کے سروں پر سفید دستار مبارک اور چہروں پر سنت کے مطابق ڈاڑھی مبارک ایک منفرد اور خصوصی پہچان ہے۔

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ایک نعمت خداوندی

مفتی ابوالحسن محمد اشرف قادری بانی ومتولی جامعہ اشرفیہ رضویہ مظہر الاسلام شیخوپورہ

پیر طریقت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کا وجود مسعود فی زمانہ اہل سنت و جماعت کے لیے نعمت خداوندی ہے یہ امر خوش آئین ہے پیر صاحب حسام الحرمین شریف وتمہید الایمان مع تکمیل الایمان کے موید و عامل ہیں یہ کثیر مشائخ کے لیے قابل تقلید ہے پیر صاحب تقویٰ وطہارت امانت و دیانت علم وعرفان کا خزینہ ہیں اپنے باڑہ کے علاقہ میں دین حقہ کے فروغ کے لیے جو خدمات انجام فرمائیں نا قابل فراموش ہیں آپ کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ جس کو حق سمجھتے ہیں اس میں تصلب اختیار فرماتے ہیں اور لامتہ لائم سے بے خوف ہیں اور خوف خدا کے امین ہیں یہی وجہ ہے کہ مذاہب باطلہ دیابنہ و وھابیہ کی تکفیر میں تساہل نہیں فرماتے۔

آپ کے ہزاروں خلفاء لاکھوں مریدین اہلسنّت و جماعت کی اشاعت میں کوشاں ہیں۔ یہ روحانی تربیت کا اثر ہے آپ کے مریدین میں ادب و احترام ومحبت ہے نظم ونسق علمبردار ہیں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ جو بھی حسام الحرمین شریف کے فتاوی شرعیہ کو تسلیم نہیں کرتا ہم سنی تصور ہی نہیں کرتے۔

میرے استاذ محترم حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ سے گفتگو میں انھوں نے فرمایا حسام الحرمین شریف سے حضرت مبارک صاحب مکمل اتفاق کرتے ہیں یہ دور پُرآشوب ہے فحاشی وعریانی کا سیلاب اُمنڈ آیا ہے۔ بدمذاہب بھی اپنے سیلاب میں سادہ لوگوں کو بہا لے جانا چاہتے ہیں ایسے دور میں اتفاق واتحاد و بھائی چارہ کی ضرورت ہے احتیاط کا راستہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے خلیج کو دور کرنا ہے۔

سیفی برادران چلتے پھرتے علماء و مشائخ کی جماعت معلوم ہوتے ہیں نیز اہلسنّت کے اجتماعات کی رونق ہیں اور اتباع سنت پر گامزن ہیں علماء اہلسنّت سے انتہائی محبت واحترام ان کا شعار ہے۔

اعترافِ حق

تحریر: مفتی محمد بشیر احمد غازی

بندہ ناچیز نے پیر محمد سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کے خلاف ایک کاغذ پر دستخط کیے تھے اس وقت تحریر ایک ایسی نظر سے گزری جس پر حکم لگانا شرعی حکم تھا لیکن جب پیر صاحب قبلہ نے اس بات کی وضاحت کر دی کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت قبلہ کا یہ فرمان اظہر من الشمس ہے کہ میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہوں لہٰذا مسئلہ صاف و شفاف ہو گیا۔ ان سے فیض یاب ہوں۔ اہل سنت کے وفد نے ملاقات کی اور مسئلہ واضح ہو گیا۔ لہٰذا میں اس گذشتہ تائیدی بیان سے رجوع کرتا ہوں۔ پیر محمد سیف الرحمٰن کو درجنوں اولیاء کا رہنما و پیشوا مانتا ہوں۔ مسلک حق اہل سنت کے مطابق پیر صاحب کے عقائد ہیں۔ استاذ المکرم شیخ الحدیث والتفسیر مولانا غلام فرید ہزاروی علیہ الرحمۃ کا ان کے سلسلہ میں مرید ہونا ان کے حق پر ہونا ثابت کرتا ہے۔

ہر کسی کو ضال مضل کہنا یا کافر و مشرک بدعتی کہنا اتنا آسان نہیں جتنا آسان اس دور کے علماء نے سمجھ لیا ہے۔

شیخ المشائخ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب مبارک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور و معروف بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب اور آپ کے خلفاء بڑی جان فشانی سے باڑہ کے علاقوں میں اہلسنت کے تشخص پر قائم ہیں۔ ان کا مشن لوگوں کو راہ راست پر لانا ان کی راہنمائی کرنا شریعت مطہرہ پر عمل کرنا اور سب سے پہلے اسلامی شعار کو اپنی ذات پر لاگو کرنا ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کے اس مشن کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔ آمین

(حافظ محمد ارشاد صدر مدرس جامعہ منظور المشائخ)

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک عظیم روحانی پیشوا

تحریر: علامہ صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ نقشبندی ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

رسول کریم ﷺ نے جس طرح علوم ظاہریہ عطا فرمائے۔ اس طرح علوم باطنیہ بھی عطا فرمائے۔ محدثین کرام اور فقہائے عظام نے علوم ظاہریہ شرعیہ کی اشاعت میں بے مثال خدمت سرانجام دی۔ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے علوم باطنیہ کی خوب ترویج کی جس پر ان کی تعلیمات اور ان کی مشہور زمانہ کتب شاہد ہیں۔

علوم شرعیہ سے انسان کے ظاہر کو طہارت حاصل ہوتی ہے اور علوم طریقت سے انسان کے باطن کو طہارت ملتی ہے۔ سلسلہ عالیہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا پیر طریقت اخند زادہ سیف الرحمٰن ارچی خراسانی مدظلہ عالی عالم دین بھی ہیں اور اپنے سلسلہ کے عظیم بزرگ بھی ہیں۔ راقم کو چند مرتبہ ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ راوی ریان میں ایک مرتبہ ان کو سننے کا اتفاق ہوا وہ اپنے مریدین کو خاص نشست میں وعظ و تلقین کر رہے تھے بڑی عمدہ مثال کے ساتھ باطن کی حقیقت کو واضح کر رہے تھے اور فرمایا کہ ''گھر میں اگر کوئی موجود ہو تو ایک دستک پر دروازہ کھل سکتا ہے اگر کوئی نہ ہو تو طویل دستک پر بھی دروازہ نہیں کھل سکتا۔ بڑی عمدہ مثال قبلہ پیر صاحب نے بیان فرمائی۔''

کہ اگر آنے والے کا ضمیر برا نہ ہو عقیدہ درست ہو اس پر اسلام کا گہرا رنگ چڑھ سکتا ہے۔ اگر ضمیر ستھرا نہ ہو اس پر ہزار تبلیغ بھی اثر نہیں کرتی آپ کے صاحبزادگان بھی عالم ہیں۔ آپ کے بیٹے حضرت پیر حمید جان سیفی کا ایک بیان جامعہ نعیمیہ میں سننے کا موقع ملا۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریف پر بڑی عمدہ آسان اور واضح انداز میں تصوف کے موضوع پر بیان فرما رہے تھے۔ آج جوں جوں فتنے بڑھ رہے ہیں۔ کئی آستانے اور مدارس ان کی لپیٹ میں آ گئے ہیں۔ دستار مبارک جو رسول ﷺ کی سنت

ہے۔ اس کی اہمیت بہت کم ہوتی جا رہی ہے جبکہ حدیث پاک میں ہے کہ "اپنے علم کو دستاروں کے ساتھ زینت دو" او کما قال کئی سارے علمائے کرام جمعۃ المبارک کے خطبہ اور نماز جمعہ اور عیدین کی امامت میں بھی دستار شریف سر پر رکھنے میں شرماتے ہیں۔ بعض آستانوں پر داڑھی منڈے سجادگان جو نہ صرف اپنے بزرگوں کی مسند پر ہی بدنما دھبہ ہیں بلکہ وہ پورے سلسلہ طریقت کے لیے بھی خطرہ کا باعث ہیں۔ ان سے وابستہ اکثریت داڑھی منڈوں کی ہے جو کچھ داڑھی شریف والے تھے وہ بھی داڑھی شریف کے قتل کے مرتکب ہو گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون. حضرت قبلہ پیر صاحب خود تو بہت بڑے صوفی عالم بزرگ ہیں۔ ان سے وابستہ کچھ حضرات کو علماء کے بارے میں کہتے ہوئے سنا گیا کہ "علماء کرام کے دل غافل ہیں۔" حضرت قبلہ پیر صاحب سے توقع ہے کہ اپنے ایسے مریدوں کو علماء کی صحیح معانی میں عزت و تکریم کی تلقین فرمائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ پیر صاحب کو صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے ان کا وجود بہت بڑی غنیمت ہے۔

آفتاب ولایت، ماہتاب شریعت، رہبر شریعت پیر سیف الرحمٰن، حفظ اللہ تعالیٰ کی شخصیت ان کی دینی خدمات میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے مجھ جیسا گناہگار ان کی دینی خدمات پر تبصرہ کرنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتا ہے میری اتنی جرأت و جسارت نہیں کہ آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کروں ان کے بارے میں بس اتنا ضرور کہوں گا کہ ان جیسے بزرگ اس نفسا نفسی افراتفری، نشست و برخاست کے دور میں نعمت خداوندی ہیں۔

روحانی فیض، فہم فراست علمی آگہی سے پوری دنیا میں مختلف مذاہب کے لوگ دین اسلام میں داخل ہوئے جن میں زیادہ تعداد عیسائیوں اور ہندوؤں کی ہے ہر وقت، اسلام کا پرچم اپنے ہاتھ میں لیے اللہ اکبر کا نعرہ پوری دنیا میں بلند کیا اور یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ان کا روحانی فیض جاری و ساری ہے۔

(چوہدری محمد الیاس گجر (گولڈ میڈلسٹ) صدر ڈسٹرکٹ اینڈ سٹی جرنلسٹ ایسوسی ایشن شیخوپورہ)

آواز دوست

نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ (سپریم کورٹ)

میرے انتہائی قابلِ احترام دوست سید الیاس رضا بخاری جن کے زہد و تقویٰ کا میں دل سے قائل ہوں اور جن کا وجود اس دور میں تصوف کے سلاسل کے لیے ایک سند کا درجہ رکھتا ہے۔ مجھے حکم فرمایا کہ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب نقشبندی کی شخصیت کے حوالے سے اپنے خیالات مختصر تحریر کر کے بھیجوں۔

حضور رحمت عالمین ﷺ کی ذاتِ گرامی خاتم النبیین ہے اور چونکہ آپ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ چونکہ آپ ﷺ کی سیرت صرف شخصی سیرت نہیں بلکہ ایک عالمگیر اسوہ ہے۔ اس لیے آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے بے شمار گوشوں اور آپ کے خصائل اور فضائل صحابہ کرام کی سیرتوں میں جھلکتے ہیں۔ جس طرح سید عالمین ﷺ کی صداقت و امانت کے سیدنا صدیق اکبرؓ وارث ہوئے سیدنا عمر فاروق آپ کے انداز حکومت اور عدل و احسان کے وارث بنے۔ عثمان غنی نے سخاوت کی وراثت کا حق ادا کیا اور سیدنا علی آپ کی حکمت و دانش کے وارث ہوئے۔ اسی طرح عبداللہ بن مسعود آپ کی تفقہ کے وارث اور جناب خالد بن ولید میں شجاعت کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔

امت میں حضور ﷺ کا جو منصب قرآن نے بیان فرمایا کہ آپ لوگوں کا تزکیہ فرماتے ہیں اس خاص وصف کے وارث اولیائے امت بنے اور بقول ایک امریکن سکالر جولین بیڈلک کہ اسلام کی بقاء آئندہ زمانے میں صوفیاء سے وابستہ رہے گی۔

حضرت پیر سیف الرحمٰن نقشبندی سے میری صرف چند ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ اس لیے ان کی ذات کے حوالے سے جس چیز نے مجھے متاثر کیا وہ ان کا علوم شریعت میں

دسترس تھی اور وہ یقیناً ایک صوفی کے ساتھ ساتھ ایک ممتاز عالم دین بھی ہیں۔

ان کی اس معاشرے میں ایک بڑی **Contribution** یہ ہے کہ انھوں نے اوران کے قابل خلفاء جنھیں خاص طور پر میاں محمد حنفی سیفی صاحب شامل ہیں۔ لاکھوں لوگوں کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا۔ میرے ذاتی مشاہدے میں ایسے کئی لوگ ہیں جو ہر وقت کوئے صنم رواں دواں رہتے اور اب ان کے قدم جب بھی اٹھتے ہیں سوئے حرم اُٹھتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے پیر صاحب کی محفل میں لوگوں کو مرغِ بسمل کی طرح درد وسوز سے تڑپتے اور پھڑکتے دیکھا ہے اور یہ دولت وہ اپنے نیاز مندوں میں صبح شام لٹاتے رہتے ہیں اور اس بات کا نمونہ نظر آتے ہیں۔

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے ساغر سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

میں نے حال ہی میں اپنے دورہ یورپ کے دوران مختلف جگہوں پر سفید عمامہ میں ملبوس لوگ دیکھے جو دور سے پیر صاحب کے سلسلہ کے لوگ نظر آتے تھے۔ معلوم کرنے پر معلوم ہوا وہ سب یا تو پیر سیف الرحمٰن صاحب کے مرید اور یا ان کے خلفاء خاص طور پر میاں محمد سیفی حنفی سے متعلق تھے۔ میاں حنفی سیفی نے ناموسِ رسالت کی تحریک میں جس طرح نمایاں خدمات سرانجام دیں اس کا **Credit** بھی پیر سیف الرحمٰن صاحب کو جاتا ہے۔

میری دعا ہے کہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کو اللہ کریم عمر خضر عطا فرمائے اور ان کے سلسلہ کے متعلقین کو اللہ کریم اخلاص کے جوہر سے مزید بہرہ ور فرمائے۔

قدوۃ السالکین حجۃ الواصلین سراج الکاملین حضرت خواجہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک دامت برکاتھم العالیہ دور حاضر کی عظیم روحانی و علمی شخصیت ہیں۔ آپ کی زندگی شریعت مطہرہ کا نمونہ ہے۔

جو خوش نصیب سلسلہ عالیہ سیفیہ میں شامل ہوتا ہے وہ اسوہ رسول کریم ﷺ کا پابند نظر آتا ہے۔ اس دور میں جبکہ رسمی پیری مریدی رہ گئی ہے ان مشائخ سیفیہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے اپنے متوسلین کو شریعت کا پابند اور ذکر کی تلقین کرنا۔

(مفتی محمد نصرت اللہ مجددی دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ گوجرانوالہ)

میری بیعت زندگی بدل گئی

تحریر: کرنل محمد الطاف حسین سیفی کوئٹہ کینٹ

سرکار مبارک صاحب کی پہلی زیارت اگست 2002ء پشاور میں نصیب ہوئی۔ آپ مبارک صاحب کو دیکھنے سے دل و دماغ پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت عیاں ہوتی گئی اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے دل کو سکون اور اللہ تعالیٰ کی یاد نصیب ہوتی گئی۔ میں فروری 2001ء میں بیعت ہوا۔ مجھے سلسلہ نقشبندیہ میں اگست 2002ء اور سلسلہ چشتیہ میں جون 2008ء میں خلافت ملی۔

سرکار مبارک صاحب حضرت محمد ﷺ کے حقیقی وارث ہیں۔ آپ کو ظاہری اور باطنی علم میں مکمل عبور حاصل ہے اور صحیح معنوں میں اتباع رسول ﷺ کے عملی پیکر ہیں۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد میرے اور میرے اہل خانہ کے دل و دماغ میں بے شمار تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ بیعت سے پہلے بھی پانچ وقت نماز پڑھتا تھا لیکن فلمیں دیکھنے اور گانے سننے کا بہت شوقین تھا۔ اس کے علاوہ بہت ساری برائیاں تھیں جن کا ذکر کرنا ابھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ بیعت کے بعد سے میرا، میری بیوی بچوں کا نہ صرف ٹی۔وی دیکھنا ختم ہوا بلکہ گھر میں سب نماز پڑھنے لگے۔ میرے چہرہ پر داڑھی مبارک اور سر پر عمامہ شریف آ گیا۔ اس کے علاوہ بیوی کو پردہ نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت بڑھتی گئی۔ حقوق العباد سے عملی روشنائی ملی۔ معاشرے اور لوگوں کا خوف دل سے جاتا رہا۔ رزق حلال کمانے اور کھانے کا دل و دماغ میں احساس اور عمل بڑھتا گیا۔ میرے اندر ہمیشہ یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں جوانی یعنی 20/25 سال کی عمر میں اس سلسلہ میں بیعت ہوتا اور میرے دل میں آقائے دوجہاں حضرت محمد ﷺ کا عشق ٹھاٹھیں مارتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے اور مرشد پاک کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

خانقاہ اور درس گاہ

تحریر: ڈاکٹر محمد قاسم چٹھہ محمدی سیفی راولپنڈی

اس سلسلہ عالیہ میں جولائی 2001ء میں بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ محفل کروانے کا حکم ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ میرے پیر و مرشد ہیں کی طرف سے 14 مئی 2006ء کو ہوا تھا۔ حضرت اخند زادہ صاحب دامت برکاتہم کا علم بہت وسیع ہے۔

جذبہ تبلیغ کے تحت ہم تین ساتھیوں نے (جن میں ایک ساتھی میرے چچا زاد بھائی محترم جناب نذیر احمد چٹھہ محمدی سیفی صاحب ہیں) گاؤں کی سطح پر طالبات کو قرآن شریف کی تعلیم (ناظرہ) دینے کے لیے 2003ء میں ایک مدرسہ کا انعقاد کیا تھا۔ الحمدللہ اس میں نمایاں کامیابی نصیب ہوئی ہے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

1- مدرسہ کا نام	سیفیہ مدرستہ اللبنات چک نمبر 307 ج ب گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
2- شروع سالوں میں طالبات کی تعداد	40 سے 50 تک
3- موجودہ سالوں میں طالبات کی تعداد	70 سے 80 تک
4- طالبات کی تعداد جنھوں نے تعلیم مکمل کر لی۔	30
5- طالبات کی تعداد جو مستقبل قریب میں تعلیم مکمل کر لیں گی۔	8-10 تک
6- طالبات کی تعداد جو قرآن پاک حفظ کر رہی ہیں۔	4

اس سلسلہ مذکورہ کی آگہی کے لیے ماہانہ 30 عدد ''السیف الصارم'' رسالے لوگوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ گاؤں کی سطح پر قرآن شریف معنی کے ساتھ پڑھایا جائے لیکن اس سلسلہ میں کوئی کامیابی نہیں ہو رہی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل سے دعا ہے کہ اگر کوئی معلّمہ جو ہمارے سلسلہ سے منسلک ہو مل جائے تو قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ طالبات کو تصوف کی تعلیم یعنی علم باطن کا سلسلہ بھی دستیاب ہو جائے۔ آمین ثم آمین

پیر طریقت شیخ المشائخ پیر سیف الرحمٰن المعروف اخوندزادہ پیر ارچی ایک معروف عظیم مبلغ اسلام ہیں۔ ایک بہت بڑا پیر ہونے کے ساتھ درس نظامی کی تمام کتب پر عبور حاصل ہے فارسی عربی اردو روانی سے بول سکتے ہیں۔ ان کے روحانی فیض کا یہ عالم ہے ان کے سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں خلفاء ہیں اور ہر خلیفہ کے ہزاروں مرید ہیں اور ہر خلیفہ مسلک امام اہلسنّت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خان کے مسلک کا پیروکار ہے ظاہری کتب پڑھنے پڑھانے کے علاوہ زیادہ روحانی فیضان تقسیم فرماتے ہیں۔ مجھے اس وقت زیارت نصیب ہوئی جب میرے استاذ مکرم شیخ الحدیث و التفسیر مقدام العارفین الکاملین برہان الواصلین پیر طریقت ابوالفیض محمد عبدالکریم چشتی ابدالوی رضوی خلیفہ مجاز محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ المنان خانقاہ ڈوگراں میں پیر طریقت پیر سیف الرحمٰن کو سالانہ جلسہ کے موقع پر دعوت دے کر بلایا۔ حضرت استاد مکرم نے آپ کی خدمت میں عربی زبان میں لکھ کر سپاس نامہ خود پڑھا۔ پیر صاحب جب سٹیج پر رونق افروز ہوئے مسجد کے صحن میں (سارا صحن ہزاروں لوگوں سے) بھرا ہوا تھا پیر صاحب اپنی خداداد بصیرت کے ساتھ جب نظر روحانی ڈالی تو پانچ چھ مخلصین مریدین معتقدین وجد میں آگے ہزاروں کے مجمع کے اوپر سے پرندوں کی طرح پڑھتے ہوئے سٹیج پر پیر صاحب کے قدموں میں گر گئے یہ روحانی نظر کی کشش بھی حاضرین میں سے کسی کو نہ پاؤں لگا نہ تکلیف ہوئی۔

میرے دوسرے بڑے استاذ شیخ الحدیث والتفسیر اوحد الفحول حضرت علامہ پیر طریقت غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد شریف نے فرمایا۔ پیر طریقت پر سیف الرحمٰن کا وجود مسعود دین اسلام اور اہلسنّت کے لیے اپنے علاقہ میں اللہ کی طرف سے خاص انعام ہے۔

(مولانا مفتی محمد یعقوب قادری رضوی مہتمم و صدر مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ لاہور سرگودہا روڈ شیخوپورہ)

اظہارِ حقیقت

تحریر: پروفیسر محمد نذیر چیمہ والد بزرگوار شہید ناموس رسالت غازی عامر چیمہ شہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ کریم

آقا دوجہاں رحمت عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اصل کائنات و باعث وجود کائنات بنا کر انسانیت پر احسان عظیم فرمایا۔

لقد من اللہ علی المومنین...... (القرآن عظیم الشان)

ہر چیز سے بڑھ کر آپ کی محبت کو بندوں پر لازم فرمایا اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا جب تک میں تمھیں ہر چیز سے زیادہ پیارا نہیں ہوتا تمہارا ایمان مکمل نہیں۔

الحمدللہ میں نے اس دنیا میں کچھ پایا یا نہیں لیکن اپنے والدین اور پھر اپنے مرشد کے طفیل عشق رسول ﷺ کی شمع اپنے دل میں روشن پائی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا عطا فرمایا جن کے دلوں میں اللہ کے فضل سے یہی عشق رسول ﷺ کے شمع روشن ہوئی۔ میرا بیٹا عامر عبدالرحمٰن چیمہ شہید اپنے ملک سے BSC ٹیکسٹائل انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ماسٹر آف ٹیکسٹائل مینجمنٹ انجینئرنگ کے لیے جرمنی چلا گیا۔ جب جرمنی کے اخبار نے رسول اللہ ﷺ کے شان اقدس میں گستاخی کی تو میرا بیٹا اس گستاخ ایڈیٹر کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے بے تاب ہو گیا اور موقع پا کر اس نے ملعون گستاخ رسول پر قاتلانہ حملہ کر دیا اور اس دوران وہاں کی پولیس نے گرفتار کر لیا اور تشدد سے دوران حراست شہید کر دیا۔ بیٹے کی شہادت نے مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے سرخرو کر دیا۔

جب میرے بیٹے کی شہادت کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو اہل سنت کے

نامور علماء و مشائخ کے علاوہ بہت ساری تنظیموں مثلاً جماعت اسلامی، جماعۃ الدعوۃ، اشاعت توحید و سنت وغیرہ کے رہنماؤں نے جنازہ پڑھانے کی خواہشات کا اظہار کیا تا کہ شہرت اپنے نام کیش کروائی جا سکے۔ ان دنوں میں میرے پیر و مرشد پروفیسر عفید الدین چشتی قادری دامت برکاتہم العالیہ امریکہ میں تھے آپ نے بذریعہ فون مجھے فرمایا کہ انشاء اللہ عاشق کا جنازہ کسی بارگاہ رسالت ﷺ میں مقبول خادم کے نصیب ہوگا۔ میری یہ پریشانی اللہ کے فضل، رسول اللہ ﷺ کے طفیل، پیر و مرشد اور حضور غوث الوریٰ کے صدقے یوں حل ہوئی کہ مجھے بشارت ہوئی اور حضرت قبلہ ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز سیفی صاحب کا نام میرے دل میں القاء ہوا تو معاً مجھے اپنے چند عزیزوں کا خیال ہوا جو حضرت سے منسلک ہیں ان عزیزوں کے ذریعے ان کے باقی ساتھیوں سے ملاقات ہونا شروع ہوئی تو دل میں طمانیت بڑھتی گئی کہ یہ سب حضرات عشق رسول ﷺ اور سنت کے پیکر میں متوالے نظر آئے۔ ان کی وساطت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے موسس اعلیٰ شیخ المشائخ حضرت اخوند زادہ سیف الرحمٰن مدظلہٗ العالی کے احوال تک رسائی ہوئی تو آپ کو اس پیرانہ سالی میں شریعت و طریقت میں ڈھلا ہوا دیکھ کر اسلاف کی یادگار پایا ایسے مقبولانِ خدا بندوں کا وجود مسعود ہی دنیا میں عشق رسول ﷺ کے فروغ کا ذریعہ ہوا کرتا ہے جو آپ کے لاکھوں فیض یافتہ حضرات میں روزِ روشن کی طرح نظر آتا ہے۔

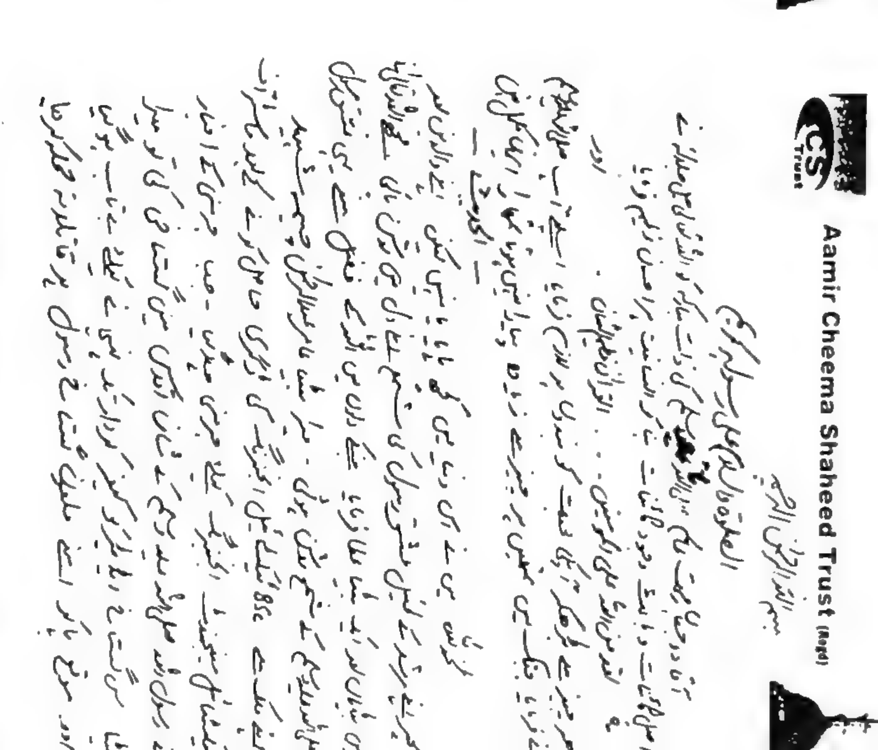
الحمدللہ مجھے فخر ہے کہ میرے عاشق رسول ﷺ بیٹے کا جنازہ حضرت والا شان پیر سیف الرحمٰن کے خلیفہ مجاز، پیکر صدق و اخلاص ہستی ڈاکٹر محمد سرفراز سیفی صاحب نے پڑھایا۔ میری اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کا سایہ تادیر اہلسنّت پر قائم رکھے تا کہ عشاقان رسول ﷺ کا یہ باغ پھلتا پھولتا رہے اور عامر عبدالرحمٰن شہید جیسے نوجوان عشق و ایمان کی حرارت کے سبب اپنی جوانیاں ناموس رسالت ﷺ پر قربان کرتے رہیں۔ آمین

دُعا جو

24-9-08 دستخط ....

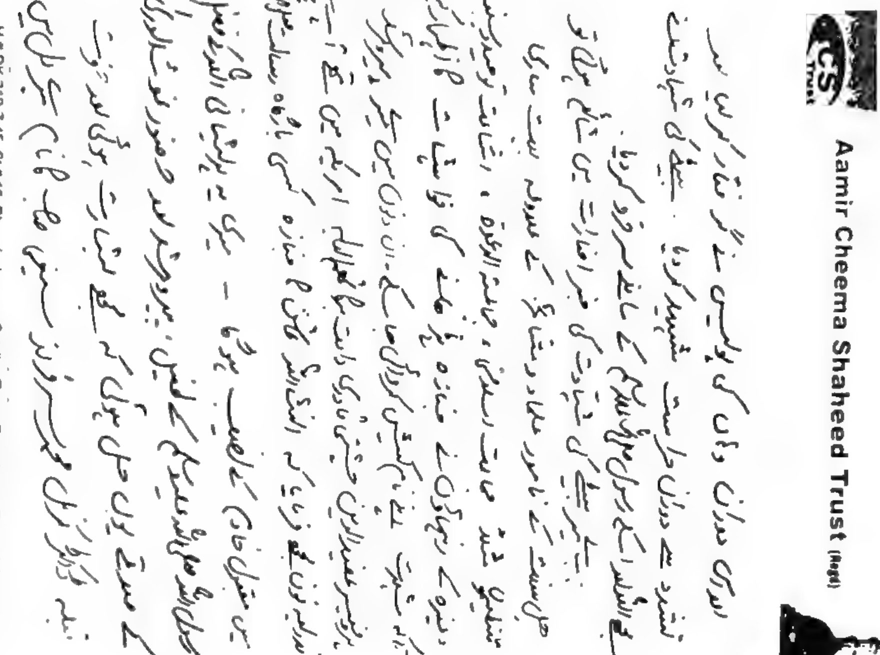
(پروفیسر محمد نذیر چیمہ)

نوٹ: خط کا اصل عکس اگلے صفحات پر ملاحظہ ہو۔


Aamir Cheema Shaheed Trust (Regd)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

H # DK 319-Z 45, St # 18, Dhok Kashminan, Satellite Town, Rawalpindi. Tel: +92-51-4452079
E-mail shaheedcheema@yahoo.com, www.shaheedcheema.com


Aamir Cheema Shaheed Trust (Regd)

H # DK 319-Z 45, St # 18, Dhok Kashminan, Satellite Town, Rawalpindi. Tel: +92-51-4452079
E-mail shaheedcheema@yahoo.com, www.shaheedcheema.com

3

Aamir Cheema Shaheed Trust (Regd)

القاء ہوا تو معلوم مجھے اپنے چند عزیزوں کا خیال ہوا جو
حضرت سے منسلک ہیں ان عزیزوں کے ذریعے انکے
باقی ساتھیوں سے ملاقات ہونا شروع ہوئی تو دل میں طمانیت محسوس ہوئی
کہ یہ سب حضرات عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت کے پیکر
میں متوالے نظر آئے ان کی وساطت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
مجددیہ سیفیہ کے مرشد اعلیٰ شیخ المشائخ حضرت اخوندزادہ
سیف الرحمن مدظلہ العالی کے احوال تک رسائی ہوئی تو آپ کو
اس پیرانہ سالی میں شریعت و طریقت میں ڈھلا ہوا دیکھ کر
اسلاف کی یادگار پایا ایسے مقبول الٰہی بندوں کا وجود مسعود
ہی دنیا میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ کا ذریعہ
ہوا کرتا ہے جو آپ کے لاکھوں فیض یافتہ حضرات میں بدرجہ اتم
کی طرح نظر آتا ہے
الحمد للہ مجھے فخر ہے کہ میرے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

H # DK 319-Z 45, St # 18, Dhok Kashmirian, Satellite Town, Rawalpindi Tel +92-51
E-mail shaheedcheema@yahoo.com, www.shaheedcheema.com

4

Aamir Cheema Shaheed Trust (Regd)

بیٹے کا جنازہ حضرت والا شان پیر سیف الرحمن کے
خلیفہ مجاز پیکر صدق و اخلاص ہستی ڈاکٹر محمد سرفراز حسین صاحب
نے پڑھایا۔ میری اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ
حضرت صاحب کا سایہ تا دیر اہلسنت پر قائم رکھے تاکہ
عشاقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ باغ کھلتا پھولتا رہے اور غلام
عبدالرحمن شہید جیسے نوجوان عشق و ایمان کی حرارت کے
سبب اپنی جوانیاں ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرتے رہیں
آمین

دعا جو

24.9.08

پروفیسر محمد نذیر چیمہ

H # DK 319-Z 45, St # 18, Dhok Kashmirian, Satellite Town, Rawalpindi Tel +92-51-4452079
E-mail shaheedcheema@yahoo.com, www.shaheedcheema.com



حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی، ملک محبوب الرسول قادری اور حضرت پیر میاں محمد سیفی حنفی......انٹرویو کی نشست میں





حضرت صوفی سید محمد حامد شاہ صاحب محمدی سیفی
آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ٹاؤن شپ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ (الحدیث) ○ علم پڑھو اور اسے لوگوں کو پڑھاؤ (مشن نبوی)

دار العلوم **جامعہ رضویہ** (ٹرسٹ)

خانقاہ قادریہ نوریہ سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور، پاکستان ۔ ۵۸۳۶۲۶۱، ۶۳ (۰۴۲)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

تاریخ 31.8.2008

حضرت قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت اخوندزادہ سیف الرحمن صاحب مبارک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ اور عرصہ دراز سے دین متین کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ ہو یا نقشبندیہ، چشتیہ یا سہروردیہ سب اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچنے کے مختلف راستے ہیں۔

ان سلاسل کے جملہ مشائخ و اولیاء پر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم کا فیضان ہے۔ آسمان ولایت کے سب سلاسل کے اولیاء کرام غوث اعظم کے فیضان سے سیراب ہوتے اور ہوتے رہیں گے۔ حضرت قبلہ اخوندزادہ مبارک دامت برکاتہم العالیہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے کمالات کے قائل ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

مکتوبات شریف میں ہے کہ ائمہ اثنا عشر کے بعد غوثیت و قطبیت کبریٰ عظمیٰ کا منصب سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہے اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک

یہ مرتبہ محبوب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی رہے گا اور کسی کو کوئی مرتبہ ولایت نصیب ہوتا ہے تو غوث اعظم شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ملتا ہے (مکتوبات ۳/۱۲۵)

الغرض حضرت قبلہ اخوندزادہ صاحب کے دور میں بہت ترقی ہوئی اور جگہ جگہ آپ کے خلفاء کرام اور مریدان عظام جو دین متین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت قبلہ اخوندزادہ صاحب کو عمر دراز عطا فرمائے اور آپ کا فیض جاری رہے۔ آمین

فقط دعاگو

دکتور مفتی غلام سرور قادری بخاری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان و قطب مدینہ حضرت ضیاء الدین المدنی رحمہما اللہ تعالیٰ

مہتمم جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

بانی دار العلوم ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری خلیفہ (بریلی شریف، مدینہ منورہ، مکہ معظمہ و بغداد شریف)

علم وعمل اور شریعت وطریقت کا قطب مینار

تحریر: شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی، سرگودھا

الحمدللّٰہ حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی احمد الحامدین و محمد الحمودین و علی آلہ و اصحابہ الطیبین والطاھرین والتابعین لھم بالاحسان الی یوم الدین اما بعد!

اللہ تعالیٰ کا نبی اکرم ﷺ کے طفیل اس امت پر بہت بڑا فضل و کرم ہے اور کئی امتیازی خصوصیات کے ساتھ اس کو نوازا ہے اور دوسری امتوں پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی منجملہ ان کے یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس میں بیشمار اولیاء کرام اور علماء اعلام پیدا فرمائے جو صدیوں سے اس دین کی ترویج و اشاعت میں مشغول ہیں اور مخالفین و منکرین کے شکوک و شبہات اور وسیسہ کاریوں کا توڑ اور دفاع کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے جیسے کے مخبر صادق ﷺ نے فرمایا۔

لا تزال طائفة من امتی ظاھرین علی الحق. (الحدیث)

اور ان حضرات سے تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کا وہی کام لے رہا ہے جو کہ انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کرتے تھے۔

قال النبی ﷺ ان نبی اسرائیل کانت تسوسھم الانبیاء کلماھلک نبی خلفه نبی (الحدیث)

یعنی بنی اسرائیل کی نگرانی اور اصلاح احوال انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے جب کبھی ایک نبی کا وصال ہوتا تو دوسرا اس کا خلیفہ اور قائم مقام بن جاتا۔

لیکن

انا خاتم النبین لا نبی بعدی و سیکون خلفاء　　لیکن میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا اور خلفاء ہوں گے۔

قرآن مجید نے بھی اس خلافت کی شان اور ثمرات و نتائج بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم و عملو الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم الآیہ۔

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے اہل ایمان اور صالحین کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ انھیں ضرور بالضرور زمین میں خلافت اور حکومت اور امارت عطا کرے گا جیسے کہ ان سے پہلے لوگوں کوعطا کی اورضرور بالضرور اس خلافت و نیابت کے ذریعے ان کے اس دین کو مضبوط اور مستحکم فرما دے گا جوان کے لیے پسند کیا اور اختیار فرمایا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حسب الوعدہ خلافت ظاہری اور خلافت باطنی کے ذریعے اس دین کے استحکام اور پائیداری اور ترویج و اشاعت کا اہتمام فرمایا کہیں دونوں خلافتیں یکجا فرما کر جس طرح کہ خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم کے اور دیگر ارباب علم اور متشرع حکام و سلاطین کے ذریعے اور کبھی صرف اور صرف خلافت باطنہ اور نیابت روحانیہ کے ذریعے جیسے آئمہ مجتہدین علیہم الرضوان نے اپنے اجتہادی کارناموں کے ذریعے اور اولیاء کرام علیہم الرضوان نے اپنے روحانی تصرفات کے ذریعے ایمان سے محروم لوگوں کے لیے ایمان اور ایقان کی راہیں ہموار کیں اور فساق و فجار کو فسق و فجور اور عصیان وطغیان سے باز رکھنے کا سامان اور اہتمام فرمایا۔

انہی مقدس ہستیوں کے مستفیدین اور مستفیضین میں سے اخوند زادہ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ بھی ہیں جو علم و عمل کے زیور سے آراستہ ہیں اور شریعت و طریقت کے انوار سے منور ہیں اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اس زینت اور نورانیت سے مزین فرمارہے ہیں اور منور و مستفید فرمارہے ہیں اور خیر امت کا جو طرۂ امتیاز اور سرمایہ فخر و ناز ہے اس کو اپنا فرض منصبی اور ایمانی اور روحانی مقصد و مدعا سمجھتے ہوئے

سرانجام دے رہے ہیں قال اللہ تعالیٰ

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر (الآیۃ)

تم سب امتوں سے افضل اور بہترین امت ہو جس کو لوگوں کی منفعت اور بھلائی کے لیے پیدا کیا گیا ہے تم لوگوں کو معروف و مستحسن امور کا حکم دیتے ہو اور منکر اور ناپسندیدہ امور سے منع کرتے ہو اور (بذات خود بھی) ایمان کامل رکھتے ہو تو اس امت کی امتیازی شان یہی ہے کہ خود بھی اسلام و ایمان کے تقاضے پورے کریں اور دوسروں کو بھی کارِ خیر پر لگائیں اور کارِ شر سے باز رکھیں۔

حضرت والا درجت نے اولاد امجاد، خویش و اقرباء اور خلفاء و نائبین اور مریدین و مسترشدین کو بلا کسی تفریق و امتیاز کے معروف پر کاربند اور منکرات سے متنفر اور مجتنب رہنے پر بھرپور توجہ صرف کر رکھی ہے اور صرف زبانی کلامی وعظ و تبلیغ پر اکتفا نہیں فرماتے بلکہ جہاں ہاتھ سے امور سیہ اور منکرات کی تغیر ممکن ہو وہاں زور بازو سے بھی کام لیتے ہیں اور اس ارشاد نبوی پر عمل درآمد کا حق ادا کرتے ہیں۔

من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ ان لم یستطع فبلسانہ و ان لم یستطع فقبلہ.

جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو ہاتھ سے تبدیل کرے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر زبان سے روکے اور یہ دونوں ممکن نہ ہوں تو پھر دل سے نفرت اور کدورت اور ناپسندیدگی کو اپنائے اور ایسے لوگوں سے دوستی اور محبت و الفت سے گریز کرے۔

تو بحمدہ تعالیٰ آپ اس فرمان مصطفوی پر کامل و اکمل طور پر عمل پیرا ہیں اور فرمانِ رسول ﷺ العلماء ورثة الانبیاء علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔ ان

ان الانبیاء لم یورثوا دینار اولادرھما ولکن ورثو العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر.

بیشک انبیاء علیہ السلام نے کسی کو دراھم اور دنانیر کا وارث نہیں بنایا لیکن انھوں نے لوگوں کو اپنے علوم اور شرائع کا وارث بنایا ہے لہٰذا جس نے یہ علم دین ان سے حاصل کرلیا تو اس نے ان کی وراثت سے بہت بڑا حصہ وصول کرلیا۔

اور ارشاد نبوی ہے علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل و اشاعت اور ترویج وتنقید کے لحاظ سے لہٰذا بہت بڑا کارنامہ ہے جو حضرت موصوف عرصہ دراز سے سرانجام دے رہے ہیں اور اپنے خلفاء اور نائبین میں بھی یہ جذبہ اور عزم صمیم پیدا فرما رہے ہیں جو کہ منفعت متعدیہ ہے اور صدقہ جاری کے حکم میں ہے۔

بالعموم خانقاہی ماحول میں مرید اپنے پیر و مرشد کو اپنی حیثیت کے مطابق مالی تحائف اور نذرانے پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور ان کی سنت اور سیرت پر عمل ضروری نہیں سمجھتے اور پیران عظام بھی نذرانے اور ہدیے بلاتکلف وصول فرماتے ہیں لیکن ان کی شرعی خلاف ورزی اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کی بغاوت اور فرمانبرداری کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں جس سے مریدین کا یہ محکم نظریہ سامنے آتا ہے کہ پیر و مرشد کو اللہ تعالیٰ کے عصیان وطغیان کے لیے بطور مورچہ استعمال کرنا ہے اور اس کے بدلہ میں چھ ماہ یا سال بعد پیر صاحب کو سو پچاس روپے نذرانہ پیش کر دینا ہے اور پیر و مرشد کا بھی وطیرہ اور طرز عمل یہی غمازی کرتا ہے کہ ہمارا کاروبار چل رہا ہے اور بلا محنت اور مشقت باعزت طور پر دولت دنیا جمع ہو رہی ہے اور دادعیش دینے کا موقع مل رہا ہے یہ فاسق اور فاجر رہیں اور دوزخ کا ایندھن بنیں نعوذ باللہ خواہ جنت جائیں ہمیں اس سے کیا غرض اور واسطہ؟

یہ سوچ اور فکر اور عمل و کردار اس منصب اور مسند کے قطعاً لائق نہ تھا نہ ہے اور نہ ہوسکتا ہے مگر بعض ہستیاں اس منصب اور مسند ارشاد کے تقاضوں کو سمجھتی بھی ہیں اور اس کو نبھا بھی رہی ہیں حضرت اخوند زادہ پیر طریقت رہبر شریعت فی زمانہ اس معاملہ میں سرفہرست نظر آتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بطفیل حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ومقربان بارگاہ

نازعمر خضر عطاء فرمائے اور حسب سابق امت مسلمہ کے افراد کی ظاہری اور باطنی جسمانی اور روحانی تزکیہ وتصفیہ اور تہذیب وتربیت کی توفیق خیر رفیق مرحمت فرمائے رکھے اور امت مسلمہ کو ان سے زیادہ سے زیادہ مستفید اور مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

رہا یہ امر کہ حضرت کا ولایت میں کیا مرتبہ و مقام ہے اور اولیاء و ابدال اور نجباء اور نقباء اور اقطاب و اغواث اور ارباب ہویت میں سے کس قسم اور کس منصب میں داخل ہیں یہ میرا منصب اور مقام نہیں کیونکہ

ولی را ولی مے شناسد
و نبی را نبی مے شناسد

میں اس منصب سے کوسوں دور ہوں لہٰذا اس امر کا فیصلہ دینا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ میری حالت تو بس یہ ہے۔

احب الصالحین ولست منہم لعل اللہ یرتضی صلاحاً
در آرزوئے آنکہ تو آشنا شویم اویختم برکہ بود آشنائے

صرف اتنا کہہ سکتا کہ حبیب مکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کروایا ہے کہ

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ

فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اور میری اطاعت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لو تب تمھیں اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لے گا (ورنہ تمہارا محبّ ہونا بھی اس کے ہاں قابل قبول نہیں ہوسکتا) تو جو ہستی عرصہ دراز سے خود بھی مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مقدور بھر اتباع کر رہی ہے اور دوسروں سے بھی حتی الامکان اتباع کروا رہی ہے وہ یقیناً اس شہادت عظمیٰ اور مژدۂ جانفزا یحببکم اللہ کی کامل حق دار ہے وہ کریم حق دار کو اس کے جائز حق سے محروم نہیں رکھتا۔

ھذا ما عندی واللہ ورسولہٗ اعلم

احقر الانام خادم العلماء الکرام والمشائخ العظام مسمی حبیب اللہ

محمد اشرف الانام علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ والصلوٰۃ والسلام

ظاہری و باطنی علوم کی جامع شخصیت

تحریر: مولانا محمد شیر مظفر سیفی

شیخ العرب وعجم امام خراساں حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہٗ کے متعلق انوار رضا نمبر شائع کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اہل اسلام بالخصوص اہلسنّت کا درد رکھنے والی شخصیت میری مراد جناب ملک محبوب رسول قادری آپ واقعی اپنے نام کا سو فیصد مظہر ہیں۔ اللہ نے جو انھیں درد دیا ہے یہ آقا کریم ﷺ کی محبت کا درد ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کا صدقہ انھیں صاحب حال بنا دے۔

بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

قال رابگوار مرد حال شو

مبارک صاحب اطا اللہ حیاتہ سے بیعت، مجھے سرکار میاں صاحب کی مہربانی سے نصیب ہوئی ان کا میرے اوپر بہت بڑا احسان ہے۔ مبارک صاحب کے آستانہ، میخانہ باڑہ (پشاور) میری موجودگی میں بڑے بڑے علماء و مشائخ، شیخ القرآن، شیخ الحدیث، مفسر، محدث، فقہا آپ کے فیوض و توجہات کا چرچا سن کر تشریف لاتے۔ آپ علماء کے ساتھ علمی معاملات پر گفتگو فرماتے ہر ایک سوال کا جواب قرآن، حدیث اور ائمہ، فقہہ اور طریقت کی مستند کتابوں سے ارشاد فرماتے۔ آپ کی علمی اور محققانہ گفتگو سن کر علماء کہنے پر مجبور ہو جاتے۔ ظاہری و باطنی علوم کی جامع شخصیت دور حاضر میں مثال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب سالکین کو سرکار میاں صاحب کی طرح خلوص و محبت سے خدمت کر کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کوشش پر جناب ملک محبوب رسول قادری اور پیر طریقت الحاج صوفی غلام مرتضٰی سیفی کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور ہوں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی " (مالا بد منہ) فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے نور باطنی رفیضانِ باطنی) کو اولیاء اللہ کے سینوں میں تلاش کرنا چاہیے اور اس سے اپنے سینے روشن کرنے چاہیں تا کہ ہر خیر و

شرح صحیح فراست (فراست ایمانی) کے ذریعے معلوم ہو جائے۔ قرآن کریم میں ولی متقی کو فرمایا ہے اور حدیث میں اولیاء اللہ کی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ ان کی صحبت میں خدا یاد آ جائے یعنی ان کی صحبت میں دنیا کی محبت کم ہو اور حق تعالیٰ کی محبت میں اضافہ ہو جائے (اور حق تعالیٰ کی محبت حضور ﷺ کی اتباع کے بغیر ممکن ہی نہیں) قل ان کنتم تحبون اللہ فتبعونی یحببکم اللہ. الحمد اللہ مبارک صاحب سے رابطہ، تعلق رکھنے والا ہر سالک سنت اور شریعت کا مکمل پابند ہے۔ یہ اسی نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک کے نور کے طفیل ہے جو مبارک صاحب کے سینے سے ہم سب تک پہنچا۔ مبارک صاحب اطاء اللہ حیاتہ سے نسبت ملنے کے بعد میرا ہنسنا بند ہو گیا اور تقریباً چھ سال تک بند رہا اس دوران اگر کسی پیر بھائی کو ہنستا دیکھتا تو میں کہتا کہ کیسے لوگ ہیں ذکر بھی کرتے ہیں اور کھلکھلا کر ہنستے بھی ہیں۔

پیر صاحب موصوف الحمد للہ حسام الحرمین شریف کو حق سمجھتے ہیں تمہید ایمان کو بھی مانتے ہیں۔ گستاخانِ رسول ﷺ کو ان کی گستاخیوں کی وجہ سے کافر و مرتد سمجھتے ہیں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جمیع اولیاء کرام کا امام مانتے ہیں اور تمام اصول و فروع میں اہلسنّت کی تشریحات پر عامل و کامل ہیں نقشبندیہ و مجددیہ اکابرین ہمارے لیے باعث برکات ہیں پیر صاحب دامت برکاتہ تقویٰ و پرہیزگاری میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ مریدین میں بھی صبغۂ طہارت نظر آتی ہے بدمذاہب سے استداء علی الکفار کا نمونہ ہیں۔ رحماء بینھم کے مستیز ہیں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ کے خلفاء کثیر ہیں ان کے خلفاء و مریدین کثیر ہیں نظم و نسق میں مریدین متمیز ہیں اہلسنّت و جماعت سے بہت محبت فرماتے ہیں علماء سے خصوصی محبت فرماتے ہیں۔ یہی طریقہ آپ کے خلفاء میں موجود ہے تواضع و محبت ان کا شعار ہے۔ باطنی سلوک کی منازل آپ کا امتیاز نشان ہے حقیقت پسندی ہی مقصود اصل ہے دینی مدارس و درس و تدریس سے خاص انس ہے۔

جہاں اہلسنّت و جماعت کو افرادی قوت کی ضرورت ہوتی سیفی برادران ہر اول دستہ ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت جل جلالہ ﷺ کے تصدق و توسل سے فیوض و برکات مزید فرمائے۔ آمین ثم آمین

(مفتی محمد جمیل رضوی صدر و مہتمم جامعہ بریلی شریف شیخوپورہ)

نائب محبوب رحمٰن حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن

تحریر: انجینئر حکیم جواد الرحمٰن سیفی

نہیں وسعت اگر بولوں، جو بولوں رازِ دل کھولوں
یہاں ہر بات کرنے سے لرزتی ہے زبان میری

یگانۂ روزگار، اسلاف کی مقدس یادگار، نیت کا علمبردار، نائب محبوب رحمٰن، حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ میں حاضری کا شوق مجھے گجرات کی معروف درسگاہ جامعہ سیفیہ رحمانیہ للبنات الاسلام اُدھووال کلاں سے عطا ہوا اگرچہ آج سے تقریباً دس سال قبل بھی میں راہِ طریقت کا مسافر تھا۔ مگر تشنگی پھر بھی کشاں کشاں لیے پھر رہی تھی کچھ تعمیراتی سلسلے میں جامعہ مذکورہ میں کئی مرتبہ تسلسل سے حاضری ہوئی تو تڑپ بڑھتی چلی گئی ادارے کا کام سرانجام دینے پر بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے کرم کی بارش ہو گئی مگر اشارہ یہ تھا کہ سفر براستہ جامع سیفیہ رحمانیہ ہی طے ہوگا بہر کیف مہتمم و پرنسپل ادارہ مذکورہ محترمہ تسنیم ہاشمی سیفی صاحبہ جو سلاسل اربعہ میں حضرت اخندزادہ مبارک کی خلیفہ مجاز ہیں، سے عرض کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ الحمدللہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایسا راہنما عطا فرمایا ہے جو اپنے ہر غلام کو مدینہ طیبہ کا راہی بنا دیتا ہے پھر مجھے حضرت اخندزادہ مبارک کی تصویر بھجوائی زیارت کرتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے یہ تصویر ازل سے ہی میرے دل میں موجود ہے پہلی نظر سے ہی کیفیت بدل گئی چند ہی دنوں میں پرنسپل صاحبہ نے مجھے اپنے برادران کے ساتھ حضرت مبارک کی بارگاہ میں بیعت کے لیے بھیجا اس پاک دھرتی پر قدم رکھا جہاں حضرت مبارک کے دمِ قدم سے جنگل میں منگل کا سماں معلوم ہو رہا تھا آپ کی خانقاہ، مریدین کے سنتوں سے معمور سراپے اور معمولات، حاضری دینے والوں سے حسن سلوک،

حضرت مبارک کی شفقتیں ملاحظہ کیں تو بے ساختہ دل نے ان کے حق ہونے کی گواہی دی۔

آپ کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی مدعا عرض کیا آپ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کا شرف بخشا اپنی غلامی عطا فرمائی۔ خصوصی روحانی توجہات سے نوازا۔ وہ کیفیات کیسے بیان ہوں سمجھ نہیں آتا تھا کہ ۔

کیا بتاؤں کیا لیا میں نے
کیا کہوں میں کہ کیا دیا تو نے
بے طلب جو ملا، ملا مجھ کو
بے غرض دیا جو دیا تو نے

آپ کا نظروں سے ہلانے کا منفرد طریقہ چند ہی لمحوں میں سالک کو اس مقام پر فائز کر دیتا ہے کہ جہاں وہ سالوں کے سفر کے بعد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ آپ اپنے مریدوں کو مجاہدانہ زندگی عطاء کرتے ہیں وہ جو نبی علیہ السلام کی بارگاہ سے صحابہ کو عطاء ہوتی تھی یعنی اگر میدان تجارت میں ہوں تو کوئی تاجر کے ہم پلہ نہ ہو اگر میدان جہاد میں ہوں تو ان جیسا مجاہد کوئی نہ ہو۔ اگر مسجد کے مصلے پر ہوں تو ان جیسا عبادت گزار اور تہجد گزار کوئی نہ ہو آپ کی سیرت کا مرکز ومحور صرف اور صرف جذبہ عشق رسول ﷺ ہے۔ مختصر ترین بات یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی سیرت، عشق رسول ﷺ کے تقاضوں کا مجموعہ ہے۔ یعنی حضرت مبارک کی ذات ایسی عظیم تحریک ہے جس نے جہالت کے اندھیروں میں علم کی شمع فروزاں کی ہے آپ ایسے عظیم مبلغ جن کی پُرسوز اور پُراثر صدا نے خوابِ غفلت میں مبتلا قلوب کو دیدہ بینا بخشا ہے ایسے عظیم مزکی ہیں جنھوں نے اپنی نگاہ کیمیا ساز سے قلوب کی ایسی تطہیر کی کہ وہ مرکز تجلیات بن گئے ہیں اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں یہ عظیم نسبت تا قیامت اور بعد قیامت بھی نصیب رہے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالمی ادارہ تنظیم الاسلام (رجسٹرڈ)

مرکزی سیکرٹریٹ، درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ 121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

Ph:+92-55-3841160 Fax:+92-55-3731933

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیر طریقت، رہبر شریعت، منبع رشد و ہدایت حضرت پیر اخوندزادہ سیف الرحمان صاحب دامت برکاتہم العالیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معروف شیخ طریقت ہیں۔ آپ نے اس مادہ پرست دور میں اپنے انفاس قدسیہ کے ذریعے لاکھوں دلوں کو انوار خداوندی سے منور فرمایا ہے اور آج تک فرما رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مردہ جسم کو زندہ کرنا آسان ہے مگر اس کے مقابلے میں مردہ دل کو زندہ کرنا نہایت مشکل ہے۔ آپ نے اپنے انفاس قدسیہ سے بے شمار دلوں کو ذکر خداوندی کا خوگر بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب وہ خوش نصیب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً علیٰ جنوبھم کی عملی تفسیر نظر آتے ہیں۔ علاوہ ازیں شریعت محمدیہ کی پابندی انکے وجود سے عملاً نظر آتی ہے جو طریقت نقشبندیہ کا لازمی خاصہ ہے۔

دنیا بھر میں پھیلے ہوئے آپ کے مرید و خلفاء آپ کے نقشہ مبارکہ کو اپنانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کریم کی تعلیمات کا عملی نمونہ نظر آتے ہیں۔

آپ نے عصر حاضر کے دین سے بے بہرہ ماحول کو انوار خداوندی سے منور کرنے کا جو بیڑا اٹھایا ہے دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کی یہ جانفشانیاں قبول فرمائے اور سلسلہ نقشبندیہ کی خدمات جلیلہ سے آپ کو نوازے۔ (آمین)

والسلام مع الاکرام

صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی

سجادہ نشین درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ

URL: tanzeemulislam.org E-mail: info@tanzeemulislam.org , tanzeemulislam@yahoo.com

دار العلوم جامعہ اویسیہ رضویہ (رجسٹرڈ)

جامع مسجد سیرانی بہاولپور

بانی و مہتمم: فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

Ph: 062 -881371 Mob: 0300-6821704, 0300-9684391

E.Mail: faizowaisi@hotmail.com

تاریخ ____________ حوالہ نمبر ____________

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیر طریقت، رہبر شریعت، شیخ المشائخ حضرت قبلہ پیر اخوندزادہ سیف الرحمن صاحب کا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معروف بزرگوں میں شمار ہوتا ہے۔ آپ دن رات سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ کی ترویج میں معروف ہیں۔ لاکھوں بے راہ روا لوگوں کو دین اسلام کی راہ پر صوم وصلوٰۃ کا پابند اور مسلک اہل سنت کی اشاعت میں بھرپور کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں۔

فقیر آپ کی دینی خدمات کو سراہتا ہے اور دارین کی سعادت کے لئے دعا گو ہے۔ آپ کے خلیفہ پیر طریقت حضرت قبلہ پیر میاں محمد حنفی سیفی آپ کے سلسلہ کو نمایاں طریقے سے اور جانفشانی سے آگے بڑھا رہے ہیں۔ اور جب بھی اہل سنت والجماعت کے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں جس میں حضرت قبلہ میاں محمد حنفی سیفی جلوہ گر ہوتے ہیں تو اس محفل کو چار چاند لگ جاتے ہیں،

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کی خدمات قبول فرمائے۔ (آمین ثم آمین) والسلام

دعا گو

صاحبزادہ محمد ریاض احمد اویسی قادری

بہاول پور

۲۵-۸-۲۰۰۸

دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ

جامع مسجد سیرانی بہاولپور

فقیر القادری ... اویسی رضوی

جامعہ اویسیہ رضویہ

ملتان روڈ بہاولپور

دارالعلوم حسنیہ قادریہ سعیدیہ

نزد سبزی منڈی بیرون ملتانی گیٹ بہاول پور

تاریخ ________ حوالہ نمبر ________

✆ 0621-880935

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شریعت مطہرہ جو کہ علم کا ایک بحر ناپید اکنار ہے اس سے بلا مبالغہ سینکڑوں ہزاروں دینی وایمانی اور آفاقی وکائناتی آفتاب وماہتاب برآمد ہوتے ہیں اوران کی روشنی سے قلوب انسانی جگمگانے لگتے ہیں۔ مختلف سلسلہ ہائے تصوف بھی شریعت مطہرہ کے روشن ستارے ہیں۔ انہی میں سے ہمارے اس ملک میں ایک عظیم سلسلہ سیفیہ بھی ہے جس کے آفتاب حضرت اخونزادہ سیف الرحمان دامت برکاتہ ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے لاکھوں افراد کے قلوب کو روحانیت سے مالا مال کیااور بدترین معاشرہ سے کھلا جہاد کرتے ہوئے بے شمارافراد کوشریعت مطہرہ کی راہ دکھائی۔ فجز اھم اللہ احسن الجزا۔

اس عظیم سلسلہ کے لوگ پیار ومحبت، زہد وتقوی اور دین وادب کے پیکر ہوتے ہیں۔ ان کے سینوں میں اسلاف کا جذب دروں، انہیں "شریک زمرہ لایحزنون" کرتا ہے۔ وہ عقل وخرد کی سرحدوں سے ماوراء ہوکر عشق وجنوں کی لامحدود کیفیات سے سرشار نظر آتے ہیں۔ سلسلہ سیفیہ کی عظمتوں کو اس وقت چار چاند لگ گئے جب انہوں نے پشاور کی پہاڑیوں سے اٹھنے والی گستاخی رسالت (نعوذ باللہ) کی کافرانہ روش کے خلاف ملک گیر تحریک چلائی اور ہر گلی کوچے میں **یا رسول اللہ** کی صدائے دلنواز کو بلند کردیا۔ ہم اس سلسلہ کے ہر فرد کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اوران کی کاوشوں کی صد ہزار مرتبہ تحسین کرتے ہیں۔ خاص طور پر اس سلسلہ کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ اس کے متعلقین ومتوسلین علماء کرام کا انتہائی ادب واحترام کرتے ہیں۔ اور کما حقہ ان کی عزت کا پاس کرتے ہیں۔

پروفیسر عون محمد سعیدی

مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم حسنیہ نزد سبزی منڈی بہاولپور

Cell # 0300-68186565

دارالعلوم حسنیہ 062-2880935

عون محمد سعیدی 26-08-07

شعبۂ امتحانات تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان (رجسٹرڈ)

Ph:042-6316770,6306162,Fax:042-6316249

حوالہ نمبر: ______ تاریخ: 30-8-08

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

امابعد

دین اسلام شریعت وطریقت کا جامع دین ہے اور یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شریعت وطریقت کے جامع رجال کار ہی نے دین اسلام کی شمع کو پر خطر حالات میں فروزاں رکھا۔ قلوب واذہان کو نورانی وروحانی فیض سے آراستہ وپیراستہ فرمایا اور تاریخ اس بات کی شاہد عادل ہے کہ جب ظاہری حالت خرابیوں سے دوچار ہوتی ہے، علم وعمل کمزور ہوجاتے ہیں اور سیاسی حالات دگرگوں ہوجاتے ہیں تو اس وقت صحیح روحانی شخصیات ہی نے حالات کو بدلا، لوگوں کو دین اسلام کی طرف راغب ومائل کیا اور موجود مسلمانوں کو دین پر استقامت ایسی دولت سے مالا مال کیا۔

ایسی مقدس ہستیوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہر دور وزمانہ میں پیدا فرماتا رہتا ہے جو لوگوں کو ہدایت ورہنمائی کے زیور سے آراستہ فرماتے ہیں ان ہی لوگوں میں حضرت علامہ صوفی باصفا اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کی ہستی ہیں جو کئی خصوصیات واوصاف کی حامل ہیں اکابر علماء کرام ان کے دست حق پرست پر بیعت ہیں۔ پیر صاحب کے صاحبزادگان بھی شریعت وطریقت کے زیور سے آراستہ ہیں جو بلاشبہ بہت بڑا اعزاز ہے ورنہ اکثر جگہ معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ آپ کے مریدین ومتوسلین کے سروں پر دستار اور چہروں پر سنت مصطفیٰ نمایاں نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ باری تعالیٰ جنابِ حضرت کے علم وعمل اور زندگی میں مزید برکات عطاء فرمائے اور حضرت کے فیض سے خلق کثیر کو مستفیض ومستفید فرمائے۔

آمین

ادنیٰ خادم العلماء الکرام والاولیاء العظام

(مولانا) غلام محمد سیالوی

ناظم امتحانات تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

نعیمیہ سٹریٹ، علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم وآله

لاهور في ٩ رجب الأصب ١٤١٩هـ — 29-10-1998

لقد من الله تعالى وكرمه، تمت اليوم زيارة هذه الزاوية الصوفية المباركة المسماة (خانقاه السيفيه الحنفية المحمدية) التي تقع في منطقة (راوي ريان) من مضافات لاهور في باكستان واجتمعت بالقائم عليها المربي الشيخ (ميا محمد حنفي السيفي المجددي النقشبندي) حفظه الله تعالى وهو خليفة المربي الكبير العارف بالله تعالى الشيخ العلامة آخوند زادة سيف الرحمن المجددي النقشبندي) دامت بركاته ونفع الله به الإسلام والمسلمين. وقد رأيت علامات الصلاح والفلاح والتقوى على وجوه المريدين وهم يتقيدون بالسنة النبوية الشريفة في الهيئة واللباس كما ورثوها عن شيوخهم، كما أن المجلس يضم العلماء في الشريعة والمحدثين وطلبة العلم الذين يدرسون في المدرسة التابعة للزاوية (المسماة الجامعة الحنفية السيفية المحمدية) علوم الشريعة وإني أدعو الله تعالى أن يحفظ لشيخهم الجليل وأن ينور قلوبنا وقلوبهم بنور معرفته ومحبته ومحبة رسوله المصطفى عليه أفضل الصلاة والسلام ومحبة أهل بيته وأصحابه وأوليائه الصالحين ومحبة مشايخ الصوفية الكبار المحبين المتبعين له وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

وكتبه بيده الفانية الفقير إلى الله تعالى

السيد يوسف بن السيد هاشم الرفاعي الحسيني عفا الله تعالى عنه

الوزير السابق لدولة الكويت وخادم السجادة الرفاعية

نامور عرب عالم دین الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی کی تاثراتی تحریر جو انھوں نے سلسلہ عالیہ سیفیہ کے متعلق وزٹ بک میں رقم فرمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا محمد
وعلی آلہ وصحبہ ومن والاہ ۔
آج خانقاہ حضرت میاں محمد حنیفی سیفی مدظلہ العالی
چنطہ کی خانقاہ سیفیہ میں حاضر ہوا
پر تکلف طعام سے لطف اندوز ہوا۔ مسجد
شریف کا وسیع وعریض زیر تعمیر عمارت دیکھی
اطراف میں مدرسہ و دارالاقامۃ دیکھا یہ ایک
عظیم خانقاہی تربیتی اصلاحی و روحانی
مرکز ہے جو مستقبل میں تشنگان علم وعرفان
کے پیاس بجھانے کا کام انجام دے گا۔ انشاء اللہ
امید ہے کہ یہ مرکز جلد ہی پایۂ تکمیل کو پہنچے گا
اور عظیم صدقہ جاریہ ہوگا۔ والسلام

فقیر شاہ احمد نورانی
١٤٢٠
١٠ محرم
نزیل لاہور

شیخ الاسلام حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی اور اُن کے رفقاء کی تاثراتی اور دعائیہ تحریر



عظیم مذہبی اسکالر
شیخ الحدیث حافظہ قاریہ
خلیفہ طرق اربعہ

سیدہ تنسیم کوثر ہاشمی

اپنے اداروں اور روحانی مراکز کی طرف سے

سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد کے چیف ایڈیٹر اور نامور صحافی

جناب ملک محبوب الرسول قادری

کو دنیائے اسلام کے عظیم روحانی پیشوا حضرت صدر المشائخ

شاہِ خراسان **پیر سیف الرحمن ارچی** مدظلہ العالی

کی حیات مبارکہ میں ہی عظیم الشان وقیع اور ضخیم

.......حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمان نمبر.......

شائع کرنے پر **مبارکباد پیش** کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ ان کو مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

مرکزی جامعہ سیفیہ رحمانیہ للبنات الاسلام (رجسٹرڈ)

بادشاہی روڈ اُدھووال کلاں گجرات

جامعہ گلزار سیفیہ رحمانیہ

جامعہ سیفیہ رحمانیہ

جامعہ سیفیہ رحمانیہ

شکار روڈ کھوڑ تحصیل ریہ ضلع جہلم

جامعہ سیفیہ رحمانیہ

دربنیک راولاکوٹ آزاد کشمیر

جامعہ سیفیہ رحمانیہ

چک بادار زد دیر پورٹ راولاکوٹ آزاد کشمیر

جامعہ سیفیہ رحمانیہ

بھگوال نزد ڈنگیانہ ضلع گجرات

جامعہ سیفیہ رحمانیہ

کوٹلی بجاڑ نزد ڈنگیانہ ضلع گجرات

جامعہ سیفیہ رحمانیہ

ببا کوال کلاں ضلع گجرات

جامعہ سیفیہ رحمانیہ

باجنی آزاد کشمیر

جامعہ سیفیہ رحمانیہ حب القرآن

محلہ رسول پورہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

جامعہ سیفیہ رحمانیہ خزینہ ابراہیم

جسی پور کلووال ضلع سیالکوٹ

رضا العلوم جامعہ سیفیہ رحمانیہ

امیر کالونی گلی نمبر 2 [illegible]

انٹرویوز

ضمیمہ

لطائف کی زندگی ایک حقیقت ہے اس کا تعلق محسوسات سے ہے

نظریۂ وحدت الوجود کی مثال ایک تنگ گلی کی سی ہے، میں شہودی ہوں

عالمی غلبۂ اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگا

اس وقت چار بیویاں ہیں الحمد اللہ 13 بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں

صوبہ سرحد کے نامور شیخ طریقت جید عالم دین

حضرت اُخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی مدظلہ کی باتیں

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

O اسم گرامی؟

☆ "سیف الرحمٰن"

O ولدیت؟

☆ حضرت قاری سرفراز خاں رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ قادریہ میں مشہور بزرگ حضرت شیخ المشائخ حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے نہایت متقی، پارسا اور پرہیزگار انسان تھے۔ مجھے ان کی تربیت اور نسبت نے اللہ کے فضل سے بہت کچھ عطا کیا ہے۔

O تاریخ پیدائش اور مقام ولادت؟

☆ میری ولادت جلال آباد (افغانستان) سے بیس کلو میٹر دور جنوب کی طرف واقع ایک گاؤں بابا کلی، ارچی میں ہوئی۔ یہ سال ۱۳۴۹ھ تھا۔

O بتدائی تعلیم؟

☆ میں نے قرآن حکیم اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے ناظرہ پڑھا اور کچھ

سورتیں حفظ بھی کیں۔ گویا میرے والد گرامی میرے استاد بھی تھے۔

O آپ کے دیگر اساتذہ؟

☆ یوں تو میرے اساتذہ کرام بہت سارے ہیں لیکن حضرت مولانا محمد آدم خان آماز وگڑھی، حضرت شیخ القرآن محمد اسلام بابا صاحب (باباکلی کوٹ)، حضرت مولانا ولید صاحب، وزیر ملا صاحب (کوٹ حیدر خیل)، مولوی محمد اسلم صاحب (حیدر خیل کوٹ)، مولانا محمد حسین صاحب مترانی، مولانا محمد فقیر صاحب سرہ غنڈے، فریدکلا جات، مولانا عبدلباسط صاحب، حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب وغیرہ جیسی ہستیاں میرے اساتذہ کرام میں شامل رہی ہیں۔

O آپ کی بیعت؟

☆ میری بیعت اپنے زمانے کے بہت بڑے ولی اللہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

O آپ کے پیرو مرشد کے کچھ احوال؟

۴۰ سال تدریس کا فریضہ نبھایا، خالص حنفی ہوں

☆ میرے پیرو پیشوا حضرت شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ میں وہ تمام اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ جو کسی بھی اللہ کے محبوب اور مقرب بندے کا خاصا ہوتے ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ جو شرف نیاز حاصل تھا وہ تو تھا لیکن میں اس حوالے سے بھی خوش نصیب ہوں کہ میرے شیخ مجھ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ بیعت کے بعد جب میں نے حضرت سے اجازت لی اور اپنے گاؤں ارچی روانہ ہوا تو پھر میرے شیخ نے جو مجھے خط لکھا وہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

وہ خط یہ تھا!۔۔۔۔۔۔" ۔۔۔۔۔۔عزیز میرے کمالات کے نقش ثانی میرے شریک کار دوست اخندزادہ (سیف الرحمٰن) صاحب اور میرے غم خوار عاشق پاچالالا صاحب (جو مبارک صاحب کے بڑے بھائی ہیں) اور باقی تمام دوستوں کو تحفۃ سلام پہنچے۔ الحمد للہ کہ میں خیریت سے ہوں لیکن اخندزادہ (سیف

الرحمٰن) کی جدائی فقیر (حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ) کے لیے بہت بھاری ہے۔

O　میں نہیں جانتا اس کی کیا وجہ ہے؟

خطہ تہ می چہ گوری ورتہ ژاڑہ
ماچہ لیکہ ورتہ می ڈیر ژڑلی دی نہ
خلق پہ یار سلام وائی زماوی سل زلہ
سلام　پہ　تاسوری　نہ

ترجمہ: جب میرا خط پڑھو تو گریہ زاری اختیار کرو کیونکہ خط لکھتے وقت میں (مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت رویا تھا۔ لوگو! میرے دوست کو سلام پہنچاؤ، میری طرف سے تمہیں سینکڑوں سلام ہوں۔

O　اہم شخصیات، جن سے آپ کی ملاقات ہوئی؟

☆　حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے شیخ کامل اور قطب ارشاد تھے۔ مجھے ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا شاہ سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں مجھے اللہ نے ان کی خدمت بابرکت میں بھی بیٹھنے کا شرف عطا فرمایا ہے۔

جو سنت پر پوری طرح کاربند ہو، خلافت اس کا حق ہے

ان کے ہاتھ پر بے شمار لوگوں نے گناہ کی زندگی سے توبہ کی اور نیکی کے راستے اختیار کیے۔ مجھے شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت بھی عطا فرمائی اور توجہ خلافت کی خاص اجازت مرحمت کی۔ میں ان کی شفقتوں کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ مجھے سلسلہ قادریہ شریف میں مولانا عبداللہ عرف مولوی سرخوردی جن کا تعلق ضلع ننگر ہار (افغانستان) سے ہے کے ہمراہ حضرت شیخ المشائخ خدانظر المعروف حاجی پیر و صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس سلسلہ میں میرے مرشد گرامی حضرت مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی تھا۔

O علم، شیخ طریقت کے لیے کس قدر ضروری ہے؟

☆ علم ہر مرد اور عورت پر فرض ہے اور علم سے مراد، علم باطن ہے۔ اور انبیاء کی چیزوں میں سے علم ظاہر و باطن ہی باقی ہے اور یہی علم ابنیاء کی میراث ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ علم دو قسم کا ہے۔

علم صرف نحو وغیرہ اور علم احکام وغیرہ۔

حضور ﷺ کا کچھ علم، بخاری، مسلم، ابوداؤد جیسی کی کتب سے حاصل کیا جاتا ہے یہ علم یہاں تک درس کے ذریعے پہنچا ہے۔ یہ علم ہمیں ثمر اور فائدہ دے گا۔ جب تک کوئی اپنے عمل پر محمول نہ کرے اور جو علم پر عمل نہ کرے اس کی مثال گدھے جیسی ہے قرآن میں اللہ نے بنی اسرائیل کے لیے یہ فرمایا: ایسے عالم پر اللہ تعالیٰ کی گرفت زیادہ ہوگی اور عذاب زیادہ ہوگا۔ یہ عمل اور علم رضائے الٰہی کے لیے ہو تو مفید ہے ورنہ نقصان دہ ہے جب عام مسلمان کے لیے علم کی یہ اہمیت ہے تو شیخ طریقت کے لیے بدرجہ اولیٰ اس کی اہمیت کہیں زیادہ ہے اسی طرح عبادت کے حوالے سے قاضی عیاض قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔" اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو یا پھر اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔" ایمان کی حالت میں جو دنیا سے جائے تو اس کو جنت ملے گی۔ کیونکہ ہر نبی اور مرسل جنت میں ہوگا۔

علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اگر علم پر عمل نہ کیا جائے تو اس عالم کی مثال گدھے جیسی ہے

حدیث شریف میں ہے مومن کی نظر سے ڈریں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے (مولانا روم قدس سرہٗ کا قول) بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت زبانی نہیں ہوسکتی۔

اس طرح تو مکہ کے لوگ اپنی اولاد کی طرح حضور ﷺ کو پہچانتے تھے۔ جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی معرفت اور پہچان حقیقی تھی لیکن مکہ والوں میں تو کافر اور منافق بھی تھے جو حضور ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ لاتے۔

اگر قلب جاری ہو جائے تو ہر سانس کے بدلے ایک سو نیکی ہے اور اجر ہے روح نرم اور لطیف شے ہے اور اسی لطیف شے سے لطیفہ نکلا ہے۔ لطائف کی زندگی ایک حقیقت

ہے اس کا تعلق خالصتاً محسوسات کے ساتھ ہے۔ جس سے انکار ممکن نہیں۔ لطائف کی حیات سے مراد ذکر الٰہی کا جاری ہونا جس شخص کا قلب جاری ہو جائے وہ مر بھی جائے تو وہ زندہ ہے۔ کیونکہ اسکا ذکر جاری ہے۔

O تعویذ اور دم کے حوالے سے آپ کا مؤقف کیا ہے؟

☆ درست ہے، تعویذ روا ہے۔ حضرت ابن عباس تعویذ لکھ کر اپنے بچوں کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے ایک دعا انہیں تعلیم فرمائی تھی جو شخص اس دعا کو پڑھے اس کو فالج نہیں ہوتا۔ میں شب وروز اس دعا کا وظیفہ پڑھتا ہوں۔ دعا یہ ہے۔ اعوذ بکلمۃ اللہ التامات کلھا من شر ما خلق بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السیع العلیم۔

O شیعہ، سنی، وہابی، نجدی وغیرہ کے باہمی روابط کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

باطل فرقوں کے ساتھ نکاح درست نہیں ہے۔ احتیاط کرنی چاہیے۔ ان کے ساتھ میل جول اور اٹھنے بیٹھنے سے ایمان کا خسارہ ہوتا ہے۔

اخلاص کے ساتھ علم وعمل کا امتزاج، رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے

O علم ظاہر اور علم باطن کی تفریق کیسے ہوگی؟

☆ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ۔۔۔"۔۔۔علم کی فضیلت اور برکت یہ ہے کہ علم جو حاصل کیا جارہا ہے اس کے حوالے سے فیض ہے علم کی اہمیت کے حوالے سے اس چیز کے لیے علم باطن، علم ذات ہے یہ غیر مخلوق ہے علم ظاہر، صرف نحو وغیرہ یہ مخلوق ہے۔۔۔"۔۔۔علم باطن والے صوفیاء، علم ظاہر والوں سے افضل ہیں۔

O علم باطن کے پرکھنے کے لیے کسوٹی کیا ہے؟

☆ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہاتھ سے کیے جانے والے کام، صنعت وحرفت والے استاد سے علم دین والا استاد افضل ہے اور علم دین والے استاذ سے علم باطن والا استاذ افضل ہے۔ جو بھی علم حاصل کیا جائے جس سے حاصل کیا جائے گا اگر چہ وہ حکما استاد ہے لیکن علم باطن والی بات اس سے جدا اور الگ ہے۔ علم ظاہر

شاگرد کی لیاقت اور قابلیت پر منحصر ہے، جبکہ علم باطن، شیخ پر منحصر ہے کیونکہ وہ مرید کے سینے میں منتقل کر دیتا ہے ستر ہزار حجابات شیخ کی توجہ سے اُٹھ جاتے ہیں پردے ہٹ جاتے ہیں اور یہاں سے سالک (مرید) دائرہ ابرار سے نکل کر مقربین میں شامل ہو جاتا ہے جیسا فرمایا کہ مقربین کے گناہ، ابرار کی نیکیاں قرار پاتی ہیں۔

حضرت امام مالک قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جس نے فقہ سیکھا اور تصوف نہ سیکھا وہ فاسق ہے اور جس نے تصوف سیکھا اور فقہ نہ سیکھا وہ زندیق ہے۔

علم باطن اور تصوف، اوراق سے نہیں ملتا بلکہ سینہ سے سینہ میں منتقل ہوتا ہے۔

صحابہ کرام نے بھی اس طرح معروف معنوں میں کتب نہیں پڑھیں بلکہ وہاں بھی سینوں سے علم منتقل ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام اس کی زندہ مثال ہیں۔ انہیں علم حضور ﷺ نے عطا کیا اور فرمایا کہ جو کچھ اللہ نے میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں ڈال دیا ہے۔

علمِ باطن کا استاذ (مرشد) علم ظاہر کے استاذ سے افضل ہے

اور اس سے مراد ظاہری علم نہیں بلکہ علم باطن تھا۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور دیگر اولیاء کے سینوں میں وہ علم پہنچا۔ جس سے ساری مخلوق فیض یاب ہو رہی ہے۔

یہ علوم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے ہیں ۔ کنز اور ہدایہ (فقہ کی کتب) سے اللہ کی معرفت نہیں ملتی، ثواب گناہ کے مسئلے تو ملتے ہیں لیکن اصل معرفت اور کمال تو درویشوں کے سینوں سے حاصل ہوتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس کو قوت قلبی حاصل ہو جائے وہ عارف ہے اور غیر عارف کی ایک لاکھ نماز پر اس کی دو رکعت نماز کو فضیلت ہے۔ اس کی مثال یوں بیان کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ صحابہ کی غیر صحابی پر فضیلت یہ ہے کہ صحابی کی ایک مٹھی جو، غیر صحابی کا اُحد کے برابر سونا صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ آسمان کے تاروں کے برابر بھی کسی کی نیکیاں ہیں؟

فرمایا: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھر پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتنی ہیں؟ فرمایا: کہ جتنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی (عمر بھر کی) ساری ہیں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ہے صرف غار ثور والی نہیں بلکہ ہر ایک نیکی کا یہ حال ہے۔ کیونکہ وہ یہ معرفت رسالت اور اس علم باطن کے سبب ہے۔ جس طرح بعض علماء بعض علماء کے سامنے جاہل کا حکم رکھتے ہیں مثلاً استاذ کے سامنے شاگرد۔ جو علم معرفت حاصل نہیں کر سکے وہ جاہل ہیں، علم معرفت والے کے سامنے۔ فرمایا کہ اگر (میری) زندگی کے دو سال نہ ہوتے تو (میں) نعمان ہلاک ہو جاتا۔ یعنی ایک سال حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک سال حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے ایک نقشبندیہ دوسرا اس وقت" امیریہ" کہلاتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے آخری دو سال مراد ہیں یہ غلط ہے آخری نہیں۔ بلکہ طریقت والے دو سال مراد ہیں۔

میں نے خزانے کا نشان بتا دیا ہے اگر میں نہیں پہنچا شاید تم پہنچ جاؤ۔ اگر گھر میں کوئی موجود ہے تو پھر ایک دستک ہی کافی ہے علم باطن فرض عین اور اس کا ترک فسق ہے جو انکار کرے وہ کافر ہے۔

جو پیر خلاف سنت کام کرے چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں اس سے جدا ہو جانا چاہیے

O　عالمی غلبۂ اسلام آپ کی دانست میں کیونکر ممکن ہے؟

☆　عالمی غلبۂ اسلام کے لیے جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے اپنے حالات، اختیارات اور وسائل کو بروئے کار لا کر فروغ اسلام کے لیے جدوجہد کی جانی چاہیے۔ اور یوم حشر ہر شخص سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ ویسے حضرت عیسیٰ ہی حقیقی معنوں میں عالمی غلبۂ اسلام کا خواب شرمندہ تعبیر کریں گے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم نفاذ اسلام کے لیے کام کرنا چھوڑ دیں۔ کم از کم ہر شخص کو اپنے وجود پر پہلے مرحلے میں نظام اسلام کو عملاً نافذ کرنا چاہیے۔ اس سے پورے معاشرے میں نیکی کے گلاب اُگیں گے اور سارا ماحول معطر و معنبر ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسلام غریبوں میں آیا ہے۔ اور غریبوں میں زیادہ راسخ رہے گا۔

O آپ کے خلفاء کتنے ہیں اور آپ کا معیارِ خلافت کیا ہے؟

☆ میرے خلفاء معمولات چار سو سے کچھ کم ہیں جبکہ خلفاء کی تعداد پندرہ ہزار نو سو اکیاسی ہے یہ خلفاء کی کتاب کی ساتویں جلد تک رجسٹرڈ ہیں یہ خلفاء کا دور ہے میرے خلفاء کے پھر مزید خلفاء ہیں۔ مریدین کی تعداد اس سے جدا ہے۔ یوں میرے متعلقین کی تعداد لاکھوں میں پہنچی ہے ہم خلافت اس کو دیتے ہیں جو سنت پر پوری طرح کاربند ہو اور اس کی توجہ دوسروں پر اثر کرے۔ عقائد کے اعتبار سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد اور حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا پیرو ہوں۔ عقائد کے دو امام ہیں، ابو موسیٰ اشعری اور امام ابو منصور ماتوریدی۔ اشعریوں کا میلان ''جبر متوسط'' کی طرف ہے۔ اگر ہمارے مریدین یا خلفاء میں سے کوئی شخص شریعت سے بغاوت کرتا ہے تو ہم اس کو فوری طور پر عاق کر دیتے ہیں۔ عقائد کے معاملے میں کسی قسم کی کوئی گڑبڑ برداشت نہیں کی جاتی۔ جبکہ عمل کی غفلت اس کے مقابلے میں قابل برداشت ہے ہم بتدریج اصلاح کے قائل ہیں ہمارا موقف ہے کہ جو پیر خلاف سنت کام کرے وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس سے الگ ہو جانا ضروری ہے۔

میں نے خزانے کا نشان بتا دیا ہے اگر میں نہیں پہنچا شاید تم پہنچ جاؤ

پیر کی مثال ایک درخت کی ہے کہ درخت کو دیکھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ درخت پھل دار ہے، پھول دار ہے، کانٹے دار ہے یا بے ثمر ہے اور درخت ہی اپنے پھل اور اپنے پھول کے ذائقے اور خوشبو کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ مریدین اپنے شیخ کی تصویر ہوتے ہیں اور انہیں ہونا بھی چاہیے۔ یونہی شریعت کی مثال درخت کے تنے کی ہے طریقت کی مثال شاخوں کی سی ہے۔ اگر کسی درخت کی شاخیں کاٹ دی جائیں تو اس پر پھل کیسے آئے گا۔ طریقت اور شریعت ایک ہی گاڑی کی دو پہیے ہیں۔

O حج وعمرہ کی زیارت کتنی مرتبہ حاصل ہوئی؟

دو مرتبہ حج کے لیے اور دو مرتبہ عمرہ کے لیے حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت پا چکا ہوں۔

○ سلاسل طریقت کے حوالے سے کچھ ارشاد فرمائیں؟

☆ سلاسل اربعہ حضور ﷺ سے آتے ہیں نبی کریم ﷺ سے یہ فیض جاری ہوا ہے۔ آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے فیض حاصل کیا۔ جو مختلف واسطوں سے ہم تک پہنچا۔ سلسلہ قادریہ شریفہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک جا پہنچا ہے۔ سلسلہ قادریہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں "امیریہ" تھا بعد میں قادریہ ہوا۔ امیر المومنین سے امیریہ ہے سلسلہ قادریہ کے اسباق میں استغفار تزکیہ نفس کے لیے ابتدائی سبق ہے نفی اثبات ---لا الہ الا اللہ---اس کے بعد دوسرا سبق---الا اللہ---تیسرا سبق---اللہ، اللہ---چوتھا سبق---ہو، ہو---پانچواں سبق---مراقبہ---چھٹا سبق---اللہ، ہو---ساتواں سبق---ہو، اللہ---آٹھواں سبق---انت الهادی انت الحق لیس الهادی الا ہو---نواں سبق---درود شریف---**اللهم صلی علی محمدٍ و آلِهٖ و عترتہٖ بعدد کل معلوم الاک۔** اور دسواں سبق...... استغفار...... ہے۔ اس کی تفصیلات ہماری کتاب "ہدایت السالکین" میں موجود ہیں۔

میرے خلفائے معمولات چار سو سے کچھ کم ہیں اور خلفاء کی تعداد ۱۵۱۹۸۱ ہے۔

○ آپ افغانستان سے یہاں قبائلی علاقہ میں کب آئے؟

تیئس سال پہلے پاکستان میں آیا۔ میں اپنے علاقے قندوز میں تبلیغ واشاعت دین اور دعوت الا اللہ میں مصروف تھا کہ افغانستان میں روس نے مداخلت کی اور ساز باز کر کے ایک کمیونسٹ نور محمد کی (جو دراصل غدار تھا۔) حکومت بنوائی۔ مجھے ان حالات میں وہاں رہنا محال نظر آیا ۲۷ اپریل ۱۹۸۷ کو مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ بہت سارے علماء و مشائخ بھی گرفتار ہوئے۔ علماء و مشائخ کی ایک بڑی تعداد کو شہید کر دیا گیا اور قید و بند کی صعوبتیں ہمارے مقدر میں آئیں۔ جب خدا نے وہاں سے نجات دی تو میں صوبہ سرحد کے ضلع نوشہرہ میں ایک چھوٹے سے گاؤں "پیرسوات" پہنچا جہاں میرے ایک مرید مولوی عبدالسلام پیر سباقی رہتے تھے۔ میں نے بھی وہاں قیام کیا۔ کچھ عرصہ نوشہرہ کی جامع مسجد "دل آرام" میں

خطابت کے فرائض ادا کیے۔ وہاں فرقہ جبریہ کی تبلیغی جماعت کی اکثریت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وہاں پر تین سال تک کام لیا۔ بالآخر ۱۴۰۱ھ میں اس علاقہ کھجوری، باڑہ (پشاور) میں آفریدی قوم کے سرداروں نے زمین ہدیہ کی۔ اور ہم نے یہاں پر خانقاہ کا سلسلہ شروع کردیا۔ میں نے چالیس سال تدریس کی اور چالیسویں سال میں تصوف میں داخل ہو گئے۔

o گویا آپ کے یہ چالیس سال ''چلہ'' قرار پائے؟

بالکل، اللہ نے اس کی برکت مجھے عطا فرمائی۔

o آپ کی کتابیں؟

ھدیۃ السالکین، جوابات سیفیہ، مکتوبات وغیرہ۔

o مسلکاً اور طریقتاً آپ کا مشرب کیا ہے؟

میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہوں۔ اور خالص حنفی ۔۔۔ طریقت میں نقشبندیہ سہروردیہ، قادریہ اور چشتیہ میں اپنے اکابرین کے تابع ہوں۔

شریعت اصل ہے یعنی جڑ، طریقت شاخیں اور حقیقت پھل ہے

o حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر (میراں محی الدّین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حوالے سے آپ کچھ اظہار خیال فرمائیں کیونکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ حضور شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کو غوث اعظم نہیں مانتے؟

استغفر اللہ، یہ بہتان عظیم ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر (میراں محی الدّین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی غوث اعظمؓ ہیں اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں۔ حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر (میراں محی الدّین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا ہے۔ وہ کسی کے انکار سے ختم نہیں ہوسکتا۔ صرف میرا ہی نہیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کو سیّد الاولیاء تسلیم کرتے ہیں۔

o اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کا تاثر؟

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو میں اس نظر سے دیکھتا ہوں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو یہ سارا خطہ وہابیت سے بھر جاتا۔ وہ ولی کامل،

عاشق رسول، محقق، بے مثل عالم بزرگ، اور مجاہد تھے۔ وہ امام وقت اور مرد کامل تھے۔ ماتریدی تھے۔ میں بھی ماتریدی ہوں۔ امام اعظم کے وہ بھی مقلد تھے میں بھی مقلد ہوں، وہ ہمارے بزرگ اور رہنما ہیں۔ ولایت میں وہ اعلیٰ مقام کے حامل انسان تھے۔ وہ بھی پٹھان تھے میں بھی پٹھان ہوں۔ وہ قندھار کے تھے اور میں قندوز کا رہنے والا ہوں۔ میں عقیدے، مذہب، قوم اور علاقہ ہر اعتبار سے ان کے موافق ہوں۔ اور ان سے کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ ان کے فتاویٰ رضویہ سے خوشہ چینی کرتا ہوں۔

O وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی حقیقت کیا ہے؟

☆ وحدت الوجود والے صرف ایک اللہ کو مانتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس کے علاوہ کسی شے کا کوئی وجود نہیں۔

چاروں سلاسل میں مجاز ہوں دو مرتبہ حج اور دو مرتبہ عمرہ کی سعادت پائی

جبکہ وحدت الشہود، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے سوا کچھ موجود بھی نہیں۔ اس کی تفصیل سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔ چنانچہ آپ کے مکتوبات حصہ سوم میں آپ کا مکتوب نمبر 125 لائق مطالعہ ہے۔ وحدت الشہود والے زمین، چاند، ستارے، سب چیزوں کے وجود کو مانتے ہیں۔ اوّل نے عدم کو وجود بخشا تجلیٔ ذات کی وجہ سے یہ سب چیزیں جدا جدا نظر آتی ہیں۔ میں وحدت الشہود کا قائل ہوں۔ وحدت الوجود بہت تنگ گلی ہے۔ ہم سالک کو بہت جلد اس تنگ گلی سے گزار دیتے ہیں۔ بعض کو اس کی سمجھ نہیں آتی اور جو عالم ہے وہ وارث رسول ﷺ ہے غار میں بیٹھنے والا شخص یہ سمجھتا ہے کہ آسمان پر ستارے ہیں اور یہ یہیں رہیں گے۔ لیکن عقل سلیم والا جانتا ہے کہ سورج، چاند، ستارے جدا جدا ہیں۔ سورج کی روشنی میں ستارے موجود ہونے کے باوجود نظر نہیں آتے۔ اب جس کو نظر نہیں آتے اس کی نظر کا قصور ہے۔

O کیا ہر ولی سے کرامت کا صدور ضروری ہے؟

☆ نہیں، اللہ کے انوار و تجلیات اور فیوض و برکات اولیاء کرام کو نصیب ہوتے ہیں۔

بعض اوقات ان سے کرامت ظاہر ہوجاتی ہے۔ اور بعض اوقات نہیں ہوتی۔ کرامت اور خوارق عادات ممکن ہیں۔ بڑے بڑے صحابہ کرام جو جلیل القدر منصب پر فائز تھے۔ ان سے کرامتیں ظاہر نہیں ہوئیں اور بعض اولیاء سے خوارق کا ظہور ہوا ہے شیخ سے فیض لینے کے لیے قربانی دینا ضروری ہے حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ ''انوار قدسیہ'' میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص طویل عرصہ اپنے شیخ کی خدمت میں رہے اور مال وزر قربان کرے اور پھر اس کے دل میں فقط خیال آجائے کہ میں نے اپنے شیخ کی خدمت کا حق ادا کردیا ہے تو اس کی بیعت فی الفور ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ روحانی فیض کا ایک ذرہ دنیا و مافیا کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کرامت کوئی بڑی شے نہیں۔ قلب کا ذاکر ہونا بڑی چیز ہے جس کا قلب جاری ہوجائے اسی کیلئے ہی فرمایا گیا۔ ؎ ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

عمامہ کو ہم سنت سمجھتے ہیں عمامہ والی نماز ۷۰ گنا افضل ہے اعلیٰ حضرت بریلوی کا مسلک یہی ہے

○ آپ کے نزدیک عمامہ کی حیثیت کیا ہے؟ سنا ہے آپ عمامہ کو واجب قرار دیتے ہیں۔

یہ مجھ پر افتراء ہے ہم عمامہ کے وجوب کے قائل نہیں بلکہ ہم عمامہ کو سنت سمجھتے ہیں۔ عمامہ والی ایک نماز بغیر عمامہ کے پڑھی جانے والی ستر نمازوں سے افضل ہے۔ یہ دور فساد امت کا دور ہے۔ اس دور میں ایک سنت کو زندہ کرنا سو شہیدوں کا اجر عطا کرتا ہے۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عمامہ سنت ہے اور عمامہ کی فضیلت میں بہت ساری رویات ہیں اس حوالے سے حدیث مبارکہ کے علاوہ، اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کا فتاویٰ رضویہ، حضرت مولانا وصی محمد محدث سورتی قدس سرہٗ وغیرہ ہم جیسے جید علماء کی تحقیقات موجود ہیں۔ واجب تو وہ ہے جس کو حضور ﷺ نے اپنی ساری حیات مبارکہ میں کبھی بھی ترک نہ کیا ہو۔ جہاں تک عمامہ کی بات ہے آپ ﷺ نے دو یا ایک مرتبہ بغیر عمامہ کے نماز پڑھی اس لیے ہم عمامہ کو واجب لازمہ نہیں کہتے ۔ ویسے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا

خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عمامہ کو لازم کہتے ہیں۔

O آپ کے ہاں کچھ لوگوں کو نماز کے دوران چیخنے، اونچی آواز میں روتے اور شور مچاتے دیکھا گیا۔ کیا آپ کے نزدیک اس سے نماز نہیں ٹوٹتی ؟

بے اختیار ہو کر اللہ کی محبت میں رونے اور چیخنے سے نماز نہیں ٹوٹتی قرآن سنتے ہوئے آہ! اوہ! جیسی آوازیں یا رونا نماز کو نہیں توڑتا، اگر درد، تکلیف، غم کی وجہ سے آواز نکالے تو مکروہ ہے اگر بے اختیار ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اس پر ہدایہ شریف صفحہ ۱۲۰ ردالمختار جلد اوّل، باب الصلوٰۃ، صفحہ ۴۱۶، روح المعانی جلد سوم، مطبوعہ بیروت، پارہ ۹، صفحہ ۸۶ کے علاوہ بہت ساری کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

O آپ نے شادی کب کی؟

☆ ۱۳۲۹ھ میں پہلی شادی کی وہ بیوی فوت ہوگئی پھر شادی کی، ایک کو طلاق دی۔ اس وقت میرے نکاح میں چار بیویاں ہیں ویسے میں نے کل سات نکاح کیے ہیں۔

امام احمد رضا، ولی کامل، عاشق رسول، بڑے عالم، عظیم محقق، مجاہد صفت حقیقی بزرگ اور اپنے وقت کے سب سے بڑے حنفی فقیہہ تھے وہ بھی پٹھان تھے اور میں بھی پٹھان ہوں

O اولاد؟

☆ پہلی بیوی سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں پھر دو بیٹے اور ایک بیٹی بہر حال کل تیرہ بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں۔ بڑا بیٹا محمد سعید حیدری افغانستان سپریم کورٹ میں چیف جسٹس رہا ہے۔

O بیٹا "حیدری" کیوں؟

میرے دادا کا نام حیدر تھا۔ ان کی وجہ سے یہ حیدری کہلاتا ہے۔ باقی بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ مولانا محمد حمید جان یہ شیخ الحدیث ہیں اور فنون کے بہترین مدرس ہیں۔ انہوں نے دارالعلوم سیفیہ حنفیہ قائم کر رکھا ہے اس کے مہتمم ہیں۔ تیسرے بیٹے عبدالباقی بیمار رہتے ہیں لیکن متقی اور پرہیز گار ہیں باقی بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ قاری حافظ مولانا محمد حبیب، مولانا احمد سعید، المعروف یار صاحب، حافظ

سید احمد حسین ، محمد سیف اللہ ، محمد صفی اللہ (حفظ کے طالب علم ہیں)، سید احمد حسن، محمد مجیب اللہ ، محمد حبیب اللہ ، سید محمد محسن ، حسین اللہ۔

○ آپ پر بعض علماء نے کفر کا فتویٰ عائد کیا ہے۔ سبب کیا ہے؟

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات پر یقین کر لے یا اس کو آگے چلا لے۔ میرے بارے میں بعض لوگ طرح طرح کے بے بنیاد الزامات تراشتے ہیں۔ کوئی جادوگر کہتا ہے، کوئی کاہن کہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو بہتر معلوم ہے کہ ان چیزوں کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ جن لوگوں کو میرے متعلق کوئی تشکیک ہو وہ براہ راست مجھ سے بات کرلیں تو مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ میں اپنے مخالفین کے لیے ہدایت کی دعا کرتا ہوں۔ ویسے پشاور سے مولانا پیر محمد چشتی نے میرے خلاف بے بنیاد فتوے جاری کرنے شروع کرر کھے ہیں میں ان کے الزامات سے بریت کا اعلان کرتا ہوں۔ اس حوالے سے ہمارے کچھ احباب نے بھی علمی وتحقیقی کام کیا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے اہل علم ہمارے اور ان کے موقف کو پڑھ کر سچ اور جھوٹ کا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔

چاروں سلاسل میں مجاز ہوں دو مرتبہ حج اور دو مرتبہ عمرہ کی سعادت پائی

○ آپ کے مخالفین خصوصاً پشاور سے مولانا پیر محمد چشتی کے قائم کردہ اعتراضات کے جواب میں آپ نے بھی کچھ لکھا؟

☆ ہم نے اپنے تمام معترضین کے سولات کے جوابات مکمل دلائل کے ساتھ دیے ہیں گوجرانوالہ سے بزرگ عالم دین شیخ الحدیث مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی نے پیر محمد چشتی کی بدنام زمانہ کتاب کا جواب لکھا جو الحمد للہ ۔۔۔ سل الحسام الہندی لنصرہ مولانا سیف الرحمٰن النقشبندی ۔۔۔ کے نام سے چھپ چکا ہے اس کے علاوہ بھی کئی کتب شائع ہوئی ہیں۔

○ اتحاد اہلسنّت کے لیے آپ کیا تجویز پیش کرتے ہیں؟

☆ اتحاد اہلسنّت کے لیے ضد، جہالت اور انا کو قربان کرنا ضروری ہے۔ جب تک

اہلسنت کے تمام طبقے اللہ کی رضا اور حضور ﷺ کی خوشنودی کے لیے صدقِ دل کے ساتھ ایک دوسرے کو قبول نہیں کرتے۔ اتحاد اہلسنت ممکن نہیں۔ تاہم کسی بھی طرف سے اتحاد اہلسنت کے لیے جو بھی کوشش کی جائے گی ہم اس کا خیر مقدم کریں گے اور اس سلسلے میں اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی ہی ''غوث اعظم'' ہیں اس میں انکار یا تشکیک کی کوئی گنجائش نہیں میرا کیا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا یہی موقف ہے

○ آپ شلوار یا تہبند ٹخنوں سے اوپر پورے اہتمام کے ساتھ رکھتے ہیں۔ کوئی خاص وجہ ہے؟

مسئلہ اسبال پر میری تحقیق ہے کسی بھی مرد کے لیے شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا شرعاً جائز نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تکبر سے کپڑا لمبا کیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا۔ بہت ساری اور احادیث مبارکہ اس سلسلے میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ تمام اہل اسلام رسوم اور رواجات کو چھوڑ کر سنت نبوی ﷺ کو اپنائیں اسی میں ان کی دونوں جہان کی بہتری کا راز مضمر ہے۔

○ آپ کا پیغام؟

میں فقیر سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز خان بن قاری محمد حیدر (حنفی مذہباً) نقشبندی مشرباً وماتریدی اعتقاداً کوٹ ننگر ہار مولداً ارچی ترکستان مسکناً بارہ کھوری منڈی کس تمام اہل اسلام کو عموماً علماء کرام و مشائخ عظام کو خصوصاً یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ میں اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ ہوں تمام سرزمین پر اپنے آپ سے باعتبار ذوق کوئی اور مجھے ادنیٰ ترین نظر نہیں آتا۔ اور میں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اُمتی ہوں اور فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد ہوں اور اُصول و عقائد میں اہل سنت و جماعت کے عظیم پیشوا حضرت ابو منصور ماتریدی کا تابع ہوں۔ اور تصوف و طریقت میں حضرت خواجہ بزرگ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تابع

اور ان بزرگان دین کا بالواسطہ مرید ہوں ۔ لیکن اس امر میں باشعور مسلمان اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہر زمانہ میں اہل حق و فقراء طریقت کے حاسدین اور معائدین موجود ہوتے ہیں جو قسم قسم کی افتراء بازیوں کے ذریعے عام مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے ہیں اور انہیں اولیاء کرام کے خلاف عوام کو ابھارتے رہتے ہیں لیکن اہل حق شکر اللہ سعیھم ہر زمانہ میں ان منکرین اسلام اور حاسدین کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں اللہ رب العزت نے قرآن میں ارشاد فرمایا۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

> میں تصوف اور طریقت میں حضرت بہاؤ الدین نقشبند، حضرت سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کا تابع اور ان بزرگوں کا بالواسطہ مرید ہوں

ہر دور میں بزرگان دین و ملت اہل اسلام کو ان کی مکاریوں سے آگاہ فرماتے رہتے ہیں اس پر فتن دور میں سنت وشریعت کی پابندی کرنا نفس کے ساتھ بہت بڑا جہاد ہے اور اس کا اجر اس قدر عظیم ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فساد امت کے وقت جس نے میری ایک سنت پر عمل کیا اسے 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

تحدیث نعمت کے طور پر یہ فقیر بتا سکتا ہے کہ لاکھوں خلفاء مریدین دنیا کے تقریباً ہر حصے میں احیاء سنت اور شریعت محمدی ﷺ کا ایک عظیم اور روحانی انقلاب برپا کر رہے ہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں بدعقیدہ اور بھٹکے ہوئے گمراہ لوگ ہدایت پا چکے ہیں۔ پنجاب میں میرا خلیفہ میاں محمد حنفی سیفی میرے مریدوں میں ایک روشن مثال ہے جو کہ خلق اللہ کی خدمت کے لیے دن رات کوشاں ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور اگست ۲۰۰۳ء ...... مجلہ انوار رضا جوہر آباد 12 اگست 2003ء)

> نوٹ: حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی کا یہ انٹرویو آپ کے خلیفہ اعظم حضرت میاں محمد حنفی سیفی، صاحبزادہ پیر محمد حمید جان سیفی، پیر عابد حسین سیفی، سمیت متعدد خلفاء اور ان کے مریدین کی موجودگی میں مسلسل ساڑھے گھنٹے کے دورانیے میں کیا گیا اور اس کے علاوہ ملتان اور راوی ریان (لاہور) میں دو الگ الگ نشستوں میں گفتگو سے اخذ کیا گیا ہے ابھی اس مفصل انٹرویو کو محض ایک حصہ خیال جائے...... (محبوب قادری)

اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی اور مجھے حضرت اخندزادہ سرکار جیسا کامل مرشد مل گیا

میرے ہزاروں مرید ہیں مگر خوشی اُس وقت ہوتی ہے جب کوئی اللہ کی معرفت کے لیے میرے پاس آئے

آج ساری دنیا میں میرے مرید پھیلے ہوئے ہیں میرے خلفاء کی تعداد تقریباً بارہ سو کے لگ بھگ ہے

اشاعتی حوالے سے مکتبہ محمدیہ سیفیہ تیس کتابیں چھاپ چکا ہے

امام اعظم کی تقلید ہمارے لیے ضروری ہے کیونکہ ہم حنفی ہیں

حضرت اخندزادہ پیر ارچی خراسانی کے خلیفۂ مطلق، پیکرِ اخلاص

حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی

کا تفصیلی انٹرویو

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

لاہور سے گوجرانوالہ جاتے ہوئے جی ٹی روڈ پر کالا شاہ کاکو سے ایک کلومیٹر آگے راوی ریان مشہور انڈسٹریل ایریا ہے۔ یہاں سڑک سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ واقع ہے۔ پچپن کنال کے رقبے پر محیط اس روحانی مرکز میں نہایت وسیع وعریض، خوبصورت اور دیدہ زیب جامع مسجد انوار مدینہ کے علاوہ خانقاہ کا مکمل ماحول اور انتظام موجود ہے۔ یہاں تشنگانِ علم کی پیاس بجھانے کے لیے ماہر اساتذہ، درس نظامی اور قرآنِ کریم کی تدریس کا فریضہ نبھا رہے ہیں۔ جبکہ صنفِ نازک کی تعلیم و تربیت کے لیے انتہائی باپردہ اور باوقار دینی درسگاہ موجود ہے۔ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کے خلیفہ مطلق اور دردِ دل رکھنے والے بزرگ شیخ طریقت حضرت پیر میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی یہاں مسند نشین ہیں۔ ان کی اَن تھک محنت اور خلوص کی برکت سے اس جنگل میں منگل کا سماں ہے۔ اور روحانیت کی تشنگی محسوس کرنے والے ہزاروں افراد اس مرکز سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ یقینی طور پر آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ راوی ریان کا حلقہ ارادت ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ وہ راسخ العقیدہ باعمل سنی مسلمان ہیں اور دینی و مذہبی خدمت کا جذبہ اپنے سینے میں موجزن

رکھتے ہیں۔ اور اسی جذبے کو پوری ملت میں پھیلانے کی جستجو کے ساتھ مصروف عمل ہیں۔ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کی خدمات کارہائے نمایاں عقائد ونظریات اور طویل جدوجہد کے اعتراف میں سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد کی خصوصی اشاعت کے حوالے سے اس روحانی مرکز میں متعدد مرتبہ آنے جانے کے مواقع ملے ان مواقع پر محترم مولانا سید عبدالقادر شاہ ترمذی محمدی سیفی محترم ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی، مولانا غلام مرتضیٰ سیفی، مولانا محمد شیر مظفر سیفی، صوفی محمد ظفر اقبال اعوان سیفی اور ان کے دیگر احباب کی موجودگی میں سلسلہ عالیہ اور اُس کی جدوجہد کے حوالے سے بہت کچھ سننے کو ملا۔ آیئے! کچھ دیر حضرت میاں محمد سیفی حنفی کی معیت میں گزارتے ہیں اور ان کی باتوں سے افادہ واستفادہ کرتے ہیں...... (محبوب قادری)

❁....❁....❁

❑ نام، ولدیت، سن پیدائش، مقام ولادت اور خاندانی پس منظر کے حوالے سے کچھ فرمایئے؟

برائی سے نفرت اور بیزاری کا اظہار لازمی ہے

☆ میرا نام میاں محمد ہے جبکہ میرے والد کا نام صوفی غلام محمد ہے۔ انھیں علاقے میں لوگ لالہ مولوی کے نام سے جانتے اور پہچانتے تھے۔ ہمارا زمیندار فیملی سے تعلق ہے۔ ضلع میانوالی میں چشمہ بیراج کے نزدیک موہانہ والا، کچا کے علاقے میں ایک گاؤں ہے۔ اُس گاؤں میں 1950ء میں میری ولادت ہوئی۔ میرے دوسرے دو بھائی ہیں وہ سوتیلے ہیں کیونکہ ہمارے والد نے دو شادیاں کی تھیں۔ ایک بھائی کا نام عبدالکریم اور دوسرے کا نام محمد عظیم ہے۔ میرے شیخ حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کی نظر اور دعا کا کمال ہے کہ میرے دونوں بھائی میرے ہاتھ پر بیعت بھی ہیں۔

❑ آپ نے کب بیعت کی؟

☆ میں نے 1983ء میں حضرت اخندزادہ مبارک کے دست مبارک پر بیعت کی۔ 1986ء تک آپ کے خلیفہ حاجی عبدالغفور صاحب کے پاس ہر جمعہ اور جمعرات کو آتا جاتا رہا۔ انھوں نے میری کافی تربیت کی۔ 1986ء سے 2005ء تک میں ہر ماہ تین مرتبہ اور کبھی چار مرتبہ باڑہ کھجوری (پشاور) میں حضرت صاحب

کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتا۔ میرے اس تسلسل اور مستقل مزاجی کو حضرت نے بے پناہ سراہا اور اسے پسند فرمایا۔ 2005ء میں ہمارے حضرت، فقیر آباد میں تشریف لائے۔ اس کے بعد آج تک ہر جمعرات میں حضرت کی خدمت عالیہ میں یہاں حاضری دیتا ہوں۔ اور میرا ایک بھی ناغہ نہیں ہے۔

□ آپ بیعت کیسے ہوئے؟

☆ میں بچپن ہی سے خاندانی طور پر سنی مسلمان ہوں مسلکِ اولیاء اللہ سے تعلق ہے۔ میں نے موچھ شریف ضلع میانوالی کے شیخ طریقت حضرت خواجہ عبیداللہ رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر پہلی بیعت کی۔ وہ سلسلہ قادریہ اویسیہ کے مجاز تھے اور پھر حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر اولیاء کرام کے مزارات پر میرا آنا جانا رہا۔ وہیں سے روحانیت کی تڑپ اور چاہت دل میں انگڑائیاں لیتی رہی۔ پھر میرے شیخ طریقت حضرت خواجہ عبیداللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ہی مجھے حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کے دست مبارک پر بیعت ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی اور ان کے حکم سے میں نے حضرت اخندزادہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ میرے مرشد نے مجھے جو سب سے بڑا سبق دیا ہے وہ غیرت کا سبق ہے اور دین اور مخلوق کی خدمت کا سبق ہے۔ اللہ کا شکر ہے میں نے اپنے مرشد کے اس سبق کو خوب یاد کیا اور اسے اپنے پلے باندھا ہے۔

میلاد شریف اور نعت خوانی ہمارے ذوق کی تسکین کا باعث ہی نہیں بلکہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے

□ آپ کے مریدین کتنے ہیں؟

☆ میرے کافی زیادہ مرید ہیں۔ ہزاروں میں ان کی تعداد ہے۔ لیکن مجھے خوشی اُس وقت ہوتی ہے کہ جب کوئی اللہ کی معرفت کے حصول کے لیے میرے پاس آئے۔ میں چاہتا ہوں کہ جو خوشبو اور جو نور میرے شیخ کی وساطت سے مجھے نصیب ہوا ہے وہ میں ہر ایک کو تقسیم کر دوں۔ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ 1971-72ء میں جب بھٹو دور تھا اور چشمہ بیراج کی وجہ سے ہماری زرعی کچے کی زمینیں بیراج میں آ گئیں اور ان زمینوں کے بدلے میں ہمیں حکومت نے

نور پور تھل کے علاقہ کا تیمار میں زمینیں الاٹ کیں تو میں اس وقت اپنے علاقے سے راوی ریان آ گیا اور یہاں اتحاد کیمیکل سروس میں بھرتی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور مجھے حضرت اخندزادہ سرکار جیسا کامل مرشد مل گیا۔ حضرت نے بڑی شفقت اور مہربانی سے مجھے بیعت کیا میری تربیت فرمائی۔ 1984ء میں مقید خلافت عطا کی اور پھر 1997ء بمطابق 1414ھ میں مجھے مطلق خلافت سے سرفراز کیا۔ میں ساری زندگی حضرت کے اس کرم کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ ان کی نگاہِ شفقت اور مہربانی سے آج ساری دنیا میں میرے مرید پھیلے ہوئے ہیں جبکہ میرے خلفاء کی تعداد تقریباً بارہ سو کے لگ بھگ ہے۔ اگر میرے مریدین اور میرے خلفاء کے مریدین کو جمع کیا جائے تو ان کی تعداد لاکھوں میں بنتی ہے۔ ہمارے سلسلے میں خلافت کا معیار باقی روحانی سلاسل سے مختلف ہے۔ جب تک ہمارے ہاں ایک سالک منازل سلوک طے نہ کر لے اُس وقت تک اسے ارشاد خط یعنی خلافت نہیں مل سکتی۔ اور ہمارے ہاں خلافت کی ترتیب پہلے نقشبندیہ اس کے بعد چشتیہ پھر قادریہ اور پھر سلسلہ سہروردیہ ہوتی ہے۔

خواتین پردے کی زندگی کو اختیار کریں۔ بے پردگی اور عریانیت کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کریں

□ آپ کے ہاں حضرت اخندزادہ مبارک کتنی مرتبہ تشریف لائے؟

☆ راوی ریان میں میرے حضرت نے میرے پاس چھ مرتبہ قدم رنجا فرمایا۔ سب سے پہلے 1985ء میں اس وقت تشریف لائے جب خانقاہ ڈوگراں سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ میں نے دعوت عرض کی تو آپ نے اُسے قبول فرمایا اور میرے چھوٹے سے گھر میں قدم رنجا فرما کر مجھے نوازا۔ میرے گھر کا صرف ایک ہی کمرہ تھا میں نے اپنے ہمسائے ڈاکٹر عمر سے ایک کمرہ مانگ کر حضرت کے قیام کا انتظام کیا۔ میں نے اپنے شیخ کی خدمت کی تو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دل میں میری خدمت کا خیال پیدا کر دیا۔ جب مجھے شروع شروع میں خلافت ملی تو مجھے ان کیفیات کا کوئی خاص علم نہیں تھا۔ میں بس میں سفر کر رہا ہوتا تھا تو میرے ساتھ بیٹھے ہوئے مسافر پر روحانی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ میں

حضرت میاں میر قادری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار شریف پر حاضر تھا کہ ایک زائر نے آ کر مجھ سے معانقہ کیا تو روحانی فیض کے سبب اُس پر کیفیت طاری ہو گئی اور وہ گر پڑا۔ اس کے گرنے سے میں خوفزدہ ہو گیا کہ معاملہ کیا ہے۔ بعد میں مجھے احساس ہوا کہ یہ روحانی کیفیات ہیں کہ بظاہر گرنے والا درحقیقت روحانی لطافت سے فیض یاب ہو رہا ہے۔

برائی سے بچنے، بدی کا راستہ روکنے اور نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے ہمیں حکم دیا گیا ہے

مجھے حضرت نے خلافت عطا کر دی لیکن میں لوگوں کو بیعت نہیں کرتا تھا۔ حضرت اخندزادہ نے مجھے کئی مرتبہ حکم دیا کہ آپ بیعت کیا کرو۔ آپ کو اجازت ہے۔ لیکن میں حضرت کے احترام میں بیعت نہ کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے مجھے فرمایا کہ میں نے تمھیں اجازت دی ہے آپ لوگوں کو بیعت کیوں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا کہ میں تقریر نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں تم بیعت کرو تقریریں کرنے والے تمھارے پاس آیا کریں گے۔ پہلی مرتبہ میں نے چار افراد کو بیعت کیا۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ میں اپنے چار دوستوں کو بیعت کروانے کے لیے باڑہ لے گیا جب ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے ان کے متعلق عرض کیا کہ یہ چار میرے دوست ہیں اور آپ کے دست مبارک پر بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ تو آپ نے مجھے فرمایا کہ میں نے تمھیں بیعت کرنے کی اجازت دی ہے تم انھیں بیعت کیوں نہیں کرتے۔ انھیں لے جاؤ اور اپنے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ میں اسی وقت حکم کی تعمیل میں ان کو لے کر باڑہ والی مسجد میں پہنچا وضو کیا اور پھر ان کو اپنے ہاتھ پر بیعت کر لیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دل میری طرف پھیر دیے اور دن بدن میرے مریدین میں اضافہ ہوتا گیا۔

فرمایا تم بیعت کرو تقریریں کرنے والے تمھارے پاس آیا کریں گے

پیر گلزار حسین سیفی کی شادی کے موقع پر حضرت صاحب لاہور سے گجرات تشریف لے جا رہے تھے۔ تو یہ طے فرمایا تھا کہ میں جاتے ہوئے راوی ریان میں آپ کے پاس رکوں گا۔ یہاں میں نے بہت سارے لنگر کا انتظام کیا اور

دوستوں کو جمع کیا۔ لاہور سے نکلتے ہوئے کسی ''کرم فرما'' نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ راوی ریان نہ رکیں کیونکہ دیر ہو رہی ہے اور گجرات پہنچنا ہے۔ مجھے حضرت نے بلا کر فرمایا کہ دیر ہو رہی ہے راوی ریان کا پروگرام کینسل کریں۔ میں نے ضد نہیں کی بلکہ بخوشی عرض کیا کہ میں مرید ہوں پیر نہیں ہوں۔ جس طرح آپ فرمائیں گے میں اس پر راضی ہوں۔ حضرت اس بات پر بہت خوش ہوئے آپ نے مجھے دعاؤں سے نوازا اور راوی ریان بس سٹاپ پر ہی تھوڑی دیر رک کر پانی نوش فرمایا اور گجرات چلے گئے۔ آج ان کی دعاؤں کا اثر بلکہ ان کی زندہ کرامت یہ ہے کہ اسی راوی ریان میں لوگوں کا انبوہ کثیر ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ ورنہ میں نے بڑے بڑے واقعات دیکھے ہیں مثلاً ایک مرتبہ ہمارے ایک ساتھی نے حضرت کی اجازت کے بغیر ایک پمفلٹ یا دعوت نامہ چھاپ دیا جس میں شہباز شریف کی طرف سے حضرت کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام لکھا گیا تھا۔ جب حضرت صاحب کو پتہ چلا تو آپ نے انھیں سختی سے ڈانٹ کر فرمایا کہ میں تمہارا مرید ہوں یا تم میرے مرید ہو۔ میری مرضی کے بغیر خود بخود تم نے یہ پروگرام کیوں طے کیا؟ میں وزیروں مشیروں کی دعوتوں کی بجائے فقیروں، درویشوں، مولویوں اور اپنے مریدوں کے ہاں کھانا کھانے کو ترجیح دوں گا۔ کسی دنیادار کے پاس جانے کی مجھے حاجت نہیں ہے۔

میں نے اپنے شیخ کی خدمت کی تو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دل میں میری خدمت کا خیال پیدا کر دیا

❑ آپ نے خود ذاتی طور پر اخندزادہ صاحب کی کوئی کرامت دیکھی ہے؟

☆ بالکل۔ میں باڑہ سے آگے کھجوری حاضری کے لیے جا رہا تھا وضو کے لیے رکا، سوتے ہوئے نہیں جاگتے ہوئے، میں نے کشف کی کیفیت میں دیکھا کہ حضرت اخندزادہ مبارک ہوائی نیلے رنگ کے لفافے لوگوں کو بانٹ رہے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ تمہارا لفافہ بھی میرے پاس ہے۔ خیر وضو کے بعد میں آگے چلا گیا یونہی میں حضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپ اُس وقت وہی نیلے رنگ کے لفافے لوگوں میں تقسیم کر رہے تھے اور مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ آپ کا ارشاد خط میرے پاس ہے۔ آپ بھی وصول کر لو۔

☐ آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ راوی ریان کے شعبہ جات کے حوالے سے کچھ بتایئے؟

☆ جامع مسجد انوار مدینہ کی وسعت آپ کے سامنے ہے۔ اتنا ہی تہہ خانہ بھی موجود ہے۔ بیک وقت ہزاروں افراد کے لیے نماز پڑھنے کی وسعت موجود ہے۔ مدرسہ، دارالعلوم محمدیہ سیفیہ کے نام سے چل رہا ہے جس میں 80 طلبہ قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں۔ جبکہ درس نظامی کے ابتدائی طلبہ دس موجود ہیں اس سال سے باقاعدہ طور پر کلاسز کا اجراء ہو رہا ہے۔ بچیوں کے لیے دارالعلوم محمدیہ سیفیہ للبنات مصروف جہد ہے۔ اس میں حفظ اور درس نظامی کی طالبات علم حاصل کر رہی ہیں۔ ان کی تعداد 140 ہے۔ اشاعتی حوالے سے مکتبہ محمدیہ سیفیہ کئی سال سے سلسلہ شریف کی اور شریعت وطریقت کی کتابیں شائع کر رہا ہے اب تک ہم تیس کتابیں چھاپ چکے ہیں۔ کئی کتابیں ایسی ہیں جن کے کئی کئی ایڈیشن چھپ کر ساری دنیا میں تقسیم ہو چکے ہیں۔

مجھے حضرت نے خلافت عطا کر دی لیکن میں لوگوں کو بیعت نہیں کرتا تھا، حضرت کے احترام میں بیعت نہ کرتا تھا

☐ آپ کا پیغام؟

☆ میرا پیغام یہ ہے کہ کامیابی کا راز اللہ تعالیٰ نے عقیدے کی پختگی میں پنہاں رکھا ہے اس لیے جس قدر ممکن ہو ہر شخص اہلسنّت کے عقیدے پر پختگی اختیار کرے۔ اکابر اولیاء اور صلحاء کے طریقے کو اختیار کرے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، اعلحضرت امام احمد رضا بریلوی اور حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے عقائد ونظریات پر سختی سے کاربند ہیں۔ شریعت کی پابندی کو اختیار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ 73 فرقے میری امت میں ہوں گے ایک جنتی ہے اور باقی دوزخی ہیں۔ جنتی فرقے کی علامت حضور ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ اہلسنّت ہی

وہ لوگ ہیں جو حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے صحابہ کے راستے پر گامزن ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید ہمارے لیے ضروری ہے کیونکہ ہم حنفی ہیں۔ ہم چاروں روحانی سلاسل طریقت کے پابند ہیں اور ان کے تابع ہیں۔ ہم وظائف میں بھی انہی سلاسل کے اکابر کے مطیع ہیں۔ اس لیے ہمارے تمام وابستگان کو ان ہدایات پر سختی سے عمل کرنا چاہیے۔ برائی سے بچنے، بدی کا راستہ روکنے اور نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے لیے ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ دین کی تعلیم مجبوری سے نہیں بلکہ ذوق اور زیادہ شوق سے حاصل کرنی چاہیے کیونکہ یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی عطا کی ہوئی عظیم نعمت ہے۔ ذکر کی دعوت ہر خاص و عام تک پہنچانا ہماری بنیادی ضرورت ہے۔ میلاد شریف اور نعت خوانی ہمارے ذوق کی تسکین کا باعث ہی نہیں بلکہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ان پروگراموں کے ذریعے سے ایمان کو قوت ملتی ہے اولیاء اور علماء سے محبت اور حقدار کو اس کا حق پہنچانا سب کاموں سے زیادہ اہم کام ہے۔ خواتین کے لیے میرا پیغام یہ ہے کہ وہ پردے کی زندگی کو اختیار کریں۔ بے پردگی اور عریانیت کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کریں۔ مرد اپنے پیغمبر کا لباس اپنائیں، اسی میں عزت ہے اور اسی میں برکت ہے۔ ذکر قلبی کی دعوت کو حتی المقدور کوشش کر کے عام کیا جائے برائی سے نفرت اور بیزاری کا اظہار لازمی ہے۔ شریعت کی پابندی میں جس قدر برکت، سکون اور عزت ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کسی دوسرے طریقے میں ہرگز نہیں۔ اللہ کے دروازے پر بستر جما کر استقامت سے بیٹھ جانے ہی میں کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دل میری طرف پھیر دیے اور دن بدن میرے مریدین میں اضافہ ہوتا گیا

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تری گلی میں

یاد رکھیے! جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چرچے کر دیتا ہے۔ بندوں میں ذکر کرنے والے کا ذکر فرشتوں کی مجلسوں میں اور دوسری مخلوقات میں بہتر انداز سے کیا جاتا ہے۔ یہی میرا پیغام ہے اور یہی میری دعوت۔

دینی درسگاہوں اور اشاعتی اداروں کی سرپرستی اہل خیر کو اپنے ذمہ لینی چاہیے

شیخ و عالم، زہد و تقویٰ اور خشیت الٰہی کی دولت بے بہا سے مالا مال ہونا چاہئے۔

اخوندزادہ مبارک علوم معارف میں یگانۂ روزگار اور نابغۂ عصر ہیں

آپ کا مرتبہ اپنے وقت میں غزالی اور رازی سے کم نہیں

دارالعلوم جامعہ جیلانیہ کے صدر نشین، مہتمم اور آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ بیدیاں روڈ کے صاحب سجادہ پیر طریقت

مفتی ڈاکٹر محمد عابد حسین سیفی

کا اہم انٹرویو

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

بیدیاں روڈ پر واقع آستانہ عالیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ دینی خدمت کے جذبے سے سرشار، عالم دین حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عابد حسین سیفی کی زیرِ نگرانی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ یہ آستانہ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کی توجہات کا ثمر ہے۔ جہاں دارالعلوم جامعہ جیلانیہ جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کے خلاف عملی جہاد کر رہا ہے اور تشنگانِ علم جہاں سے اپنی علم پیاس بجھا رہے ہیں وہاں اساتذہ کی ایک کھیپ تدریسی اور تربیتی ذمہ داریاں بطریق احسن نبھا رہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مرکزِ علم و عرفان کے منتظم ڈاکٹر مفتی عابد حسین سیفی ہیں۔ انھوں نے اپنے بیٹے صاحبزادہ عرفان اللہ سیفی کو "صاحبزادگی" کا بھوت سوار ہونے سے پہلے پہلے عالم دین بنا لیا ہے اور اس وقت ماشاء اللہ صاحبزادہ عرفان اللہ سیفی ان کے مضبوط بازو کے طور پر دارالعلوم اور خانقاہ کے معمولات کے حوالے سے ان کا بھرپور ساتھ دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر مفتی عابد حسین سیفی اپنے شیخ اور مرکزی آستانہ کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور اُن کی ایک خصوصیت جو انھیں بہت سارے خلفاء میں ممتاز و ممیز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے شیخ کے حوالے سے لٹریچر کے انبار لگا دیے ہیں۔ ایک طویل عرصہ تک اپنے سلسلۂ طریقت نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے ترجمان جریدہ ماہنامہ "السیف الصارم" کے مدیر کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے ہیں۔ لٹریچر کی دنیا میں اگر پیر عابد

حسین کو سلسلہ سیفیہ کا ترجمان کہا جائے تو یقیناً یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ اپنے شیخ سے محبت کے باب میں پیر عابد حسین سیفی خاصے جذباتی واقع ہوئے ہیں اور اس حوالے سے وہ کسی طرح کے کمپورومائز کے ہرگز قائل نہیں۔ ان سے دارالعلوم جامعہ جیلانیہ بیدیاں روڈ میں ایک چائے کی نشست پر ملاقات ہوئی جس میں برادرم صوفی غلام مرتضیٰ سیفی اور صاحبزادہ عرفان اللہ سیفی بھی موجود تھے۔ اس موقع پر پیر عابد حسین سیفی نے دارالعلوم جامعہ جیلانیہ، آستانہ عالیہ کے خانقاہی نظام، شعبہ طالبات کے تدریسی کیمپوں، وسیع و عریض جامع مسجد کے ماحول اور لائبریری کا مکمل وزٹ کروایا۔ آیئے پیر عابد حسین سیفی کی باتیں ان کے شیخ طریقت اور ان کے مشن کے حوالے سے سماعت کرتے ہیں...... (محبوب قادری)

○ ○ ○

میں اللہ کے فضل سے سلاسل اربعہ میں ان کا خلیفہ مطلق بھی ہوں۔

پیر طریقت مولانا مفتی عابد حسین سیفی حنفی کا کہنا ہے کہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد ہوں اور مشرب کے اعتبار سے نقشبندی مجددی ہوں اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اپنے عہد کے سب سے بڑے نقشبندی مجاہد شیخ طریقت حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی مدظلہ العالی جیسی عظیم ہستی کی صرف زیارت و ملاقات کا شرف ہی نصیب نہیں ہوا بلکہ ان سے شرف تلمذ، شرف بیعت حاصل ہونے کے بعد ان کی خلافت و اجازت سے سرفراز کیا گیا ہوں اور اس وقت میں اللہ کے فضل سے ان کی نگاہ شفقت کے نتیجے میں سلاسل اربعہ میں ان کا خلیفہ مطلق بھی ہوں۔ مجھے اس بات پر مکمل شرح صدر ہے کہ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی روحانیت کے سلاسل اربعہ کے اکابر، مشائخ، علماء و اولیاء کے عقائد ونظریات کے تابع اور انہی کے پابند ہیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ مسلکی معاملات میں جس قدر تصلب میں نے حضرت مبارک سرکار کی شخصیت میں دیکھا ہے میری زندگی میں اتنا پختہ کوئی دوسرا شخص نہیں گزرا۔

حضرت اخندزادہ پیر ارچی روحانیت کے سلاسل اربعہ کے اکابر، مشائخ، علماء و اولیاء کے عقائد ونظریات کے تابع ہیں۔

میں حضرت کے زہد وتقویٰ اور علم کی گہرائی و گیرائی کو ملاحظہ کرنے کے بعد ان کی عظمت کا قائل ہوا ہوں۔ میں نے اللہ کی معرفت اور رسول اللہ ﷺ کے حصول کے لیے حضرت اخندزادہ مبارک کے دست گرامی پر بیعت کا شرف حاصل کیا ہے۔ پیر عابد حسین کا کہنا ہے کہ فتاویٰ رضویہ، حسام الحرمین، کنزالایمان، الحق المبین کی تائید وتوثیق کے حوالے

سے حضرت پیر اخندزادہ صاحب نہایت متصلب ہیں اور ان کتابوں کے زبردست مؤید اور قائل ہیں اور ان کے منکرین کے لیے سخت رویہ رکھتے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ، حسام الحرمین، کنز الایمان، الحق المبین کی تائید وتوثیق کے حوالے سے حضرت پیر اخندزادہ متصلب ہیں اور زبردست مؤید اور قائل ہیں

حضرت اخندزادہ مبارک اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کو اہلسنّت کا مقتدا اور سچا عاشق رسول ﷺ سمجھتے ہیں اور ان کا ارشاد ہے کہ اگر قرآن کریم کی تفہیم حاصل کرنا ہو تو اِدھر اُدھر بھٹکنے کی ضرورت نہیں بلکہ امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن کنز الایمان پڑھا جائے۔ ڈاکٹر عابد حسین نے زور دے کر کہا کہ میں حنفی اور رضوی ہوں اس کے بعد سیفی ہوں۔ میں برملا وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ایک خاص سازش کے تحت حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کے حوالے سے اہلسنّت میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ سہ ماہی انوارِ رضا کی طرف سے حضرت اخندزادہ کی خدمات عقائد ونظریات، کارناموں کے حوالے سے اس خصوصی اشاعت کے نتائج یقیناً مثبت ہوں گے اور غلط فہمیوں کا خاتمہ ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ عقیدہ بندے اور خدا کا معاملہ ہوتا ہے اس میں کسی سے کوئی سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی مگر ہم غلط فہمیوں کو ختم کرنا اپنی دینی، ملی، اخلاقی اور شرعی ضرورت خیال کرتے ہیں۔ پیر ڈاکٹر مفتی عابد حسین سیفی کہہ رہے تھے کہ ایک شیخ و عالم دین کا سب سے بڑا وصف اور کمال یہ ہے کہ وہ زہد وتقویٰ اور خشیت الٰہی کی دولت بے بہا سے مالا مال ہو علم والوں کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا۔

انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء۔ (سورۃ فاطر ۲۸)

یقیناً اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ سرکار اخوندزادہ مبارک علوم معارف میں یگانۂ روزگار اور نابغۂ عصر ہیں۔ اور اپنے وقت کے تقویٰ وطہارت میں کوہِ عظیم بھی ہیں کیونکہ ہم نے آپ مبارک سے بڑھ کر ابھی تک کوئی بڑا زاہد، عابد، متقی اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے ڈرنے اور خوف وخشیت رکھنے والا نہیں دیکھا۔ آپ مدظلہ العالی اپنے وقت کے اصحاب تقویٰ و زہد کے امام تصور کیے جاتے ہیں اور مفتی اعظم افغانستان استاد کل علامہ عبدالحیٔ زعفرانی فرماتے ہیں کہ سرکار مبارک زہد و ورع میں متقدمین مثلاً امام

ربانی ﷫ شاہ نقشبند ﷫ اور چاروں سلاسل کے اکابر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ﷫ اور قندیل نورانی شہباز لامکانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ﷫ اور شاہ شہاب الدین سہروردی ﷫ کے نقش قدم پر ہیں اور مولانا صاحب مبارک کے بہت خلفائے کرام سے سنا ہے کہ سرکار اخوندزادہ تقویٰ و طہارت میں اپنے شیخ کا نقش ثانی ہیں جبکہ خود مولانا محمد ہاشم سمنگانی ﷫ نے اخوندزادہ کے نام تحریر کردہ خط میں ردیف کمال اتم تحریر فرمایا ہے یعنی کمالات مولانا کا مظہر یا نقش ثانی، حق گوئی اور حق پرستی آپ کا ہمیشہ شعار اور تقویٰ ورع میں آپ اپنی مثال آپ ہیں نماز اس اطمینان اور خشوع وخضوع سے ادا فرماتے ہیں جس سے اکابر امت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔کوئی بھی مؤقف اختیار فرماتے ہیں تو جذباتی تخیلات کی بنا پر نہیں اپنے پورے عالمانہ کمال و تحقیق کے بعد اختیار فرماتے ہیں اور اکثر فرماتے ہیں اگر کسی عالم دین یا شیخ زمانہ کو میرے قائم کیے ہوئے مؤقف سے اختلاف ہو تو میرے ساتھ براہ راست گفتگو کر کے مجھے قائل کرے۔ میں دلائل کو تسلیم کروں گا۔

انھوں نے کہا کہ سرکار اخوندزادہ اکثر فرماتے ہیں جس کسی کو میرے ساتھ علمی اختلاف ہے وہ ایک بار میرے پاس تو آئے میں قرآن و حدیث سے اپنے مؤقف کی وضاحت کروں گا۔ انھوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ اس وقت آپ کے خلفائے کرام کی تعداد بائیس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے میرے استاد محترم مشہور عالم دین حضرت شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی ﷫ نے اپنی ایک تحریر میں مبارک ﷫ کے بارے میں فرمایا تھا کہ آپ وہ ہیں جن سے لاکھوں راہ طریقت اور سالکین راہ معرفت کی اصلاح ہو رہی ہے اور جو آتا ہے وہ زیارت کرتے ہی غلام بن جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

اس وقت آپ کے خلفاء کرام کی تعداد بائیس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے

دراصل ولی کی شان ہی یہی ہے کہ جو دیکھے اسے خدا یاد آ جائے ہزاروں علمائے کرام نے آپ سے تصوف کا علم حاصل کیا اور اب بھی لاکھوں عوام کی اصلاح ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر عابد سیفی کہہ رہے تھے کہ اختلاف کرنے والوں کو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ سرکار اخوندزادہ مبارک پوری قوم اور اہلسنت و جماعت کے عظیم محسن ہیں ڈاکٹر پیر مفتی عابد حسین سیفی نے اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت اخوندزادہ نہایت خوش اخلاق، ملنسار اور متواضع شخصیت کے مالک ہیں علم وعرفاں کا آفتاب و مہتاب ہونے کے باوجود تعجب ہے کہ خود بینی اور ریاکاری سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ سالکین سے نہایت سادگی اور بے تکلفی

سے ملتے ہیں کہ آنے والا آپ کے اخلاق کریمہ کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے اگر آپ کے بلندیٔ مرتبہ کو دیکھا جائے اور عاجزی اور کسرِ نفسی کو بھی تو فوراً آپ کے اعلیٰ کمال کی طرف نظر جاتی ہے مزاج مبارک میں حیرت انگیز تحمل ہے کہ عام سالک بھی بڑی بے تکلفی سے گفتگو کر سکتا ہے کیا مجال کہ آپ کی پیشانی پر شکن پڑ جائے اس کے باوجود آپ کا رعب و دبدبے کا یہ عالم کہ بڑے بڑے علماء مشائخ جب حاضری دیں تو ڈرتے ہوئے گفتگو نہیں کر سکتے مگر سرکار مبارک ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں ہاں اگر کوئی شریعت کے خلاف بات کرے یا کسی سالک نے غیر شرعی حرکت کی تو اس پر خاموش نہیں رہتے بلکہ کثیر کتابوں سے دلائل جمع کر کے مسئلہ کی پوری پوری وضاحت فرما دیتے ہیں۔ پیر عابد سیفی نے عقیدت میں ڈوب کر کہا کہ میں تو کہتا ہوں کہ حضرت اخندزادہ مبارک ایک خاص بلند مقام پر سرفراز ہیں اور آپ کا مرتبہ اپنے وقت میں غزالی اور رازی سے کم نہیں۔ کیونکہ آپ مبارک کو اکابر کی صف میں انہی مذکورہ افراد سے کم جگہ نہیں ملتی اور اس زمانہ میں خدمت تصوف و اصلاح احوال و اخلاق کے لحاظ سے بھی آپ نے ان افراد سے کم کام نہیں کیا۔

ڈاکٹر مفتی عابد حسین سیفی کا کہنا ہے کہ آپ مبارک کے علم وفضل، سیرت و کردار اور اخلاص و اخلاق کے ساتھ ساتھ ایک پہلو آپ کی خدمات کا ہے اس کے اتنے ہی میدان ہیں جتنے کہ علم و عرفان اور اعلیٰ فکر و تنظر کے لحاظ سے آپ کی شخصیت کے پہلو ہیں۔ علم و عرفان، ادب، انشاء، مذہب و ملت، اصلاح و سیاست، تعلیم و تعلم، تاریخ و جہاد وغیرہ میں آپ نے جو خدمات سرانجام دی ہیں قابل ستائش ہیں اس کا کسی بھی پاکستانی یا افغانی کو انکار نہیں۔ جب حضرت اخندزادہ مبارک پاکستان میں تشریف لائے آپ کو طویل عرصہ بیت گیا ہے آپ کی پاکستان آمد سے لے کر آج تک اہلسنّت کا کوئی ایسا قابل ذکر مرکزی پروگرام نہیں جس میں آپ یا آپ کے مریدین عملاً شامل نہ ہوئے ہوں یا جس کی تائید نہ کی ہو۔ آپ کا ذاتی کتب خانہ اور اکثر کتابوں پر آپ کے تحریر کردہ حواشی پر کافی کام ہوسکتا ہے صرف اور صرف آپ کے تربیت یافتہ خلفائے کرام پر کام کیا جائے تو وہ بھی کافی توجہ طلب کام ہے اور نہایت اہمیت کا حامل بھی میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے افراد پیدا فرمائے جو اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

انھوں نے اپنا پیغام ریکارڈ کرواتے ہوئے کہا کہ عقائد کی اصلاح، غربت کے خاتمے اور جہالت کا مقابلہ کرنے کے لیے دینی درسگاہوں اور دینی حوالے سے اشاعتی اداروں کی سرپرستی اہل خیر کو اپنے ذمہ لینی چاہیے۔ اگر اس حوالے سے نتیجہ خیز کام کر لیا جائے تو سارا معاشرہ خود بخود درست ہو جائے گا۔

سنت صرف داڑھی اور پگڑی نہیں بلکہ معاملاتِ حیات کو تابع شریعت کرنا اصل سنت ہے

میں نے 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور 3 ماہ تک جیل کاٹی

حضرت پیر سیف الرحمٰن کے بہت سارے مریدین وخلفاء کو دیکھا ہے ان کی محنت سے بے حد متاثر ہوا ہوں

سلسلہ سیفیہ کی خانقاہیں اور مدارس اہلسنت کے مضبوط قلعے ہیں

حضرت اخندزادہ صاحب کے حوالے سے استاذ العلماء یادگار اسلاف

حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ کا تاثر

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

میں نے 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور 3 ماہ تک جیل کاٹی ایس ایم ظفر کے ساتھ بحث میں شریک رہا...... میں سیفی حضرات کے کام سے خوش ہوں صرف ان کے نہیں بلکہ اہل سنت کے لیے کوئی بھی کام کرے مجھے دلی خوشی ہوتی ہے اور میں اس کام کو اپنا کام محسوس کرتا ہوں...... میں حضرت پیر سیف الرحمٰن سے کبھی نہیں ملا مگر میں نے داڑھی، پگڑی اور سنت پر سختی سے عمل درآمد کرنے والے ان کے بہت سارے مریدین وخلفاء کو بہت دیکھا ہے میں ان کے اس اقدام اور اس محنت سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ مسلک امام احمد رضا کے ساتھ ان کی ہم آہنگی قابل رشک ہے اور اعلیٰحضرت رحمتہ اللہ علیہ کے فتاویٰ کی جس انداز میں حضرت اخندزادہ صاحب نے تائید اور توثیق کی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اہل سنت کے تمام ادارے اور پلیٹ فارم ہمارے اپنے ہیں۔

حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی قادری رحمہ اللہ کا شاگرد ہوں

ان خیالات کا اظہار جامعہ ضیاء العلوم سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کے مہتمم اور بزرگ عالم دین حضرت استاذ العلماء علامہ سید حسین الدین شاہ نے اس وقت کیا جبکہ راقم (ملک محبوب الرسول قادری) اور ان کے ساتھی محترم پیر طریقت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی اور مولانا صوفی غلام مرتضےٰ سیفی کی ہمراہی میں ۷ ستمبر (پاکستان میں قادیانیوں کو غیر

مسلم اقلیت قرار دینے کا مبارک دن) ۲۰۰۸ء بروز اتوار نماز تراویح کے بعد ۱۱ بجے شب پہلے سے طے شدہ وقت کے مطابق ملاقات کے لیے دارالعلوم کے ''گراسی پلاٹ'' میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے اصلاحی نقطۂ نظر سے بعض ثقیل نوعیت کی باتیں بھی کیں مگر ان میں وہ اپنے موقف کے اعتبار سے سو فیصد درست تھے۔

علامہ سید ریاض حسین شاہ کے تاثرات ہی ہمارے تاثرات ہیں

حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ کہہ رہے تھے کہ سنت صرف داڑھی اور پگڑی نہیں۔ بلکہ معاملاتِ حیات کو تابع شریعت کرنا اصل سنت ہے۔ سیفی برادران نے خانقاہیں، مدارس اور ادارے بنانے میں جس قدر جدوجہد اور کوشش کی ہے وہ پوری سنی دنیا کے لیے کسی خوشخبری سے کم نہیں۔ اس سے ہمارا مستقبل محفوظ ہوگا۔ سلسلہ سیفیہ کی خانقاہیں اور مدارس اہلسنّت کے مضبوط قلعے ہیں۔ میری جماعت کے ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے جو تاثرات جاری کیے ہیں ان کے بعد اپنے تاثرات کی حاجت نہیں سمجھتا بلکہ شاہ صاحب کے تاثرات ہی ہمارے تاثرات ہیں۔ انھوں نے کہا 1961ء میں میں فارغ التحصیل ہوا۔ 1964ء میں جامعہ ضیاء العلوم بنایا۔ 1973ء میں سیٹلائیٹ ٹاؤن میں ادارہ قائم کیا اور 1980ء سے کامل یکسوئی کے ساتھ ہمارا یہ ادارہ تدریسی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں تنقید نہیں کرتا اصلاح کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے مشائخ پروگراموں اور اجتماعات میں جائیں تو ہٹو بچو اور ہلڑ بازی کی کیفیت پیدا نہ ہونے دیں۔ کیونکہ ہمارے اکابر کا یہ طریقہ نہیں تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی قادری رحمہ اللہ کا شاگرد ہوں۔ وہ ایک تنگ سی گلی میں سے گزر رہے تھے۔ وہ لسوڑھی شاہ کے دربار والی گلی مشہور تھی۔ کسی نے گزرنے والوں سے کہہ کر آپ کے لیے راستہ بنانا چاہا۔ مولانا سردار احمد قادری نے سختی سے ڈانٹ کر منع کر دیا اور فرمایا کہ یہ راستہ صرف سردار احمد کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی ساری مخلوق کے لیے ہے اور سب کو اس سے استفادہ کا حق ہے۔ مساجد اور دینی پروگرام اپنے تقدس کی وجہ سے اس امر کے متقاضی ہیں کہ ان پروگراموں میں صبر و سکون، احترام اور سلیقے کو پیش نظر رکھا جائے۔ اس موقع پر انھوں نے ٹھنڈے مشروبات اور مٹھائی سے ضیافت کا اہتمام کیا۔

حضرت مبارک صاحب کا میعارِ عمل میں پختگی اور عقیدے میں تصلب ہے

پہلی ہی ملاقات میں حضرت اخندزادہ نے ارشاد فرمایا یہ بچہ ہمارے سلسلہ کا خلیفہ ہوگا

1997-98ء صرف ساڑھے چار ماہ میں حضرت میاں صاحب مبارک نے میری تربیت فرمائی

ہم حضرت امام علی رضا مشہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہیں۔

پشاور دو مسئلے تھے ایک زبان کا اور دوسرا حضرت اخندزادہ کے جلال کا

فرمایا "بدعقیدہ وہابیوں کو دوست بناتے ہو، اپنے ساتھ لاتے ہو اور بغیر بتائے چلے جاتے ہو۔"

ہمارے سلسلہ میں خلافت حضرت اخندزادہ مبارک ہی عطا فرمائیں گے

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ریحان والا کے صدر نشین اور نوجوان شیخ طریقت

صاحبزادہ پیر سید افضال حسین شاہ

سے ایک اہم انٹرویو

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

ضلع ننکانہ کے قصبہ منڈی فیض آباد کے نواح میں ایک روحانی مرکز ریحان والا شریف کے نام سے موسوم ہے۔ خالص دیہاتی ماحول میں برلب سڑک ایک بہت بڑی حویلی کے اندر داخل ہوتے ہی سرسبز و شاداب باغیچے، رنگ برنگے پھول، انواع و اقسام کے پھل دار درخت، صفائی ستھرائی کا مناسب و قابل رشک انتظام دیکھنے والوں کی نگاہوں کو خیرہ کرتا ہے۔ وسیع و عریض رقبہ میں رنگ برنگی چڑیاں، طوطے، کبوتر، خرے اور دیگر مختلف پرندے پنجروں میں موجود ہیں۔ شجرکاری کی طرف بڑی دلجمعی، دلچسپی اور خاص انتظام سے توجہ دی گئی ہے۔ انگور، انار، کھجوریں، امرود، بکائن، سفیدے، فیکس اور دیگر درخت لہلہا رہے ہیں۔ درختوں پر پھل لٹک رہے ہیں۔ پھولدار پودے ستمبر کے دنوں میں بھی مارچ کا ماحول پیدا کیے ہوئے ہیں۔ فضاؤں میں گھلی بھینی بھینی خوشبو سونگھ کر ایسے لگتا ہے اس حویلی کے اندر بہار اُتر آئی ہے۔ یہ آستانہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خانوادہ کے ایک فرزند صاحبزادہ سید افضال حسین شاہ کا مسکن ہے۔ جسے انھوں نے آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ کا نام دے رکھا ہے۔ وہ یہاں حضرت میاں محمد حنفی سیفی کے خلیفہ مجاز ہیں اور سلاسل اربعہ میں اہل طریقت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس حویلی کے اندر داخل ہوتے ہی چھوٹے بڑے ساٹھ ستر بچوں کو ایک جیسے سفید کپڑے پہنے اور سر پر دستاریں باندھے دیکھ کر مجھے بے حد خوشگوار حیرت ہوئی جب میں اپنے رفیقِ سفر برادرم غلام مرتضیٰ سیفی حنفی کے ہمراہ شاہ جی کی دعوت پر ریحان والا شریف میں حاضر ہوا۔ ان کے مریدین کا عجز و انکسار اور بے پناہ محبت اور پیار دیدنی

اور قابلِ رشک تھا۔ شاہ صاحب نے بکائن کے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں بٹھا کر مشروبات سے ضیافت کی اور پھر ان کے ہاں دوپہر کے کھانے کا پُرتکلف انتظام موجود تھا۔ ایک معلوماتی نشست کے بعد شاہ جی نے ہیڈ بلوکی کے ریسٹ ہاؤس کا وزٹ کروایا۔ اس میں میری دلچسپی اس لیے پیدا ہوئی جب انھوں نے یہ بتایا کہ حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ ایک دورے کے موقع پر یہاں تشریف لائے اور انھوں نے اس ریسٹ ہاؤس میں قیام کیا تھا۔ انھوں نے ہیڈ بلوکی سے دریائی مچھلی پکڑوا کر اُسے روسٹ کروایا اور ہم نے اِس ریسٹ ہاؤس میں اس دیسی مچھلی کے خوب مزے اُڑائے۔ عصر اور مغرب کی نمازیں اِسی ریسٹ ہاؤس کے لان اور ہال میں ادا کیں اور پھر رات گئے واپس آ گئے۔ حضرت پیر سید افضال حسین شاہ رضوی محمدی نقشبندی مجددی سیفی مدظلہٗ سے اس طویل نشست میں ہونے والی گفتگو اختصار کے ساتھ اپنے قارئین کی نذر کر رہا ہوں...... (محبوب قادری)

❁......❁......❁

□ نام، ولدیت، خاندانی پس منظر کے حوالے سے کچھ بتائیں گے؟

☆ میرا نام سیّد محمد افضال حسین شاہ ہے۔ آبائی تعلق موضع تلونڈیاں نزد ننکانہ صاحب سے ہے میرے آباؤ اجداد وہیں سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے والد حاجی سید محمد عبداللہ شاہ کی وہاں پر دس ایکڑ زمین تھی۔ میرے دادا سید شاہ محمد رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشہور حکیم اور طبیب حاذق گزرے ہیں۔ وہ ایک صاحب کرامت، نیک، متقی اور پرہیزگار شخصیت کے مالک تھے۔

□ سلسلہ سیفیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی کا سبب کیا ہے؟

☆ میں شروع سے ہی اللہ والوں سے ملاقات کا خواہش مند رہا ہوں۔ ہم چار بھائی ہیں۔ میرے بڑے بھائی سید مزمل حسین شاہ حکیم ہیں۔ اور ریحان والا میں مطب کرتے ہیں۔ دوسرے بھائی سید افتخار حسین شاہ کھیتی باڑی میں مصروف ہیں۔ تیسرے بھائی سید انکسار حسین شاہ اور چوتھا میں خود ہوں، تو میں اپنے اسی ذوق و شوق اور روحانی لذت و چاشنی کے سبب حضرت میاں محمد حنفی سیفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے 1997ء میں مجھے اپنے ہمراہ پشاور جانے کا حکم فرمایا۔ اور ہم باڑہ کھجوری میں حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مجھے دیکھتے ہی پہلی ہی ملاقات میں حضرت اخندزادہ نے ارشاد فرمایا یہ بچہ ہمارے سلسلہ کا خلیفہ ہوگا۔ واضح رہے یہ اس زمانے کی بات ہے جب میں جامعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد میں طالب علم تھا اور حضرت میاں محمد حنفی سیفی صاحب سے ملاقات کا سبب بھی یہ بنا کہ ہمارے ہم مکتب کچھ سیفی

طالب علم تھے اور وہاں پر سیفیوں کے بارے میں اس وقت اچھے خاصے تحفظات پائے جاتے تھے۔ میں ان کو دیکھنے کے لیے گیا تھا اور مرید ہو گیا۔ میری بیعت کا زمانہ 98-1997ء کا ہے۔ صرف ساڑھے چار ماہ میں حضرت میاں صاحب مبارک نے میری تربیت فرمائی اور ساتھ یہ ارشاد فرمایا کہ آپ کی تربیت تو پہلے ہو چکی تھی۔ اس کے بعد انھوں نے مجھے سلسلہ نقشبندیہ میں مجاز کر دیا۔

فرمایا ہمارے ساتھ تعلق رکھو یا بدعقیدہ عورت کو طلاق دو اس شخص نے توبہ کی

❑ آپ کا خاندانی طور پر سادات کے کس قبیلے سے تعلق ہے؟

☆ ہم حضرت امام علی رضا مشہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہیں۔

❑ اور طریقت میں؟

☆ خاندانی طور پر ہمارا سلسلہ نقشبندیہ چشتیہ سے تعلق ہے۔

❑ آپ نے امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی حاضری دی ہے؟

☆ 2005ء میں اسی مقصد کے لیے ایران گیا تھا اور حاضری کا اعزاز پایا ہے۔

❑ حجاز مقدس کا سفر؟

☆ ایک مرتبہ حج کے لیے اور دو مرتبہ عمرے کے لیے حجاز مقدس جا چکا ہوں۔

❑ حضرت اخندزادہ کے حوالے سے کوئی اہم بات؟

☆ میں نے حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہٗ کی خدمت میں رہ کر بہت کچھ حاصل کیا اور بہت کچھ پایا۔ پشاور میرے لیے دو مسئلے تھے ایک زبان کا اور دوسرا حضرت اخندزادہ کے جلال کا۔ ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ایک مرتبہ میں سفر میں تھا کہ ایک صاحب سے ملاقات ہوئی وہ پاکستانی تھے مگر مدینہ منورہ میں قیام رکھتے تھے۔ مدینہ شریف کا ذکر سن کر میرے دل میں ان کے لیے جگہ پیدا ہو گئی۔ میں حضرت کے پاس پشاور کھجوری جا رہا تھا کہ وہ صاحب بھی میرے ساتھ ہو لیے۔ اب مجھے معلوم نہیں تھا کہ ان کا تعلق دیوبندی وہابی فرقے سے ہے۔ حضرت مبارک کی فراست کا آپ اندازہ لگائیں کہ جب ہم حاضر ہوئے تو حضرت نے اس شخص کو دیکھتے ہی اس کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگا لیا۔ اور مجھ سے ناراض ہو گئے۔ رات تو میں نے وہاں گزاری لیکن صبح حضرت صاحبزادہ محمد حمید جان سیفی سے اجازت لے کر واپس آ گیا۔ میں راوی ریان پہنچا ہی تھا کہ پیغام ملا حضرت مبارک پشاور میں تمھیں یاد کرتے ہیں تم بغیر بتائے یہاں سے چلے گئے

واپس آؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور الٹے پاؤں پشاور واپس پلٹا۔ جب میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ اپنے پاس بلا کر مجھے فرمایا ''بدعقیدہ وہابیوں کو دوست بناتے ہو، اپنے ساتھ لاتے ہو اور بغیر بتائے چلے جاتے ہو۔ ان لوگوں کی صحبت کے منفی اثرات ہوتے ہیں۔ اب تمہاری سزا یہ ہے کہ ایک مہینہ یہاں رہو'' میں نے حکم کی تعمیل کی اور ایک مہینہ آپ کی خدمت میں رہا، آپ نے میری تربیت فرمائی اور پندرہ دن میں ہی مجھے بہت کچھ سمجھا دیا۔

تہجد کے وقت حضرت مسجد میں گریہ فرما رہے مجھے دیکھا تو فرمایا آپ سید زادہ ہے۔ قیامت کے دن میرا ہاتھ آپ کے دامن سے ہوگا اور میں سرکارِ دوعالم ﷺ کا قرب پاؤں گا

ہمارے سلسلہ میں خلافت جس کو بھی ملے گی حضرت اخندزادہ مبارک ہی عطا فرمائیں گے۔ انھوں نے جب سلسلہ نقشبندیہ کا مجاز خط مجھے عطا فرمایا تھا۔ حضرت میاں محمد حنفی صاحب ہمراہ تھے۔ وہی ساتھ لے گئے اور انہی کے ذریعے مجھے اخندزادہ مبارک نے خط عطا فرمایا۔ باقی تمام منازل سلوک طے کرنے کے بعد اب مطلق ارشاد خط بھی حضرت نے لاہور فقیر آباد میں مجھے عطا فرمایا ہے۔ یہ پانچویں خلافت ہے۔ حضرت مبارک صاحب کا میعارِ عمل میں پختگی اور عقیدے میں تصلب ہے۔ خوب دیکھ بھال کر وہ خلافت عطا فرماتے ہیں۔

حضرت اخندزادہ مبارک کے تقویٰ کا یہ عالم ہے یہ کسی بدعقیدہ شخص کو ہاتھ تک نہیں ملاتے اور اِکا دُکا واقعات نہیں بلکہ ان کی زندگی میں سینکڑوں ایسے واقعات ملتے ہیں۔ حضرت مفتی غلام فرید ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بتاتے تھے کہ آپ کے خلیفہ نے ایک اعتقاداً رائیونڈی عورت سے نکاح کر لیا اور آپ کو اُس کی اطلاع نہیں دی کچھ عرصے کے بعد وہ ملنے آیا تو حضرت نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ مجھے تجھ سے بدبو آ رہی ہے جاؤ غسل کر کے آؤ۔ وہ دوبارہ غسل اور وضو کر کے آیا حضرت نے پھر اُسے اٹھا دیا بالآخر اس سے تفصیل پوچھی تو اس نے بدعقیدہ عورت سے نکاح کے متعلق بتایا حضرت نے اُس کو سخت سزا دی اور فرمایا کہ یا تو ہمارے ساتھ تعلق رکھو یا بدعقیدہ عورت کو طلاق دو اس شخص نے توبہ کی اور حضرت کے قدموں سے مستقل بنیادوں پر وابستہ ہو گیا۔ حضرت اخندزادہ مبارک نہ تو خود بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھتے ہیں اور نہ ہی کسی کے لیے اس کو پسند کرتے ہیں۔

محبت سادات کے حوالے سے میں آپ کو اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں کہ میں باڑہ گیا ہوا تھا۔ تہجد کے وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وقت آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور پڑھ رہے تھے۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول من و دست و دامانِ آل رسول

ساتھ ہی ساتھ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور خوب گریہ فرما رہے تھے۔ مجھے دیکھا تو اپنے پاس بلایا اور فرمایا آپ سیدزادہ ہے۔ قیامت کے دن میرا ہاتھ آپ کے دامن سے ہوگا۔ اور میں سرکارِ دوعالم ﷺ کا قرب پاؤں گا۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ سید نور حسین شاہ گیلانی کا ہے۔ کسی وجہ سے آپ ان سے ناراض ہو گئے۔ بعد میں ان کو بلایا، ان سے معذرت کی اور فرمایا آپ حضور سیدنا غوث پاک کی اولاد ہیں میں آپ سے ناراض ہوا، مجھے معاف کر دیں ان کو حضرت نے کچھ نذر پیش کی اور پھر منت سماجت کر کے راضی کیا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ انسان عبادت و ریاضت کے ذریعے بہت منازل طے کر سکتا ہے مگر سید کبھی نہیں بن سکتا۔ سیّد صرف وہی ہے جو فاطمی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی مہربانی اور عنایت سے ممکن ہے۔

❏ اپنے آستانہ کے حوالے سے کچھ تفصیلات بتائیں گے؟

☆ ریحان والا شریف کا یہ آستانہ محمدیہ سیفیہ دو ایکڑ گیارہ کنال رقبے پر محیط ہے۔ اس میں ہماری مسجد کا نام جامع مسجد سیدہ فاطمۃ الزہرا ہے۔ دارالعلوم محمدیہ سیفیہ خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس میں طلباء کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اُن کی تربیت کا خاص انتظام موجود ہے۔ تقریباً 60 طلباء پڑھتے ہیں جن کے قیام طعام کا انتظام یہیں کیا جاتا ہے۔ کراچی، بہاولپور، گجرات، سرگودہا اور ملک کے دوسرے حصوں میں موجود ہزاروں افراد میرے ہاتھ پر سلسلہ شریف میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس وقت تک میرے خلفاء میں دس افراد شامل ہیں۔ ہم نے دارالمفلحین کے نام سے سکول سسٹم کو متعارف کرانے کی ایک کوشش بھی جاری رکھی ہوئی ہے۔ یہ مکمل انگلش میڈیم طرز کا ایک مثالی تعلیمی ادارہ ہے۔ اس کے ذریعے سے ہم نئی نسل کو عصری علوم سے آشنا کرنے کا عزم بالجزم رکھتے ہیں۔ تاکہ ہماری نئی نسل جدید تقاضوں کے عین مطابق علم حاصل کر سکے۔

مجھے حضرت اخندزادہ سرکار نے فرمایا نجدی امام کی اقتداء ہرگز روا نہیں

مجذوب بابا میری سائیکل پہ بیٹھ جاتا ہنستا اور کھلکھلاتا ہوا واپس چلا جاتا

خانہ کعبہ کے سامنے آیا تو مجھے ایک آواز آئی...... اللہ...... آواز میرے دل کو گھائل کر گئی۔
آواز دینے والا مجھے نظر نہیں آ رہا تھا۔

میرے دل میں بچپن سے حضور سیدنا غوث پاک کی محبت کا چراغ روشن تھا

مجھے سات سال کے لیے آرمی میں لے لیا گیا۔ میں 19 سال تک وابستہ رہا

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ ترنول (اسلام آباد) کے مسند نشین

پیر طریقت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی

سے ایک اہم انٹرویو

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

موٹروے سے راولپنڈی اترتے ہی ترنول موڑ کے پاس اندرونی آبادی میں جوہر آباد ٹاؤن کے نام سے ایک بستی آباد کی گئی ہے، راہِ تصوف کے سالکین "محمدیہ سیفیہ ٹاؤن" کے نام سے یاد کرتے ہیں یہاں جدید دور کے درویش منش صوفی اور خانقاہ نشین ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی کا آستانہ ہے جسے انھوں نے آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ کے نام سے موسوم کر رکھا ہے۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ انتہائی زیرک انسان ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے بچوں کی امراض کے ماہر ڈاکٹر ہیں۔ انھوں نے تقریباً دو عشرے پاک آرمی میں اپنی خدمات سرانجام دیں۔ ہائی حیثیتی سے تعلق رکھنے کے باوجود ان سے ملاقات کرنے والا انھیں اپنے "دیسی معاشرے" کا فرد سمجھتا ہے۔ تقریباً 25 کنال رقبے پر مشتمل اِس آستانہ میں وسیع و عریض جامع مسجد، بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے جامعہ محمدیہ سیفیہ، سالکین اور مسافروں کے قیام کے لیے مسافر خانہ بہت وسیع لنگر خانہ، وضو گاہیں، باغیچے اور قسما قسم کے سرسبز و شاداب پودے کثرت سے موجود ہیں۔ اردگرد کے ماحول میں سرسبز پہاڑ اور پہاڑیوں کے کئی سلسلے موجود ہیں جنھیں دیکھنے والا مناظر قدرت اور مظاہر فطرت کی دید سے خوب لطف اندوز ہوتا ہے۔ فجر کے وقت پرندوں کی

چہچہے اور شام اترتے ہی جگنوؤں کی جگمگاہٹ فطری اور قدرتی ماحول کا اظہار کرتی ہیں۔ ڈاکٹر کرنل سرفراز سیفی کے ذوق لطیف نے باغیچے کے ساتھ ساتھ کھجوروں کا پورا نخلستان اُگا دیا ہے کئی نسلوں کی متعدد کھجوریں ان کے ہاں موجود ہیں۔ پھلدار اور پھولدار درختوں کی کثرت ہے۔ صبح و مسا ذکر الٰہی کے حلقے منعقد کیے جاتے ہیں۔ ہفتہ وار اور ماہانہ پروگراموں کا انعقاد یہاں کا معمول ہے اور یہاں حقیقی معنوں میں جنگل میں منگل کی حکایت باقاعدہ طور پر اپنا وجود رکھتی ہے۔ ڈاکٹر محمد سرفراز سیفی ایک بے غرض، بے لوث اور مشنری جذبے سے سرشار شیخ طریقت اور اہم دینی شخصیت ہیں۔ مگر اپنے آپ کو کسی خصوصی پروٹوکول کا مستحق قرار نہیں دیتے۔ بلکہ عوام میں عام انداز سے ہی گزر بسر کر رہے ہیں۔ علم کا شوق اور روحانیت کے فروغ کی لگن اُن کی طبیعت ثانیہ بن کے رہ گئی ہے۔ اپنے روحانی سلسلہ کے ساتھ اُن کی قلبی وابستگی حیران کن کیفیت اختیار کر چکی ہے۔ اور وہ اِس عظیم مشن کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ ڈاکٹر سرفراز نے سارے ملک میں طریقت کے حلقے منعقد کیے لیکن اُن کی پیاس آج تک بجھی نہیں بلکہ اِس کام کو مزید آگے اور پھر اُس سے آگے بڑھانے کی لگن بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اللہ کرے ان کا یہ مرحلۂ شوق کبھی طے نہ ہو...... حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی نمبر...... کے حوالے سے انھوں نے ہمارے ساتھ کراچی سے پشاور تک کا سفر طے کیا۔ اہم ترین شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور پھر ہم نے ان کے آستانہ پر اُن سے ایک انٹرویو کیا۔ اپنے قارئین کی خدمت میں اُن کی باتیں پیش کرتے ہوئے ہمیں دلی مسرت محسوس ہو رہی ہے۔ دیکھیے، پڑھیے اور غور فرمایئے کہ پیر طریقت کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی اپنے گرد و پیش کے ماحول میں کس طرح کی تبدیلیاں رونما کرنے کے خواہش مند ہیں...... (محبوب قادری)

✿......✿......✿

فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ ''تم نوکری نہ کرے اور تم نوکری کرے۔''

□ نام، ولدیت، سن پیدائش، مقام ولادت، خاندانی پس منظر، تعلیمی مراحل اور عملی زندگی کے حوالے سے کیا کہیں گے؟

☆ میرا نام محمد سرفراز ہے، میرے والد گرامی حاجی فضل محمد ہیں اور ڈوگر خاندان کا فرد ہوں۔ ہمارا آبائی تعلق 'امرتسر' سے ہے۔ میرے والد گرامی وہاں سے ہجرت کر کے 1947ء میں فیصل آباد آئے۔ اس وقت یہ شہر لائل پور ہوا کرتا تھا۔ میری ولادت 1958ء میں فیصل آباد میں ہوئی۔ میں نے ابتدائی تعلیم خانپور ضلع رحیم یار خان میں حاصل کی۔ میرے والد اس وقت پولیس میں ملازم تھے۔ بعد

میں سکول ٹیچر ہو گئے۔ میں نے تین جماعتیں اپنے گھر پر پڑھیں۔ پھر تعلیمی سلسلہ جاری رہا۔ میں نے ایم بی بی ایس کا امتحان 1988ء میں بہاولپور سے پاس کیا۔ میں ابھی آخری سال کا طالبعلم تھا کہ آرمی نے دو دو تین تین سال کے لیے ڈاکٹر منتخب کرنے شروع کیے اور مجھے سات سال کے لیے آرمی میں لے لیا گیا۔ بعد میں، میں نے اپنا دورانیہ بڑھا لیا اور آرمی کے ساتھ 19 سال تک وابستہ رہا۔ میں نے کیپٹن، میجر اور کرنل کے عہدوں پر خدمات سرانجام دیں اور پھر ریٹائرمنٹ لے لی۔

میری خواہش یہ ہے کہ اللہ نے جو نعمت مجھے عطا فرمائی ہے وہ ہر مسلمان کو نصیب ہو جائے

☐ بیعت کے حوالے سے کچھ معلومات؟

☆ میں نے 1993ء کے آغاز میں راوی ریان آ کر حضرت پیر طریقت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہٗ العالی کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اُس کا سبب بھی بڑا منفرد اور انوکھا ہے۔ میرے والد صاحب ابتداء ہی سے پختہ عقیدہ کے مالک صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں۔ خاندان کے اکابر اور اجداد حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے خانوادے سے روحانی طور پر وابستہ تھے۔ میرے والد صاحب نے زندگی کا بیشتر حصہ پولیس میں گزارا لیکن اس کے باوجود ذہنی طور پر فطرتاً دین کی طرف راغب رہے۔ انھیں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت و محبت ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ آج بھی اسی رشتۂ عقیدت کے سبب ہمارے گھر میں یہ روایت برقرار ہے کہ جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو چلہ پورا ہونے کے بعد سب سے پہلے داتا صاحب کی حاضری اور سلامی کے لیے اُسے لاہور لایا جاتا ہے۔ میرے بھائی اور مجھ پر، اس خاندانی پس منظر میں حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت ایک فطری سا امر تھا۔ میرا بھائی پروفیسر محمد نواز ڈوگر محمدی سیفی جو پنجاب یونیورسٹی میں قانون کے استاذ ہیں۔ وہ اکثر داتا صاحب حاضری کے لیے آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں ان دنوں سی ایم ایچ لاہور میں چائلڈ سپیشلسٹ کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ میں ہفتے میں ایک روز صبح سویرے حاضری کے لیے داتا صاحب جاتا اور چھٹی والے دن تہجد سے اشراق تک داتا صاحب کی خدمت عالیہ میں حاضر رہتا۔ ہفتے

بھر میں یہ ایک حاضری میرا پکا معمول تھا۔

حضرت میاں صاحب مبارک نے بے ساختہ ارشاد فرمایا ''اسیں کرنل نوں غوث پاک دے حوالے کیتا''

بچپن ہی سے میری زندگی میں یہ بات رہی ہے کہ مجھے مجاذیب اکثر ملتے رہتے تھے۔ جب میں سٹوڈنٹ تھا تب بھی بہاولپور کے قبرستان میں ایک مجذوب بابا بیٹھا ہوتا تھا۔ جب میں سائیکل پر سوار قبرستان کے قریب سے گزرتا تو وہ لپک کے آتا میری سائیکل پہ بیٹھ جاتا ہنستا اور کھلکھلاتا ہوا واپس چلا جاتا۔ میری زندگی کے معمولات اُس زمانے میں بھی عام لوگوں سے بالکل مختلف تھے۔ میں رات کو وضو کر کے مصلے پہ بیٹھ جاتا اور مجھے اس بات کی بالکل سمجھ نہ آتی کہ میں مصلے پہ بیٹھا بیٹھا کیوں رو رہا ہوں کیونکہ نہ تو میں نوافل پڑھتا تھا نہ ہی قرآن شریف اور نہ ہی کچھ وظائف۔

ایک سال گزر گیا میرا بھائی معمول کے مطابق ایک صبح داتا صاحب کی حاضری سے واپس گھر آیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ بھائی صاحب آپ کہیں بیعت تو نہیں ہو گئے۔ انھوں نے مجھے دوٹوک انداز میں کہا، نہیں۔ دراصل مجھے ایک روحانی خوشبو محسوس ہوتی تھی جس کے سبب میں نے ان سے یہ بات پوچھی تھی انھوں نے ایک دن ابا جان کو کہا کہ آپ میرے پیر صاحب کو ملیں۔ یہ 1992ء کی بات ہے میرے والد صاحب حضرت میاں محمد حنفی سیفی صاحب مدظلہٗ کو ملنے کے لیے گئے اور ان کے مرید ہو گئے۔ میرے والد صاحب کی اُس زمانے میں داڑھی نہیں ہوتی تھی جبکہ میں نے تھوڑی تھوڑی رکھی ہوئی تھی۔ 1974ء میں حج سے واپسی پر میرے والد نے چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھ لی تھی۔ ایک روز میرے والد نے مجھے کہا کہ آؤ میں آپ کو اپنے پیر صاحب سے ملانے لے جاتا ہوں۔ میرا چھوٹا بھائی ڈاکٹر شاہد بھی اُس وقت تک حضرت میاں محمد حنفی صاحب کا مرید ہو چکا تھا۔ جب میں نے یہ ساری صورت حال دیکھی تو مجھے سخت قلق ہوا اور تقریباً صدمے کی کیفیت طاری ہو گئی۔ مجھے دکھ اس بات کا تھا کہ یہ لوگ خود تو بیعت ہوتے جا رہے ہیں لیکن مجھے ان میں سے کسی نے کچھ نہیں بتایا۔ میں نے سوچا کہ میں ایسے پیر کا مرید بنوں گا کہ یہ سارے مل کر بھی مجھ پر رشک کریں

گے۔ میں نے اپنے والد اور والدہ کو عمرے کے لیے ساتھ لے جانا چاہا۔ ان کے کاغذات مکمل کروائے اور ہم حجاز مقدس پہنچ گئے۔ عمرہ کیا، عمرہ کے وقت میرے والدین، میرا بھائی اور میں چار افراد شامل تھے۔ جب ہم کعبۃ اللہ میں حاضر ہوئے تو میں نے عجیب صورت حال دیکھی میرا بھائی اور میرا والد خانہ کعبہ کی زیارت کے اثر کے سبب چیخ چیخ کر رو رہے تھے۔ اُن کی حالت بہت عجیب تھی اور اُن پر خاص کیفیات کا نزول ہو رہا تھا۔ لیکن میری نہ تو آنکھیں برس رہی تھیں اور نہ ہی دل میں کوئی خاص ہلچل محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ شاید میں بہت زیادہ گنہگار اور گیا گزرا انسان ہوں اس وجہ سے کعبۃ اللہ کو دیکھ کر بھی مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اگلی صبح میں بہت جلد کعبۃ اللہ میں حاضر ہوا۔ آبِ زم زم سے وضو کیا بلکہ تقریباً نہا لیا۔ جونہی میں خانہ کعبہ شریف کے سامنے آیا تو مجھے ایک آواز آئی...... اللہ...... لیکن اس آواز میں ایک گہرائی اور تاثیر ایسی تھی کہ میرے دل کو گھائل کر گئی اور لطف یہ ہے کہ آواز دینے والا مجھے نظر نہیں آ رہا تھا۔ اُس کے بعد میں نے دیکھا کہ مجھ پر ایک خاص محویت طاری ہے اور کئی لوگوں نے مجھے ہاتھوں کے سہارے دے رکھے ہیں۔ پھر میں نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھا کہ مجھے کعبہ کی دیوار میں ایک بزرگ کی شکل نظر آئی اور وہ ایک خاص انداز میں ہاتھ لہرا کے اُسی کیفیت کے ساتھ کہہ رہے تھے...... اللہ...... میری کیفیات بڑی عجیب و غریب تھیں یہ کسی خواب کی بات نہیں بلکہ جاگتے ہوئے خانہ کعبہ کے سامنے کے حقیقی واقعات ہیں۔ میں چلا گیا اگلی صبح میرے والد نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ تمہارا تو ذکر (قلبی) جاری ہو گیا ہے۔ اس سے دوسرے روز ہمیں مدینہ پاک حاضری کے لیے جانا تھا میں اپنی خاص کیفیات میں اپنے رب سے باتیں کرتا رہا تھا۔ میں روتا تھا اور اللہ سے باتیں کرتا تھا۔ میں یہ کہتا تھا کہ میں جتنا بھی گیا گزرا، گنہگار اور سیاہ باطن ہوں کتنا ہی گندا مندا ہوں لیکن تیرا بندہ اور تیرے حبیب ﷺ کا امتی تو ہوں۔ لہٰذا مجھے ایسا بنا دے کہ میں تیری رضا پا لوں۔ میں مدینہ پاک جاتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کے سراپا مبارک کو تصورات میں لاتا رہا اور عالم تصورات ہی میں باتیں کرتا تھا۔ میں نے سوچا کہ میں اپنے والد اور بھائی کے پیر صاحب کا مرید

نہیں ہوں گا بلکہ اُن کے بھی پیر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کروں گا۔ ملازمت کے حوالے سے میری کچھ مجبوریاں تھیں۔ زیادہ لمبی چوڑی چھٹی ملنا مشکل تھی۔ عمرہ سے واپس آ کر تقریباً ڈیڑھ ماہ میں نے اپنے گھر پر گزارا، ایک دن میرے والد صاحب اپنے پیر صاحب کو ملنے کے لیے جا رہے تھے کہ میں بھی ان کے ساتھ زیارت و ملاقات کے لیے چلا گیا۔ اس وقت میری پوسٹنگ کراچی میں تھی جونہی میں حضرت صاحب کی خدمت میں آیا تو مجھے ایسے لگا کہ کعبۃ اللہ میں جس ہستی کو میں نے ایک خاص انداز میں...... اللہ...... کہتے ہوئے سنا تھا یہی وہ شخصیت ہے۔ تو بس میں نے فوراً اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے بعد میرا معمول یہ رہا کہ میں ہفتہ دس دن کے بعد کراچی سے راوی ریان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اُسی دوران مجھے سلسلہ نقشبندیہ کا ارشاد خط بھی عطا ہو گیا۔ یہ مقید خلافت کا خط بھی کہلاتا ہے۔ حضرت میاں صاحب مبارک نے مجھے اپنے ساتھ پشاور چلنے کو فرمایا اُن کے حکم کی تعمیل میں، میں حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی مبارک کی خدمت عالیہ میں باڑہ حاضر ہوا۔ مبارک صاحب نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: ایں مرید نہ، مراد است۔ اُس کے بعد مجھ پر اکثر خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ میری پوزیشن یہ تھی کہ ہسپتال میں مریض میرے پاس دوائی لینے آتے میں انھیں چیک کرتا ظاہر ہے بغور دیکھتا توجہ کرتا تو بعض مریضوں پر کیفیت طاری ہو جاتی۔

میری اہلیہ بھی مطلق ارشاد خاتون ہیں

میں ایک سال کے لیے انگلینڈ گیا واپسی پر راولپنڈی آرمی میڈیکل کالج میں میری تقرری ہو گئی۔ حضرت مبارک نے مجھے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رابطہ رکھو میں پشاور آنے جانے لگا۔ چشتیہ سلسلہ کی خلافت حضرت نے مجھے عطا فرمائی اور پھر سلسلہ قادریہ شریف کے سبق ارشاد فرمائے۔ ہمارے گھر میں ہمیشہ سے یہ معمول رہا کہ ہم ہر ماہ کی گیارھویں پورے اہتمام سے مناتے ہیں اور دودھ پر ایصال ثواب کر کے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اگر گھر میں کبھی گائے بھینس نہ بھی ہو تو پھر بھی ہمارے گھر میں بازار سے دودھ منگوا کر گیارھویں شریف کا ختم دلایا جاتا

ہے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ میرے دل میں بچپن سے حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی محبت کا چراغ روشن تھا۔ میں نے خواب میں حضور سیّدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے عمامہ اور جبہ خواجہ اجمیری اور خواجہ بختیار کاکی اور سیدنا غوث اعظم کی زیارت کا شرف پایا تو یہ جانا کہ سلسلہ قادریہ شریف کے اسباق میں ان بزرگوں اور اکابر کی خاص توجہات بھی مجھے حاصل ہیں۔ میں نے دیکھا کہ مجھے اکابر اولیاء ایک سفید نیلگوں جبہ عطا فرما رہے ہیں۔ میں نے خواب میں حضرت اخندزادہ مبارک صاحب کا دیدار بھی کیا اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمامہ مبارک کی زیارت کا شرف بھی پایا۔ اس عمامے سے بھی انوار الٰہی نکل کر اردگرد کے ماحول میں بکھر رہے تھے۔ میں جاگا تو میں اپنے ہاتھ چومتا تھا۔

اُن کے وجود میں مجھے باپ کی بجائے ماں کا شفیق چہرہ نظر آتا ہے

مجھے چشتیہ قادریہ سلاسل کی خلافت مل گئی تو مجھے تین سال کے لیے سعودی عرب جانے کا ایک پروگرام ملا۔ میں نے حضرت مبارک کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے ایک شعر پڑھا جس کا معنی یہ تھا...... دوست کا دور جانا میرے لیے بھاری ہے اُس کے دور جانے کی خبر سن کر میرا دل پاؤں میں آ گیا ہے لوگوں کے لیے یہ بات کہہ دینا...... پھر مجھے فرمایا کہ آپ سعودیہ چلے جاؤ گے تو وہاں نہ جمعہ کی نماز پڑھ سکو گے نہ باجماعت نماز کی ادائیگی ہوگی کیونکہ نجدی امام کی اقتداء ہرگز روا نہیں اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ وہاں تو وہ بھی قبل از وقت پڑھ دیتے ہیں۔ احناف کے لیے مشکل یہ ہے کہ جب نماز کا وقت داخل ہی نہیں ہوا تو نماز کیسے پڑھے گا؟

1997ء میں ملتان جانے لگا بہاولپور، ملتان، خانیوال، مظفر گڑھ پورے علاقے کے لوگ میرے پاس آنے لگے 1999ء تک دو سال کے دورانیہ میں ہزاروں لوگ میرے مرید ہو گئے۔ سکھر تک میرا رسوخ بڑھ گیا۔ پھر کراچی میں طریقت کے لیے آنے جانے کے اسباب پیدا ہو گئے۔ میں ہفتے میں ایک دن کراچی جاتا۔

مبارک سرکار کسی ایک مرید کے پاس شاید اتنی دفعہ نہیں گئے ہوں گے جتنا میرے پاس انھوں نے شفقت فرمائی۔ افشاں کالونی راولپنڈی میری رہائش تھی، وہاں حضرت تشریف لے آئے۔ دوسرا مکان لیا اُس میں دو دفعہ تشریف لائے۔

تیسرا مکان لیا اس میں تین دفعہ تشریف لائے۔ اور پھر یہاں ترنول (اسلام آباد) کے آستانہ پر چار مرتبہ تشریف لائے۔ٹوٹل میرا خیال ہے کہ میرے پاس گیارہ مرتبہ حضرت کی تشریف آوری ہو چکی ہے۔ میری دعوت پر میرے بیٹے عمر سرفراز اور میرے بھتیجے محمد رافع نواز کی شادی کے موقع پر تشریف لائے اور ان کے نکاح بھی حضرت مبارک نے ہی خود پڑھائے۔ مجھے ارشاد فرمایا جو یقیناً میرے لیے اعزاز ہے کہ آپ مرید نہیں بلکہ مراد ہیں۔ آپ کی مثال ابراہیم بن ادھم کی سی ہے۔ اس کو خدا نے بادشاہی اور فقیری عطا فرمائی تھی۔ آپ کو بھی اللہ نے اختیارات اور فقیری عطا کی ہے۔ مجھے حضرت نے تین مرتبہ گلے لگایا اور اپنی خاص شفقت سے نوازا۔

25 کنال جگہ مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کے لیے خریدی

مجھے برطانیہ میں ساڑھے چار ہزار پاؤنڈ کی ملازمت کی آفر ملی۔ الشفاء میڈیکل والوں نے مجھے پونے دو لاکھ ماہانہ کی آفر دی اور کراچی وغیرہ سے بہت سارے مواقع ملے۔ میں نے ہر مرتبہ حضرت مبارک کو عرض کیا تو آپ چپ کر جاتے یا منع فرما دیتے۔ آخر آپ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ "تم نوکری نہ کرے اور تم نوکری کرے۔" حضرت کے اس ارشاد کے بعد میں نے نوکری کا خیال ہمیشہ کے لیے دل سے نکال دیا اور صرف سرکار ﷺ کی نوکری کو ہی دل و جان سے قبول کر لیا۔

میری اہلیہ بھی مطلق ارشاد خاتون ہیں۔ میں خوش قسمت آدمی ہوں جس کے لیے میرے پیر و مرشد حضرت میاں صاحب مبارک اور ان کے پیر و مرشد حضرت اخندزادہ مبارک دونوں نے مل کر دعا کی ہے۔

حضرت مبارک صاحب حساب کتاب اور لین دین میں بڑے کھرے اور کورے انسان ہیں۔ آپ نے زندگی کا اصول بنا رکھا ہے۔ **لا طمع ولا منع ولا جمع**. وہ کوئی چیز کسی کو لانے کا حکم ارشاد فرمائیں تو اس کی قیمت چاہے کم ہو یا زیادہ ضرور ادا فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ میرے گھر مہمان ہوئے تو آپ کے بازو کو تکلیف تھی، ایک گھر میں پڑا پرانا کپڑا آپ نے بازو پر لپیٹ لیا اور واپسی پر وہ اتارنے کا شاید خیال نہ رہا پشاور چلے گئے۔ جب اگلے ہفتے میں حاضر ہوا تو

وہ کپڑا مجھے دے کر ارشاد فرمایا کہ یہ آپ کا کپڑا میرے ساتھ پشاور آ گیا تھا۔ یہ آپ واپس لے جائیں۔ میں نے حیرت سے کہا کہ حضرت یہ بھی کوئی شے ہے آپ نے فرمایا نہیں یہ بلا اجازت آ گیا تھا اس لیے اسے واپس جانا ہے۔

مجھے برطانیہ میں ساڑھے چار ہزار پاؤنڈ کی ملازمت ملی

حضرت سے ہر کوئی ڈرتا ہے لیکن مجھے وہ نہایت شفیق اور مہربان نظر آتے ہیں۔ اور مجھے ہمیشہ انھوں نے شفقت اور پیار سے نوازا ہے۔ اُن کے وجود میں مجھے باپ کی بجائے ماں کا شفیق چہرہ نظر آتا ہے۔ میرے بارے میں انھوں نے ایک مرتبہ جن الفاظ میں تاثر دیا میرے لیے وہ الفاظ سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کرنل سرفراز کا دل، دماغ اور زبان ایک ہیں۔

میرے دل نے اندر سے آواز دی کہ فکر نہیں کرو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے تمھیں بلایا ہے

2007ء میں حضرت نے ایک مسئلے پر خوش ہو کر ارشاد فرمایا کرنل سرفراز میرا بچہ ہے، یہ گھر میرا گھر ہے، یہ میرا جزو بدن ہے، اس کا اخلاص بہت زیادہ ہے میں نے سب کا حق دے دیا۔ اس کا حق اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو بہتر جزا عطا فرمائے گا۔

اصل بات تو یہ ہے کہ حضرت اخندزادہ صاحب اس انداز میں اپنے عجز و انکسار کا اظہار فرماتے ہیں اور خورد نوازی کا یہ ایک انداز ہے۔ ورنہ سچی بات یہ ہے کہ جو نعمت انھوں نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ میں ساری زندگی میں اس کے ایک سانس کا بدلہ بھی نہیں دے سکتا۔

مجھے حضرت نے فرمایا "تم مسجد جوڑ کرو" مسجد خانۂ خدا است، خانۂ خدا ضروری است۔ میں نے 24 کنال جگہ خریدی جس میں مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کے لیے کام شروع کر دیا۔ چار کنال زمین میں نے گھر کے لیے رکھی۔ جامعہ محمدیہ سیفیہ قائم کیا اس وقت 70، 80 طلباء موجود ہیں۔ ان میں سے پانچ چھ طالبعلم لوکل ہیں باقی یہیں ادارے میں مقیم ہیں۔ ان کے قیام و طعام کا انتظام ہمارے ذمہ ہے اور خوبصورت وسیع و عریض انوار مدینہ جامع مسجد بھی تعمیر ہو چکی ہے۔

میرے پیر و مرشد حضرت میاں محمد حنفی سیفی نے جب حضرت اخندزادہ صاحب کی شفقت کا یہ انداز ملاحظہ فرمایا کہ تو انھوں نے مجھے حکم دیا کہ آپ میرے پاس

راوی ریان آؤ یا نہ آؤ میرے پیر و مرشد کے پاس پشاور ضرور آتے جاتے رہو میری حالت یہ ہے کہ میں جب آپ کے بیٹوں کو یا اپنے مرشد کو ملتا ہوں تو مجھے ایسے لگتا ہے کہ میں حضرت ہی سے مل رہا ہوں۔

مجھے غیرت ایمانی کی نعمت حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مدظلہٗ کی مجلس بابرکت ہی سے نصیب ہوئی ہے۔ میں نے تقویٰ و طہارت کے اعتبار سے حضرت اخندزادہ جیسا متقی و پرہیزگار کوئی انسان ساری زندگی میں نہیں دیکھا ان کے ساتھ میرا تعلق فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے۔ میں ان کی شفقتوں اور نوازشات کا مقروض ہوں۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اس گدا کو اپنی شان کے مطابق اور میری حیثیت سے کہیں بڑھ کر نوازا

میری بچپن سے خواہش تھی کہ میں عراق میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالی جناب میں حاضری دوں۔ وہ بھی ایک کرامت ہوئی۔ 2000ء میں میں انگلینڈ جا رہا تھا میں نے سوچا سعودی عرب کے راستے عمرہ کر کے انگلینڈ جاؤں گا۔ ان دنوں میرے قادریہ سلسلہ کے اسباب چل رہے تھے۔ عمرہ کے بعد ہم برطانوی جہاز پر سوار ہوئے تو اچانک جہاز اغوا ہو گیا۔ مجھ پر غنودگی اور نیند کی کیفیت تھی۔ میں نے اچانک دیکھا کہ جہاز کا ماحول سوگوار ہے اور لوگ رو رہے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا تو بتایا گیا کہ ہمارا جہاز اغوا ہو چکا ہے۔ یہ سن کر مجھے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوئی لیکن خدا معلوم کیوں؟ مجھے ایک اطمینان سا محسوس ہو رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد پتہ چلا کہ ہم بغداد ایئرپورٹ پر اترنے والے ہیں۔ میرے دل نے اندر سے آواز دی کہ فکر نہیں کرو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے تمھیں بلایا ہے۔ کچھ بحث و تمحیص کے بعد بغداد ایئرپورٹ پر دہشت گردوں سے جہاز کو واگزار کر لیا گیا ہم ایئرپورٹ پر اترے اور ایک ہوٹل میں ٹھہرایا گیا اب ہم سرکاری شاہی مہمان تھے ہمیں یہ بتایا گیا کہ کل صبح آپ لوگ برطانیہ روانہ ہوں گے۔ رات کھانے کے بعد میں نے ہوٹل کے مینیجر سے سرکار سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا مدعا بیان کیا تو کچھ تبادلہ خیال کے بعد اس نے مجھے کہا کسی کو

مت بتاؤ فجر اذان کے وقت میرے پاس آ جانا اور فلاں دروازے سے نکل کر باہر ٹیکسی لے کر دربار شریف حاضری دے لینا۔ واپسی جلدی آنا کیونکہ میں صرف اپنے رسک پر تمھیں یہ اجازت دے رہا ہوں۔ میں نے صبح سویرے ایسا ہی کیا اور فجر کی نماز میں نے بارگاہِ غوثیت مآب کی جامع مسجد میں ادا کرنے کا شرف پایا۔ پھر دربار شریف میں حاضر ہو گیا۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اس گدا کو اپنی شان کے مطابق اور میری حیثیت سے کہیں بڑھ کر نوازا۔ جب میں خانقاہ شریف سے فارغ ہوا تو سورج چمک رہا تھا میں جلدی سے ٹیکسی لے کر ہوٹل پہنچا تو اس وقت تمام مسافر جہاز میں بیٹھنے کے لیے پَر تول رہے تھے میں نے ہوٹل مینیجر کا شکریہ ادا کیا اور جہاز میں بیٹھ گیا۔ اِدھر جہاز کے اغوا کی خبر نے میرے گھربار، خاندان، قبیلے، دوست احباب سبھی کو بے چین کر دیا تھا انھوں نے میرے پیر و مرشد حضرت میاں صاحب مبارک سے سارا واقعہ عرض کیا تو آپ نے بے ساختہ ارشاد فرمایا...... "اسیں کرنل نوں غوث پاک دے حوالے کیتا"...... بس سیدنا غوث اعظم بڑی لجپال ہستی ہیں۔ اللہ کی توفیق سے آج بھی اللہ کی مخلوق کی مدد و نصرت اور استعانت فرماتے ہیں۔

مبارک سرکار کسی ایک مرید کے پاس شاید اتنی دفعہ نہیں گئے ہوں گے جتنا میرے پاس شفقت فرمائی

میرے مریدین کی تعداد ہزاروں میں ہے اور خلفاء بھی سینکڑوں میں۔ میرا حلقہ پورے پاکستان میں پھیلا ہوا ہے۔ بیرون ممالک میں بھی کافی مریدین موجود ہیں۔

❑ آپ کا پیغام؟

☆ اتباعِ شریعت اور عقیدے کی اصلاح کے لیے میں ہر مسلمان بھائی سے درد مندانہ اپیل کرتا ہوں۔ میری خواہش یہ ہے کہ اللہ نے جو نعمت مجھے عطا فرمائی ہے اور ذکر الٰہی کا نور نصیب کیا ہے وہ ہر مسلمان کو نصیب ہو جائے۔ جستجو، چاہت، خواہش اور امنگ انسان کو منزل آشنا کرتی ہے۔ اخلاص کے ساتھ جدوجہد کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ خزانے کا نشان میں بتائے دیتا ہوں نصیب والا اس کی تلاش میں ضرور کامیاب ہوگا۔

اِک زمانہ معترف ہے......

کیا عشق نے سمجھا ہے کیا حسن نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

اِک زمانہ معترف ہے……

استاذ العلماء ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

آپ کے بارے میں اشاعۃ التوحید والسنہ نے جو الزامات عائد کیے ہیں وہ مبنی برحقائق نہیں ہیں اور جن کی تردید حضرت قبلہ پیر صاحب مدظلہ العالی اپنے طبع شدہ انٹرویو میں کر چکے ہیں جو روزنامہ خبریں اسلام آباد 19 جون 1996ء میں شائع ہوا ہے۔

حضرت علامہ محمد باغ علی رضوی مہتمم جامعہ شیخ الحدیث مناظر اسلام گلشن کالونی فیصل آباد

حضرت العلام پیر طریقت مولانا پیر اخند زادہ سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ کے بارے میں علماء مشائخ اور بالخصوص اپنے استاذ مکرم مولانا غلام رسول رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے تاثرات دیکھے اور پھر یہ بات کہ پیر صاحب نے حسام الحرمین اور فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ فرما کر فرمایا کہ مجھے حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی جات سے اتفاق ہے کیونکہ امام احمد رضا عاشق رسول اور ولی کامل ہیں اس کے علاوہ حضور غوث اعظم کے بارے میں فرمایا۔ فقیر سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تابع ہے (ہدایت السالکین صفحہ 282) مزید فرمایا کہ اصول وعقائد میں اہل سنت و جماعت کے عظیم پیشوا حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا تابع ہوں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کا مقلد ہوں اور تصوف وطریقت میں خواجہ، بزرگ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تابع اور انہیں بزرگان دین کا بالواسطہ مرید ہوں۔ ایسے بزرگان دین کے عقیدت مند ایسے عقائد رکھنے والی شخصیت کے بارے میں دیوبندیت کا فتویٰ لگانا

انصاف کے خلاف ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ وہ ہمارے سر کے تاج ہیں اور اہل سنت و جماعت کی ایک عظیم شخصیت ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ بصدقہ حبیب کبریا ﷺ ہم تمام اہل سنت و جماعت کو اتحاد کی دولت سے مالا مال فرمائے اور اپنے بزرگان دین کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہم تمام کی زندگی بالشان ہو۔ خاتمہ بالایمان ہو۔ جنت الفردوس مقام ہو۔ (آمین)

حضرت علامہ صاحبزادہ غلام مرتضیٰ شازی مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء القرآن شیخوپورہ

مخدوم السالکین حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی مدظلہ وہ نابغہ عصر شخصیت ہیں۔ جنہیں دیکھ کر اسلاف کا دور یاد آ جاتا ہے۔ موصوف سالکین کے سرخیل ہیں جو آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی کمال محبت اور متابعت سے تصوف کے اعلیٰ وارفع مقام اور بلند ترین مراتب پر فائز ہو کر خلافت الٰہیہ اور آقا علیہ الصلوۃ والتسلیم کی نیابت کبریٰ کے منصب پر متمکن ہوتے ہیں۔

پیر صاحب سے میری کافی نشستیں رہیں۔ ہر مجلس میں محبت الٰہی ذکر الٰہی کے جلوے بکھرے، جنہیں متلاشیان سمیٹ لیتے۔ قبلہ والد گرامی دامت برکاتھم سے ایک علمی نشست کے دوران میں بھی حاضر تھا۔ یوں لگتا تھا کہ علم کی برکھا برس گئی یوں جو تھمنے کا نام نہیں لے رہی۔ اطمینان قلب کی وہ دولت جو حکمت، فلسفہ و کلام کی کتابوں کے انبار سے تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملتی وہ جو قبلہ والد گرامی مدظلہ اور پیر صاحب کی چند لمحات کی صحبت میں حاصل ہو گئی۔

تصوف وسلوک کے راہ نوردوں کے سرخیل تصوف وسلوک کے طالبوں کی طرف یوں توجہ فرماتے ہیں کہ بقول کسے:

اے پناہ من حریم کوئے تو — من بامیدے رمیدم سوئے تو
آہ زاں دردے کہ درجاں وتن است — گوشہ چشم تو دار دے من است
تیسرام را تیز گرداں کہ من — محنتے دارم فزوں از کو ہکن

علامہ مولانا دوست محمد نقشبندی خلیب جامعہ مسجد غوثیہ رنگ محل و مہتمم جامعہ محمدیہ فیض القرآن جیلانیہ لاہور

پیر طریقت رہبر شریعت اخند زادہ حضرت پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کی زیارت ہوئی تو سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ جس کو دیکھ کر اللہ یاد آ جاتا ہے یہ فرمان مصطفیٰ ﷺ آپ پر صادق آتا ہے ماشاء اللہ آپ کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا عین سنت مصطفوی کے مطابق ہے آپ کے خلیفہ جن کو بندہ ذاتی طور پر جانتا ہے وہ حضرت علامہ پیر محمد عابد حسین سیفی ہیں وہ مسلک اہلسنت کا درد رکھتے ہیں دیگر جو جعلی پیر ہیں وہ شریعت مصطفےٰ ﷺ پر نہ خود عمل کرتے اور نہ اپنے مریدوں کو ہدایت کرتے ہیں وہ دین اسلام کے دشمن ہیں ان سے بچنا چاہئے وہ اصل صوفیہ کرام پیروں بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ صحیح ولیوں اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رسالدار ملک نور خان محمدی محمد سیفی سابقہ کونسلر ونہار تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال

مورخہ 23-11-94ء میں زندگی کا ناقابل فراموش دن ہے۔ اس دن ایک دوست کے لڑکے کی شادی کے سلسلے میں تلہ گنگ سے راوی ریان شریف آیا۔ عصر کے وقت جامع مسجد انوار مدینہ، حسین ٹاؤن راوی ریان شریف میں اخند زادہ حضرت سیف الرحمٰن پیرارچی مبارک دامت برکاتہم کے خلیفہ جناب پیر طریقت رہبر شریعت عاشق رسول حضرت میاں محمد حنفی سیفی مبارک سے ملاقات ہوئی۔ ان کی ایک ہی نگاہ کرم نے میرے دل کی دنیا ہی دل دی۔ ان کے ایک ہی نظر سے چہرے پر سنت رسول اور شریعت کی پابندی اسی میں خود اپنی ڈاڑھی کے بال 65 سال کی عمر کے بعد دیکھے۔ میرے دل میں بڑی تمنا تھی جس ولی کامل کے خلفیہ کی ایک نگاہ میں اتنا اثر ہے کہ میرے جیسے ہزاروں لوگ راہ راست پر آ رہے ہیں ان کی زیارت کی جائے۔

9 شوال 1995ء کو باڑہ شریف حضرت صاحب کے آستانہ پر عیدالفطر کے نویں روز عرس کے موقع پر حاضری اور ملاقات کا موقع ملا۔ حضرت صاحب کے پیرومرشد حضرت مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک تھا۔ وہاں حضرت اخند زادہ مبارک صاحب کے مریدین کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ جس طرف بھی نظر جاتی ہر طرف سفید لباس اور سفید عمامے ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے فرشتوں کی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں۔ آپ جیسی شخصیت ہی دراصل انبیاء کے حقیقی وارث ہیں آپ کی ایک ہی نگاہ سے لاکھوں بھٹکے ہوئے

لوگ شریعت محمدی ﷺ کے پابند ہو گئے اس وقت دنیا میں آپ کے لاکھوں کی تعداد میں مریدین ہیں۔ مگر ایک بھی آپ کے مرید کا مرید بھی غیر شرعی نہیں جو کہ ایک سب سے بڑی کرامت ہے۔ اپنے دور میں ہر ولی کی کوئی نہ کوئی کرامت ظاہر ہوئی مگر ان کی سب سے بڑی کرامت کوئی مرید غیر شرعی نہیں اور ہر مرید کا دل ذکر الٰہی سے زندہ ہے۔ یہ ہماری سب سے بڑی سعادت ہے کہ اس پرفتن دور میں آپ جیسی ہستی کا سایہ ہم پر قائم رہے۔ اللہ جل شانہ آپ مدظلہ کا سایہ ہم پر سدا قائم و دائم رکھے۔

مولانا قاری کرامت علی نقشبندی

جنرل سیکرٹری جماعت اہلسنّت خطیب جامعہ مسجد بابا جھنڈے والی رائے ونڈ ضلع لاہور

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین. صدق اللّٰہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم. ترجمہ: اے ایمان والوں! ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ قرآن پاک میں کئی جگہ پر اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کا ذکر فرمایا ہے تو حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی حنفی، سنی قادری مدظلہ جیسی شخصیت کوئی بھی دنیا میں نہیں ملتی کہ آپ کے مرید کا چلنا پھرنا سنت کے مطابق ہے اور آپ کا تو پھر کیا کہنا۔ آپ تو عاشق رسول ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ کے ولی کو دیکھنے سے خدا یاد آ جائے۔ تو آپ کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے اور اللہ کریم کے ولی کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ذریعہ نجات ہے اور قرآن پاک سے ثابت بھی ہے۔ اللہ کریم کے ولی کا اقرار شیطان بھی کرتا ہے۔ اور قرآن کریم میں ہے۔ فبعزتک لاغوینھم اجمعین. الا عبادک منھم المخلصین. ترجمہ: مجھے تیری عزت کی قسم میں ضرور تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا۔ جو تیرے مخلص بندے ہیں ان پر میرا داؤ نہیں چلتا۔ تو پھر پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن مدظلہ ولی کامل ہے کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے۔ مریدوں کا حال یہ ہے کہ سنت کے بغیر کوئی کام بھی نہیں کرتے تو پھر پیر کا کیا کہنا۔

حضرت علامہ مولانا شیر محمد امیر، جماعت اہلسنّت حلقہ رائے ونڈ ضلع لاہور

بندہ ناچیز کو عرصہ چار سال سے بسلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ سے نسبت قائم

ہوئی۔ جب بھی میں نے پیر طریقت رہبر شریعت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتھم العالیہ کو دیکھا ہے۔ ان کو سنت کے بغیر عمل کرتے نہیں پایا۔ آپ سرکار کا ہر عمل سنت مصطفیٰ کے عین مطابق ہے۔ شریعت کی پابندی جیسے داڑھی مبارک، دستار مبارک لباس مبارک زلفیں مبارک عین سنت مطہرہ کے مطابق ہیں۔ سرکار مبارک کا جو بھی مرید ہوتا ہے۔ اسے سختی سے سنت کی پابندی کرواتے ہیں۔ اس سے قبل بندہ ناچیز تبلیغی مرکز رائے ونڈ سے عرصہ دراز آٹھ سال منسلک رہا۔ لیکن کچھ حاصل نہ کر سکا کیونکہ جب بندہ اپنی فیلڈ میں جا کر مصروف ہوتا ہے تو پھر وہی جھوٹ، فریب، بے ایمانی، رشوت خوری، نماز کی پابندی نہ کرنا، سنت کا پابند نہ ہونا، لہٰذا طرح طرح الٹ پلٹ کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تبلیغ والے خود کامل انسان نہیں ہیں۔ جو کامل انسان نہ ہو وہ بھلا دوسرے لوگوں کو تبلیغ کیا کر سکتا ہے۔ ان لوگوں کو چاہئے کہ یہ پہلے خود کسی ولی کامل سے بیعت ہوں۔ پھر وہ تبلیغ کریں۔

بہرحال بندہ ناچیز کو سرکار مبارک کی ایک محفل نصیب ہوئی۔ اس محفل مبارک میں سرکار مبارک کی ایک نظر نے قسمت بدل دی۔ اللہ تعالیٰ پیرو مرشد کے صدقے ایسے جھوٹے لوگوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتھم العالیہ جیسے کامل واکمل اعلیٰ کی اللہ تعالیٰ زندگی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت علامہ مفتی محمد جمیل رضوی ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ اکرم العلوم۔ نزد بتی چوک شیخوپورہ

مذہب مھذب حق اہلسنّت و جماعت جنّتی گروہ ہے اہلسنّت و جماعت کی مخالف الحاد و زندیقیت ہے۔ سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں عبارۃً وتقریراً اور تحریراً گستاخی کفر ہے وہابیہ خبیثہ رافضیہ شیعہ کے اکابر نے جو گستاخیاں کی ہیں ان کی تحسین کرنے والا کافر ہے۔ میں نے ان کی زیارت کی ہے۔ پیر صاحب پابند شریعت ہیں۔ جو سنت کے سخت عمل پیرا ہیں۔ ان کی تحسین اسی وجہ سے پیر صاحب موصوف کو پیر اہلسنّت کہتے ہیں۔ احقر کے نزدیک کوئی ایسی عبارت نہیں جس کی بنیاد بنا کر پیر صاحب موصوف پر طعن کیا جائے لہٰذا پیر صاحب ہمارے پیشوا اور راہنما ہیں۔ آپ بہت بڑے فقیہہ محدث، مفسر اور مدرس ہیں اور جو لوگ حضرت پیر صاحب پر انگشت زنی کرتے ہیں ان کی کم علمی کی وجہ سے ہے۔

شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد اللہ وسایا مہتمم دارالعلوم فیض نبوی، جامع مسجد بکرا پیڑی کراچی

اگرچہ بندہ حضرت پیر طریقت عالم باعمل پیر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ پیرارچی خراسانی کی زیارت سے فیض یاب نہیں ہوا مگر آپ کے مریدین جو کثیر تعداد میں علماء کرام ہیں سے ملاقات رہتی ہے اور بعض کے حلقہ ذکر خصوصاً حضرت شیخ الحدیث پیر طریقت سید عمر دراز شاہ صاحب مدظلہ العالی میں شمولیت کا کئی بار اتفاق ہوا کسی پیر کامل مرشد کا پتہ اس کے مریدوں سے چلتا ہے میں نے آپ کے مریدوں کو راسخ العقیدہ سنی اور متقی پرہیز گار شریعت کا پابند پایا۔

پچھلے کئی ماہ سے کئی لوگ حضرت پیر صاحب کے خلاف اشتہار چھپ رہے ہیں اور کتابیں تحریر کی جا رہی ہیں بعض علماء فتوے جاری کر رہے ہیں تو مجھے آپ کی بعض کتب کا مطالعے کا اتفاق ہوا میں نے کوئی ایسی بات نہیں پائی آپ راسخ العقیدہ سنی حنفی مسلمان ہیں۔

افسوس ہے کہ علماء کرام تھوڑے سے اختلاف سے ایک دوسرے کے خلاف سخت اور نازیبا زبان استعمال کرتے ہیں دونوں طرف سے اس کا ارتکاب ہوا ہے جس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے دونوں طرف سے علماء کرام سنی ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اکابرین ملت آگے آئیں اور دونوں کی صلح کرا دیں اصلاح خیر پر عمل کر کے اہلسنت کی قوت کو مجتمع کریں اور باطل کے خلاف صف آراء ہو جائیں۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

استاذ العلماء حضرت علامہ صاحبزادہ محمد بشیر الدین سیالوی مہتمم قمر العلوم قمر سیالوی روڈ گجرات

20 صفر المظفر کا دن قمر العلوم جامعہ معظمیہ گجرات کی تاریخ کا ناقابل فراموش دن ہے، ظہر کی نماز کے لیے جامعہ کی نظامی مسجد میں حاضر ہوا تو مسجد کو پرنور پایا۔ روحانی لوگوں کی کثیر تعداد صف بستہ باادب نماز کا انتظار کر رہی ہے۔ سب کے سروں پر سفید عماموں کی تاج سجے ہیں پرسکوں چہروں پر چمنستان کا سبزہ آنکھوں میں شراب محبت کا نشہ کسی کامل مرشد کی صحبت کے فیضان کی نشاندہی وغمازی کر رہا ہے۔ یہ سب مرید اور خلفاء

تھے اور امامت فرما رہے تھے ان کے پیر طریقت ملجا و ماوی حضرت پیر سیف الرحمٰن قدس سرہ نماز کے بعد فقیر کے کمرے میں تشریف لائے۔ مختصر مگر یہ لطف اور یادگار نشست ہوئی۔ پیر سیف الرحمٰن گفتگو فرما رہے تھے بلکہ علم و حکمت کے موتی لٹا رہے تھے زبان سے چشمہ دانش جاری تھا اور آنکھوں سے مئے وحدت پلا پلا کر سب کو مست و بے خود بنا رہے تھے۔ مریدین باصفا کہہ رہے تھے۔

ملتا نہ عمر بھر مجھے مفہوم زندگی
لیکن تیری نظر کے اشارہ سے مل گیا

ان کے مریدوں میں کمال درجے کی عقیدت اور محبت اور ادب دیکھنے میں آیا ہر ایک کا حال پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

باغ بہشت سایہ طوبیٰ و مقر حور
با خاک کوئی دست برابر نمی کم

مخلصین کی جماعت کو دیکھا تو سید عالم ﷺ کی ارشاد گرامی یاد آیا۔ **ان العالم یستغفرله من فی سموت والارض والحیتان فی جوف الماء.** اور آپ نے فرمایا۔ **ان اولیاء ورثة الانبیاء.** حضرت پیر صاحب علم و آگہی کی جن بلندیوں پر خیمہ زن ہیں وہاں ہر ایک کا پہنچنا ناممکن و محال ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ کریم نے ذکر کی نعمت جو قسام ازل نے بڑی فیاضی سے عطا فرمائی ہے قابل رشک ہے کیونکہ ذکر کرنے والے کو **اولئک هم القوم لایشقی بهم جلیسهم** کی سوغات سے ملتی ہے۔

حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب عالم باعمل ہر راہ نور دشوق ہر باذوق ہر لطافت پسند ہر بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار کے مالک پیران پر خمار آسوں پر بلا جادو ہے۔ روحانی کشش اور جاذبیت ہے غضب کی مستی ہے اور مست و بخود کرنے کی صلاحیت ہے صیاد نخچری سکھانے کا فن خوب ہے ان کی بزم محبت بحر عقیدت مندوں پر اسرار جہانگیری لکھتے ہی قصہ مختصر بندہ کو مولا تک پہنچانے کی سعی بلیغ فرماتے ہیں۔

استاذ العلماء جامع معقول ومنقول حضرت مولانا صوفی محمد عباس سیفی نقشبندی

ناظم اعلیٰ مدرسہ سیفیہ تعلیم القرآن لاہور

حضرت مبارک قدس سرہ کی زندگی کی سب سے اہم خصوصیت محبت اور الفت اور عشق و وارفتگی کی وہ بے پایاں دولت ہے جو آپ کو بارگاہ رسالت ﷺ سے بطور خاص ودیعت کی گئی ہے آپ کا علم وحلم، تواضع و انکساری، عجز ونیاز، خلوص وللّٰہیت تقویٰ و پرہیزگاری سب نسبت رسول اللہ ﷺ کا رہین منت ہے آپ کے اعمال وکردار میں حضور اکرم ﷺ کے جمال کی جھلک واضح نظر آتی ہے۔ آپ کی زندگی کے تمام گوشے سرکار دو عالم ﷺ کے نور و انوار سے منور ہیں جب کبھی آپ کے سامنے نعت مصطفیٰ ﷺ پڑھی جائے تو آپ کی آنکھوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے سبب آنسوؤں کے موتیوں کی لڑی بن جاتی ہے۔ ایک غیر مقلد نے آپ کو دربار حبیب ﷺ میں حاضری دیتے ہوئے دیکھا تو واپسی پر اس غیر مقلد کی زبان سے بے ساختہ یہ بات نکل گئی کہ میں نے ایک پیر صاحب کو مواجہ شریف کے سامنے جب بھی حاضری دیتے دیکھا۔تو ان کی آنکھوں میں سیلاب رکتے نہیں تھمتا تھا اور جب تک وہ مواجہہ شریف کے سامنے رہتے کیا مجال ہے کہ جسم کے کسی حصے میں حرکت بھی پیدا ہو جائے۔ گویا ایسے محسوس ہوتا کہ ایک سوکھی لکڑی ایک مینارے کی طرح کھڑی ہے۔ جب اس سے نام پوچھا گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ان کے ایک مرید سے پوچھا تو مجھے پتہ چلا کہ یہ وہی گوہر زمانہ پیر افغانی اخندزادہ سیف الرحمٰن ہی ہیں۔

جناب پروفیسر حکیم مشتاق احمد حنفی گورنمنٹ کمرشل کالج دیپالپور

مجھے تقریباً عرصہ دو سال پہلے یہ شرف حاصل ہوا کہ حضرت مباک صاحب اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے پیر و مرشد پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا محمد عابد حسین سیفی کی زبان مبارک سے آپ سرکار کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔ جب یہ موقع نصیب ہوا کہ باڑہ کھجوری میں براہ راست ملاقات کی سعادت ملی تو جس قدر سنا تھا اس سے کہیں بڑھ کر آپ سرکار کو پایا جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ زندگی کے ہر معاملے میں شریعت مصطفائی ﷺ کی پابندی

ہے۔ آپ سرکار خود بھی شریعت کی سختی سے پابندی کرتے ہیں اور مریدین کو بھی اس کا پابند کرتے ہیں۔ پھر آپ کا حسن سلوک اور حسن کردار بھی اپنا اثر چھوڑے بغیر نہیں رہتا۔ آپ اپنے مریدین کی نہ صرف ظاہری علوم سے تربیت فرماتے ہیں بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے روحانی منازل بھی طے کراتے ہیں آپ بلاشبہ ظاہری و باطنی علوم کے استاد کامل ہیں اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ سلاسل اربعہ میں مریدین کی تربیت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے وجود مسعود کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر رکھے تاکہ ہم جیسے خالی لوگ آپ سرکار سے فیض یاب ہوتے رہیں۔

استاذ العلماء حضرت علامہ صاجزادہ محمد نور المصطفیٰ رضوی چشتی مرکزی ناظم تعلیم وتربیت جماعت اہلسنت پاکستان وسابق مرکزی صدر انجمن طلباء اسلام پاکستان

حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ العالی دارالعلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں میں تشریف لائے، شرف ملاقات حاصل ہوا۔ الحمد اللہ آپ کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ آپ جید عالم دین اور روحانی پیشوا ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ کا نعتیہ کلام محفل میں پڑھا گیا تو حضرت موصوف پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ دعا کے بعد آپ نے فرمایا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ طریقت وتصوف کے تاجدار تھے۔ مجھے اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب سے اس لیے انس ہے کہ آپ مسلک اہل سنت و جماعت کی بھر پور ترجمانی فرماتے ہیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ کے فتاوی مبارکہ سے اتفاق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اکابرین اہلسنت کی مساعی جمیلہ قبول فرمائے اور ان کے فیوض و برکاتہ سے ہمیں مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت علامہ مولانا نذیر احمد فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خذف کو کرے نگیں

اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے لیے صوفیائے عظام کی مساعی جمیلہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے لق و دق صحراؤں، وسیع و عریض بیابانوں فلک بوس پہاڑوں زخار و مواج

دریاؤں کو عبور کر کے کفر و شرک کے گھواروں میں کلمہ حق کا بلند کرنا انھی نفوس قدسیہ کا سرمایہ حیات ہے ایسے مردان باصفا جہاں جہاں پہنچے قلب وضمیر کی کایا پلٹتے رہے اور دنیا کا نقشہ بدلتے رہے۔ ہر دل کو بیت اللہ او رنگاہ کو شناسا بنائے گئے انھی نفوس قدسیہ میں اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی وخراسانی مبارک ساکن باڑا شریف ہیں جنہوں نے اپنی باکمال نظر کے ساتھ لاکھوں انسانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا ہے۔آپ ایک کامل و مکمل ولی اور عاشق رسول ہیں آپ کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ آپ کے تمام مرید سفید لباس میں ملبوس اور سنت رسول کے پابند ہیں۔

حضرت علامہ محمد اجمل فریدی، جامعہ فریدیہ ساہیوال

سلسلہ "سیفیہ" کے اصحاب کے ساتھ اتنا گہرا تعلق نہیں ہے کہ ان کی مجالس، نظریات، تعلیمات وغیرہ سے کوئی گہری وابستگی ہو۔ البتہ اس سلسلہ سے متعلق علماء، مشائخ اور عام افراد سے قریبی حد تک تعلقات ہیں۔اس سلسلہ سے وابستگی کے بعد ان کی صورت، سیرت، انداز و اطوار، بود و باش، فرائض و امور ماموره کی ادائیگی کی وابستگی، حرام اور دیگر منہیات سے اجتناب کا جذبہ، کثرت سے اللہ کی یاد وغیرہ یہ سب معاملات اس سلسلہ کی قوتِ انجذابہ وتاثیر کا بہترین مظہر ہیں۔اس سلسلے سے وابستہ افراد خواہ زندگی کے کسی بھی شعبہ سے متعلق ہیں، ان اللّٰہ یحب التوابین و یحب المتطھرین کا بہترین مظہر دکھائی دیتے ہیں۔ صاف ستھرے، کھلے کھلے، خوشبو سے مہکتے، عمامہ سے سجے اور سنتوں کا مظہر بنے۔ بڑے پیارے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ عام آدمی کی اصلاح اور انقلاب کے لیے حیران کن حد تک تیز رفتاری سے مؤثر ثابت ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان کے فیوض و برکات میں برکات عطا فرمائے اور افراط وتفریط سے بچتے ہوئے حسن اعتدال میں مزید برکت عطا فرمائے۔آمین

صاحبزادہ سعید احمد فاروقی ایم اے ناظم اعلیٰ: جماعت اہلسنت ضلع ملتان ممبر: ڈسٹرکٹ امن کمیٹی

الحمدللہ! میرے قلم کی نوک ایسی شخصیت کے لیے الفاظ جن کے قرطاس پر بکھیر رہی ہے جو بلاشبہ امت مسلمہ کے لیے سائبان رحمت ہے۔آپ کا فیضان انسانی زندگی کے

تمام شعبوں میں عام ہے اور بے شمار خوش بخت افراد نے آپ کی صوفیانہ تعلیمات کی روشنی میں اپنی زندگیاں از سرِ نو مرتب کیں۔

آپ طبع بلند، فکر تاب اور ذہن رسا کا ایسا روشن مینار ہیں جنھوں نے ظلمت و گمراہی کے دھندلکوں میں الجھی نسل نو کے لیے صراط مستقیم کی منزلوں کو روشن و منور کیا جو بھی حضرت کی زلف محبت کا اسیر ہوا وہ جہاں بھی دکھائی دیتا ہے اپنے چہرے، اپنی منفرد دستار اور اپنے پاکیزہ کردار اپنے لباس سے مرشد کریم کا عکس نظر آتا ہے۔ ایسی شخصیت کو اہل دل پیر طریقت، تاجدارِ تصوف اخوندزادہ سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کے نام سے اپنے لبوں کو سجاتے ہیں۔

2 اپریل 2000ء مدینۃ الاولیاء کی سرزمین پر منعقدہ انٹرنیشنل سنی کانفرنس ملتان سٹیڈیم میں پہلی مرتبہ زیارت ہوئی تو پھر ہر آنکھ دوسری طرف نہ پلٹی۔ کانفرنس (زیر صدارت حضرت قبلہ سید مظہر سعید کاظمی صاحب) میں جماعت اہلسنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ اور کانفرنس کے روحِ رواں حضرت سیّد ریاض حسین شاہ نے لاکھوں فرزندان توحید اور عشاقانِ رسالت میں جب حضرت کا تعارف کرایا تو ان کا ایک ایک لفظ حضرت کے لیے مبنی بر حقیقت تھا پھر اسی روز بوقت عشاء حضرت اپنے بے شمار خلفاء عظام اور ہزاروں مریدین اور عقیدت مندوں کے جھرمٹ میں شاہی جامع مسجد طوطلاں والی میں تشریف لائے۔ آپ کا اسٹیج کو زینت بخشنا، پھر محفل کا رنگ ذوق و شوق وجدانی کیفیت آج تک دلوں میں اذھان میں نقش ہے۔ میزبانی راقم کے حصہ میں آئی۔ مسجد کا ماحول دیکھ کر ہر آدمی کہتا کہ لگتا ہے یہ فرشتوں کی جماعت ہے اور جنت کو چھو کر آئی ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ۔ آپ کا فیضان یوں تو پورے برصغیر میں ہے مگر بلامبالغہ پنجاب میں حضرت قبلہ محمد میاں حنفی سیفی ماتریدی اور حضرت قبلہ پیر ڈاکٹر محمد سرفراز مدظلہ سلسلہ سیفیہ کو جس انداز میں چلا رہے ہیں وہ قابل رشک ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ اخوندزادہ سیف الرحمٰن ارچی مدظلہٗ کو عمر خضری عطا فرمائے اور آپ کے وابستگان کو بروز محشر سرخرو فرمائے۔

میں آخر میں مشکور ہوں حضرت سردار انور ڈوگر سیفی صاحب اور محترم ڈاکٹر محمد

عمران سیفی صاحب کا جنھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں حضرت کے لیے کچھ لکھ کر اپنی عاقبت کا سامان کروں۔

حافظ نیاز احمد دارالعلوم تاجدار مدینہ شہابپورہ سیالکوٹ

رب کائنات نے فرمایا "لِکُلِّ قومٍ ھادٍ" ہر قوم کے لیے کوئی نہ کوئی ہدایت دینے والا ہوتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین بن کر تشریف لائے لوگوں کی روحانی، اخلاقی تربیت اور دعوت الی اللہ کا منصب اب اُمت محمدیہ کے اُن افراد کے پاس ہے جنھیں رب کائنات نے علم وعمل کے میدان میں رفعتیں عطا فرمائی ہیں اور فرمایا "یرفع اللّٰہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت" اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے درجات بلند فرماتا ہے اور وہ جو علم والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں نے اپنی ذمہ داری ہر زمانے میں باحسن نبھائی اور اللہ کی مخلوق کو راہ حق دکھاتے رہے انھیں ہستیوں میں جناب اخوندزادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا شمار ہوتا ہے اُن کا علمی و روحانی فیض اطراف عالم میں نظر آ رہا ہے اللہ تعالیٰ اس چشمہ فیض سے تشنہ لبوں کو سیراب فرمائے اور یہ روحانی سلسلہ ہمیشہ جاری رہے۔ آج کے زمانہ میں یہ ہستیاں مشعل راہ ہیں یہی آستانے بھٹکے ہوؤں کو اُن کے خالق سے روشناس کروانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

مفتی ابو محمد حسین احمد شیخ الحدیث ومہتمم دارالافتاء جامعہ عربیہ سلطان المدارس

آج کے اس پرفتن دور میں حضرت الشیخ مخدوم العلماء والصلحاء سند المحققین قبلہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی دامت برکاتھم القدسیہ کا وجود مسعود اہل اسلام کے لیے سایہ رحمت الٰہی ہے جن کے غلاموں میں شریعت وطریقت کا نور نظر آتا ہے عوام کے لیے عموماً خواص کے لیے خصوصاً استدعا ہے کہ وہ ان سے برکات حاصل کریں اور ہر معاملہ میں تعاون کریں۔

پروفیسر سید رخسار حسین قادری رضوی خادم آستانہ عالیہ کریم داد شریف

شیخ المشائخ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سراج الکاملین پیر طریقت صوفی باصفا

حضرت پیر اخوند زادہ سیف الرحمٰن صاحب مبارک کی خدمت سراپا الفت میں حاضری کا شرف ملا۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ حضور ﷺ کی سنت مطہرہ کی عملی تصویر ہے۔ جو خوش نصیب آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شرف بیعت حاصل کر لیتا ہے یہ دیکھا گیا ہے اس کا دل ذاکر بن جاتا ہے اور بدن پر سنت مصطفوی ﷺ کا ظہور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ عزوجل آپ کے ذریعے سے مذہب مہذب اہلسنّت و جماعت کی ترویج کا عظیم کام لے رہا ہے۔

نہ صرف یہ کہ آپ خانقاہ کے صوفی ہیں بلکہ آپ مجاہد فی سبیل اللہ اور مرد میدان بھی ہیں آپ نے باڑہ خیبر ایجنسی میں بدمذہبی کا جس جوانمردی اور جرأت سے مقابلہ کیا اس سے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے دعا ہے کہ اللہ عزوجل اہلسنّت کے وقار و اشاعت دین کے لیے ان کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ امت پر تادیر قائم و دائم فرمائے آپ کی حاسدین معاندین اور شرورِ زمانہ سے حفاظت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

پیر طریقت حضرت محمد منشاء حنفی سیفی زیب آستانہ عالیہ ۱۷۔ ون۔ آر ضلع اوکاڑہ

حضرت سرکار اخند زادہ مبارک کی فصاعت و بلاغت حد بیان سے باہر ہے آپ مبارک کے خانوادہ کا فضل و کمال و فصاعت و بلاغت کا اندازہ ان کا بیان سن کر لگایا جا سکتا ہے آپ مبارک میدان فصاعت و بلاغت کا یکہ تاز شہسوار نظر آتے ہیں آپ جمیع فضائل علم وحلم فصاحت، صباحت، ہدایت و ازکاوت وشجاعت غرضیکہ اکثر فضائل و مکارم اخلاق پر حاوی و فائز ہیں ان علوم تعلیم وحلم و درس و تدریس اور بحث وتکرار پر موقوف نہیں ہیں اور نہ ایسا ہے کہ آج کل پر فوقیت رکھتا ہو کہ کل وہ نہیں جانتے تھے جو آج جان گئے درحقیقت یہ خدا کے بخشے ہوئے کمالات ہیں جو پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ آپ مبارک کا سایہ تادیر ہم پر سلامت رکھے محترم ملک محبوب رسول صاحب صد بار مبارک کے لائق ہیں جنہوں نے آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں ہی آپ کے کام کا خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت علامہ محمد اسد اللہ وٹو مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

سرکار مبارک مجدد ملت قیوم زماں سرتاج اولیاء عصر، جامع معقول و منقول استاد العلماء شیخ القرآن والحدیث اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی کے مشن کو جاری و ساری رکھا الحمد اللہ وہ اس مقصد میں کامران و کامیاب ہوئے اور دنیا سے ایک سچے صوفی کی طرح تصوف کے آٹھ خصائل (1) سخائے ابراہیم علیہ السلام (2) رضائے اسماعیل علیہ السلام (3) صبر ایوب علیہ السلام (4) اشارت زکریا علیہ السلام (5) غربت (غریب الوطنی) یحییٰ علیہ السلام (6) لبس الصوف موسیٰ (7) سیاحت عیسیٰ علیہ السلام (8) فقر محمد علیہ السلام کے امین بن کر دنیا میں رہے اور عملی زندگی میں ان سب پر کاربند رہ کر ثابت کیا اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی میں برکتیں فرمائے آمین۔

استاذ العلماء حضرت علامہ حافظ قاری غلام محی الدین چشتی گولڑوی ناظم اعلیٰ دارالعلوم محی الدین جیلانی نیو P.A.F آفیسر کالونی کینٹ لاہور

پیکرِ صدق و صفا، ہادیٔ شریعت، رہنمائے طریقت حضرت سرکار اخندزادہ مبارک پیرارچی زید مجدہٗ کا وجودِ مسعود بلاریب ملتِ اسلامیہ کے لیے بالعموم اور بالخصوص سالکین طرق حقہ کے لیے باعث صد سعادت و تقلید ہے۔

نصف صدی سے مستزاد آپ کی حیاتِ مبارکہ ظاہری و باطنی علوم کی تبلیغ و ترویج کے لیے میدانِ عمل میں شرعی و روحانی تعلیمات عام کرنے کے لیے مصروفِ عمل ہے۔

حضرت کی ذات ستودہ صفات کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ کی بتائی جانیوالی ساعاتِ سعیدہ میں جمیع سلاسل کے اہل طریقت مشائخ اور علوم ظاہرو عصریہ سے آراستہ علماء و عظماء ملت کی جانب سے اقعار قلوب سے تلقی حاصل رہی ہے۔

آپ کے حلقہ ارادت میں جہاں ظلماتِ قلب کو وا کر کے انوارِ الٰہیہ کی آماجگاہ بنایا جاتا ہے، وہاں علوم قرآن و حدیث اور فقہ کی گتھیاں سلجھا کر دنیوی و اخروی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے۔ اس بحرِ فیوض و تجلیات کی ضوفشانی کا عالم یہ ہے آپ کی غلامی کا پٹہ باعث افتخار سمجھتے ہوئے اطراف و اکناف میں کم و بیش ساتویں لڑی میں سلسلہ بیعت جاری ہے۔

ناچیز کی مثل بے حدو حساب افراد جو دیگر سلاسل سے جامِ محبت نوش فرمانے والے ہیں یقیناً ان کے دل حضرت اخندزادہ بکاتھم العالیہ کے بیعت ہیں۔

اللہ جل وعلا حضرت کو درازیٔ عمر کیسا ساتھ "شفاء لایغادر سقما" عطا فرمائے۔

صاحبزادہ سید سعید احمد شاہ گجراتی صدر پاکستان علماء و مشائخ کونسل

محبوب المشائخ اخوندزادہ حضرت پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتھم سیفی کا شمار سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے ان مشائخ میں ہوتا ہے جنہوں نے اس سلسلہ کی آبیاری کی ہے اور آپ کی ذات اس سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی قابل قدر اور ممتاز ہستی ہے۔

مولانا محمد امام بخش ندیم استاذ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین امام الاولیاء سلطان المجذوبین جامع علوم ظاہرہ و باطنہ شیخ الکل اخندزادہ مبارک خواجہ پیر سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی شہنشاہ خراسانی مدظلہ مسلک حقہ اہلسنت و جماعت اور شریعت مطہرہ کے محافظ سنت حامی اور بدعت کے ماحی ہیں۔ آپ کی ذات مطہرہ دین اسلام کی حقانیت اور صداقت کی ایک برہان قاطع ہیں۔ آپ کی سحر انگیز شخصیت کا کمال ہے کہ جس کے دیدار سے کتنے ہی کافر، قاتل مشرف باسلام ہو گئے۔ آج بھی راہزن ہی راہبر ہو جاتے ہیں اور بد معاش و بد قماش لوگوں کی زندگی سیرت حسنہ کے سانچے میں ڈھل کر بدل جاتی ہے۔ انہی جیسی ذات کی طرف شیخ فرید الدین عطا اشارہ فرماتے ہیں۔

ہم نشینی جز بہ درویشاں مکن
ناتوانی عیب ایشاں مکن
حب درویشاں کلیدِ جنت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

حضرت صاحب مبارک کی کرامت ہے اپنی نگاہ پاک سے دل مردہ کو ایسی حیات جاودانی عطا کرتے ہیں کہ دل کی دھڑکن دھڑکن سے اللہ اللہ کے نعرے گونجتے ہیں۔ انہیں دلوں کی طرف ہی خواجہ غلام فرید اشارہ کناں ہیں۔

نہ کافی سمجھ کفایہ نہ یادی سمجھ ہدایہ
کر پرزے جلد وقایہ پکو دل قرآن کتابے

آپ کی نگاہ فیض بار سے سیراب ہونے والے نخل بار دار ملت کے لیے شجر سایہ دار شیخ العلماء محبوب السالکین دلیل العارفین حضرت میاں محمد حنفی سیفی دامت فیوضھم کی ذات ستودہ صفات ہی آپ کی رندہ کرامت ہیں۔ جہاں سالکین کے مجمع میں جہاں پیاسوں کا ہجوم ہے تو انہیں الفاظ کے ساتھ ملتجی نگاہ کرم ہوں۔

بیدم میری قسمت میں سجدے ہیں اسی در کے
چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا سنگ در جانا نہ

دارالعلوم جامعہ نعمانیہ رضویہ

اہل دانش کا قول ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت صاحب نے جو افراد تیار کئے ہیں (سیفی برادران) ناچیز اُسے حضرت کا ایک بہت بڑا کارنامہ سمجھتا ہے کہ جو بھی اس سلسلہ سے منسلک ہوا ہے اس کے اندر نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ مثلاً نماز وغیرہ کی پابندی۔ عمامہ رسول ﷺ باندھنا۔ داڑھی مبارک رکھنا اور مصطفیٰ ﷺ کی سنتوں سے پیار کرنا وغیرہ وغیرہ

خورشید احمد فیضی

آج کے اس پر فتن دور میں حضرت قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت الشیخ سیف الرحمٰن نقشبندی مدظلہ العالی کا وجود مسعود اہل اسلام بالخصوص اہل سنت کے لیے سایہ رحمت الٰہی ہے جن کے غلام پیارے آقا تاجدار مدینہ ﷺ کی شریعت وطریقت کا نور نظر آتا ہے تمام عوام اہلسنت سے استدعا ہے کہ ان بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل کریں اور ہر معاملہ میں ان کی معاونت فرمائیں۔

سید زاہد صدیق بخاری دارالعلوم محمدیہ غوثیہ ضیاء القرآن کیمپس گجرات

صحیفہ رشد و ہدایت میں خالق ارض وسما نے ارشاد فرمایا اور اُس شخص سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے۔

علماء اہلسنت اور صوفیاء کرام اپنے کریم آقا ﷺ کے حقیقی جانشین اور وارث ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ لوگوں کو اللہ کریم کے دین حنیف کی طرف بلاتے رہے اور خود بھی سنت نبوی ﷺ کے سانچے میں اپنی زندگیاں گزارتے رہے۔ پوری دنیا کی طرف برصغیر پاک و ہند میں بھی سلاسل اربعہ کے اولیاء کاملین نے یہ فریضہ پوری دیانتداری کیساتھ سرانجام دیتے رہے۔ اور انشاء اللہ شریعت وطریقت کا حسین سلسلہ تا ابد جاری رہے گا۔ وطن عزیز میں انہی عظیم المرتبت ہستیوں میں ایک قابل قدر نام محترم ومکرم حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن قدس سرہ العزیز کا ہے جنہوں نے صوبہ سرحد میں بالخصوص اور دیگر صوبوں میں بالعموم احیاء سنت کا بیڑہ اٹھایا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ اور اہلسنت کے وقار کے لئے انکی کوششوں اور شبانہ روز کاوشوں کی شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کا سایہ عوام اہلسنت کے سروں پر سلامت رکھے! آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین

علامہ خلیل الرحمٰن چشتی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان کراچی

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کے لئے ہر دور اور زمانے میں اپنے نبیوں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا کہ ہر نبی اور رسول اپنے دور میں لوگوں کو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کا درس دیتا رہا اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ ہدایت پر گامزن کرتا رہا۔ یہاں تک ہمارے آقا و مولیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت اختتام پذیر ہوا اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن ہدایت و راہنمائی کا سلسلہ تو قیامت تک جاری رہے گا اور حضور ﷺ کا فرمان العلماء ورثہ الانبیاء کے مطابق یہ بھاری ذمہ داری آپ کی امت کے علماء ربانیین زعماء اولیاء کے کاندھے پر آن پڑا اب قیامت تک اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس مقدس مشن کو جاری رکھیں اور انسانیت کا ٹوٹا ہوا رشتہ اپنے خالق و مالک سے جوڑتے رہیں گے۔ مدارس قائم ہوتے رہیں گے۔ خانقاہیں بنتی رہیں۔ محافل ذکر و نعت بجتی رہیں گی۔ اور لوگوں کو سکون قلب کے ذرائع میسر آتے رہیں گے۔ اور لوگ راہ ہدایت پر گامزن ہوتے رہیں گے۔

اللہ کی یہ حسین و جمیل کائنات کسی دور میں بھی عقیم نہیں رہی انبیاء کرام کے بعد بھی ہر دور میں وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے پیدا ہوتے رہے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے ان محبوب بندوں میں ہر دور میں باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اسلام کے پرچم کو سر بلند کیا فی زمانہ شریعت و طریقت کی تعلیم عام کرنے کے لیے کئی مراکز موجود ہیں جہاں آنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ سے عشق و محبت کا درس دیا جاتا ہے۔

دور حاضر میں شریعت و طریقت کی تعلیم عام کرنے والوں میں ایک بہت بڑا نام عظیم صوفی بزرگ۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم علمی و روحانی پیشوا پیر طریقت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب ماتریدی حنفی دامت بر کاتہم القدسیہ کا بھی ہے۔

آپ نے افغانستان سے پاکستان منتقل ہو کر باڑہ کے مقام پر عظیم روحانی مرکز قائم کیا اور وہاں سے کئی شمعیں روشن ہوئیں اور پاکستان کے طول و عرض میں اس وقت سینکڑوں مقامات پر آپ کے خلفاء وحلقہ ذکر کے ذریعے محبت الٰہی کے چراغ روشن کر رہے ہیں۔ مجھے براہ راست تو حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوسکا بہر حال آپ کے صاحبزادگان شیخ الحدیث صاحبزادہ حمید اللہ خان سیفی صاحب اور صاحبزادہ احمد سعید عرف یار جان سیفی صاحب جماعت اہلسنت پاکستان کراچی کے پروگرامات میں اور جماعت نقشبندیہ سیفیہ کے پروگرام میں ملاقات رہی ان صاحبزادگان کو دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے ان کی تربیت کرنے والی شخصیت کوئی معمولی نہیں اسی طرح حضرت کے خلفاء خصوصاً پیر طریقت حضرت مولانا سید احمد علی شاہ سیفی صاحب سے تو ایک دیرینہ تعلق ہے اور جماعت اہلسنت کے وہ اپنے علاقے کے ذمہ دار بھی ہیں۔ انہیں دیکھ کر یا دیگر خلفاء کو بلا کر مرشد کے کامل ہونے کا اندازہ ہو جاتا ہے جس پیر کے مرید خود اس قدر شریعت مطہرہ کے پابند ہوں تو وہ پیر یقیناً مقرب بارگاہ الٰہی کی منزل پر فائز ہوں گے اللہ تعالیٰ مسلک حق اہلسنت و جماعت کا بول بالا فرماتے ہیں اور اہلسنت کے تمام مراکز علوم دینیہ و روحانیہ سے فیض کے سرچشمے جاری فرماتے ہیں۔ اور ان مراکز کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے ہیں۔

محمد غلام رسول: پاکستان مسلم لیگ (ن) علماء و مشائخ ونگ فیصل آباد

جناب مخدوم و محترم پیر امجد ظہیر سیفی صاحب کی فرمائش ہے کہ مخدوم المشائخ پیر سیف الرحمٰن صاحب قبلہ کے بارے میں کچھ تاثرات لکھنے رہا ہوں۔ حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن صاحب سے اس فقیر کی ایک ملاقات ہے اور وہ بھی ایک محفل میں۔ تو ظاہر ہے کہ اس ملاقات سے یہ تو اندازہ ہوا کہ حضرت پڑھے لکھے جید، تبحر عالم دین ہیں ان کے صاحبزادہ مولانا حمید جان صاحب کا خطاب بھی سننے کا اتفاق ہوا جس سے صاحبزادہ صاحب کے تبحر علمی کا بخوبی اندازہ ہوا۔ باقی حضرت میاں صاحب قبلہ سے تو متعدد ملاقاتیں ہیں ان کے خلفاء سے حضرت مولانا قادری نور الحق صاحب مدنی اور جناب قبلہ وکیل صاحب کے واسطہ سے یہ کہا جا سکتا کہ ان حضرات نے ایسے لوگوں کو سیدھا کر دیا ہے جن کے ٹیڑھ سدھرنے کے قابل ہی نہ تھی ظاہر یہ فیض قبلہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کا ہی ہے جو مولانا مخدوم جاننا چاہتا ہے وہ حضرت میاں محمد سیفی کو دیکھے مولانا قاری نور الحق کو دیکھے یا پھر سراپا ایثار و اخلاق محترم امجد ظہیر صاحب المعروف قبلہ وکیل صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جائے اس پر اس خاندان نقشبندیہ کا جاہ و جلال ظاہر ہو جائے گا۔

حضرت علامہ مفتی عبدالحلیم ہزاروی مرکزی امیر: فدائیانِ ختم نبوت پاکستان

میں عدیم الفرصت ہوں جسکی وجہ سے پیر صاحب کے حالات سے زیادہ واقف نہیں ہاں 1983ء میں پیر صاحب پہلی بار کراچی تشریف لائے تھے اس وقت میرے استاد محترم حضرت علامہ افتخار احمد قادری شہید یوم میلاد اور حضرت علامہ افتخار احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ وفات مدینہ منورہ مدفن جنت البقیع اللہ رب العزت ان دونوں کی مغفرت فرمائے انہوں نے پیر صاحب کا تعارف کروایا تو انکی تحریر پر ہم دو چار ساتھی ماڈل کالونی ملیر میں حاضر ہوئے ایک مکان پر پیر صاحب کا دیدار ہوا پھر حلقۂ ذکر میں بھی شرکت کی۔

پھر مریدین و خلفاء سے ملاقاتیں رہیں مگر پیر صاحب سے کوئی ملاقات نہیں ہو سکی یہ سنتے رہے تھے کہ پیر صاحب اور شیطان اسود منیر سے آپ کا معرکہ رہا پھر پیر صاحب نے

پشاور باڑہ سے نقل مکانی کر کے لاہور میں سکونت اختیار فرمائی مولا تعالیٰ انکے روحانی کام میں اضافہ فرمائے اور سلسلہ نقشبندیہ صحیحہ مجددیہ کو فروغ عطا فرمائے۔

آج کل سلسلہ دیوبندیہ نقشبندیہ بھی پر پرزے نکال رہا ہے جو محض دھوکا ہے اور وہ یکسر مکتوبات امام ربانی قیوم زمانی و ملفوظات شریف کے مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے، آمین بجاہ سید المرسلین

قاری علی اکبر نعیمی بانی و مہتمم النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی اسلام آباد/ راولپنڈی

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہٗ کیساتھ میں ملک اور بیرون ملک ہمسفر رہا فیصل آباد سے شیخوپورہ کے دور میں پیر میاں محمد حنفی سیفی سے ملاقات ہوئی ان میں حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کا نقشہ نظر آیا۔ ہر تحریک میں اور مرکزی محفل میں اور خصوصاً حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے عرس مبارک کی محفل قرأت میں تلاوت کے لیے حاضر ہوتا رہا۔ پیر سیف الرحمٰن صاحب کے مریدین قرآن سننے میں نمایاں نظر آئے کئی ایک محافل میں پیر صاحب کے خلفاء نے ملک کے مختلف حصوں میں قرآن پاک سنانے کے لیے مجھے مدعو کیا تو میں نے تلاوت قرآن سننے کی تڑپ دیکھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ بھی پیر میاں محمد حنفی سیفی سے شفقت و محبت رکھتے تھے اور نورانی تحریک میں سیفی حضرات بھرپور شریک ہوئے۔ امام الاولیاء حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادری جیلانی رضی اللہ عنہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگان دین کے طریقہ کو اخندزادہ سیف الرحمٰن آگے بڑھا رہے ہیں اسی نورانی قرآنی مشن پر ہر سنی کو شریک ہونا چاہئے۔ یہ بڑی بات ہے کہ پگڑی اور داڑھی جیسی عظیم سنت اس تحریک سیفیہ کے ذریعے ایک بار پھر زندہ ہو رہی ہے میں قرآن کریم کی محبت کی وجہ سے اس قافلہ سے محبت رکھتا ہوں بلکہ النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی کے فضلاء جو دنیا کے مختلف 15 ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں قرآن کی اسی محبت کے سبب میں اس قافلے کا موئید اور معاون ہوئے اور میرے جملہ ہزاروں وابستگان، شاگرد، تلامذہ اور رفقاء اس

معاملے میں ہر موڑ پر ان کے دینی امور میں معاون ثابت ہونگے۔ ان شاء اللہ سنی تنظیم القرآء پاکستان کے بانی چیئر مین کی حیثیت سے وطن عزیز کے جملہ قراء کو اس امر کی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ سیفی برادران سے تعاون جاری رکھیں۔

سید احمد کوثر ایڈووکیٹ کوثر ٹاؤن اوکاڑہ

جناب اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کے بارے میں میرے تاثرات یہ ہیں کہ پیر صاحب راسخ العقیدہ سنی ہیں۔ اور شریعت کی پابندی نہ صرف خود مکمل کرتے ہیں بلکہ اپنے مریدوں کو بھی سختی سے پابندی کرواتے ہیں مزید انکے مرید و خلیفہ کاشف سلیمی صاحب ایڈووکیٹ ہیں جن سے اکثر ملاقات ہوتی ہے وہ مقام توحید کے شیدائی ہیں۔

سید علی ریاض کرمانی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

قبلہ اخندزادہ سیف الرحمٰن حنفی نقشبندی مجددی کے بارے میں معروضی ہوں کہ صاحب موصوف صحیح العقیدہ سنی اوران کے مریدین بھی مکمل شریعت کے پابند ہیں قبلہ پیر صاحب دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔

قاضی محمد عبداللہ پرنسپل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ آزاد کشمیر

چمنستان ولایت کے خوبصورت پھول حضرت خواجہ سیف الرحمٰن مجددی دامت برکاتہم القدسیہ کی شخصیت ہمہ پہلو ہے آپ عالمانہ جلال اورصوفیانہ جمال کے حامل ہیں۔آپ کا دل ہر وقت ذکر الٰہی متفرق اورشب و روز تسبیح و تحلیل میں معروف ہے۔ ہزاروں عندلیبان چمن آپ کے آغوش لطف وکرم میں پروردہ ہیں۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ ہماری منزل و مقصد ایک ہے۔ تو لا محالہ ہم سب بھی ایک ہی ہیں۔ اورتمام سلاسل کے بزرگان دین ہمارے لیے علم وحکمت کے روشن مینارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے فیوض و برکات سے بھر پور مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مدرسہ قادریہ ضیاء القرآن

حضرت پیر طریقت، رہبر شریعت، اخونزادہ پیر سیف الرحمان مدظلہ العالی سلسلہ نقشبندیہ کی بہت بڑی جماعت سلسلہ سیفیہ کے امیر اور مصلح امت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں

امت مسلمہ کے اصلاح پر مامور فرمایا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ حضرت پیر صاحب شب حالات کی سحر میں نوید ثابت ہوں گے اوردینی اقدار کی پابندی اورمسلک اعلیٰ حضرت کی پاسداری کرتے ہوئے ملت بیضاء کے اوجِ کمال میں کوئی کسر نہیں اٹھا چھوڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کے نیک ارادوں میں برکتیں عطاء فرمائے۔ (آمین)

قاری کرم حسین طاہر نظامی خطیب مرکزی مسجد نوری بریلوی فیصل آباد

جس طرح اللہ رب العزت نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اکرام کو انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھیجا تا کہ بھولے بھٹکے لوگوں کو سیدھی راہ دکھائیں پھر اولیاء کرام اس کو سرانجام دیتے رہے۔ کبھی شیخ عبد القادر جیلانی تشریف لائے تو کبھی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے لوگوں کو توحید کا پیغام دیا۔ اس دور میں حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ اس دور کے کامل اولیاء میں سے ہیں۔ ان کے تمام مریدین عاشق رسول ﷺ ہیں اور اہلسنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ وکیل صاحب کی محفل میں جانے کا موقع ملا وہاں پر عجیب کیف ومکستی کا عالم تھا۔ حضرت اخنداده پیر سیف الرحمٰن کی نگاہ کا فیض عام تھا۔ انبیاء اکرام نے جو دین حق کا کام کیا وہ پیر سیف الرحمٰن سرانجام دے ہے ہیں۔ آپ کا تمام خانوادہ عالم باعمل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

فاذکر وانی اذکر کم

پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرتا ہوں۔

قاری اقبال چشتی اوکاڑوی خطیب مرکزی جامع غوثیہ اوکاڑہ

پیر طریقت رہبر شریعت مخدوم اہلسنّت عاشق رسول قطب وقت حضرت قبلہ پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن نقشبندی مجددی دامت برکاتہم مردحق مرد کامل واکمل فنافی الشیخ اور فنا فی الرسول ہیں۔ اہل سنت کے عظیم پیشوا وشیخ کامل ہیں۔ آپ ہمہ صفت موصوف ہیں اللہ رب العزت نے بسطة فی العلم والجسم یہ صفات عطا کی ہیں۔ ولی اسے کہتے ہیں

جس کا چہرہ دیکھنے سے خدا یاد آئے اور ولی ایمان اور تقویٰ کا جامع ہوتا ہے۔ الآیۃ الذین امنوا و کانو یتقون سلسلۂ عالیہ سیفیہ مجددیہ کے سرخیل ہیں پیر صاحب مجدد صاحب شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح معنوں میں پیروکار ہیں اہل سنت کے سردار ہیں۔ اللہ پاک بتوسل نبی کریم آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے آمین ثم آمین۔

رانا محمد اسلم ایڈووکیٹ ہائی کورٹ اوکاڑہ

میں ذاتی طور پر پیر صاحب کو نہ جانتا ہوں لیکن حضرت صاحب کے بہت سے مریدین کو جانتا ہوں جو بھی حضرت صاحب سے مرید ہوا سنت اور شریعت کا مکمل پابند ہوا میرا دوست کاشف آل احمد سیفی مرید ہونے سے پہلے کبھی درست طور پر نماز نہ پڑھتا تھا لیکن مابعد ایسا راغب ہوا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر شخص کا دل کرتا ہے کہ وہ اس ہستی کو ملے اور فیض حاصل کرے۔

Kamran Saeed

I do hereby declare that pir Saif-ur-Rehman is the wali kamil and really leads to the real path of Allah and Prophit.

پیر طریقت ڈاکٹر محمد شعیب محمدی سیفی حال مقیم رومانیہ

سرکار اخند زادہ مبارک کی ذات اقدس اہل سنت و جماعت کی عظیم الشان محسن ہے جب بھی اہل سنت و جماعت کو سرکار مبارک کی مدد کی ضرورت پیش آئی اور اکابر اہل سنت نے انھیں پکارا آپ نے کبھی بھی انھیں مایوس نہیں فرمایا جب سنی کانفرنس اٹک پیر طریقت مفسر قرآن علامہ محمد ریاض الدین شاہ صاحب نے زیر صدارت قائد اہل سنت قبلہ شاہ احمد نورانی منعقد فرمائی تو میجر قاسم کے ہمراہ چند علماء اہل سنت سرکار اخندزادہ مبارک کو دعوت دینے کے لیے حاضر ہوئے آپ ناسازی طبیعت کی وجہ سے خود تو تشریف نہ لا سکے مگر اپنے تمام مخدوم زادگان خصوصاً علامہ جسٹس محمد سعید حیدری، شیخ القرآن والحدیث محمد حمید جان سیفی مبارک، استاذ العلماء قاری محمد حبیب صاحب اور احمد سعید المعروف یار جان کے علاوہ اپنے بڑے بڑے خلفاء کو کانفرنس میں شمولیت کا حکم فرمایا قائد اہل سنت کے ساتھ

سرکار اخندزادہ مبارک کو اس طرح محبت تھی کہ اگر کوئی کسی کانفرنس اور جلسے کی دعوت دیتا تو ضرور پوچھتے کہ اس میں قائد اہل سنت شامل ہو رہے ہیں یا نہیں اگر یہ جواب ملتا کہ آپ شامل ہو رہے ہیں آپ مسرور ہوتے اسی طرح سنی کنونشن موچی دروازہ میں آپ نے تمام صاحبزادگان اور پاکستان اور افغانستان کے بڑے بڑے خلفاء کو شامل ہونے کے حکم کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ کسی عزیز کے مرنے کا عذر بھی قابل قبول نہ ہوگا یا بہر کیف اس اجتماع کو دیکھنے والے اور حاضر ہونے والے احباب ہی تجزیہ کر سکتے ہیں کہ سیفی حاضرات کی شمولیت کس قدر تھی اس کنونشن میں بہ نفس نفیس قائد اہل سنت مولانا الشاہ احمد نورانی اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار نیازی کے علاوہ مرکزی شخصیات شامل تھا اگرچہ اس کا اہتمام اہل سنت کے قائدین جگر گوشہ غزالی زماں علامہ سیّد مظہر سعید کاظمی اور مفکر اسلام علامہ سیّد ریاض حسین شاہ صاحب نے فرمایا تھا اسی کنونشن میں ہزاروں افراد کے لیے لنگر کا انتظام مجاہد اہل سنت حضرت میاں محمد حنفی سیفی نے کیا۔

سنی کانفرنس ملتان کے لیے جب مفکر اسلام سید ریاض حسین شاہ کے جگر گوشہ غزالی زماں صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی کی طرف سے دعوت نامہ پیش کیا تو حضرت اخندزادہ مبارک سے عرض کیا کہ حسب سابقہ صاحبزادگان اور خلفاء اور مریدین کو سنی کانفرنس میں شمولیت کا حکم فرمائیں تو آپ مبارک علالت طبعی کے باوجود سنی کانفرنس میں خود شمولیت کا اظہار فرمایا کہ اس بار اپنے لاکھوں مریدین اور خلفاء کے ساتھ خود حاضر ہوگا اس تحریر میں اس شخصیت کو نہیں بھول سکتا جنھوں نے تمام سکیورٹی انتظامات فرمائے اور ایسا ڈسپلن قائم کیا جس پر مرشد کریم نے سرکار اخوند زادہ مبارک سے خصوصی داد حاصل کی۔ اس سنی کانفرنس کی کامیابی کے لیے خصوصی کوشش اور محنت کرنے والے احباب کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ پیر طریقت مفتی پیر محمد عابد حسین پیر طریقت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی، گلزار ملت پیر گلزار احمد سیفی ہیں۔

قاری محمد حسین نورانی نظامی خطیب جامع مسجد یارسول اللہ فیصل آباد

یہ بندہ ناچیز کسی ولی کامل بزرگ کے بارے میں کیا تحریر کرسکتا ہے حضرت پیر طریقت سیف الرحمٰن دامت بر کاتھم عالیہ اس دور کے بڑے فقیہ باکمال انسان ہیں

آپکی صحبت سے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی دل کی دنیا آباد ہوگئی ہے حضرت پیر صاحب کے مریدین دور سے نظر آتے ہیں اور پہچانے جاتے ہیں اور پکے اہلسنت و جماعت ہیں ان کی محفل میں بیٹھنے والے بدکردار لوگ بھی عشق رسول میں رنگے جاتے ہیں اور تائب ہوکر شریعت کے پابند ہو جاتے ہیں اس دور میں یہ کام بڑا مشکل ہے پیر صاحب نہایت متقی پرہیز گار اور کامل ولی ہیں ہم تو سب بزرگان دین کے غلام ہیں بزرگان دین کی صحبت جہاں سے ملتی ہے وہاں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں پیر سیف الرحمٰن سے ملاقات تو نہیں ہوئی لیکن اُن کے صاحبزادے مولانا حمید جان سیفی کو دیکھنے کا موقع ملا وہ بھی عالم باعمل ہیں۔ دعا گو ہوں کہ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے ایسے بزرگ اہل سنت و جماعت کا سرمایہ ہیں۔ اللہ ان کا سایہ اہلسنت و جماعت پر تادیر قائم دائم رکھے آمین ثم آمین۔

صاحبزادہ سید مزمل حسین شاہ گیلانی

نائب مجدد الف ثانی حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کی شخصیت کا تعارف مجھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ کی محافل میں شرکت کر کے حاصل ہوا۔ ان محافل میں حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک کا فیض ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح محسوس ہوا عہد حاضر میں آپ کی شخصیت ایک عظیم نعمت ہے میرا مشاہدہ ہے کہ بہت سے ایسے نوجوان جو بدعقیدہ تھے اور بہت سے ایسے لوگ جو بہت سی برائیوں میں مبتلا تھے سلسلہ سیفیہ میں داخل ہوئے تو ان کی کایا پلٹ گئی اور وہ حضور علیہ السلام کی مبارک سنتوں کا پیکر نظر آنے لگے حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کے بارے میں علماء و مشائخ سے جو کچھ میں نے سنا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ بہترین فقیہہ اور انتہائی متقی، صاحب بصیرت اور صاحب نظر ہیں کہ جن کی ایک نگاہ کرامت کی بدولت دلوں کی دنیا بدل رہی ہے اور قلوب منور ہو رہے ہیں۔

عقیدہ کے اعتبار سے آپ کی پختگی اور استقامت کا عالم یہ ہے کہ آپ نے قبائلی علاقہ میں رہ کر دیوبندیوں اور تبلیغیوں کو للکارا۔ حق کی اس آواز سے باطل لرز کر رہ گیا اور منیر شاکر ملعون نے اس آواز کو دبانا چاہا لیکن وہ بری طرح ناکام ہوا آج وہ اپنی خباثتوں کی

غلاظتوں میں گم ہو چکا ہے اور حضرت اخوندزادہ سیف الرحمان پیر ارچی مبارک دین کی تبلیغ واشاعت فرمارہے ہیں اور حق کا علم بلند کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس عظیم ہستی کو عمر خضر عطا فرمائے اور پوری اُمت مسلمہ کو آپ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد ذوالفقار قادری دارالعلوم جامعہ محمدیہ فاروقیہ حنفیہ

الا ان اولیآء لا خوف علیھم ولا ھم یحزنونo سنو بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے بے شمار انبیاء کو مبعوث فرمایا بالخصوص محمدی ﷺ کو اور حضور ﷺ کے نائبین یعنی اولیاء امت کو تا کہ وہ روح کو منور کر دیں۔ اس میں شک نہیں کر اولیاء کرام کی ایک نگاہ پاک ہزاروں مردہ دلوں میں نور ایمان بھر دیتی ہے۔ انہیں نفوس قدسیہ میں سے قطب الاولیاء شیخ المشائخ استاذ العلماء وارث الانبیاء شیخ العرب والعجم سراج الاحناف حضرت آخوندزادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی شخصیت ہے جو محتاج تعارف نہیں لاکھوں غافل انسانوں کو آپ نے شریعت کا پابند بنا دیا ہے۔ آپ کی گفتار، کردار، صورت، سیرت، علم اور عمل کے ہر لمحہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے پروردگار کو راضی کرنے میں سرگرداں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا یہ ہے کہ رشد و ہدایت کا جو سلسلہ آپ نے شروع کیا ہے وہ قیامت تک روشن رہے۔ اور بندگانِ خدا ہمیشہ اس سلسلہ سے مستفید و مستفیض ہوتے رہیں۔

محمد امین الدین

حضرت خواجہ سیف الرحمٰن صاحب مجددی دامت فیوضھم العالیۃ کے ساتھ بندہ حقیر پر تقصیر العبد الضعیف محمد امین الدین بن مولوی محمد دین کی ظاہری ملاقات تادم تحریر نہ ہو سکی لیکن حضرت والد کا فیض عام آنجناب کے مریدوں سے عیاں ہے راقم الحروف کی ملاقات اکثر آپ کے مریدین سے ہوئی جن کی خوشبو سے عیاں ہوا کہ اصل گل رعنا جس کے یہ پھول میں انکی شخصیت دین پاک کی پاسداری کرنے والی ہے اور سرکار مدینہ ﷺ کی

سنتوں پر عمل پیرا ہے مومن کریم ایسی ہستیوں کا سایہ عاطفت اہل اسلام پر تعتیہ رکھے جنکی وجہ سے اسلام میں تابندگی اور اللہ کے بندوں میں بندگی کی چمک نظر آتی رہی۔ آمین ثم آمین بحرمة سید المرسلین.

جامعہ فاروقیہ رضویہ کوٹلہ ارب علی خاں

اللہ تعالیٰ نے اشاعت اسلام اور فروغ دین مصطفیٰ علیه التحية والثناء کے لئے جن لوگوں کو منتخب اور پسند فرمایا ہے ان کا روشن کردار بلا شک وشبہ تاریخ ایمان و یقین کا ایک سنہری باب ہے اللہ تعالیٰ نے جن کو یہ اعزاز بخشا ہے ان بندگان خدا میں سے دنیا کی اہلسنت کے عظیم پیشوا پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء زبدۃ المشائخ حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظله العالی ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاشاعت دین اسلام و فروغ عشق مصطفےٰ علیه التحیه والثناء کے لئے وقف کر رکھی ہے حضرت قبلہ پیر صاحب دینی ساری زندگی درس و تدریس وتبلیغ میں گذار رہے ہیں آپ شریعت وطریقت کے جامع ہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں لوگوں کو بیعت کر کے ان کے قلوب واذہان کو منور فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے فیض کو تا صبح قیامت جاری رکھے آمین۔

قاری نصیر زمان محمدی سیفی، اسلام آباد

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کی شخصیت اس پر فطن دور میں ظاہری علوم سے بھی مزین ہے اور باطن سے بھی اس کے ساتھ عمل کا یہ حال ہے کہ داتا علی گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرید نے سوال کیا کہ حضور میں آپ کے ساتھ تیس سال سے ہوں مگر کوئی کرامت نہیں دیکھی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بتاؤ ان 30 سالوں میں میرا کوئی کام رسول ﷺ کی سنت کے خلاف ہوا اسی طرح پیرارچی مبارک کی ذات مبارک ایسی ہے کہ جنھوں نے کبھی کوئی کام خلاف سنت نہیں کیا۔

الطاف حسین محمدی سیفی، اسلام آباد

آپ کا ہر ہر عمل قرآن اور سنت کے مطابق ہے۔

کامران احمد محمدی سیفی، اسلام آباد

آپ کے پاس جو بھی محبت لے کر آیا جو گناہوں سے شرمسار آپ کے قدموں تک پہنچا، ان کے دلوں کے زنگ اُتار کر ان کو محبوب خدا کے رنگ میں رنگ دیا اور سر سے لے کر پاؤں تک وہ سنت پر عمل والے بنے۔

آفاق احمد محمدی سیفی اٹھال بھارہ کہو، اسلام آباد

رہبر شریعت شیخ المشائخ پیر ارچی خراسانی حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک دامت برکاتہم العالیہ کے چہرے کی نورانیت اطمینان، جلال اور سر سے لے کر پاؤں تک سنت نبوی ﷺ کا حسین پیکر بے مثال ہے۔ آپ کی شخصیت علم و عمل کے اعتبار سے ایسی ہے کہ آپ کا ہر ایک عمل قرآن و سنت کے مطابق اتباع رسول ﷺ میں ڈھلا ہوا ہے اور علم کے ساتھ عمل کی وہ موافقت ہے کہ جن کاموں کو عام طور پر سنت سمجھا ہی نہیں جاتا یا وہ کام کرتے ہوئے سنت کا خیال رکھا ہی نہیں جاتا مثلاً روزمرہ کے معاملات آپ کی ذات مبارک میں یہ بات دیکھنے کو آئی کے آپ ہر عام و خاص کام میں سنت مطہرہ کے مطابق علم و عمل کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں۔

مولانا محمد اشرف سعیدی صدر جماعت اہلسنّت ضلع لاہور

پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک دامت برکاتہم العالیہ کی ذات محتاج تعارف نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر ممالک اسلامیہ میں آپ قطب یزدانی امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان عام کر رہا ہیں آج کے پُرفتن دور میں نہ صرف آپ بلکہ آپ کے خلفاء اور قابل فخر صاحبزادگان احیائے سنت اور دین کی ترویج و اشاعت کے لیے سرگرم عمل ہیں آپ کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے والے احباب میں نماز کی پابندی کے ساتھ ذکر و فکر اور سنتوں کی پابندی امتیازی مقام رکھتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ سے مشائخ کے ہاتھ مضبوط کیے جائیں تا کہ وطن عزیز پاکستان میں اسلام اور اسلامی قدروں کو فروغ ملے۔

قاری غلام نبی سہروردی قادری خطیب جامع مسجد طور شریف نزد کاہنہ

پیر طریقت رہبر شریعت واقف رموز ہا سلطان الاولیاء حضرت پیر سیف الرحمٰن دور حاضر کے مرد کامل مرشد کامل و مکمل و اکمل اور لوگوں کے لیے رہبر کامل سنتوں کو زندہ کرنے والے متقی پرہیزگار مجدد الف ثانی کی تصویر کامل ہیں جن کی نگاہ فیض سے لاتعداد لوگ ہدایت یاب ہو کر دوسرے لوگوں کے لیے نمونہ بن گئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا فیض ہمیشہ سلامت رکھتے آمین۔

قاری سعید احمد دینی درس گاہ مدینہ مسجد گوالا کالونی رکھ چندرا کا ضلع، لاہور

آپ کی نورانی صورت دیکھ کر دل کی کیفیت بدل گئی اور آپ کے معمولات کو دیکھ کر آپ کو سابقہ مشائخ جن کے بارے میں کتابوں میں پڑھا تھا آپ ان مشائخ کامل کی کاپی نظر آئے۔

صوفی محمد یٰسین جامع غوثیہ سیفیہ گلزارِ مدینہ (رجسٹرڈ) جامع مسجد غوثیہ ننکو شریف

حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب دین کا کام ایسے کر رہے ہیں جیسے حضرت امام احمد رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاجدارِ بریلی نے کیا تھا۔

حافظ میاں مقبول احمد سیفی ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ سیفیہ گلزار مدینہ (رجسٹرڈ)

اخوندزادہ مبارک صاحب اہلسنت والجماعت کے لیے عظیم سرمایہ ہیں۔

رفعت شاہین سیفی، خلیل احمد سیفی، عرفان سیفی، اسلام آباد

ہم لوگوں نے پیر طریقت رہبر شریعت پیر ارچی مبارک دامت برکاتھم العالیہ کو ترنول شریف حضرت پیر طریقت رہبر شریعت قبلہ ڈاکٹر سرفراز محمدی سیفی دامت برکاتھم العالیہ کے آستانہ عالیہ پر اپنے مرشد قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ پیر عبدالشکور سیفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے صدقے سے دیکھا اور پہلا تاثر یہ پایا کہ جو شخص سر سے لے کر پاؤں تک سراپا سنت ہے۔

پروفیسر محمد خان چشتی (چک جھمرہ) فیصل آباد

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے آڈیٹوریم میں ''الاخوہ'' تنظیم نے محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

پاکستان کی حیات اور دینی خدمات کے حوالے سے عظیم الشان سیمینار کا انعقاد کیا۔ اس سیمینار میں سب سے اہم اور خوبصورت انداز میں شرکت سلسلۂ طریقت سیفیہ کے خلفاء معتقدین، مریدین کی صورت میں نظر آئی۔

حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن مدظلہٗ العالی کی اپنے خلفاء اور متوسلین کی روحانی تربیت کا نتیجہ ہے کہ سیفی حضرات جس اجتماع میں شرکت کرتے ہیں وہاں یہ نہایت ہی منظم انداز میں سفید پگڑیوں اور متشرع چہروں کے ساتھ حاضرین کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔

سیمینار میں حضرت صاحبزادہ حمید جان صاحب اور میاں محمد حنفی سیفی صاحب نے اپنے جملہ عقیدت منداں کے ہمراہ شرکت فرمائی اور سیمینار کے اختتام تک ایک محبت آفرین انداز میں تشریف فرما رہے۔ یہ حضرت سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کی نگاہِ فیض کا اثر ہے کہ ان کے خلفاء کی انگلی کے اشارے اور چشم فیض کی جنبش سے مریدین کے دل تڑپنے اور جسم پھڑکنے لگتے ہیں اور قبلہ کے منظم روحانی سلسلہ میں دن رات مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور لوگ روحانی سکون حاصل کرنے کے لیے سلسلہ سیفیہ میں جوق در جوق شامل ہو رہے ہیں۔

الحاج نذیر حسین سیفی الفیصل ٹاؤن لاہور کینٹ

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں (ولیوں) کو ایسی طاقت عطا کی ہوئی ہے جس سے وہ لوگوں کی دلی کیفیت سے واقف ہو جاتے ہیں اور دلوں کی کیفیت اپنی نورانی توجہ سے بدل کر سالکین کو اعلیٰ مقام عطا کر دیتے ہیں۔

شہزادہ قاری محمد شوکت چشتی خطیب مرکزی جامع مسجد ابوبکر نقشبندیہ مین بازار فقیبی ...... لاہور

حضرت پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور و معروف بزرگوں میں شمار کیا جاتا ہے اور آپ کے ہزاروں خلفاء اور لاکھوں مریدین پابند شریعت اور خلفاء راشدین کی جدوجہد پر نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

مولوی عبدالحق نوری خطیب جامع محمدیہ بوستان کالونی قینچی امرسدھو لاہور

بندہ کو پیر صاحب کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ایمان، عمل، عشق رسول ﷺ میں نمایاں ترقی ہوئی۔ الحمدللہ!

قاری عبدالرزاق سعیدی امام وخطیب جامعہ مسجد فاروقیہ لاہور کینٹ

مجھے آپ کا وجود رحمت کی طرح لگا۔

قاری مقصود احمد قادری جامعہ مسجد توکلیہ محمدیہ گلستان کالونی قینچی امرسدھو لاہور

حضور پیر صاحب نے لوگوں کو بدعملی سے ہٹا کر نیک عمل کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ بہت بڑی کرامت ہے انھوں نے لاکھوں لوگوں کو اللہ کا نیک بندہ بنا دیا ہے۔

مولانا محمد صدیق نقشبندی

حضرت پیرزادہ پیر اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کی زیارت ہوئی تو مجھے وہ حدیث یاد آئی کہ جو لوگ پیر صاحب کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے لڑائی لیتے ہیں۔

طاہر علی خان قادری کنوینئر سنی تحریک جنوبی لاہور

سنی تحریک کو ولی کامل مرد قلندر حضرت پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتہم پیر ارچی مبارک کی خدمات پر فخر ہے۔ اب لاہور کے پسماندہ علاقہ میں علم و نور اور عشق مصطفےٰ ﷺ کی کرنیں بکھیرنے کے لیے لاہور فقیر آباد (لکھوڈیر) میں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

محمد شفیق خان قمر ممبر بین المذاہب امن کمیٹی پنجاب

جناب اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی بندگان خدا کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بلاشبہ جہالت، گمراہی اور بدعقیدگی میں مبتلا لوگوں کی اصلاح ایک مشکل کام ہے مگر جسے خداوند کریم چن لیں اسے ہمت اور طاقت بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ پیر سیف الرحمٰن نے اپنی سحر انگیز شخصیت اور عمل اور کردار سے لاکھوں لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔

پیر محمد انیس الرحمٰن خان قادری، ٹاؤن شپ

قبلہ پیر ارچی مبارک نے بڑے احسن طریقہ سے سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے بزرگوں اور عظیم شخصیات کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

مفتی غلام شبیر فاروقی پرنسپل جامعہ اسلامیہ حنفیہ ٹاؤن شپ

حضرت پیر اخوند زادہ جناب پیر سیف الرحمٰن صاحب مبارک سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں آپ اسلاف کی مکمل تصویر ہیں اور ان کا نمونہ ہیں عالم باعمل ہیں۔ آپ کا دل حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت اور عشق ہمہ وقت معمور مسرور ہے۔

ندیم الدین قریشی ایڈووکیٹ

حضرت پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتہم ہی ہیں۔ نہایت ملنسار، خوش اخلاق، پاکیزہ صورت وسیرت، نگاہوں میں حیاء کی چمک اور معرفت کی دمک اور سنتوں میں سرشار، روحانی فیوض و برکات سے لبریز سنتوں کے پیکر، تصوف کے شہنشاہ، معرفت وحقیقت سے آشنا غرضیکہ ان کے بارے میں قلم بھی لکھنے سے قاصر ہے کیونکہ یہ نہ صرف مردہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں بلکہ غافل قلب کو ذکر کی طرف مشغول کر کے دلوں کی گناہوں کی سیاہوں کی تہوں کو صاف کرتے ہیں اور دل کو منور کرتے ہیں یہاں تک کہ قلب ذاکر ہو جاتا ہے۔ یقیناً یہ ان کی کرامت ہی ہے۔

انجمن صدائے حقوق

ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت پیر طریقت سیف الرحمٰن صاحب لوگوں کے مردہ دلوں کو نہ صرف زندہ کرتے ہیں بلکہ انھیں ذکر پر لگاتے ہیں اور قلب کو ذاکر کر دیتے ہیں اور عشق مصطفےٰ ﷺ دلوں میں اجاگر کرتے ہیں اور قرآن وسنت کے مطابق زندگی بسر کراتے ہیں۔

الحاج محمد یوسف خان صدر تاجران ابوبکر روڈ ٹاؤن شپ لاہور

سیفی سلسلہ کے مایہ ناز بزرگ حضرت پیر سیف الرحمٰن سیفی کی خدمات لائق تحسین ہیں موجودہ وقت کے ولی کامل ہیں اور ایک نگاہ ڈال کر دل کا سیاہ پن ختم کر دیتے ہیں۔

سید محمد عاکف قادری خلیفہ وتلمیذ: ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

حضرت کے جملہ مریدین اپنی ظاہری وضع قطع میں حضرت کی تصویر ہیں اس سے قبلہ کا ظاہری تعارف ہو جاتا ہے کہ آپ سراپا سنتوں کے عامل ہیں۔

باغ سنت میشود از آمد تو پُر بہار

آپ کے خلفاء کو دیکھ کر آپ کی جو تصویر ذہن میں ابھرتی ہے وہ اس قول تصدیق کرتے نظر آتے ہیں۔

من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق و من تصوف ولم يتفقه فقد تذندق ومن جمع بينهما فقد تحقق. (مرقاة شرح مشكوة)

حضرت اخوندزادہ سے بغیر ملاقات کیے میں وثوق سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ ایسے لوگ صوبوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ہمیں ان کی قدر کرنی چاہیے اور جس قدر ممکن ہوں آپ کی صحت وسلامتی کی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

محمد سرفراز خان (جنرل کونسلر) یوسی 132 ممبر ضلعی کمیٹی لاہور

لکھوڈیر اب یہ جنگل نما علاقہ فقیر آباد عشق مصطفے ﷺ کے پروانوں کا بارونق شہر قائم ہو گیا ہے یہاں ہر ہفتہ ذکر ونعت کی روحانی محافل انعقاد پذیر ہوتی ہے جہاں لوگ روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں میں نے بذات خود علاقہ کا دورہ کیا اور محافل میں شرکت کی پیر صاحب کے فیض سے واقعی بے شمار افراد فیض یاب ہو رہے ہیں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ فقیر آباد کا نام سرکاری طور پر تسلیم کیا جائے۔

ندیم الدین قریشی الاخلاص فاؤنڈیشن، ٹاؤن شپ لاہور

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتہم عالیہ بندے کو اُس کے خالق کی پہچان کرا دیتے ہیں۔ دور حاضر کی عظیم روحانی شخصیت ہیں آپ کی زندگی مبارکہ شریعت مطہرہ کا نمونہ ہے جو خوش نصیب اس سلسلہ عالیہ سیفیہ شامل ہوتا ہے وہ اسوۂ حسنہ کا پابند نظر آتا ہے۔

محمد خطیب مصطفائی مہتمم جامعہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا (برائے طالبات)

پیر سیف الرحمٰن کی تربیت اور روحانی فیض کا اثر ہے کہ آج ملک کے جس کونے

میں چلے جائیں مکمل سنت کے پیکر بنے ہوئے ان کے خلفاء اور مریدین نظر آئیں گے۔ چہرے پر سنت کے مطابق مکمل داڑھی سر پر عمامہ اور سفید کپڑے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کو تربیت دینے والا شخص کوئی عام نہیں ہے بلکہ وہ بھی کامل ہستی ہے جس لاکھوں لوگوں کی زندگاں بدل دی ہیں۔

حضرت قبلہ پیر سرکار دامت بر کاتہم العالیہ آستانہ عالیہ محمدیہ قادریہ گلشن آباد شریف راولپنڈی

اللہ رب العزت کا احسان عظیم ہے کہ ہر دور میں امت محمد ﷺ میں کچھ تقدس لاکھوں/ ہزاروں کی اصلاح ظاہر و باطن فرمائی۔ انھیں لوگوں میں یادگار اسلاف صوفی بزرگ پیر صاحب سیف الرحمٰن ارچی خراسانی ہیں۔ اللہ ان کا اقبال بلند کرے ان کو خلفاء کو صاجزادگان کو ان کہ نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سید محمد محفوظ مشہدی مرکزی راہنما مرکزی جمعیت علماء پاکستان

شیخ المشائخ حضرت پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن ارچی صاحب مبارک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور و معروف بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے لاکھوں مریدین پابند شریعت اور خلفاء اقامت دین کی جدوجہد میں بہت نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں حضرت پیر صاحب کے عزیز و علماء اور حلقہ ارادت کے لوگ بڑی جانفشانی سے باڑہ کے علاقوں میں اہلسنت کے تشخص پر قائم رہے ہیں اور بڑے ناگفتہ بہ حالات میں معتقدات ملت پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عاشقان رسول کریم ﷺ کو ان معاملات پر سیفی سلسلہ کے علماء کے کام کو سراہنا چاہیے اور ان کے ساتھ تعاون میں پیش پیش ہونا چاہیے اور میری دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت پیر صاحب کے درجات کو مزید بلند فرمائے اور ان کے فیضان کو عام فرمائے اور اہلسنت پر ان کا سایہ قائم رہے۔ آمین

مولانا عاشق حسین باوری

آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف بظاہر اینٹوں کا مکان دکھائی دیتا ہے لیکن درحقیقت یہ روحانی دنیا کا ایک عظیم مرکز ہے، اس مقدس زمین کا ذرہ ذرہ نور بداماں رشک آسمان اور عشاق کی آنکھوں کا سرمہ ہے۔ یہ آستانہ عالیہ ایک ایسا دھوبی گھاٹ ہے جس میں میلی

روحیں دھوئی جاتی ہیں، گناہوں کے داغ دھبے ذکر الٰہی کے صابن سے دور کیے جاتے ہیں۔

یہ سارا فیضان ہے امام خراساں حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن مبارک دامت فیوضھم القدسیہ کی نظر کا جن کی توجہ کامل کے فیوض و برکات کے طفیل زنگ آلود دل دھل کر ذات باری تعالیٰ کا مسکن اور ڈیرہ بن جاتے ہیں۔ جن کی توجہ کامل کے فیوض برکات سے سانسوں کے کشکول ذکر الٰہی سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

علامہ مولانا مفتی محمد ساجد خان کریمی

ذکر اللہ کی ضرب سے دلوں کو منور کرنے کا جو عظیم مشن حضور سیدنا اخوند زادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک دامت بر کاتھم سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ انھیں کا حصہ ہے۔

حافظ محمد سعید اختر صدیقی خطیب جامع مسجد کالونی میلاد نگر راولپنڈی

اس پرفتن دور میں پیر طریقت منبع رشد و ہدایت جناب قبلہ پیر اخوند زادہ سیف الرحمان مبارک مدظلہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کا چراغ مسلمانوں کے دلوں میں اجاگر کیا ہے۔ دور حاضر میں مثال نہیں ملتی۔

پیر طریقت حضرت پیر محمد اشفاق احمد قادری سروری دربار سلطانیہ برہان شریف ضلع اٹک

اولیاء اللہ دنیا میں اللہ کا فضل ہیں۔ وہ رحمت خداوندی کو مخلوق میں اپنے اپنے طریقے سے تقسیم کر رہے ہیں اور انہی ہستیوں میں سے ایک اخند زادہ پیر مبارک سیف الرحمٰن صاحب کی ذات ہے۔

محمد عمر فیض سروری قادری

حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب ان کی خدمات دین و تصوف ایک ایسا نمایاں پہلو ہے جس سے ہر خاص و عام آشنا ہے۔

شمس الحق نقشبندی الجامعۃ الغوثیہ جھنگی سہراں اسلام آباد

شیخ التفسیر والحدیث پیر طریقت رہبر شریعت پیکر صدق وفا یادگار اسلاف میرے قابل صد احترام جناب اخند زادہ سیف الرحمان صاحب خراسانی مدظلہٗ العالی آپ کی سیرت میں شریعت و طریقت کا حسین امتزاج ہے۔ جگر مراد آبادی کا ہر شعر صادق آتا ہے۔ کبھی

کبھی تو اسی ایک مشیت خاک کے گرد طواف کرتے ہوئے ہر وقت آسمان گزرے۔ آپ کے صاحبزادے جید علماء کرام میں شمار ہوتے ہیں علوم متداولہ کے ماہر اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔ حضرت العلامہ صاحبزادہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حمید جان صاحب مدظلہ حضرت العلامہ صاحبزادہ مولانا حیدری صاحب مدظلہ اور آپ کے مایۂ ناز خلفاء کرام وہ عظیم ہستیاں ہیں جنھوں نے اپنے مرشد کامل سے اخذ فیض کیا۔

شاہ رحمٰن سعیدی سیفی صاحب چکری روڈ راولپنڈی

وہ ہے پابندیٔ شریعت اور اتباعِ سلف الطریقت اور احیاء سنت مطہرہ ہے اور اس خوبی پر ہزاروں خوبیاں قربان جائیں۔ یہ خوبی کہ شریعت مصطفویٰ ﷺ کے معاملہ میں نڈر و دلیر ہو کر کسی بھی "لومة لائمہ" کو خاطر میں نہ لانا عظیم صفت ہے۔

عبدالواحد سیفی چشتی آباد راولپنڈی

ہاں عمل کی دنیا میں، میں نے ایسا باشرع باعمل اور زیرک ہستی کسی کو نہیں پایا۔ آپ کی زندگی کا ایک خاص معمولِ مبارک ہے اور وہ ہے سنت مصطفیٰ ﷺ پر سختی سے کاربند رہنا۔ نہ صرف سنت طیبہ بلکہ مستحبات کے بھی آپ عامل ہیں۔

غلام مصطفیٰ کندوال ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن کی پرکشش اور پرنور شخصیت دیکھ کر قرون اولیٰ کے اسلام کی یاد تازہ ہوگئی ان کو مکمل طور پر پیکر سنت و عاشق رسول پایا۔

محمود قریشی (یو کے)

جناب قبلہ ڈاکٹر سرفراز صاحب سے شرف بیعت حاصل کر چکا تھا، اس کی سنت کی پاسداری اور اتباع رسول ﷺ کو دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا اور اس کے بزرگوں سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ چنانچہ پاکستان کا سفر اختیار کیا اور حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس پرفتن دور میں لاکھوں لوگ اسے فیض یاب ہوئے اور انھوں نے احیاء سنت کا کارنامہ سرانجام دیا، ان کی شخصیت انتہائی مسحور کن اور پرنور ہے۔ برطانیہ کی پرفتن مضافین ان کے مریدین اپنے ظاہر و باطن اور

لباس و اطوار میں سنت پر استقامت سے عمل پیرا ہیں اس ولی کامل کی نگاہ کے طفیل، ان کے فیض کی برکات پورے یورپ میں بیکراں کی طرح موجزن ہے۔

حسین طارق

قبلہ ڈاکٹر سرفراز صاحب کی وساطت سے حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن المعروف پیر ارچی خراسانی مبارک سے میری ملاقات چند سال پہلے ہوئی ان کے تمام خلفاء اور مریدین سے مجھے ایک غیر محسوس انس محسوس ہوا۔ تاریخ اولیاء کرام میں جو پڑھا، اس کا عملی نمونہ ان کے پاس نظر آیا۔ یونان میں بھی کچھ سیفی اصحاب موجود ہیں۔ ہم وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ کچھ وقت ضرور گزارتے ہیں۔ حضرت صاحب کی نظر کیمیاء کا فیض ان کے مریدین سے مل کر محسوس ہوتا ہے جو اس جگہ جہاں عیسائیت عام ہے، وہاں پر بھی شریعت وسنت پر استقامت سے عمل پیرا ہیں۔ خدا ہمیں بھی ان کے خدام میں شامل کرے۔

حضرت مولانا محمد اشتیاق احمد ہزاروی دھمیال روڈ راولپنڈی

پیر سیف الرحمٰن صاحب نے جس محبت کے ساتھ لوگوں کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذکر کی شمع روشن کی نیز لوگوں کو سنت رسول ﷺ کا پابند کیا مسلک رضا کی تشہیر کی جو سرزمین پاکستان میں بالخصوص اور عالمی دنیا میں بالعموم مسلمانوں کی بالادستی چاہتے ہیں جو دین محمدی ﷺ کا پرچم بلند رکھنا چاہتے ہیں جو اپنے قلوب سے انا پرستی ختم کر کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا دست بازو بنانا چاہتے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد اشرف صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ ضیاء القرآن راولپنڈی

جو آدمی ان کی محفل ذکر میں بیٹھا وہ شریعت محمدی ﷺ کا پابند ہو گیا۔

حضرت علامہ مولانا محمد حیدر علوی صدر سنی تحریک ضلع راولپنڈی

قبلہ مبارک صاحب کے ارادت مندوں کو دیکھ کر شریعت کی تابعداری اور اسلام سے لگاؤ نظر آتا ہے جو کہ ہماری قدیم خانقاہوں کی پہچان اور صوفیاء کا انداز تربیت تھا۔

یقیناً آج ہمارا خانقاہی نظام جس زوال کا شکار ہے اس ماحول میں حضرت پیر صاحب کا وجود اور اندازِ تربیت آقا کی امت کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

احمد سعید قادری عفا اللہ عنہ سرگودہا

قدوۃ السالکین حجۃ الواصلین سراج الکاملین حضرت خواجہ سیف الرحمٰن مجددی دامت بو کاتھم دور حاضر کی عظیم روحانی وعلمی شخصیت ہیں۔ آپ کی زندگی شریعت مطہرہ کا نمونہ ہے جو خوش نصیب سلسلہ عالیہ سیفیہ میں شامل ہوتا ہے وہ اسوۂ رسول کریم ﷺ کا پابند نظر آتا ہے۔ اس دور میں جبکہ رسمی پیری مریدی رہ گئی ہے۔

ان مشائخ سیفیہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے اپنے متوسلین کو شریعت کا پابند اور ذکر کی تلقین کرنا۔ اللہ تعالیٰ ان پاک نفوس کا فیض جاری وساری رکھے۔

مشتاق احمد اعظمی خطیب جامع مسجد سکردو

حضرت پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ پیرانہ سالی میں تکمل اسلاف کی تصویر ہیں آپ کے منسلکین حضرات اتباع شریعت کی اعلیٰ مثال ہیں اس دور میں آپ کا وجود مسعود نعمت خداوندی ہے۔

قاری غلام حسین خضدار، بلوچستان

میرا مکمل خاندان سلسلہ سیفیہ مجددیہ سے بیعت ہے۔ خضدار میں باقاعدہ محفل میلاد، ذکر خفی اور دیگر لوازمات اب قائم ہیں اور لوگوں کی کثیر تعداد عقیدہ حق کی طرف مائل ہے۔ سب حضرت پیر ارچی خراسانی حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت بو کاتھم کی نظر کے طفیل ہے۔

ایم عثمان راولپنڈی ڈویژن

حضرت قبلہ مبارک صاحب مدظلہ العالی کی مذہبی، مسلکی اور تصوف کی دنیا میں آپ کی گرانقدر خدمات تاریخی حیثیت کی حامل ہیں۔ میرے قائد محترم مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی اس سلسلے میں تحریر فرما چکے ہیں اور میں اپنے قائد کے نقطوں کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے فقط اتنا کہوں گا کہ جو میرے قائد نے فرمایا حق فرمایا سچ فرمایا۔

حضرت علامہ مولانا حافظ غازی محمد خان پرنسپل جامعہ قمر الاسلام وخطیب اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد

دین کی اشاعت وتبلیغ آج کے اس پرفتن دور میں حضرت پیر سیف الرحمان سیفی صاحب دامت برکاتھم جیسی ہستیاں اس فریضہ کو بحسن وخوبی سرانجام دے رہی ہیں۔ جس کے نتیجے میں لاتعداد گم کردہ راہ نوجوان، راہِ ہدایت پا چکے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا قاری عمر حیات چشتی خطیب جامع مسجد عباسیہ مہتمم مدرسہ جامعہ غوثیہ فیض القرآن راولپنڈی

حضرت قبلہ پیر صاحب دور حاضر کے ولی کامل اور متقی انسان ہیں۔ میری ملاقات قبلہ پیر صاحب سے تو نہیں ہوئی لیکن آپ کے مریدوں اور خلفاء سے واسطہ پڑھا ہے، جن میں پیر عبدالمنان صاحب آف جہلم جو کہ شریعت مطہرہ کے پرتو نظر آئے۔

بابا محمد علی

حضرت شیخ المشائخ علامہ مولانا پیر طریقت سیف الرحمٰن مدظلہ العالی اہلسنّت کا دور حاضر میں عظیم سرمایہ ہیں آپ کے مریدین اس ملک میں متبع سنت نظر آتے ہیں۔ عشق رسول ﷺ سے سرشار اسلاف کے دور کی یاد دلائے۔

شیخ الحدیث شیخ القرآن استاد العلماء علامہ پیر سید محمد ذاکر حسین شاہ صاحب سیالوی

مختلف احباب کی زبانی عارف باللہ حضرت اخوند زادہ پیر سیف الرحمان مبارک کے بارے میں ان کے تقدس اتباع سنت اور عشق رسول ﷺ کے حسین عقائد سنے۔ ان شہادتوں کے پیش نظر فقیر یہ سمجھتا ہے کہ وہ دور حاضر میں ایک حسین نمونہ ہیں۔ فقیر مسلمانوں کو تاکید کرتا ہے کہ ان کے بارے میں یقین کامل رکھ کر ان کی محفل میں حاضری دیں۔ ان کی کتابیں پڑھیں۔ ان کے انفاس قدسیہ سے فیض حاصل کریں۔

ڈاکٹر خالد مہتاب کیلیفورنیا یو ایس اے

امن کے پیرو مرشد حضرت اخوند زادہ سیف الرحمٰن کا کمال ہے ان کے مریدین

دنیا میں اتباع سنت کے مظہر ہیں۔ حضرت صاحب کا وجود تمام اہلسنت کے لیے باعث برکت ہے اور میری تمنا ہے کہ میں جلد از جلد پاکستان آ کر ان سے شرف ملاقات حاصل کروں ان کی فیض صحبت سے مستفید ہوں۔

قاضی منظور احمد چشتی خطیب مرکزی جامع مسجد کمپنی باغ سرگودہا

اخند زادہ سیف الرحمٰن مدظلہ سے قبل اہل سنت کی حالت بہت خستہ تھی یہ واحد شخصیت ہیں جن کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کو پھر سے عروج ملا، یہ آپ کی نظر کا فیضان ہی ہے کہ آپ ہر مرید سر سے پاؤں تک سیرت مصطفےٰ ﷺ کا پیکر و آئینہ نظر آتا ہے۔

حضرت علامہ مولانا مولا بخش صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ اشاعت القرآن راولپنڈی

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ میں عشق مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ شریعت کی پابندی جیسا کہ حق ہے ویسی دیکھنے میں آئی ہے۔ اس سلسلہ کے بزرگان کا مسلک رضا کی ترویج میں حظ وافر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تحریک کو نظر بد سے محفوظ فرمائے اور اس کے فیضان کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

نام ندارد

قبلہ حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازھری کے عرس چہلم مبارک پر صاحبزادہ شیخ الحدیث حمید جان صاحب کا دیدار نصیب ہوا۔ چہرہ انور دیکھ کر ایک ولی کامل اور اسلاف کی زندہ تصویر سامنے آ گئی۔ اللہ اس سلسلہ کے ہر فرد کو دین متین پر عمل اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسعود ملک چیف ایڈیٹر ایجوکیشن نیوز اسلام آباد

میرے دل میں اس سلسلے کے بزرگ عالی سرکار پیر سیف الرحمٰن سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی اور جن سے ملاقات کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت عالی سرکار سچے عاشق رسول ﷺ اور صحیح سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہیں۔

زمرد خان راولپنڈی

پیر طریقت حضرت علامہ مولانا سیف الرحمٰن پیر ارچی نے دین کے لیے اپنی

خدمات بطریق احسن انجام دی ہیں۔ جس سے سینکڑوں لوگوں کو دین اسلام سے روشناس کرایا۔ لوگوں نے ان کی تعلیم سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزارنا شروع کی ہے۔

انجم عقیل خان سینئر نائب صدر

پیر طریقت، رہبر شریعت، واقف رازِ حقیقت جناب حضرت پیر سیف الرحمٰن (اخوندزادہ) ارچی (مبارک) نے امت محمدیہ کی رہنمائی اور روحانی فیض کی ترسیل کے لیے اپنی ذاتِ خاص کو عرصہ دراز سے مختص کر رکھا ہے اور قلوبِ امت میں نورِ پوشیدہ کی سہل منتقلی کا ذریعہ ہیں۔ جناب کے فیضان نظر اور ذاتِ بابرکات اور آپ کے مقرر کردہ خلفاء کی تعلیمات کی بدولت اس نورِ عرفانی کی ترسیل جاری وساری ہے۔

قاری بشیر اعوان خطیب جامع نقشبندیہ الہ آباد راولپنڈی

اس پرفتن دور میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بے راہ روی میں گھرے ہوئے انسانوں کی راہنمائی کے لیے جناب پیر طریقت، رہبر شریعت مخزنِ ولایت، صدر صدور کاروانِ سالکین حضرت قبلہ اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک جیسی ہستی کو بھیج کر خصوصی کرم فرمایا جو لوگوں کے قلوب واذہان کو عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے فیض یاب فرمارہے ہیں۔

ملک ابرار احمد MNA حلقہ NA 54 راولپنڈی کینٹ

دور حاضر میں حضرت پیر طریقت علامہ مولانا صوفی باصفا حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک نے دین متین دین حقہ کی خدمات بطریق احسن انجام دی ہیں۔ جس سے لاکھوں مسلمانوں نے استفادہ کیا۔

حافظ محمد صالحین خطیب جامع مسجد قاضیاں گلی نمبر 4 میلادنگر، راولپنڈی

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی سنت نبوی ﷺ کے کامل مظہر ہیں۔ جو شخص بھی ایک مرتبہ آپ سے شرف ملاقات کرتا ہے وہ آپ کا ہی ہو جاتا ہے۔ ایسے ولی کامل کی ہر دور میں ضرورت رہی ہے اور اس دور میں حضور اخندزادہ جماعت اہلسنت کے لیے خدا کی نعمت سے کم نہیں ہیں۔

صاحبزادہ اللہ بخش چشتی خطیب جامع مسجد مدنی راولپنڈی

عزت مآب اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب عظیم عالم دین، ممتاز دانشور، روحانی شخصیت، ہمہ جہت، ہمہ صفت، ہمہ گیر شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ اپنے افکار و خیالات، اپنی ناقابل فراموش، بے لوث خدمت دین خلق خدا سے والہانہ محبت و خلوص اور اسلام کی راہ میں بے پناہ قربانیوں کی بنا پر پہچانے جاتے ہیں۔ آپ عشق رسول ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ عشق محمدی کی دولت کو عام کرے اور لوگوں کے قلوب واذہان کو عشق محمدی کی دولت سے فیض یاب فرما رہے ہیں۔ بلاشبہ آپ کا ظاہر شریعت محمدی سے آراستہ اور آپ کا باطن طریقت محمدی سے منور ہے۔ آپ ان مقربان الٰہی میں سے ہیں جو دلوں میں تمنا کی طرح محفوظ رہتے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا رضاء المصطفیٰ نورانی مہتمم جامع انوار مصطفیٰ ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی

قبلہ عالم پیر طریقت داعی سنت عالی مرتبت حضور اخوند زادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک صاحب مدظلہ العالی جنھیں اللہ کریم نے علم اور روحانیت میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمایا ہے آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہر شخص آقا کریم ﷺ کی سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتا ہے۔ ایک پاکستان ہی کیا دنیا کے بے شمار ممالک میں آپ سے محبت کرنے والے موجود ہیں۔ مجھے آپ کی ذات گرامی اور آپ کے صاحبزادہ صاحب مدظلۂ العالی اور آپ کے خلفاء سے بہت دفعہ ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ایک روحانی کیف اور سرور سے دل سرشار ہو جاتا ہے۔

پروفیسر مفتی محمد انوار حنفی

قدوۃ السالکین عمدۃ المرشدین معدن حسنات وخیرات، مصدر فیوض و برکات، عالم ربانی حضرت علامہ مولانا پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی اطال اللہ عمرہ و افا عانا اللہ بطول حیاتہ کی شخصیت پورے عالم اسلام کی ایک عظیم علمی اور روحانی شخصیت ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل کے بزرگان دین کے جو جو حالات کتب سیر اولیاء عظام میں پڑھے ہیں۔ میں بے لاگ کہوں گا کہ آپ کی شخصیت میں اس کی عملی تعبیر نظر آتی ہے۔ میں

چند مرتبہ آپ کی زیارت اور صحبت ذکر وفکر سے شرف ہو چکا ہوں اور آپ کی شخصیت سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ایک عملی نمونہ ہے۔

آپ کی پاکستان آمد پر آپ کی شخصیت کے بارے علماء کرام میں کچھ معاملات اٹھے لیکن رئیس العلماء فخر العلماء قبلہ شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام معاملات کو نہ صرف ٹھیک فرمایا بلکہ آپ کے علمی و روحانی تبحر کو علماء کرام اور مشائخ عظام سے تسلیم کروایا۔ آپ کی اس کاوش سے حضرت کے بارے جو علماء کرام میں شکوک و شبہات پائے جاتے تھے کہ حضرت قبلہ والا شان ان علماء دیوبند جن پر علماء حرمین شریفین اور پورے عالم اسلام کے علماء و مفتیان نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے آپ اس فتویٰ کو نہیں مانتے لیکن جب حضرت والا پیر سیف الرحمٰن مدظلہٗ نے علی الاعلان ان کی تکفیر فرمائی تو تمام علماء اہل سنت مطمئن ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کے علمی و روحانی فیض سے ہمیں بہرہ ور فرمائے۔ آمین

علی اشرف نقشبندی مجددی سرپرست اعلیٰ انجمن رضائے مصطفےٰ ومیلاد کمیٹی چندرائے لاہور

چہرہ تاباں کو دیکھنے سے دل مضطر نے "اِذَا رُؤُدا ذُکِرَ اللّٰہ" کا مظہر پایا آپ مسلک فقہ سنی حنفی بریلوی کے درخشندہ ستارے ہیں۔ امام اعظم وغوث اعظم سے آپ کو والہانہ محبت ہے۔ غافل دلوں کو ایک نگاہ سے ذاکر بنا دیتے ہیں۔ دیوبند، وہابیہ، شیعہ کے مقابلے میں کوہ پیکر ثابت ہوئے ہیں آپ کی زیارت گناہوں کا کفارہ ہے۔ گاہے بگاہے آپ کے خلفاء سے ملاقات اور زیارت کا شرف ہوتا رہتا ہے خاص کر چندرائے میں سالانہ محفل میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیر گلزار احمد سیفی آستانہ عالیہ گلزار سیفیہ، پیر میاں محمود حنفی سیفی آستانہ عالیہ راوی ریان و دیگر خلفاء بھرپور شرکت کرتے ہیں اور تشنگانِ شریعت، معرفت و حقیقت کو اپنے فیضانِ سیفیہ سے نوازتے ہیں۔

مولانا محمد یوسف نقشبندی قادری چونگی امرسدھو لاہور

آپ خود بہت بڑے عالم دین مفتی شیخ الحدیث بھی ہیں آپ کے تمام صاحبزادے بھی عالم دین ہیں۔ آپ کے سلسلہ میں جو بھی داخل ہے سب کے سب سرکار

کی سنت کے پابند ہیں۔ مجھے اکثر ان کی مجالس میں موقع ملتا رہتا ہے۔ جب مجلس میں داخل ہوتا ہوں دل کو سکون ملتا ہے۔ ماحول خوبصورت ہوتا ہے۔ ہر طرف سنت کی بہار ہوتی ہے۔ سنت رسول ﷺ کی خوشبو آتی ہے۔ ایسی شخصیت کی صحبت میں جانا ذریعہ نجات ہے۔

مولانا حافظ امین نقشبندی خطیب جامع مسجد قصور

قبلہ پیر صاحب نے حسام الحرمین اور فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کر کے فرمایا کہ مجھے امام احمد رضا کے فتاویٰ جات سے اتفاق ہے کیونکہ امام احمد رضا عاشق رسول اور فناء فی الرسول اور اللہ کے کامل ولیوں میں ہیں اور اس کے علاوہ غوث ثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ فقیر خراسانی بھی اسی سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث ثقلین کا تابع ہے صفحہ نمبر 282 اصول فقہ میں امام ابومنصور ماتریدی کا تابع ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ کا مقلد ہے۔ تصوف و طریقت میں حضرت بہاؤ الدین شاہ نقشبند امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہا اور حضرت غوثِ اعظم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا تابع ہوں اور بالواسطہ انھیں حضرت کا مرید ہوں لہٰذا ایسے عقائد رکھنے والی شخصیات کے بارے میں قیاس آرائی کرنی یا کسی قسم کا بہتان لگانا یہ انصاف کے خلاف ہے بلکہ میں تو یوں کہوں گا وہ بزرگ پیر مبارک صاحب ہمارے سر کے تاج ہیں اور اہلسنّت والجماعت کی ایک عظیم بزرگ شخصیت ہیں ہماری دعا ہے اللہ ان کو عمر خضری عطا فرمائے اور ایسے بزرگانِ دین کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

صوفی محمد طفیل سیفی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

حضرت پیر سیف الرحمٰن کی ذات میں شریعت و طریقت دونوں کا ایسا امتزاج ہے جو اہل سنت کے دعویٰ کی عملی دلیل وثبوت ہے۔ نمازیں ہم پہلے بھی پڑھتے تھے لیکن جو سکون اور حضوری نماز میں اب حاصل ہوئی ہے اس کا واضح فرق محسوس ہوتا ہے۔

قاری محمد اسلم نقشبندی الوری جامعہ زبیر بن محمود کوٹ رادھا کشن

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون.

علماء اہلسنّت ولی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص ولی ہوتا ہے جو اہلسنّت کے عقائد پر ہو اور اس کے عقائد پختہ، مضبوط اور مستحکم ہوں یعنی پختہ سنیت عقائد کا حامل شخص ولی ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! حضرت قبلہ خواجہ خواجگان پیر سیف الرحمٰن مدظلہ پر ولی کی تعریف مکمل صادق آتی ہے۔

نہ صرف آپ خود پختہ عقائد کے حامل ہیں بلکہ آپ نے اپنی کوشش اور شب و روز کی محنت سے اہلسنّت کے پختہ عقائد والی ایک بڑی جماعت تیار کی۔

آپ نہایت ہی متقی، پرہیزگار اور صاحب علم انسان ہیں۔ آج آپ کا فیض دنیا کے کونے کونے میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ اپنے نام کی عملی تفسیر ہیں اس رحمٰن کی تلوار نے دنیا سے کفر و بدعقیدگی کو کاٹ کر رکھ دیا اور اس نفسا نفسی کے دور میں سنت نبوی کا احیاء فرما کر بندگانِ خدا کے قلوب کو عشق مصطفےٰ ﷺ سے منور فرمایا۔

ڈاکٹر سجاد صدیق سیفی لیکچرار نور میموریل ہومیو پیتھک میڈیکل ڈگری کالج لاہور

نگاہ بلند سخن دلنواز جان پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

ڈاکٹر دلشاد احمد خان لنگاہ غلام اکبر خاں کلینک میلسی

یہ سب حضرت اخند زادہ پیر ارچی مبارک کی نظر کا فیضان ہے۔ لاکھوں لوگ آپ سے فیض حاصل کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو سنوار رہے ہیں۔

خطیب جامع مسجد طور شریف نشتر ٹاؤن لاہور کینٹ

ظاہری اتباع شریعت کے ساتھ ساتھ باطنی نعمت یعنی محبت سرکار دوعالم ﷺ کا دفاع کرتے ہیں وہ اور ان کی جماعت صف اوّل کے مجاہدین میں شامل ہیں۔

مولوی محمد شاہد منصور چشتی مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ راولپنڈی

حضور عالی جناب قبلہ عالم پیر طریقت اخوند زادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک صاحب مدظلہ العالی کی ہستی ہے۔ میری نظر میں اہلسنّت پر اللہ کریم ایک ایسا عظیم احسان فرمایا

کہ انھیں ہر دور میں عظیم سے عظیم ہستیاں ملتی رہیں۔ اس نازک ترین دور میں اہلسنت والجماعت فقہ حنفی بریلوی جن مشکلات سے گزر رہا تھا رب کریم نے مہربانی فرمائی حضرت قبلہ جیسی ہستی سے لوگوں کو وابستی ہوئی اور ایک ادنیٰ انسان کو بھی صحیح معنوں میں سنت محمدی پر لباس زیب وتن سے وابستہ کر دیا۔ دنیا کے ہر کونے میں آپ کے ہزاروں غلام مریدین دین اسلام سے لگاؤ کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی ظہور الٰہی قادری مہتمم جامعہ غوثیہ ہجویریہ، راولپنڈی

حضرت قبلہ پیر صاحب کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ افغانستان، ایران، پاکستان اور دیگر عرب ممالک کے علاوہ آج یورپ، امریکہ، آسٹریلیا اور دیگر مقامات پر بھی آپ کے مریدین کلمۂ حق یعنی ذکر اللہ کو بلند کیے ہوئے ہیں۔ لاکھوں بے راہ لوگوں کو راہ حق پر چلنے کی دعوت دے رہے ہیں اور لوگوں کو ذکر حق کی دعوت دے رہے ہیں لاکھوں نوجوانوں کے دلوں میں اللہ جل جلالہ کے نام کو نقش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کے صدقے اور غوث پاک کے فیض سے آپ کا سایہ تادیر اہلسنت پر قائم فرمائے اور اس روحانی تحریک کو اللہ تعالیٰ دوام عطا فرمائے۔ آمین

حضرت علامہ مولانا محمد معروف صاحب نقشبندی خطیب اعظم جامع مسجد ذوالنورین اسلام آباد

سچی بات تو یہ ہے کہ یہ مردان درویش یہی محبت رسول ﷺ لیے محفلیں سجاتے ہیں اور محبتیں بانٹتے ہیں اور گستاخان رسول ﷺ جو متاع ایمان کو لوٹنے کی ہر انداز میں سازش کرتے ہیں اور اسے بچانے کے لیے اس کے ذکر اور محبت اور عشق رسول کے اسلحہ سے اپنے معتقدین اور متوسلین کو لیس کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا سایہ اہلسنت کے سروں پر سلامت رکھے آمین۔

اوگی حضرت مولانا............ دارالعلوم غوثیہ رضویہ اوگی (ہزارہ)

افغانستان سے ملک پاکستان میں گم گشتہ راہوں کو راہ ہدایت پر ڈالنے اور روح تصوف کو اجاگر کرنے کے لیے ایک عظیم شخصیت پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلۂ العالی مادام اللہ ایام و الیالی کو بھیجا جس نے

آ نا فانا اپنی خداداد صلاحیت سے گمراہ فرقوں کا راستہ مسدود کیا اور عوام و خواص کی اصلاح کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت وصورت کا پیکر بنایا جن کی شب و روز روحانی محنت سے پاکستان میں ان کی نشانیاں دکھائی دیتی ہیں کہیں تو پیکر صدق و صفا جناب پیر میاں محمد سیفی صاحب دامت فیوضھم اور کہیں تو پیکر اخلاص ومحبت جناب پیر کرنل ڈاکٹر سرفراز صاحب دامت فیوضھم اور کہیں سراپا شفقت مجاہد ملت جناب پیر میجر محمد یعقوب صاحب دامت فیوضھم اور کہیں اخی الصالح حضرت علامہ مولانا پیر شاہ رحمٰن سعیدی صاحب دام اقبالہ کی صورت میں محترم ومکرم جناب اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب دامت بر کاتھم کی جیتی جاگتی تصویریں خلق خدا کی اصلاح کے لیے رات دن سعی بلیغ فرما رہے ہیں۔ اللہ جل شانہ سب حضرات کو سلامت با کرامت رکھے۔ آمین ثم آمین

احب الصالحین ولست منھم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

میجر مرزا محمد اسلم

آپ کی علمی صلاحیت اس قدر ہے کہ روزمرہ کی گفتگو میں قرآن، احادیث اور دوسری کتابوں کا حوالہ بمعہ صفحہ تک دیتے ہیں جس کا عملی مظاہرہ میں نے راوی ریان شریف فیصل آباد، ترنول شریف، باڑہ منڈی کس وغیرہ وغیرہ میں دیکھا۔

آپ کی ذات گرامی شریعت محمدی کا پیکر ہے۔ آپ کے خلفاء کے خلفا کی صحبت میں بیٹھنے والے بھی ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

پورا گھرانہ سنت محمدی پر کاربند ہے۔

گھر فلم TV، ریڈیو، گانوں کی لعنت سے محفوظ ہے۔

بچوں کی زباں پر ذکر اللہ حمد یا نعت کا ورد ہوتا ہے۔

بچوں کا لباس/ کھانا پینا الحمدللہ سنت طریقہ کے مطابق ہوتا ہے۔

میرے تمام بیٹے ذوق وشوق سے گھر، باہر عمامہ کی سنت/ لباس پہننا پسند کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

میری اہلیہ و بچیاں پردہ کا مکمل خیال رکھتی ہیں اور کرتی ہیں۔

حرام، حلال، غیبت، چغلی، جھوٹ اور بہت سی لعنتوں سے رب کریم کے کرم اور ہمارے مرشدین کی نگاہ و دعا سے برکت سب گھرانہ بچا ہوا ہے۔

ان سب باتوں کا مثبت اثر تمام عزیز و اقارب، دوست احباب اور تمام ملنے والوں پر سے ہو رہا ہے۔

حضرت علامہ مفتی احمد دین توگیروی خطیب جامع مسجد تالاب والی باغبان پورہ لاہور

آپ کی تبلیغ سے سینکڑوں غیر مسلم مسلمان ہو چکے ہیں۔ ہزاروں بدمذہب مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے پیروکار اور لاکھوں مسلمان متبع سنت بن چکے جن کا مشاہدہ ان کے خلفاء اور مریدین سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

اس وقت آپ علماء ربانیین اور اولیاء کاملین سابقین کی جیتی جاگتی عملی تصویر ہیں بلا مبالغہ آپ کی محافل میں بیٹھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے باقی رہا آپ کے خلاف غلط اور جھوٹے پراپیگنڈے اور الزام تراشیاں تو یہ ہر دور میں اولیاء کاملین بلکہ انبیاء علیہم السلام بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکے۔

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

حضرت مولانا صاحبزادہ قاری غلام مصطفیٰ نقشبندی خطیب جامعہ مسجد نقشبندیہ (ملک پورہ) لاہور

عبقری شخصیت کے بارے میں جو ہم نے اپنے استاذ المکرم سے سنا اس سے تاریخ جگمگاتی رہے گی آپ ایک عظیم اور بے بدل محقق ہیں جیسا کہ آپ کی تحریروں سے واضح ہے۔

آپ اپنی بے مثل عظمتوں کے باوجود انکساری و عاجزی کا مجسمہ ہیں اور آپ کو خلق محمدی ﷺ کا مظہر کامل کہا جا سکتا ہے۔

حضرت علامہ صاحبزادہ محمد وجیہہ اللہ صدیقی چشتی مہتمم و مفتی جامعہ فیض محمدیہ فخریہ حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین شیخ المشائخ حضرت سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی

دامت برکاتہم العالیہ کی میں نے بذات خود تو زیارت نہیں کی البتہ ان کے خلفاء اور مریدین بالخصوص میرے استاذ محترم پیر طریقت مولانا احمد دین توگیروی سیفی کی معرفت آپ کی شخصیت سے تعارف ہوا جس سے مجھے یقین ہوا کہ آپ اس وقت کے جامع طریقت وحقیقت و معرفت ہیں علم ظاہر و باطن میں اپنی نظیر و عدیل نہیں رکھتے ایسی شخصیت کئی برسوں کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

شیخ الحدیث علامہ مفتی ابوالفیض محمد عبدالکریم ابدالوی چشتی رضوی

ناظم اعلیٰ جامعہ چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں

حضرت مولانا اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب نقشبندی مجددی کا فرق باطلہ کے خلاف کفر کا فتویٰ کتاب وسنت کی تعلیمات کے عین مطابق وحق ہے۔ اس فتویٰ کی بناء پر آپ کے خلاف فتویٰ کفر خود کفر ہے اور کتاب وسنت کی تعلیمات کے خلاف اور باطل ہے۔ اہل اسلام کی نظر میں ان فرق باطلہ کے ایسے فتویٰ کا کوئی وزن نہیں ہے۔

حضرت علامہ محمد باغ علی رضوی مہتمم جامعہ شیخ الحدیث مناظر اسلام گلشن کالونی فیصل آباد

حضرت العلام پیر طریقت مولانا پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ کے بارے میں علماء ومشائخ اور بالخصوص اپنے استاذ مکرم مولانا غلام رسول رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے تاثرات دیکھے اور پھر یہ بات کہ پیر صاحب نے حسام الحرمین اور فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ فرما کر فرمایا کہ مجھے حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ جات سے اتفاق ہے کیونکہ امام احمد رضا عاشق رسول اور ولی کامل ہیں اس کے علاوہ حضور غوث اعظم کے بارے میں فرمایا۔ فقیر سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تابع ہے (ہدایت السالکین صفحہ 282) مزید فرمایا کہ اصول وعقائد میں اہل سنت و جماعت کے عظیم پیشوا حضرت امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا تابع ہوں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کا مقلد ہوں اور تصوف و طریقت میں خواجہ بزرگ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تابع اور انھیں بزرگان دین کا بالواسطہ مرید ہوں۔ ایسے بزرگان دین کے عقیدت مند ایسے عقائد رکھنے والی شخصیت کے بارے میں دیوبندیت کا فتوی لگانا انصاف کے خلاف ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ ہمارے سر کے تاج ہیں اور اہل سنت و جماعت کی ایک عظیم شخصیت ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ بصدقہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام اہل سنت و جماعت کو اتحاد کی دولت سے مالا مال فرمائے اور اپنے بزرگان دین کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہم تمام کی زندگی بالشان ہو۔ خاتمہ بالایمان ہو۔ جنت الفردوس مقام ہو۔ آمین

مفتی محمد شریف ہزاروی جامعہ فاروقیہ رضویہ تعلیم القرآن گوجرانوالہ

شیخ المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت اخوند زادہ حضرت پیر سیف الرحمٰن المعروف پیر ارچی دینی خدمات و خلقی صفات کی بناء پر اولیاء کاملین کی صف میں شامل ہیں اور زہد و تقویٰ و خدمت دین کی بناء پر ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو مزید خدمت دین و شریعت و طریقت کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد رضا ثاقب مصطفائی جامعۃ المصطفیٰ گوجرانوالہ

اہل اللہ کا وجود ہر دور میں غنیمت رہا ہے اس عہد زبوں میں جبکہ چاروں طرف اندھیرے ہی اندھیرے چھائے ہوئے ہیں۔ روشنی کا ہر چراغ بے پناہ اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی دامت فیوضھم سے میری بالمشافہ ملاقات تو نہیں البتہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" کے مصداق ارض وطن کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ان کے ہزاروں مریدین سنت و سیرت کے متبع نظر آتے ہیں۔ جس سے ایک خاموش انقلاب کی صورت گری اہلسنّت کے لیے انتہائی خوش آئند ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا خواب شرمندۂ تعبیر فرمائے۔ آمین بجاہ طٰه و یٰسین.

حافظ محمد شعبان قادری پرنسپل المدینہ اسلامک یونیورسٹی

شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن حنفی ماتریدی دامت بر کاته العالیه وہ عظیم شخصیت ہیں جن سے ہزاروں افراد نے طریقت کا ناطہ جوڑا اور برائی کی دلدل سے

نکل کرنے کی کے راہی ہوئے۔ شیخ مکرم نے گلستان اہلسنت و جماعت کو عظیم رونق بخشی اور بیک وقت علم و عمل کو تقسیم فرمایا۔ اخند زادہ صاحب کی ذات شریعت و طریقت کا حسین مرکب ہے۔ حضرت شیخ کے متعلق ہونے والا ہر شخص سنت نبوی کا پیروکار نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ شیخ کے سلسلہ کو مزید برکت نصیب فرمائے اور اہلسنت پر آپ کا سایہ تا دیر قائم فرمائے۔

محمد یاسین نعیمی فاضل جامعہ نعیمیہ لاہور

آج کے الحادی و مادی دور میں جن افراد پر برصغیر پاک و ہند کے افراد کو ناز ہے اور لوگ جوق در جوق ان سے فیض یاب ہو رہے ہیں ان میں ایک نمایاں ہستی حضرت قبلہ پیر طریقت ماہتاب شریعت منبع فیض رحمۃ اللہ علیہ جناب پیر اخوند زادہ سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کی ذاتِ بابرکات ہے جن کے خلفاء تو ایک طرف عام مریدین کو دیکھ کر غلامان رسول ﷺ کے دل باغ باغ ہو جاتے ہیں اور بہت سے جرائم پیشہ اور دنیا کے دلدادہ عشق رسول ﷺ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ علماء و مشائخ میں ان کا بہت ادب و احترام پایا جاتا ہے نیز کثیر تعداد میں علماء و مفتیاں وقت بیعت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ جگہ جگہ ذکر کے حلقے اور علمی مجلسیں نیز دینی ادارے بن رہے ہیں روز بروز سلسلہ قبول عام و خاص میں حسب نہج پر ترقی کر رہا ہے امید ہے چہار سو علم و عمل و اخلاصِ بزرگان سلف کے بے انتہاء چراغ روشن ہوں گے۔

قاری محمد رفیق چشتی چیف آرگنائز جماعت اہلسنّت ضلع شیخوپورہ

حضرت سیف الرحمٰن دامت برکاتھم العالیہ کا ظاہر اور باطن ایک ہے۔ ان کے آئینہ کردار میں عکس گفتار صاف و شفاف اور عیاں ہے۔ آج کے پرُآشوب دور میں آپ کی شخصیت کو دیکھ کر سلف و صالحین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

آپ اپنے مریدین و معتقدین کی تربیت نظر سے کرتے ہیں ایسی توجہ فرماتے ہیں کہ زندگی میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اپنی محفلوں میں محبت و عشق رسول بانٹتے ہیں۔ آپ کے مریدین و معتقدین میں یہ خصوصیت بھی پائی جاتی ہے کہ وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوتے ہی ہیں لیکن اس کے ساتھ سنت رسول کو چہروں پر سجاتے ہیں۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

آپ کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ آپ مسلک حقہ اہلسنّت و جماعت کی ترویج و اشاعت پر خصوصی توجہ دیتے ہیں اور اپنے مریدین کو بھی اس پر عمل کا حکم دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت اہلسنّت کے بڑے بڑے اجتماعات میں آپ کو سیفی برادران نمایاں نظر آئیں گے۔

راقم السطور سردار محمد نشان قادری کامونکی خادم ادارہ حسن الاسلام ضلع گوجرانوالہ

سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ بندہ نے پیر سیف الرحمٰن اخوندزادہ کے عقائد کے متعلق جو تحریر پیر سید محفوظ شاہ صاحب آف بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤ الدین نے لکھی ہے۔ اس سے میرا من وعن اتفاق ہے۔

علامہ قاری محمد صداقت علی فریدی خطیب مرکزی جامعہ مسجد نورانی

حضرت پیر طریقت سیف الرحمٰن مشربا نقشبندی ہیں مذہبا حنفی ہیں اور ہر لحاظ سے ان دو مذکور عظمتوں سے وابستہ ہیں ان پر کسی قسم کا عقلی اعتراض کرنا کور باطنی کی دلیل ہے ہاں بعض قلبی واردات جنھیں قابل اعتراض گردانا گیا ہے ان پر علمی استفسار کیا جا سکتا ہے۔ مگر تعمیری اور یہ لوگ اس کے علمی و روحانی جواب کے پابند ہیں تاہم بلاوجہ ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا محض عصبیت ہے۔

قاری محمد برخودار احمد سدید جامعہ کریمیہ سدیدیہ بلال گنج لاہور

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں علماء و اولیاء کرام میں سے دور حاضر کے ایک عظیم بزرگ جناب پیر طریقت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی حفظہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں۔ آپ نبی پاک ﷺ کی قوم اور امت کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر اہلسنّت پر قائم و دائم فرمائے۔

مخدوم علی احمد صابر چشتی قادری سجادہ نشین دربار خواجہ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ

پیر طریقت منبع فیوض برکات ایمانی و ایقانی پائے درجات کے ولی کامل اخندزادہ

سیف الرحمان نقشبندی مجددی مقام روحانیت کے بے پایاں سمندر ہیں جن کی ظاہری و باطنی زندگی عقلمندوں کے لیے مشعل راہ اور نور ربانی اور فیوض رحمت سے سرشار اور طریقت کے علمبردار کی حیثیت رکھتی ہے۔

علامہ محمد ارشد القادری جامعہ اسلامیہ رضویہ لاہور

جناب حضرت مولانا علامہ سیف الرحمٰن کے دامت بر کاتھم العالیہ بھی یقیناً خدا رسیدہ بزرگوں میں سے ہیں اور انھوں نے عمر بھر دین اسلام کی صدقِ دل سے خدمت کی ہے اور وہ امام العلوم والفنون کے مرتبہ پر فائز ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کی قبول فرمائے اور انھیں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

طارق حسین ولد محمد حسین (بھیلووال) جہلم

سرکار مبارک کو دیکھنا تھا کہ آنکھوں میں سمندر اُمڈ آیا اور آپ کی نگاہِ کرم کا ایسا اثر ہوا کہ میرے تمام لطائف اجاگر ہو گئے۔ واپسی پر میرے سیدی و مرشدی نے مجھ نالائق پر نگاہ جو ڈالی تو مجھے اگلے ہی روز پہلے چار اسباق نصیب ہوئے۔ پھر کیا تھا کہ میں اپنے لطائف کی جنبش لوگوں سے چھپاتا پھرتا۔ لوگ پوچھتے یہ تمھیں کیا بیماری لگ گئی کہ تیرا سینہ تھرتھراتا رہتا ہے۔ میں انھیں کیا بتاتا کہ اس بیماری میں کس قدر شفا ہے، لذت ہے اور سکون ہے۔ میں آج تک سرکار مبارک کے چہرۂ پُرنور کو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکا۔ آپ کی نگاہ مبارک کی گہرائی دنیا کے سمندروں سے کہیں زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

سلسلہ عالیہ میں آنے کے بعد زندگی بدل سی گئی ہے۔ نماز میں سستی اور کاہلی کا تصور جاتا رہا۔ سادگی جزوِ زندگی بن گئی ہے اور بہت سے خرافات سے چھٹکارہ ملا ہے۔ میں نے سول انجینئر میں ڈگری حاصل کر رکھی ہے اور ملکی دفاع سے منسلک ہوں۔ سرکار مبارک کی نگاہِ التفات کی بدولت دین و دنیا میں بہت کچھ ملا ہے۔ کاش میں اس قابل ہو جاؤں کہ ان عنایات کی قدردانی کر سکوں۔

محمد بلال محمدی سیفی الشفاء انٹرنیشنل، اسلام آباد

میں شفاء انٹرنیشنل ہسپتال میں ملازمت کرتا ہوں۔ مجھے حضور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت بابرکت سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ 2006ء میں آستانہ عالیہ ترنول شریف میں نصیب ہوئی۔ مجھے ان کی زیارت میں یہی محسوس ہوا کہ واقعی آپ دامت برکاتہم العالیہ جیسا عظیم المرتبت ولی کامل میں نے پہلی بار زندگی میں دیکھا ہے۔ آپ مبارک دامت برکاتہم العالیہ کی ہستی مبارک سنت وشریعت کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ آپ مبارک دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت پر سعادت سے تشنگان روحانیت لاکھوں کی تعداد میں سیراب ہو رہے ہیں۔ ایک بار آپ مبارک دامت برکاتہم العالیہ کی محفل شریف میں ایک غیر شرع آدمی حاضر ہوا۔ آپ مبارک دامت برکاتہم العالیہ نے اس شخص کو فوراً دستار شریف پہننے کا امر فرمایا کہ جو سنت فوری طور پر زندہ ہوسکتی ہے اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ الحمدللہ زمانہ طالب علمی سے ہی مجھے پیرو مرشد کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ آپ کی نگاہ و برکت سے سنت وشریعت پر عمل پیرا ہوں جو کہ آپ مبارک کے مشن کا خاصہ ہے۔ ایک ملازم ہونے کے ناطے میرا واسطہ مختلف لوگوں سے رہتا ہے اور لوگوں کا رجحان محض دیکھنے سے اس دور میں شریعت وسنت کی طرف ہوا ہے۔ الحمدللہ انفرادی طور پر ہر سالک کی طرح میری بھی ہر لحہ کوشش رہتی ہے کہ ہر شخص جو ذکر وشریعت کی اس دولت سے بے بہرہ ہے اس کی اصلاح کی جائے اور جس طرح آپ مبارک نے دین متین کی اصلاح کے لیے اپنا تن من اور زندگی وقف کی، انہی خطوط پر دین کی ترویج کی جائے۔

محمد نواز محمدی سیفی (چوہڑ چوک) راولپنڈی

اچانک میری نظر ان کے قلب یعنی دل پر پڑی جو زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ذکر خفی ہے۔ حالانکہ میں پہلے مرید تھا۔ آستانہ عالیہ موہڑہ شریف خیابان سرسید جناب حضرت پیر محمد فاروق گل بادشاہ سے، وہ بھی سلسلہ نقشبندیہ تھا اور یہ بھی سلسلہ نقشبندیہ ہے۔ مجھے یہ بھی علم تھا کہ قلبی ذکر بھی ہوتا ہے لیکن میرے پاس یہ ذکر کی دولت

نہیں تھی اور مجھے ڈھائی سال ہو گئے تھے۔ بیعت ہوئے، جب میں نے ان سیفی بھائی سے پوچھا کہ حضور آپ کو کتنا عرصہ ہوا ہے۔ مبارک صاحب کے خلیفہ سے بیعت ہوئے تو ان نے جواب دیا 6 ماہ ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ مجھے ڈھائی سال کا عرصہ گزر گیا اور مجھے یہ ذکر خفی کی دولت نہیں ملی اور ان بھائی کو ابھی صرف 6 ماہ ہی ہوئے ہیں۔ تو ان کو یہ ذکر کی دولت مل گئی ہے۔ حالانکہ یہ بھی سلسلہ نقشبندیہ تھا۔ اور میں بھی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھا لیکن کیا وجہ ہے کہ ان کے پاس یہ دولت ہے اور میرے پاس نہیں۔ اس طالب مولا کی تلاش میں ان سیفی بھائی کے ساتھ ان کے مرشد کی زیارت کے لیے چلا گیا جو اپنے مرشد کے کردار کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہیں جب میں نے ان کی زیارت کی تو میرا دل خوش ہو گیا۔ ان کا آستانہ ترنول شریف اسلام آباد میں ہے۔ آخرکار میں بھی یہ ذکر کی دولت لینے میں کامیاب ہو گیا اور الحمدللہ میں اس وقت حضرت اخندزادہ مبارک صاحب کے خلیفہ جناب حضرت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی دامت برکاتہم العالیہ کا مرید ہوں اور مجھے اپنے پہ فخر ہے کہ میں سیفی ہوں اور میرا نام محمد نواز محمدی سیفی ہے۔

کرنل ظفر محمود

حضرت پیر طریقت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ میرے دادا مرشد ہیں اور میں ان سے پہلی بار دسمبر 1996ء میں باڑہ کھجوری شریف آستانہ عالیہ پر ملا۔ مسنون لباس اور سبز جبہ میں ملبوث ایک خوبصورت اور وجیہہ شخصیت کے مالک اور نورانیت سے بھرپور عالی مرتبت اللہ کے ولی کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوا جیسے زندگی ٹھہر گئی ہے۔ یہ میری حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دام تبرکاتہم سے پہلی ملاقات تھی۔

کرنل نعمان احمد

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن کی صورت میں دیکھی۔ کسی لمحہ آپ کا چہرہ مبارک سوائے نورانیت کے کچھ اور ظاہر نہ کرتا۔ "استقامت کرامت ہے" یہ کرامت لاکھوں مریدین کو حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کی نظر پاک سے ملی۔

عرفان احمد فدائی سیفی

اخند زادہ سیف الرحمٰن علیہ الرحمہ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ مکینیکل انجینئر ہوں کاروبار آرٹ پروسیسنگ پرنٹنگ کمرشل ڈیزائنگ کا ہے۔ میری نسبت قبلہ پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پور سیداں کے آخری خلیفہ پیر ولی محمد صاحب چادر والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے پیر زین العابدین علیہ الرحمہ سے تھی طریقت میں داخل ہونے کے بعد تقریباً دو سال بعد بشارتوں کا سلسلہ شروع ہوا جس میں بار بار یہی نوید ہوتی تھی کہ کوئی کامل و مکمل ہستی ملنے والی ہے۔ اچانک پشاور میں حاضری ہوئی اور ایک نگاہ میں مبارک علیہ الرحمہ نے میری زندگی بدل کر رکھ دی۔ 1993ء میں بیعت کی اور چاروں سلاسل میں مبارک علیہ الرحمہ کا خلیفہ ہوں۔ مریدین کی تعداد تقریباً آٹھ سو (800) ہے جن میں (500) پانچ سو کے قریب مختلف سلاسل میں اسباق مکمل ہونے کے بعد خلافت پا چکے ہیں۔

رضوان عباس کھاریاں

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ارشادِ خط ملا ہوا ہے اور میری بیعت مورخہ 8 اپریل 2005ء کو ترنول شریف میں حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب مبارک کے دست اقدس پر ہوئی۔ حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن صاحب مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے حوالے سے میرا تاثر یہ ہے کہ آپ دورِ حاضر میں علمی و عملی اعتبار سے منفرد زمانہ ہیں۔

محمد جعفر خان شیخوپورہ

بندہ اپنی زندگی کا وافر حصہ دیوبند مسلک کے ساتھ گزارنے کے بعد جب 1992ء میں مجھے سرکار پیر و مرشد حضرت میاں محمد حنفی مدظلہٗ العالی کے توسل سے خواجہ خواجگان حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک کی زیارت کا پہلی بار شرف حاصل ہوا تو یوں لگا کہ علم و معرفت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن ہے۔ آپ مبارک نہ صرف روحانیت کے غزالی و مجدد الف ثانی وقت ہیں بلکہ علم شریعت و طریقت کی تمام تر دقیق موشگافیوں پر عظیم دسترس رکھتے ہیں۔

صوفی بشارت محمود

مجھے سب سے پہلے سرکار مبارک صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت فقیر آباد شریف میں ہوئی اور میرا پہلا تاثر یہ تھا کہ فی زمانہ جس نے اس ہستی سے نسبت لی۔ وہ دنیا کا کامیاب ترین انسان ہے اور جس نے ترک کی وہ دنیا کا سب سے بدقسمت انسان ہے۔ مجھے بیعت ہوئے تقریباً تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ارشادِ خط ملا ہوا ہے۔ سرکار مبارک صاحب (حضرت اخندزادہ) دامت برکاتہم عالیہ کے علم اور عمل کا احاطہ میرے فہم اور ادراک سے بالاتر ہے۔

کرنل احمد کھوکھر

2002ء میں قبلہ کرنل ڈاکٹر سرفراز صاحب کے ہاں پیر صاحب کی زیارت ہوئی۔ یہ پُرنور چہرہ اور باوقار ولی اللہ کو دیکھتے ہی دل نے گواہی دی کہ یہ حق کا ولی ہیں۔

حد درجہ شریعت مطہرہ پر باعمل، کامل ولی اللہ اور رشد و ہدایت کا منبع ہیں۔ مریدین کو باعمل رکھتے ہیں قربت صرف انہی اصحاب کو ملتی ہے جو باعمل، باشریعت اور پُرخلوص ہیں۔ دنیاوی اعتبار سے عہدہ یا امارت کو قطعاً ملحوظ خاطر نہیں آنے والے کو صرف رب تعالیٰ کی رضا و اطاعت رسول کے تحت راہنمائی فرماتے ہیں۔ اپنی اولاد اور خاندان سے وہی رویہ رکھتے ہیں جو کہ عام مریدین سے ہے۔ اقرباء پروری دور دور تک نظر نہیں آتی۔

عبدالمجید گجرات

میں 2001ء میں بیعت ہوا اور 2002ء میں خلافت ملی۔ آپ حقیقی نائب رسول ﷺ ہیں۔

گل نواز گجرات

میں 2001ء میں بیعت ہوا اور 2002ء میں خلافت ملی۔ آپ کی شخصیت کو الفاظ میں بیان کرنا بہت مشکل ہے۔

سید سلیم ظفر بخاری ولد سید غیور احمد شاہ مرحوم

پہلی بار مبارک سرکار کو آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف، لاہور میں غالباً بروز ہفتہ

مورخہ 2 جون 2007ء کو دیکھا اور پہلا تاثر یہ تھا کہ میں زمانہ اولیٰ کی کسی محفل میں پہنچ گیا ہوں جس میں موجود سب افراد حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کی طرح کی وضع قطع اور شکل و صورت کے ہیں اور گویا سنت کی بہار ہے ہر شخص اور خصوصاً پہلی صف میں بیٹھا ہوا ہر فرد نور سے بھرپور لگا اور درمیان میں بیٹھی مبارک سرکار کی شخصیت ایک پُرجلال سربراہ کی تھی میں نے فوراً سر کو ادب سے جھکا لیا تو ایک پاس بیٹھے ہوئے صاحب نے ٹوکا اور ہدایت کی کہ سرکار کے ماتھے کی طرف دیکھو۔ میں چونکہ دماغ کی پیروی کرنے والوں سے تھا اس لیے یہ خیال پیدا ہوا کہ آج کے دور میں ان لوگوں جیسا نہیں بنا جا سکتا اور یہ خواہش بھی پیدا ہوئی کہ کاش میں ان جیسا بن سکتا۔ بہرحال ایک سکون بھی میسر آیا۔ میں نے بیعت جناب ڈاکٹر کرنل (ر) محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب کے دست مبارک پر ماہ جون میں بروز جمعہ آستانہ عالیہ ترنول شریف اسلام آباد میں کی مجھے خلافت 2 فروری 2008ء کو سلسلہ نقشبند میں عطا ہوئی۔ جناب سرکار اخندزادہ مبارک دام برکاتہم العالیہ کی شخصیت علم و عمل کے لحاظ سے مکمل طور پر حضور پاک سرور کائنات ﷺ کا عکس ہیں۔ یوں ہمیں ایک ایسی کامل شخصیت کی صحبت اور رہنمائی حاصل ہوگئی ہے اور ہم ان سے اور ان کے خلفاء کرام سے شریعت کا حقیقی علم اور بذریعہ تزکیہ اس کی عملی شکل کو اپنا رہے ہیں۔ جناب سرکار سیف الرحمٰن اخندزادہ مبارک دام ظلہم العالیہ اتباع سنت و شریعت پر سختی سے نہ صرف خود کماحقہ کاربند ہیں۔

محمد جاوید محمدی سیفی خانیوال

سلسلہ عالیہ کے ساتھ منسلک ہونے سے پہلے گناہ گناہ نہیں لگتا تھا نیکی کرنے کی رغبت نہیں پیدا ہوتی تھی، جب سے سلسلہ عالیہ سے منسلک ہوا ہوں حلال رزق بھی کماتا ہوں شریعت مطہرہ پر عمل بھی کر رہا ہوں۔ مرشد کی برکت سے محفل میں بیٹھنے والے سینکڑوں لوگ ذکر خدا اور نور خدا سے منور ہو رہے ہیں اور معصیت کی زندگی چھوڑ کر سنت مصطفیٰ کا عملی نمونہ نظر آتے ہیں۔

محمد خالد اظہر محمدی سیفی ولد محمد امیر عبداللہ ساکن ساہیوال ضلع سرگودہا

میں نے حضور پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مبارک دامت برکاتہم العالیہ کو پہلی بار بمطابق 1998ء کھجوری شریف منڈیکس باڑہ پشاور میں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد گرامی قدر حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کا 9 شوال کو عرس مبارک تھا۔ محفل ذکر و نعت جاری تھی۔ وجد و حال کا سماں تھا۔ ملاقات کے لیے میں بھی قطار میں کھڑا ہو گیا۔ بدن اچانک لرزنے لگا۔ جو ہم نے علماء مشائخ سے سن رکھا تھا۔ اس کی عملی تصویر نظر آئی۔ قلب کو انتہائی سکون مل رہا تھا کچھ دیر کے لیے میں خود حالت جذب میں رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضور سیدی و مرشدی قبلہ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی دامت برکاتہم العالیہ کے ہاتھ پر مورخہ 25 رمضان المبارک (1998ء) کو بیعت ہوا اور تقریباً سال سوا سال بعد مجھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ارشاد خط ملا۔ بعد ازاں تقریباً دو سال بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ کا ارشاد خط ملا۔ ابھی حال ہی میں چند ماہ قبل مرشد کریم کی نظر عنایت سے سلسلہ عالیہ قادریہ شریفہ کے ارشاد خط سے فیض یاب کیا گیا ہے۔ اللہ ان ہستیوں کو آباد و شاد رکھے۔

تیری نسبت نے سنوارا میرا اندازِ حیات
میں اگر تیرا نہ ہوتا سگِ دنیا ہوتا

نام ندارد

میں ایک سافٹ ویئر انجینئر ہوں۔ ناچیز کو سرکار اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کا شرف دیدار زمانۂ طالب علمی میں نو شوال کے سالانہ عرس کے موقع پر ہوا۔ آپ کو اور آپ کی محفل کا رنگ دیکھ کر دل پکار اٹھا کہ یہی لوگ زندہ ہیں اور جنت کے وارث ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو صحیح معنوں میں اکابر اسلاف کے امین اور وارث ہیں۔ اللہ کا بندہ وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔ آپ کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا اور پینا عین سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ آپ سرکار کو اللہ نے روحانی کشش اور جاذبیت بخشی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں شریعت مطہرہ اور طریقت بیضا کی تربیت و

اشاعت میں کوئی آپ کے مماثل نہیں۔

پیر طریقت صوفی فیاض احمد محمدی سیفی انچارج مکتبہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

حضرت شیخ المشائخ، زبدۃ العارفین، سیدنا و مرشدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کو پاکستان میں تشریف لائے عرصہ دراز گزر گیا ہے۔ آپ اس طرح کی پُروقار شخصیت ہیں جس کا اندازہ آپ کے کردار و عمل سے لگایا جا سکتا ہے۔ وہ علاقہ جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں، امن وسکون کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔ حال ہی میں آپ کی علالت پر میں نے دیکھا کہ پاکستان میں اہل سنت کے اکابرین آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہو رہے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے بڑے بڑے مشائخ کو آپ کی قدم بوسی کرتے دیکھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے آپ کی شخصیت پر اکثر علماء و مشائخ کا اجماع ہے، اور وہ کمال عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ ان دنوں میں جو شخصیات آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائے وہ کثیر تعداد میں ہیں۔ چند ایک کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

1- جانشین حضور ضیاء الامت صاحبزادہ محمد امین الحسنات سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھیرہ

2- حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ ناظم اعلیٰ، جماعت اہلسنّت پاکستان

3- حضرت علامہ محمد مقصود احمد قادری سابقہ خطیب دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

4- ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی پرنسپل جامعہ نعیمیہ

5- استاذ العلماء محقق العصر مفتی محمد خان قادری پرنسپل جامعہ اسلامیہ لاہور

6- جانشین فقیہہ اعظم، مناظر اسلام علامہ سعید احمد اسد فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

محفلِ ذکر

فیضانِ نظر

امام خراساں تاجدار سلسلہ عالیہ سیفیہ، قیوم زماں

حضرت سیدنا ومرشدنا

اخندزادہ

سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی مبارک دامت برکاتہم العالیہ

زیرِ نگرانی

شیخ العلماء شیخ طریقت

عاشق ماہ رسالت مخدوم اہلسنت

حضرت پیر میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی دامت برکاتہم العالیہ

زیر صدارت

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صوفی محمد ظفر اقبال محمدی سیفی

محفل ذکر: بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء

بمقام

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ جامع مسجد رحمانیہ غوثیہ

دار العلوم جامعہ محمدیہ سیفیہ نشاط کالونی کینٹ لاہور

0333-4268707
0321-8429707

منجانب

ڈاکٹر اختر حیات اعوان محمدی سیفی، محمد نسیم محمدی سیفی، محمد زاہد محمدی سیفی

ملک طارق نواز اعوان محمدی سیفی، محمد ندیم محمدی سیفی

ملک علیم اعوان محمدی سیفی، ملک رابیل اعوان محمدی سیفی وجملہ سالکین

انٹرویو

الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی
مسند نشین
خانقاہِ عالیہ رفاعیہ حضرت سیّدنا امام احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ
سابق وفاقی وزیر
حکومت کویت (متحدہ ارب امارات)

الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی مسند نشین خانقاہ عالیہ رفاعیہ حضرت سیّدنا امام احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ سابق وفاقی وزیر حکومت کویت (متحدہ ارب امارات) کی ذاتِ گرامی عہد حاضر میں پوری امت مسلمہ کا عظیم سرمایہ ہے۔ آپ ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی اُفق پر گہری نظر رکھنے والے نامور سیاستدان ہیں۔ اُن کی علمی حیثیت اور روحانی منصب و مقام پر ایک جہان گواہ ہے۔ آپ کے جدِ اعلیٰ اور دنیائے اسلام کے عظیم بزرگ حضرت سیّدنا امام احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم اعزاز عطا فرمایا کہ اُن کے لیے قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دست مبارک برآمد ہوا اور ہزاروں اولیاء کی موجودگی میں آپ نے بوسہ دینے کی سعادت حاصل کی۔ اور آپ کے لیے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام کا جو جواب ارشاد فرمایا اُسے مجلسِ بابرکت میں حاضر ہزاروں اولیاء نے اپنے سر کے کانوں سے سماعت کیا۔ حضرت شیخ یوسف ہاشم رفاعی اہلسنّت کے عقیدے پر سختی سے کاربند ہیں۔ درود و سلام، محفل میلاد اور اعراسِ بزرگانِ دین کی تقریبات و محافل کا انعقاد ان کی زندگی کا معمول ہے۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کے ساتھ فی اللہ محبت رکھتے ہیں۔ علماء اور مشائخ سے اُن کے رابطے ساری دنیا میں موجود ہیں۔ شیخ یوسف رفاعی نجدی اور قادیانی افکار کی سرکوبی کے لیے خصوصی طور پر متوجہ رہتے ہیں۔ تصوف کے منکر جدید فتنے کی منفی سرگرمیوں پر بھی ان کی خاص نظر ہے۔ استاد مہدی عبدالستار نے شیخ یوسف ہاشم الرفاعی سے تصوف پر اعتراضات اور اس حوالے سے شکوک و شبہات کی تشفی کے لیے ایک انٹرویو کیا جو روزنامہ کویتی اخبار ''الانباء'' میں شائع ہوا۔ پاکستان میں تصوف اور صوفیاء کے خلاف منفی پروپیگنڈے کا جو سلسلہ اس وقت شروع کیا گیا ہے۔ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ الشیخ السید یوسف السید ہاشم رفاعی کا یہ انٹرویو اپنے قارئین تک پہنچائیں۔ سو اس مقصد کے لیے کویتی اخبار میں چھپنے والے اس انٹرویو کا اردو ترجمہ نذرِ قارئین ہے............ (محبوب قادری)

سلفی علماء، جب چاہیں مجھ سے کھلم کھلا مناظرہ کر سکتے ہیں۔

صوفیاء شریعت سے بال برابر بھی باہر نہیں نکلے۔

اللہ کی کتاب اور رسول پر ایمان رکھنے والا صوفی مسلمان، ابتدائے اسلام سے موجود ہے۔

ہم تشدد کے قائل نہیں ہیں، نہ کسی مسلمان پر شرک و بدعت کا الزام لگاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر تصوف میں اسلام کے روحانی پہلو کے سوا کچھ نہ ہوتا
تو یہی بات اس کی حقانیت اور عظمت کے لیے کافی تھی۔

سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا۔

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔

ولایت کی ایک قسم ہے کہ اللہ نے اسے کرامت سے نوازا۔

ہم مستشرقین سے کہتے ہیں کہ آپ مسلمانوں کے سلوک اور طرزِ عمل کو سامنے رکھ کر کوئی حکم نہ لگائیں

ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ مقدس مقامات جن میں انبیاء و اولیاء مدفون ہیں۔
ان میں دعاؤں کی قبولیت کی زیادہ امید ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میرا اہل بیت سے تعلق قائم ہو جائے۔

دنیائے اسلام کے نامور محقق، مصنف، روحانی پیشوا اور کویت کے سابق وفاقی وزیر

الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی

کا منکرین تصوف کے اعتراضات کے حوالے سے ایک

تفصیلی انٹرویو

ترتیب وتدوین: ملک محبوب الرسول قادری

سوال: یہ بات مشہور ہے کہ آپ کا تعلق مذہب تصوف سے ہے اور یہ کہ رفاعی طریقے پر آپ مدرسہ تصوف قائم کرتے ہیں اور عالم اسلام میں اس کو مضبوط اور مستحکم کرنا

چاہتے ہیں تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: ہاں میرا تعلق فکر تصوف سے ہے، جس کا اسلامی مفہوم تزکیہ نفوس کے مقام پر فائز ہونا اور اللہ کے راستے میں ربانی طریقہ اختیار کرنا ہے۔ حقیقت میں وہ ''مقام احسان'' ہے۔ اسی فکر کی طرف میرا انتساب ہے اور میں اسی پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم سے شرعاً اس کا مطالبہ بھی ہے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ کی ذمہ داری اپنے اصحاب اور اپنی امت کو کتاب وحکمت کی تعلیم دینے کے ساتھ یہ بھی تھی کہ آپ ان کا تزکیہ کریں جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے۔ یعنی یہ کہ آپ ﷺ ان کے نفوس کا تزکیہ کریں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ انہیں یہ تعلیم دیتے تھے کہ وہ اپنے نفس کو کسی طرح منفی صفات اور اخلاق رزیلہ سے پاک کریں اور صاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ سے آراستہ کریں۔ اور ہمارے پاس اس کی دلیل ہے۔ جس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں سوال کیا؟ تو احسان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ پس اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہو تو یہ تصور کرو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کا مراقبہ اور یہ یقین کہ وہ تمہارے ہر عمل کی نگرانی کر رہا ہے۔ خواہ دنیوی عمل ہو یا اخروی، اور یہ تصور ذہن میں تازہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم پر مطلع ہے اور تمہاری طرف دیکھ رہا ہے۔ تزکیہ کا یہ مفہوم تصوف کا کامل مفہوم ہے اور یہ اسلام کے روحانی پہلو کو شامل ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہم اسلامی دعوت سے اس تصور کو علیحدہ کریں اور نہ یہ درست ہے کہ ہم اسے نظر انداز کر دیں۔ کیوں کہ اس کے بغیر اسلام کامل نہیں ہوتا ہے۔

تصوف عقیدہ نہیں بلکہ اللہ سے تعلق قائم کرنے کے سلسلے میں روحانی اور تعبدی پہلو میں کچھ اضافہ ہے۔

اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تصوف پر ہر دور میں مسلمانوں کا اعتقاد رہا ہے اور اہل سنت و جماعت کے لوگوں نے تصوف کے طریقوں اور صوفیانہ مذاہب کی پیروی کی ہے اور بسا اوقات وہ چاروں مشہور فقہی مذاہب (شافعیہ، حنابلہ، مالکیہ، اور حنفیہ) میں سے کسی ایک کی اتباع کرنے والے ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے درمیان ان چاروں متفق علیہ فقہی

مذاہب کے علاوہ ان کا کوئی اور مذہب نہیں ہے۔ اور ان کا عقیدہ و اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ اصول میں مسلمان ہیں اور فروغ میں متفق علیہ مذاہب کے متبع ہیں اور فرق صرف ان کے روحانی اور سلوکی مدرسے کی وجہ سے ہے یعنی ان اذکار و اوار اور حزب کی نوعیت کے لحاظ سے جن کے ذریعہ وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اپنی زندگی کے روحانی پہلو کی تکمیل کرتے ہیں۔ صوفیانہ مسلک اسی پہلو کی تکمیل کرتا ہے۔

میں اپنے اس فکر پر عملی مناقشہ کرنے کے لیے ہمیشہ تیار ہوں۔

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس منہج اور اس دائرہ سے باہر؛ صوفیانہ مذاہب یا صوفیانہ عقائد ہیں۔ یہ غلط تصور ہے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والا صوفی مسلمان، ابتدائے اسلام سے موجود ہے، لیکن وہ نفس کی تربیت کے لیے روحانی اور تصوف کے مدارس کی طرف رخ کرتا ہے، یا یوں کہئے کہ صوفیانہ طریقے کے مکتب فکر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ صوفیانہ طریقوں کے علم بردار باوجودیکہ ان کے مکتب فکر میں اختلاف ہے مثلاً امام رفاعی، نقش بندی، دسوقی، جیلانی، شاذلی، چشتی، تیجانی اور آل باعلوی حضارمۃ وغیرہ، یہ وہ علماء ہیں جن کی، اسلامی علوم وفنون مثلاً فقہ، عقیدہ اور تفسیر وغیرہ میں کتابیں ہیں، اور اللہ رب العزت سے تقرب حاصل کرنے کے سلسلے میں ان کے روحانی تجربات ہیں اور یہاں پر روحانیت کے پہلو میں نوافل کا اضافہ ہے، جسے وہ رضا کارانہ طور پر اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں اور یہ اس پر مستزاد ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر تزکیہ نفس اور تطہیر باطن کے لیے فرض کیا ہے۔ اس اعتبار سے کہ نفس انسانی کو بہت سے امراض لاحق ہوتے ہیں مثلاً تکبر، عجب وخود پسندی، ریا، نفاق اور بدگمانی، اور وہ اپنے نفس کو ان سے پاک کرنا چاہتا ہے اور تہجد، قیام لیل اور چاشت کی نماز کو پابندی سے ادا کرنا چاہتا ہے اور کثرت سے اللہ کے ذکر پر مداومت چاہتا ہے اور اس مقدار پر اکتفاء نہیں کرتا، جو مسجد میں کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عبادت کے پہلو میں ان کے نزدیک اضافہ ہے اور وہ مادی ہونے کے مقابلے میں زاہد زیادہ ہے۔ لیکن انسان لوگوں کے صدقات پر زندگی گذارنا چاہتا ہے، وہ دنیا سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اور پہلے زمانے کے لوگ دنیا کے بارے میں کہتے

تھے، ''اے اللہ تو اسے ہمارے ہاتھ میں رکھ، اسے ہمارے دل میں مت رکھ، اس اثر پر عمل کرتے ہوئے کہ ''تم اپنی دنیا کے لیے اسی طرح عمل کرو کہ گویا تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور آخرت کے لیے اس طرح عمل کرو کہ گویا تم کل ہی مر جاؤ گے۔''

افریقہ، مشرقی ایشیا اور مغربی ممالک میں اسلام کی نشر و اشاعت میں تصوف اور صوفیاء کا جو اہم رول رہا ہے۔

اسی طرح مدارس تصوف والے اور ان طریقوں کے بانی حضرات وہ صالح مسلمان ہیں جنھوں نے تقویٰ اور ذکر اللہ کی کثرت سے اللہ کا تقرب حاصل کیا۔ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ جو عمل کرتے ہیں، وہ جس طریقے کی طرف اپنے مریدین کو دعوت دیتے ہیں وہ وہی طریقہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ قائم تھے۔ اور صحابہ میں کچھ عوام ہیں اور کچھ خواص۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے اور حضرت ابو بکر کو اللہ سے دعاء کرتے ہوئے سنتے تو ان سے دریافت کرتے کہ ابو بکر تم کیا دعاء کر رہے تھے؟ تو وہ کہتے: میں یہ دعاء کر رہا تھا کہ ''اے اللہ! میں تجھ سے تیری رضاء و خوشنودی کی درخواست کرتا ہوں'' اور دوسرے اعرابی کو دیکھتے تو اس سے دریافت فرماتے کہ تم کیا دعاء کر رہے تھے؟ تو وہ کہتے تھے ''اے اللہ میں تجھ سے بکری کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ تو مجھے اونٹ عطا فرما'' تو نبی ﷺ کے صحابہ کے درمیان یہ فرق ہے، اور رسول اللہ ﷺ جس وقت انہیں صدقات جمع کرنے کے لیے بلاتے تو مثلاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا پورا مال لے کر حاضر ہوتے اور دوسرے صحابی اپنا نصف مال لے کر آتے اور تیسرے صحابی اپنا چوتھائی مال لے کر حاضر ہوتے۔

تصوف اسلام کا روحانی پہلو ہے۔ لہٰذا اس سے الجھنا یا اس کا انکار کرنا اسلامی شریعت کے سرچشموں اور روحانی پہلوؤں کو خشک کرنا ہے۔ اور یہ ایک علم اور مسلک ہے۔

سوال (2) اگرچہ عبادات اور نوافل میں اس طرح کا بعض اضافہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے طریقے کے خلاف ہو؟

جواب: جی نہیں! ان صوفیاء کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اس پر عمل پیرا تھے۔ مثلاً اصحاب صفہ وغیرہ اور پہلی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ

رات میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک ورم کر جاتے اور اپنے گھر میں کوئی مال باقی رہنے نہیں دیتے بلکہ اسے صدقہ کر دیتے اور دنیاوی اسباب میں تخفیف فرماتے، آپ ﷺ کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ ﷺ کی ذرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے نفس کے معاملے میں بڑے سخت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں پیوند لگے ہوتے۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بہت سے دوسرے صحابہ، اور اہل صفہ کا عمل یا تو جہاد فی سبیل اللہ تھا یا عبادت اور ذکر اور مسجد میں اقامت، اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ صوفیاء شریعت سے بال برابر بھی باہر نہیں نکلے، بلکہ ان کے بعض متبعین کے یہاں کچھ شطحیات پائے جاتے ہیں اور تمام شرعی علوم میں ان کے متبعین کی طرف سے کچھ شطحیات داخل ہوئی ہیں، اور ''شاط'' کا مطلب جادۂ حق سے انحراف ہے، اور یہ زیادتی جو مریدین اور متبعین کی طرف سے واقع ہوئی ہے، اسے ہم تصوف کے موسسین پر حجت نہیں مانتے۔

اللہ تعالیٰ نے سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین کے لیے آگ کو مسخر کر دیا۔

سوال (3) وہ مریدین جو اضافہ کرتے ہیں اور جن کے یہاں شطحیات پائی جاتی ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا موقف ہے؟

جواب: ہمارا کام یہ ہے کہ ہم دین کو ملاوٹ سے پاک وصاف کریں اور اس کی طرف لوگوں کو متنبہ کریں اور مشائخ تصوف میں سے کسی کے پاس اگر کچھ انحراف اور خلل نظر آئے تو ہم اس کی کوشش کرتے ہیں کہ انہیں یہ بتلا دیں کہ اس کا طریقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن ہمارے یہاں اسلوب اور طریقہ مختلف ہے۔ ہم تشدد کے قائل نہیں ہیں، نہ کسی مسلمان پر شرک و بدعت کا الزام لگاتے ہیں، نہ اس سے سختی سے بات کرتے ہیں اور نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔ بلکہ ہم اس طریقہ محمد کا التزام کرتے ہیں جس کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا گیا:

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ. (سورہ النحل آیت ۱۲۵)

آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے۔

سوال (4) تصوف کے طریقے مختلف ہیں اور ہر طریقے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حق پر تو آپ کے خیال میں ان میں سے کون سا طریقہ درست ہے؟

جواب: معاملہ آسان ہے، طریقت کے ائمہ اس کے قائل ہیں، حضرت احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "البرهان المويد" میں اپنا یہ قول ذکر کیا ہے کہ شریعت کی پیروی کرو، بدعت سے بچو، اور انہوں نے فرمایا کہ ہر وہ طریقہ جو شریعت کے خلاف ہو وہ بددینی ہے۔ اسی طرح حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ جو طریقت کے عظیم امام ہیں ان کا قول ہے کہ ہمارا یہ علم کتاب و سنت کے ساتھ مقید ہے اور بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی تمہارے سامنے ہوا میں اڑے یا پانی پر چلے پھر تم اسے دیکھو کہ وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا التزام نہیں کرتا ہے تو تم کہدو کہ وہ جادوگر ہے یا اس کے ساتھ استدراج کا معاملہ ہے۔

اس لیے قرآن وسنت کا التزام ضروری ہے۔ لیکن ہر اسلامی علم میں خلل واقع ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، چنانچہ اس کا ارشاد ہے:

انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون. (سوره الحجر ۹)

ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں۔

انبیاء کے لیے معجزات اور اولیاء کے لیے کرامات ثابت شدہ حقیقت ہیں۔

قرآن کریم کے علاوہ جو دیگر شرعی علوم ہیں وہ کذاب، جہلاء، گھڑنے والوں اور دسیسہ کاروں کی دسیسہ کاری سے محفوظ نہیں رہ سکے، اور یہ چیز بعض ان تفاسیر میں واضح ہے جن میں اسرائیلی روایات داخل ہوگئی ہیں اور احادیث کے مجموعہ میں موضوع، من گھڑت اور جھوٹی روایات شامل ہوگئی ہیں۔ یہی حال تصوف کا بھی ہے، جس میں بعض ان متصوفین کی شطحیات شامل ہوگئی ہیں، جو جادۂ حق سے منحرف ہو گئے ہیں اور جن سے ایسی عبارتیں اور اقوال اور ایسے تصریحات سرزد ہوتے ہیں جو شریعت محمدیہ کے خلاف ہیں۔ ایسے لوگوں کی ہم تردید کرتے ہیں، لیکن ہم اس کے قائل نہیں ہیں کہ پورا تصوف گمراہی ہے یا کل کا کل

بدعت ہے، اور سلفی علماء میں منصف حضرات بھی اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں صوفیاء کی تین قسمیں بیان کی ہیں: پہلی قسم ان حضرات کی ہے جنھیں انہوں نے ''صدیقین'' کے درجے تک پہنچا دیا ہے، اور دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کے بارے میں انہوں نے فرمایا کہ وہ ''خیر'' پر ہیں اور تیسری قسم ان صوفیاء کی ہے جن کے بارے میں انہوں نے صراحت کی ہے کہ وہ ''گمراہی'' پر ہیں، جو راہ حق سے منحرف ہو کر گمراہ ہو گئے۔ علماء نے تصوف سے جنگ نہیں کی ہے، بلکہ انہوں نے صوفیاء کے بارے میں انصاف کی بات کہی ہے، ہم لوگ اس کی تائید کرتے ہیں اور اسی کے قائل ہیں، اور ہم اس پر مسلمانوں کی موجودہ صورت حال سے استشہاد پیش کرتے ہیں کہ کیا مسلمانوں کا موجودہ طرز عمل، اسلام میں حجت ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ ہم تو اس کے قائل ہیں کہ مسلمان وہ ہے جو قرآن و سنت پر عمل پیرا ہو، وہ اسلام کے لیے حجت ہے اور جو شریعت سے منحرف ہے اسلام کا اس سے کئی تعلق نہیں۔ اسی بنا پر میں کہتا ہوں کہ اگر تصوف میں اسلام کے روحانی پہلو کے سوا کچھ نہ ہوتا تو یہی بات اس کی حقانیت اور عظمت و اہمیت کے لیے کافی تھی۔

ممکن الوقوع ہے۔ لیکن اس میں کبھی جھوٹ، دجل و فریب بھی داخل ہوتا ہے۔

اور اگر ہم لوگوں کی صرف فقہ کی کتابوں پر اعتماد کرنے کے لیے چھوڑ دیں جس میں قرآن کریم کا محدود فہم ہے اور بس تو، قرآن کہتا ہے:

قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون. (سورہ المومنون ۱)

بالتحقیق ان مسلمانوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

تو ہم خشوع کہاں سیکھیں گے؟ فقہ کی کتابوں میں نماز کے خشوع کا باب نہیں ہے، لیکن امام غزالی کی کتاب ''احیاء العلوم'' اور علامہ مکی کی کتاب میں اور علامہ محاسبی کی کتاب میں خشوع کا بیان موجود ہے۔ تو ایسی صورت میں ہمیں اہل تصوف کی کتابوں کی ضرورت ہے، تاکہ ہم یہ سیکھیں کہ نماز میں خشوع کیسے پیدا ہوتا ہے اور خشوع کیا چیز ہے؟ اور باقی ان مہلک چیزوں سے بچیں اور ان نجات دینے والی چیزوں کو اختیار کریں جن کی

وضاحت امام غزالی ﷫ نے احیاء العلوم میں کی ہے۔

کشف کے ذریعہ علم حقیقی آیا یعنی انسان جب اللہ سے سچا معاملہ کرتا ہے تو اللہ اس کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر.

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔

تو ہم تکبر کا پتہ کیسے چلائیں کہ وہ دل میں کیسے داخل ہوتا ہے؟ اور ہم اس سے کس طرح چھٹکارا پا سکتے ہیں؟ یہ ساری باتیں ہمیں امام غزالی کی کتابوں میں ملتی ہیں، جنہوں نے امراض قلب اور ان سے چھٹکارا پانے کی کیفیت اور طریقے تحریر کیے ہیں۔ نیز وہ امراض جو وباء عام کی طرح پھیل گئے ہیں، ان میں مسلمانوں کے ساتھ بدگمانی، غیبت اور چغل خوری اور دیگر وہ امور ہیں، جن سے اسلام نے ڈرایا ہے اور ان بیماریوں سے نجات پانے کے طریقے قلوب کے اطباء وحکماء نے تحریر کیے ہیں۔ یہ باتیں فقہ کی کتابوں میں موجود نہیں ہیں، ان میں یہ لکھا ہے کہ بخل حرام ہے، لیکن بخل سے کیسے چھٹکارا پایا جائے؟ یہ فقہ کی کتابوں میں موجود نہیں ہے، لیکن صوفیاء کی کتابوں میں تفصیل سے موجود ہے، جنہیں ''تزکیہ کی کتابیں اور تربیت کی کتابیں'' کہا جاتا ہے۔ معاصر علماء میں سے بہت سے حضرات نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے مثلاً شیخ ابوالحسن علی ندوی ﷫ نے، جن کی اس موضوع پر ایک مشہور کتاب ''ربانیہ لا رھبانیہ'' ہے۔ انہوں نے تصوف کا نام ''ربانیت'' رکھا ہے اور اس کے ''رہبانیت'' ہونے کی نفی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ہم لوگ علم شرعی کے مکلف ہیں اور رہی بات علم لدنی یا علم باطنی کی تو ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔

ولکن کونو اربانیین. (سورہ آل عمران آیت ۷۹)

لیکن وہ کہے گا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عادی اور عامی مسلمان نہ بنو، بلکہ ربانی مسلمان بنو یعنی ایسا مسلمان جس کا روحانی پایہ بلند ہو یعنی جسے اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہو، اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ و منھم مقتصد و منھم سابق بالخیرات باذن اللّٰہ. (سورہ الفاطر ۳۲)

پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعضے ان میں وہ ہیں جو اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ صوفیاء شرعی علوم کے ساتھ علم لدنی کے بھی قائل ہیں اور ان کے مخالفین علم لدنی کے منکر ہیں۔

تو جو شخص اللہ سے تقرب حاصل کرنے کے دروازوں اور راستوں کو نہ جانتا ہو کہ ان پر چل سکے، وہ بھلائی کے کام میں سبقت کرنے والا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اللہ سے تقرب کے راستے وہی ہیں، جن کا صوفیاء اہتمام کرتے ہیں اور وہ فرائض پر اضافہ کرنا ہے۔ جن میں ہر واجب کے ساتھ نوافل کا اہتمام کرنا ہے یعنی نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقہ اور خدمت خلق وغیرہ میں، اس لیے کہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

سوال (5) امت مسلمہ کی تاریخ میں "وحدۃ الوجود" اور حقیقت محمدیہ" کے عقیدہ کا ظہور ہوا اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ عرش پر مستوی ہیں اور وحی نازل کرتے ہیں اور آپ ﷺ ہی کے نور سے آسمان اور زمین پیدا کیے گئے اور صوفیاء پر یہ الزام ہے کہ اس فاسد عقیدے کی اشاعت انہوں نے ہی کی ہے۔ تو اس فکر کے سلسلے میں آپ کا موقف کیا ہے؟

یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ قبروں کی زیارت حرام ہے اور شرک ہے۔

جواب: سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ تصوف کے دو مکتب فکر ہیں، ایک مکتب فکر وہ ہے جو قرآن سنت کا التزام کرتا ہے۔ اس کا مقصد قرآن کریم اور سنت مطہرہ کی روشنی میں مسلمانوں کے طور طریقے کی اصلاح ہے اور یہ لوگوں کو تقرب الی اللہ کی کیفیت سے باخبر کرتا ہے۔ مثلاً امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، سید رفاعی رحمۃ اللہ علیہ، جیلانی، شاذلی رحمۃ اللہ علیہ،

دسوقی رحمۃ اللہ علیہ اور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتب فکر، جس کی عالم اسلام کے اکثر مسلمان پیروی کرتے ہیں اور اس سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ دوسرے طریقوں سے نہیں، اور یہ وہ طریقے ہیں جو قرآن کریم اور سنت مطہرہ کی مکمل پیروی کرتے ہیں اور جسے ''تصوف شرعی'' کہا جاتا ہے اور جس کی خصوصیت اور علامت یہ ہے کہ اس میں اللہ تک رسائی کے لیے صحیح راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اسی مکتب فکر پر ہم اعتماد کرتے ہیں، اس سے عقیدت رکھتے ہیں اور اسی کی دعوت دیتے ہیں۔

کچھ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے غلط ڈھنگ سے قبروں کی زیارت کرتے ہیں۔

اور یہاں مدارس تصوف کی ایک دوسری قسم بھی ہے جو تصوف کے ساتھ لاحق کر دی گئی ہے اور یہ مدارس ہیں جن پر فلسفیانہ مدارس یا فلسفہ تصوف یا ''مدارس استشراقات'' یا ''مدارس المعارف و الفیوضات'' کا اطلاق کیا جاتا ہے اور اس مکتب فکر کے بڑے بڑے رموز ہیں، مثلاً شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ عبدالکریم جیلی اور حلاج وغیرہ جو فلسفہ تصوف کے نام سے مشہور ہیں اور ان مدارس کے سلسلے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت ان مدارس کے مریدین عالم اسلام میں نہیں ہیں اور نہ ان کی خانقاہیں اور تکیے ہیں، بلکہ یہ افکار ان مسلمانوں اور غیر مسلموں کے پاس موجود ہیں جو ان کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض وہ مستشرقین جو اسلام کا اہتمام کرتے ہیں اور اس کا تعارف ان حضرات کی کتابوں میں پڑھتے ہیں وہ ان افکار پر مطلع ہونے کے بعد جنہیں ان مدارس کے اصحاب نے لکھا ہے اسلام کو اجنبی سمجھتے ہیں۔ پھر ان کے افکار کی اصلاح کرتے ہیں۔ آج ان حضرات کے تصوف کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اب یہاں شیخ ابن عربی یا حلاج کی مجالس ذکر اور خانقاہیں اس طرح باقی نہیں رہیں جس طرح کہ یہ سلسلہ شیخ رفاعی رحمۃ اللہ علیہ، قادری رحمۃ اللہ علیہ اور شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس ذکر میں جاری ہے، اور ان کی خانقاہیں عالم میں پھیلی ہوتی ہیں۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ حضرات فلاسفہ اور مفکرین تھے اور وہ اہل یونان وغیرہ کے فلسفہ سے متاثر ہوئے ہوں گے۔ لیکن ہمارے درمیان اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ دوسرے مسلمان ان کی تکفیر کرتے ہیں اور ہم ان کی



الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی محو گفتگو

الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی یادگار لمحے



محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد خان
قادری سے محو گفتگو
محبوب قادری بھی موجود



محبوب قادری اور اپنے
میزان کے ہمراہ



گورنر پنجاب جنرل خالد مقبول ایوان اقبال لاہور میں
الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفائی کا استقبال
کر رہے ہیں جبکہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان
کے صدر مفتی منیب الرحمن پاس کھڑے ہیں

تکفیر نہیں کرتے، اس لیے کہ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اس وعید کے مصداق نہ بن جائیں کہ من کفر مسلماً فقد کفر (جو شخص کسی مسلمان کی تکفیر کرے گا وہ کافر ہو جائے گا) پھر ہم ان کی تکفیر کیوں نہیں کرتے ہیں؟ اس لیے کہ یہاں بڑے بڑے علماء ہیں جن کے درمیان شیخ عبدالوہاب شعرانی ہیں کہ ان کی کتابوں کے جعلی نسخے تیار کیے اور ان میں بہت سی غلط باتوں کو اپنی طرف سے شامل کر دیا۔ پھر ان کتابوں کی طباعت و اشاعت ہوئی اور ان کے تابعین و ناشرین کو حقیقت کا علم نہیں ہوا کہ اصل مصنفین نے کیا لکھا ہے اور اس میں کیا اضافہ کیا گیا ہے چنانچہ انہوں نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ''میں نے اپنی کتاب کا اصلی نسخہ اور وہ جعلی نسخہ جسے دوسرے لوگوں نے تیار کیا تھا دونوں کو جامع ازہر مصر کے علماء کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے شہادت دی کہ یہ اضافے آپ پر جھوٹ گھڑے گئے ہیں'' اسی سے میں نے جانا کہ شیخ محی الدین بن عربی کی جانب بھی جھوٹی باتوں کا انتساب کیا گیا ہے، اور ہم لوگ اس بات کو راجح قرار دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان فلاسفہ پر جھوٹ اور افتراء پردازی کی گئی ہو۔ اسی طرح ہم کبھی کلام کی تاویل کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ صاحب کلام کی مراد کچھ اور ہو، اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن عربی کی کتابوں میں ایسی باتیں ہیں جن سے ایک طرف ''وحدۃ الوجود'' کے عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح ان میں ایسی باتیں بھی ہیں جن سے دوسری طرف وحدۃ الوجود کے نظریہ کی تردید ہوتی ہے۔ اس تضاد اور تعارض کی وجہ سے کچھ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور ہم لوگ اس اصول پر عمل کرتے ہیں جس کو نئے قانون میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ ''شک، متہم شخص کے مفاد کی طرف لوٹتا ہے۔'' اگر آپ دیکھیں کہ ایک شخص کسی انسان کی تعریف کر رہا ہے اور اس کی مذمت بھی کر رہا ہے تو آپ اس کو اس بنا پر سزا نہیں دے سکتے ہیں کہ اس نے اس کی مذمت کی ہے، اس لیے کہ اس کا کلام دو نقیض پر مشتمل ہے۔ ہم لوگ ان فلاسفہ کی پیروی نہیں کرتے اور نہ ان کی آراء پر اعتقاد رکھتے ہیں، اور نہ ہم ان کی تکفیر کرتے ہیں، حتی کہ اس امت کے سلف صالحین عام مسلمان اور چاروں فقہی مذاہب کے متبعین بھی ان کی تکفیر نہیں کرتے۔

سوال (6) یہاں پر صوفیاء پر یہ الزام ہے کہ ان کے مذہب نے انہیں ولایت

اور علم غیب کا دعویٰ کرنے اور بعض ان مشائخ سے تعلق قائم کرنے کی تعلیم دی ہے جن سے بد دینی کی علامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ اس لیے کہ وہ فرائض کے ساقط قرار دینے کے قائل ہیں۔ مثلاً حلاج، ابن القارض، عفیف تلمسانی، عبدالغنی نابلسی اور تیجانی وغیرہ۔ تو اس سلسلے میں آپ کا کیا جواب ہے؟

قبروں کی زیارت مسنون ہے۔ اگر اس میں لوگ غلطی کریں تو لوگوں کو زیارت کے صحیح آداب بتلائیں۔

جواب: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یاایھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنباء فتبنیوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین. (سورہ الحجرات آیت ٦)

اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر. (رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ آپ نے جن لوگوں کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے بعض دین سے منحرف ہوتے تھے، جب بھی یہ بات مسلم ہے کہ وہ برائی میں اور شریعت کی مخالفت میں، اس قدر آگے نہیں بڑھے تھے جس کا اظہار کیا جاتا ہے، خصوصاً کبیرہ گناہوں اور محرمات کے ارتکاب کے سلسلے میں۔

عید میلادالنبی کچھ لوگ اس کے منکر ہیں اور بہت سے لوگ اس کی تائید کرتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو لوگ تصوف کو متہم کرتے ہیں وہ تصوف کے دونوں مکاتب فکر کو باہم مخلوط کر دیتے ہیں یعنی شرعی اور سلوکی تصوف کے مکتب فکر کو اور فلسفیانہ تصوف کے مکتب فکر، جسے تصوف سمجھا جاتا ہے جبکہ تصوف اس کی اکثر باتوں سے بری ہے۔

اور جہاں تک ولایت اور علم غیب کا دعویٰ کرنے کی بات ہے تو وہ تمام اولیاء عظام جن کا ہم نے ذکر کیا ہے مثلاً رفاعی رحمۃ اللہ علیہ اور شاذلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تو وہ اپنے مریدین کو

دعویٰ کرنے سے دور رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ یعنی اس دعویٰ سے کہ اللہ تک ان کی رسائی ہو گئی ہے یا یہ کہ وہ مقام ولایت پر فائز ہو گئے ہیں اور وہ حضرات فرماتے ہیں کہ ولی کرامت سے اس طرح چھپتا ہے جس طرح کہ کنواری دوشیزہ اپنے پردے میں چھپتی ہے، اور یہ اس لیے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جس کے بارے میں ولایت کی تشہیر کی جاتی ہے وہ غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر وہ غرور میں مبتلا ہوتا ہے تو سیدھی راہ سے منحرف ہو جاتا ہے۔ جبکہ یہ کرامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بخشش ہے، جس میں اس کی کوشش اور کسب کو کوئی دخل نہیں ہے۔ لہٰذا جو شخص اس سے رزق حاصل کرنے کے لیے یا اس پر گذارہ کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو وہ گنہ گار ہے۔ اس لیے کہ اس نے اللہ کی نعمت کا بے جا استعمال کیا۔ لیکن کرامت کا ظہور کبھی ولی کی ناپسندیدگی کے باوجود ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان اس کے ہاتھوں بعض کرامات کو ظاہر کر دیتا ہے مثلاً تنگی سے نکالنا یا شکست خوردگی سے بچانا، یا مثلاً یہ کہ صحرا میں شدید پیاس سے دوچار ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو اس کے ساتھ ہیں پانی مہیا کر دیتا ہے۔ اس کے ساتھ کرامت کی بحث اسلامی شریعت میں وارد ہے۔ اس لیے کرامات کا شرعاً انکار نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ صاحب الجوہرہ فرماتے ہیں:

توسل ایسی شخصیت کے ذریعہ ہونا چاہئے جن کا حضرت محمد ﷺ کی ذات سے تعلق ہو۔

واثبتن للاولیاء الکرامة.　اور اولیاء کے لیے کرامت کو ثابت کرو۔

ومن نفاھا فانبذن کلامه.　اور جو اس کی نفی کرے اس کے کلام کو نظر انداز کرو۔

کیوں؟ اس لیے کہ نبی ﷺ کے ہاتھوں پر معجزات کا ظہور ہوا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں کرامات ظاہر ہوئے، اور جیسا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔ جبکہ وہ مدینہ میں منبر پر تھے تو انہوں نے چیخ کر کہا ''اے ساریہ! پہاڑ سے بچو، پہاڑ سے بچو، تو ساریہ نے اسے سن لیا جبکہ وہ فارس میں اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پکار ان کی نجات کا سبب بن گئی۔ اس طرح بہت سے واقعات ہیں،

جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت مریم کے بارے میں کرامات کا ذکر آیا ہے۔ حالانکہ وہ نبی نہیں تھیں، اور ان کے علاوہ بھی دوسرے واقعات ہیں، جیسے کہ سلیمان علیہ السلام کے سرداران قوم میں وہ شخص جس کے پاس اللہ کی کتاب کا علم تھا اور جو پلک جھپکنے سے پہلے ملکہ سبا بلقیس کے تخت کو ملک سبا سے فلسطین لے آیا۔ یہ بھی نبی نہیں تھے۔

غار والی حدیث میں آتا ہے، اور زندہ آدمی کے ذریعہ وسیلہ اختیار کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔

پس کرامات جو خارق عادت امر ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اپنے بندے کو تنگی کے وقت اور ضرورت کے وقت نوازتا ہے اور یہ ولایت کی ایک قسم ہے کہ اللہ نے اسے کرامت سے نوازا، اور صوفیاء کرام اس کی وجہ سے لوگوں پر فخر نہیں کرتے اور نہ بقصد و ارادہ اس کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ صوفیاء پر لازم کہ وہ ولایت کا انکار کریں۔ اس لیے کہ یہ چیز شریعت میں ثابت ہے۔ اگر ہم اس کی نسبت انسان کی طرف کریں تو ہمای نظروں میں یہ چیز بڑی ہو جائے گی۔ لیکن اگر ہم اس کی نسبت اللہ کی طرف کریں تو پھر یہ بہت چھوٹی اور معمولی چیز ہے۔ اس لیے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ وہ مٹی سے پرندے کا مجسمہ بناتے تھے اراس میں پھونک مارتے تھے تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتا تھا اور وہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی اور بھلا چنگا کر دیتے تھے اور اللہ کے حکم سے مردے مردہ کو زندہ کر دیتے تھے، اور جب یہ ولایتیں اور کرامتیں پچھلی امتوں میں ظاہر ہو چکی ہیں تو حضرت محمد ﷺ کی امت میں ایسے لوگوں کیوں نہیں ہو سکتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ اس طرح کی کرامتوں سے نوازے؟ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لیے بڑی نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ شخص جس کے ہاتھ پر یہ کرامت ظاہر ہو رہی ہو وہ اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کا پیرو ہو، اگر ایسا نہ ہو ہم اسے استدراج اور سحر شمار کریں گے۔

متشدد سلفی اختلاف کرتے ہیں اور توسل اور وسیلہ کے مسئلہ پر بھی خوب بحث کرتے ہیں؟

سوال (7) آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہیں گے جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ یقین کے اس درجے کو پہنچ چکا ہے کہ اس سے فرائض اور واجبات ساقط ہو جاتے ہیں؟

جواب: یہ بات مجھے صوفیاء کے بارے میں کہیں نہیں ملی اور نہ کسی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ جب عابد یا صوفی کسی خاص مقام پر پہنچ جاتا ہے تو شرعی تکلیفات اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔ جو شخص صوفیا کی طرف اس بات کی نسبت کرتا ہے اور وہ دلیل پیش کرے۔ یہ ایسی بات ہے جو ہم سن رہے ہیں لیکن اس پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے۔ تصوف پر یہ تہمتیں چسپاں کی جاتی ہیں لیکن اس کا وجود صوفیاء کی کتابوں میں سے نہ ان کے متبعین کے سلوک میں، میں اس پر یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کہ بعض مشائخ کے کلام سے بعض لوگوں کو یہ اشتباہ اور التباس ہو گیا ہے۔ مشائخ یہ فرماتے ہیں کہ ''سالک شروع شروع، دشواری اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔ پھر دشواری اور تکلف ساقط ہو جاتا ہے'' اس طرح ان کی عبارتوں سے لوگوں نے غلط مطلب سمجھا ہے اس لیے کہ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ ''میں نے تیس سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت تکلف کے ساتھ کی ہے پھر تیس سال تک عبادت سے لطف اندوز ہوا'' لیکن بدگمانی کی وجہ سے غیر مقصود بات سمجھ لی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا عبارت کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی عبادت میں تیس سال تک تکلیف اور مشقت برداشت کی لیکن اس کے بعد کسی مجاہدہ، مشقت اور تکلیف کے بغیر عبادت کے مشتاق ہو گئے۔ اس کا مطلب شرعی تکالیف اور فرائض و واجبات کا ساقط ہونا نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس سلسلے میں صوفیاء کے مقتدا اور پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے وفات تک عبادت کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد باری ہے:

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین. اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے یہاں تک کہ آپ کی موت آ جائے۔
(سورہ الحجر آیت ۹۹)

اور جب نبی ﷺ سے شرعی تکالیف ساقط نہ ہوئیں تو کسی صوفی شیخ یا مرید کے لیے یہ کیسے صحیح ہوگا کہ وہ اپنے نفس سے تکالیف کو ساقط کرے اور اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کی مخالفت کرے۔ اگر کسی صوفی نے ایسا کہا تو ہم اسے سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ ''التوسل والوسیلۃ'' میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ لوٹتے تو رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس سے گذرتے اور آپ ﷺ کو، اپنے والد حضرت عمر کو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم کو سلام کہتے۔

سوال (8) حلاج اور ابن عربی کے ان اقوال کے سلسلے میں آپ کیا کہتے ہیں کہ ابلیس موحد اور عابد تھا اور وہ اہل جنت میں سے ہے، اس لیے کہ اس نے حقیقت کو پہچان لیا تھا۔ یہ باتیں قرآن وسنت میں وارد نصوص کے صریح طور پر خلاف ہیں اور اجماع امت کے بھی خلاف ہیں، تو کیا آپ اس کی نفی کریں گے؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ میں ان سے کسی بات سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن میں نے سنا ہے کہ ابن عربی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابلیس کو یا تو اللہ معاف کر دے گا، یا یہ وہ جہنم میں داخل ہوگا، پھر اس سے نکلے گا لیکن چونکہ قرآن کریم نے صریح عبارت میں یہ کہا ہے کہ ابلیس جہنمیوں کا امام ہے اور وہ ان کی گمراہی کا سبب ہے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا تو ہمارا اسی پر ایمان ہے۔ لیکن جہاں تک ابلیس کے موحد ہونے کا مسئلہ ہے تو جو لوگ اس کے قائل ہیں ان کا استدلال اس بات سے ہے کہ شیطان نے اللہ کی عزت کی قسم کھائی تھی چنانچہ اس قول ہے۔

آپ ﷺ جب قبروں کے پاس سے گذرتے تو مردوں کے لیے دعاء فرماتے۔

فبعزتک لاغوینھم اجمعین. (سورہ ص آیت ۸۲)　تیری عزت کی قسم کہ میں ان کو گمراہ کروں گا۔

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بعض ان متبعین سے افضل ہے جو بالکلیہ اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور ابلیس نے اللہ کے وجود کا انکار نہیں کیا اور وہ کیسے انکار کرسکتا ہے جبکہ اس نے ایک طویل مدت تک آسمان میں اللہ کی عبادت کی، لیکن جب اللہ نے اسے آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اللہ کے حکم کی، نافرمانی کی۔ شیطان نے اللہ کے وجود کا انکار نہیں کیا، لیکن وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس لیے کہ اس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی، اور قرآن کریم میں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ غزوۂ بدر

میں قریش کے مشرکین سے براءت کرتے ہوئے اس نے کہا:

انی بریٔ منکم انی اری مالا ترون انی اخاف اللّٰہ واللّٰہ شدید العقاب. (سورہ الانفال آیت ۴۸)	میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں، میں تو خدا سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔

> والدین کی قبروں کی زیارت اوران کے لیے دعاء کی فضلیت کے سلسلے میں بہت سے آثار وارد ہیں۔

سوال (9) پھر تو آپ اقرار کرتے ہیں کہ ابلیس موحد تھا؟

جواب: ابلیس نے اللہ کی عزت کی قسم کھائی، اس بنا پر وہ کافر اور اللہ کا منکر نہیں تھا۔ اس لیے کہ کافر، اللہ کے وجود کا منکر ہوتا ہے، اور اگر کافر اللہ کا نافرمان ہو تو وہ کافر ہے۔ تو اس مسئلے کا انحصار تعریف پر ہے۔ لہٰذا اگر کفر، اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان نہ لانے اور اس کی ذات کا انکار کرنے کا نام ہے تو آیت کریمہ ابلیس کے انکار نہ کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر کفر، احکام الٰہی کی نافرمانی کا نام ہے، تو وہ کافر ہے، اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ:

کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر، فلما کفر قال انی بری منک انی اخاف اللّٰہ رب العالمین. (سورہ الحشر آیت ۱۶)	شیطان کی سی مثال ہے کہ انسان سے کہتا ہے کہ تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہہ دیتا کہ ہے میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے میں تو رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

> اکثر اہل علم کی رائے ہے کہ انسان جب مرجاتا ہے تو عالم دنیا سے اس کا تعلق ختم نہیں ہوتا۔

تو وہ کافر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قال فالحق والحق اقول لاملان جھنم منک وممن تبعک منھم اجمعین. (سورہ ص آیت ۸۴.۸۵)	ارشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں سچ کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو ان میں سے تیرا ساتھ دے، ان سب سے دوزخ کو بھر دوں گا۔

تو ہم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا ہے کہ اس نے اللہ کے وجود کا انکار کیا ہے۔ لیکن اس کا کفر، نافرمانی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو چیلنج کرنے کا نتیجہ تھا، چنانچہ اس نے کہا:

خلوت، اعتکاف، رمضان میں سنت ہے اور غیر رمضان میں مستحب ہے۔

فبما اغویتنی لا قعدن لهم صراطک المستقیم.(سورہ الاعراف آیت ۱۶)	سبب اس کے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔

اسی طرح وہ قیامت تک ملعون ہے اور کافروں کے ساتھ اسے جہنم میں جمع کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فوربک لنحشرنهم والشیاطین ثم لنحضرنهم حول جهنم جثیا. (سورہ مریم آیت ۶۸)	سو قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان کو جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی ان کو دوزخ کے گردا گرد اس حالت سے حاضر کریں گے کہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس وفود آئے آپ نے انہیں اپنے پاس روکا پھر قرآن وسنت کی تعلیم دے کر ان کے باطن کا تزکیہ کر کے اپنی قوم کا معلم بنا کر بھیجا۔

اس کے علاوہ اور بھی آیات ہیں، لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ موضوع ایسا نہیں ہے کہ اس میں بحث کی جائے۔ خاص طور پر صوفیاء کے مدارس، مجالس اور طریقوں میں اور اگر وہ مضمون گذرا ہے تو فلاسفہ کی سابقہ کتابوں میں گذرا ہے۔

سوال (10) کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ آپ ابلیس کے سلسلے میں ابن عربی کے اس قول سے براءت ظاہر کرتے ہیں کہ وہ موحد اور عابد تھا اور وہ اہل جنت میں سے ہے؟

جواب: جی ہاں! میں ابن عربی کے اس قول سے براءت ظاہر کرتا ہوں۔ اس لیے کہ اس سے ابلیس کے معاملے میں تساہل کا گمان ہوتا ہے۔ اور اس کے خطرے کو کم کرنے کا احساس ہوتا ہے اور انسان کو یہ دعوت دیتا ہے کہ وہ ابلیس کے جرم کو ہلکا سمجھے، اور میں اس موضوع پر بحث و مناقشہ کی دعوت نہیں دیتا ہوں کہ ابلیس موحد تھا یا غیر موحد۔ اس

معاملے کو ہم اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور گمراہی کے پہلو پر توجہ مرکوز کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے:

ہم دینی، تعلیمی اور رفاہی پروجکٹ مثلاً مساجد، مدارس، ہسپتال اور دارالیتامی وغیرہ قائم کرتے ہیں۔

ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا، انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر۔ (سورہ الفاطر ۶)

یہ شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے سو تم اس کو دشمن سمجھتے رہو وہ تو اپنے گروہ کو محض اس لیے بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔

سوال (11) طریقہ تصوف پر ایک دوسرا الزام بھی ہے اور وہ ہے فریضہ جہاد کو معطل کرنا، شرعی علوم کو مہمل قرار دینا اور معاش کے لیے سعی نہ کرنا اور نکاح سے کنارہ کشی کا اختیار کرنا، تو اس سلسلے میں آپ کا کیا جواب ہے؟

سید رفاعی سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ ابوالحسن شاذلی وہ ہیں جنہوں نے صلیبیوں اور تاتاریوں کا مقابلہ کیا۔

جواب: یہ تہمت بھی صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ ہم جس وقت علامہ ذھبی کی کتاب ''نبلاء الاسلام'' اور تراجم کی دوسری کتابیں مثلاً کتاب ''طبقات الشافعیۃ'' اور ''طبقات الحنابلۃ'' اور خاص طور پر اسعد خطیب کی کتاب ''البطولۃ'' (2) جو ابھی ابھی چھپ کر آئی ہے اور اس کے علاوہ اس موضوع کی دوسری کتابیں پڑھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ بہت سے صوفیاء کی اس میں بہت تعریف کی گئی ہے اور یہ کہ وہ رات کے درویش اور دن کے گھڑ سوار تھے، اور اگر ان میں کچھ ایسے لوگ پائے گئے ہیں، جن پر روحانی پہلو کا غلبہ تھا، جس کی وجہ ان سے ایک قسم کی خلوت اور گوشہ نشینی پائی گئی تو یہ ایک انفرادی و شخصی تصرف ہے۔ آج ہم کمیونزم کے بارے میں، اس کے نظریات، آئیڈیالوجی اور اس کی کتابوں کے ذریعہ، حکم لگاتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں۔ اس طرح ہم مستشرقین سے کہتے ہیں کہ آپ مسلمانوں کے سلوک اور طرز عمل کو سامنے رکھ کر کوئی حکم نہ لگائیں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ صوفیاء کے بارے میں ان کی کتابوں کو سامنے رکھ کر اور بنیاد بنا کر ہی کوئی حکم لگایا جائے، تو کیا ان کی

کتابوں میں کہیں یہ لکھا ہے اور کبھی کسی صوفی نے یہ کہا کہ جہاد نہ کرو؟ لیکن اگر اس میں کچھ ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جنہوں نے جہاد نہیں کیا تو علماء کی جماعت میں بھی ایسے بہت سے افراد ہیں جنہوں نے جہاد نہیں کیا ہے۔

تصوف کی کتابوں میں یہ بات نہیں ملتی کہ فریضہ جہاد کو ساقط کر دیا گیا ہے۔

پھر کچھ علماء ایسے بھی ہیں جنہوں نے غلط فتوے دیئے ہیں۔ تو کیا اس کی جہ سے ہم شریعت کو یہ کہہ کر چھوڑ دیں گے کہ فلاں عالم نے شریعت میں غلط فتوی دیا ہے؟ یا یہ کہیں گے کہ شریعت میں غلطی ہے، اس لیے کسی مفتی نے غلط فتوی دیا ہے؟

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تصوف کی کتابوں میں یہ بات نہیں ملتی کہ فریضہ جہاد کو ساقط کر دیا گیا ہے، بلکہ ان کے جو امام ہیں یعنی اہل صفہ، وہ رات کی تارک دنیا درویش اور دن کے شہسوار تھے، اور انسان اگر اللہ کی خوشنودی چاہتا ہو تو پھر اس کے لیے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے میدان جہاد سے افضل کوئی دوسری جگہ نہیں ہے۔

کیا کتابوں میں کہیں یہ لکھا ہے اور کبھی کسی صوفی نے یہ کہا کہ جہاد نہ کرو؟

اس لیے یہ تہمت بھی صحیح نہیں ہے (1) واضح رہے کہ عبداللہ بن مبارک ک ایک کتاب ''زھد'' کے موضوع پر تھی اور امام احمد ابن حنبل کی بھی ایک کتاب اس موضوع پر ہے۔ اس کے باوجود ان دونوں حضرات کے بارے میں اور صوفیاء کے بارے میں یہ منقول نہیں کہ انہوں نے جہاد کو ترک کیا ہو، بلکہ سید رفاعی اور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے صلیبیوں اور تاتاریوں کا مقابلہ کیا ہے ان کے خلاف میدان جہاد کو معطل کیا ہے، صحیح نہیں ہے۔ میرا تعلق تصوف سے ہے، اور میری تجارت ہے، میں خرید و فروخت کرتا ہوں اور ایک سے زیادہ شادی کی ہے اور میں اپنے ساتھیوں کو نکاح کی ترغیب دیتا ہوں اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پیش کرتا ہوں کہ:

شرار امتی عزابھا. میری امت میں سب سے برے لوگ وہ ہیں جو غیر شادی شدہ ہیں۔

اور جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے ہیں کہ وہ کام نہیں کرتا تو اسے عمل پر ابھارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بے کار آدمی کو پسند نہیں کرتا۔ اسی بنا پر ہم ان تہمتوں کی پرواہ نہیں کرتے جو ہماری طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ عالم اسلام کے مختلف گوشوں سے ہمارے دینی بھائی لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم اس سلسلے میں ان کی مدد کرتے ہیں کہ انہیں کوئی روزگار مل جائے، یا ہم ان کے ساتھ ان کے ملکوں میں کچھ دینی، تعلیمی اور رفاہی پروجکٹ مثلاً مساجد، مدارس، ہسپتال اور یتیموں کے گھر (دارلیتامی) وغیرہ قائم کرتے ہیں، جہاں ان کے لیے علم وعمل اور زندگی کی سرگرمی اور حرکت کے دروازے کھلتے ہیں۔

شیطان کہتا ہے کہ تو کافر ہو جا پھر کہہ دیتا کہ ہے میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں میں تو رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

سوال (12) آپ کے خیال میں کس حلقے کی طرف سے آپ لوگوں پر تہمت طرازی کی جاتی ہے؟

جواب: تصوف کے بعض طریقوں میں یہ نظام ہے کہ انسان کو شروع شروع میں اپنے نفس کے ساتھ خلوت اختیار کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، اس لیے کہ یہ انسان غافل اور جاہل تھا۔ اس لیے وہ حضرات ایسے لوگوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح اور اس کے محاسبہ کے لیے اور برے ساتھیوں سے الگ تھلگ رہنے اور ماحول کی تبدیلی کے لیے، ہفتہ، دو ہفتے، تین ہفتے، لوگوں سے الگ تھلگ رہیں۔ اور ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کے ساتھ خالی ہو کر بیٹھے تا کہ وہ کثرت سے ذکر و استغفار کر سکیں اور فوت شدہ نمازوں کی قضا کر سکیں۔ یہی خلوت ہے جس کا حکم بعض شیوخ طریقت اپنے متبعین و مریدین کو دیتے ہیں۔ خصوصاً ایسے لوگوں کو جو پہلے شریعت کے احکام سے دور تھے اور جو کبیرہ گناہوں میں مبتلا تھے، تو ایسے لوگوں سے وہ ایک قسم کی دینی حمیت اور فوت شدہ اوقات کا اعمال کا محاسبہ کرنے کے لیے ایک طرح کے خلوت اور عزلت اختیار کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں، تا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ان کی طرف سے جو کوتاہی سرزد ہوئی ہے اس کی تلافی کی فکر کریں اور صاحب حق تک اس کا حق پہنچا سکیں، اور خلوت کی یہ مدت کبھی ایک ماہ کو پہنچ جاتی ہے۔ مدت کی یہ تعیین بھی اور خلوت نبی کریم ﷺ کی پیروی کی

نیت سے ہے چنانچہ آپ ﷺ غارِ حرا میں گوشہ نشینی اختیار کرتے تھے اور مسلسل کئی کئی رات اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ تو یہ وقفہ نفس کی تطہیر اور صفائی کے لیے ہے، جس میں آدمی اپنی زندگی کے معاملات میں تبدیلی پیدا کر لیتا ہے۔ جیسے کہ وہ غیر مسلم حضرات جو اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو ہم انہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنی جماعت اور ماحول سے الگ ہو جائیں اور اپنے بدن میں بعض تبدیلی پیدا کر لیں مثلاً اگر وہ مختون نہ ہوں تو ختنہ کر لیں اور غسل کر لیں، اور ہم ان سے کہتے ہیں کہ آؤ نماز سیکھنے کے لیے ایک دو دن مسجد میں بیٹھو، تو یہ ایک قسم کی تربیت ہے، اور یہ وقفہ لمبا نہیں ہوتا ہے، اور نہ ہم اسے ہر ایک کے لیے لازم قرار دیتے ہیں اور نہ تمام شیوخ اس کا سہارا لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس بہت سے وفود آئے تو آپ نے انہیں اپنے پاس روکا پھر قرآن و سنت اور حکمت کی تعلیم دے کر ان کے باطن کا تزکیہ کر کے اپنی قوم کا معلم بنا کر بھیجا۔

شیطان نے اللہ کا انکار نہیں کیا، لیکن وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس لیے کہ اس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔

سوال (13) خلوت کی مدت میں نماز کی جماعت کی پابندی کیسے ہو سکے گی؟

جواب: خلوت کی حالت میں جمعہ اور جماعت کی حاضری ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ وہ جماعت میں شریک ہو کر پھر اپنی خلوت گاہ میں لوٹ آئے گا۔ اس کا حکم معتکف جیسا ہے اور اعتکاف رمضان میں سنت ہے اور غیر رمضان میں مستحب ہے۔

سوال (14) اخیر کے زمانے میں صوفیاء کے طریقوں میں اس کا اہتمام ہے کہ وہ لوگوں کو اس کی دعوت دیتے ہیں کہ قبروں میں تعظیم کریں، ان پر عمارتیں اور قبے تعمیر کریں، اولیاء سے تعلق قائم کریں اور امت شرک کے مظاہرے کو زندہ کریں، تو اس فساد اور شرک سے روکنے میں آپ کا کیا رول ہے؟

جواب: مردوں کے ساتھ زندوں کے تعلق کے سلسلے میں غلط تصور ہے، جمہور اہل سنت و جماعت کی اس سلسلے میں ایک رائے ہے اور علماء سلف میں کچھ حضرات وہ ہیں جن کی اس سلسلے میں دوسری رائے ہے اور ان ہی کی آواز بلند ہے۔ جبکہ حق جمہور کے ساتھ ہے۔ اکثر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو عالم دنیا سے اس کا تعلق ختم نہیں

ہوتا اور مسلمان بھائیوں سے اس کی ضرورت ختم نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا تعلق ختم نہیں ہوتا، خاص طور پر اگر وہ صالح ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مقام و مرتبہ ہو تو یہ مرتبہ اس کی موت سے ختم نہیں ہوتا اور ان کی رائے ہے کہ مردوں کی زیارت مستحب ہے اور خاص مردوں کی زیارت عمومی شکل میں مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قد کنت نهيتكم عن زيارة القبور الافزوروها فانها تذكركم الآخرة.

میں نے تمہیں قبروں کے زیارت سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کرو اس لیے کہ وہ تمہیں آخرت یاد دلائے گی۔

اور آپ ﷺ جنت البقیع کی زیارت فرماتے تھے، اس لیے قبروں کی زیارت بذات خود شرک نہیں ہے، والدین کی قبروں کی زیارت اور ان کے لیے دعاء کی فضیلت کے سلسلے میں بہت سے آثار وارد ہیں۔

یہ بات مجھے کہیں نہیں ملی جب عابد یا صوفی کسی خاص مقام پر پہنچ جاتا ہے تو شرعی تکلیفات اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔

ہمارے نزدیک مردوں کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ان مردوں کی ہے۔ جن کی زیارت اس لیے کی جاتی ہے کہ ان کے لیے دعا کی جائے اور وہ دعاؤں کا محتاج ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اذا مات ابن آدم انقطع عمله الامن ثلاث...... او ولد صالح ادعوله، الى آخر الحديث.

جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے، یا نیک اولاد ہو جو اس کے لیے دعاء کرتی رہے۔

نیز آپ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں قبروں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے اور آپ ایک شاخ لے کر آئے اور اسے آدھا آدھا کیا اور دونوں قبروں پر رکھ دیا اور فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ ان دونوں قبروں پر رحم فرمائے جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں یعنی ان دونوں ٹہنیوں کے تسبیح پڑھنے کی وجہ سے اور آپ ﷺ سے یہ منقول ہے کہ جب آپ قبروں کے

پاس سے گذرتے تو مردوں کے لیے دعاء فرماتے، اور مردوں میں کچھ صالح لوگ ہوتے ہیں مثلاً نبی یا ولی، اور ہمارے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ نبی ﷺ کی قبر کی زیارت مستحب ہے۔ علامہ ابن کثیر جو سلفیت کے ائمہ میں سے ہیں وہ اپنی تفسیر میں درج ذیل آیت۔

ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاء و ک فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لو جدوا الله توابا رحيما.	اور وہ اگر جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پاتے۔
(سورہ النساء ۶۴)	

جب ولایتیں اور کرامتیں پچھلی امتوں میں ظاہر ہو چکی ہیں تو حضرت محمد ﷺ کی امت میں کیوں نہیں ہو سکتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: امام عتبی رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی آئے اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور اس پوری آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا کہ میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کراؤں پھر امام عتبی کو نیند آ گئی، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ ان سے فرما رہے ہیں کہ اعرابی سے ملو اور اسے یہ خوشخبری سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔ چنانچہ عتبی ان سے جا کر ملے اور انہیں یہ خوشخبری سنائی، اور رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت مشروعیت اور حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں پر سلام کی مشروعیت ہمیشہ سے ثابت ہے، اور علامہ ابن تیمیہ کی کتاب ''التوسل والوسیلۃ'' میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر فرماتے اور مدینہ لوٹتے تو رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس سے گذرتے اور آپ ﷺ کو، اپنے والد حضرت عمر کو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم کو سلام کہتے اور یہ زیارت عام مسلمانوں کے نزدیک ہمیشہ کے لیے ہے۔ اور صحابہ اور سلف صالحین شرک والا عمل نہیں کر سکتے تھے اور نہ مسلم علماء شروع سے آج تک ایسا کر سکتے ہیں اور وہ احادیث ان کی نظروں سے غائب نہیں ہیں، جن سے سلفی علماء استدلال کرتے ہیں۔ یہ حضرات ان احادیث کی جو تاویل کرتے ہیں وہ اس سے یکسر مختلف ہے جو

صالحین نے سمجھا ہے۔

اسی طرح ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ مقدس مقامات جن میں انبیاء و اولیاء مدفون ہیں ان میں دعاؤں کی قبولیت کی زیادہ امید ہے، امام شوکانی کا قول ہے کہ جن مقامات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں ان میں صالحین کی قبریں ہیں، یہ بات انہوں نے کتاب ''تحفہ الذاکرین'' میں لکھی ہے۔

نبی ﷺ کے ہاتھوں پر معجزات کا ظہور ہوا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں کرامات ظاہر ہوئے۔

سوال (15) لیکن وہ صالحین کون ہیں؟

جواب: ابھی ہم انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور اولیاء کرام کے بارے میں بات کرتے ہیں، جن کے بارے میں اتفاق ہے۔ ان کے بارے میں نہیں جن کے متعلق شک ہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کی قبر اور حضرات شیخین ابوبکر و عمر اور اہل بقیع کی قبریں۔

ان حضرات کی قبروں کی زیارت کے سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ اس جواز پر سب کا اتفاق اور اجماع ہے۔ ہاں ہمارے کچھ متشدد قسم کے سلفی بھائی جو اختلاف کرتے ہیں اور توسل اور وسیلہ کے مسئلہ پر بھی خوب بحث کرتے ہیں؟ علامہ ابن تیمیہ کی ایک کتاب اس موضوع پر ہے، جس کا نام ہے "قاعدة جليلة في التوسل والوسيلة" جس میں انہوں نے توسل کے اصول کو ثابت کیا ہے اور اس کے لیے کچھ شرائط اور قواعد وضع کیے ہیں، اور بالکلیہ اس کا انکار نہیں کیا ہے، بلکہ اس کے کچھ ضابطے مقرر کیے ہیں، اور توسل کا انحصار تین چیزوں پر ہے: عمل کے ذریعے توسل، زندہ آدمی کے توسل، اور میت کے ذریعہ توسل۔

پس عمل کے ذریعہ توسل جائز اور مشروع ہے، مثلاً یہ کہ آپ اپنے صالح اعمال کے ذریعہ اللہ سے وسیلہ اختیار کریں جیسا کہ غار والی حدیث میں آتا ہے، اور زندہ آدمی کے ذریعہ وسیلہ اختیار کرنے پر سب کا اتفاق ہے، اس لیے کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ وسیلہ اختیار کرتے تھے اور آپ ﷺ سے عرض کرتے:

ادع لنا یارسول اللّٰہ، استغفرلنا یارسول اللّٰہ.	اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے لیے دعاء فرمائیے، آپ ہمارے لیے استغفار فرمائیے۔

تمام اولیاء عظام رفاعی رحمۃ اللہ علیہ اور شاذلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تو وہ اپنے مریدین کو دعویٰ کرنے سے دور رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کی مذمت کی ہے جو اس بات میں تکبر کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے لیے استغفار کریں، اور اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے لیے رحمت کی دعاء کریں اور آپ ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا

اشرکنا فی دعائک یااخی. اے میرے بھائی تم ہمیں اپنی دعاء میں شریک کرو۔

اور لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے دعاء کی درخواست کرتے ہیں۔ یہی صالح زندہ آدمی سے وسیلہ اختیار کرنا ہے۔ رہ گیا میت سے وسیلہ اختیار کرنا، تو ہم پوچھتے ہیں کہ زندہ سے توسل اختیار کرنا، بذات خود نفع بخش ہے یا اس لیے کہ اسے اللہ کا تقرب حاصل ہے؟ اگر ہم یہ کہیں کہ بذات خود نافع ہے تو یہ شرک ہوگا۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ چوں کہ اسے اللہ سے قرب حاصل ہے، اس لیے ہمیں اس سے نفع پہنچتا ہے اور صالح آدمی کو اللہ سے جو تقرب حاصل ہے وہ اس کی موت سے ختم نہیں ہوتا۔ جیسے کہ میں یہ کہوں کہ: اے اللہ! فلاں شخص سے آپ کی خوشنودی کے واسطے سے، میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ میری مغفرت فرما دیجئے، اور ''جاہ'' یا اللہ سے ''تقرب'' جو موت سے ختم نہیں ہوتا اس سے ہم یہی مراد لیتے ہیں مثلاً ہم یہ کہیں کہ اے اللہ! میں تیرے رسول کی جاہ کے وسیلے سے تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرما دے۔ (اور میرے نزدیک یہ دونوں ہی چیزیں برابر ہیں)

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے فرمایا کہ ''میں نے اپنی کتاب کا اصلی نسخہ اور وہ جعلی نسخہ جامع ازہر کے علماء کے سامنے پیش کیا۔

سوال (16) اگر مردوں سے توسل اختیار کرنا جائز تھا تو پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز استقاء میں رسول اللہ ﷺ سے ان کی وفات کے بعد کیوں نہیں وسیلہ اختیار کیا اور آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کیوں وسیلہ اختیار کیا؟

جواب: کہا گیا ہے کہ اس کی دو وجہ ہیں: اول یہ کہ استقاء کی نماز مسجد سے باہر

پڑھی جاتی ہے اور اس میں توسل اس شخص کے ذریعہ ہوسکتا ہے جو دعاء کرے اور لوگ اس کی دعاء پر آمین کہیں، اور یہ بات نبی ﷺ میں نہیں پائی جاتی، اس لیے کہ آپ مسجد سے باہر تھے، اور کسی ایسے آدمی کا ہونا ضروری تھا جو دعاء کرے اور لوگ اس کی دعاء پر آمین کہیں، اور دوسری وجہ یہ ذکر کی جاتی ہے کہ یہ خدشہ ہوا کہ نبی ﷺ سے توسل اختیار کریں اور خدانخواستہ بارش نہ ہو تو یہ لوگوں کے دل میں شک پیدا کرنے کا ذریعہ ہو جائے گا، لیکن ہمیں اجازت دیجئے کہ دو چیزوں کے بارے میں گفتگو کریں۔

اول: یہ کہ حدیث، ذات سے توسل اختیار کرنے پر دلالت کر رہی ہے، لیکن یہاں کچھ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم دعاء کے ذریعہ وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔ ذات سے نہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ حضرت عمر نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو کیوں اختیار کیا؟ کیا ان کی دعاء کے لیے یا ان کی ذات کی وجہ سے؟ یہ بات واضح رہے کہ صحابہ میں ایسے لوگ موجود تھے جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اسلام قبول کرنے میں اور ہجرت کرنے میں سبقت کرنے والے تھے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اسلامی میں عظیم قربانیاں تھیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے صحابہ کی۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ توسل ایسی شخصیت کے ذریعہ ہونا چاہئے جن کا حضرت محمد ﷺ کی ذات سے تعلق ہو۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بیت میں سے ایک معزز فرد کو منتخب کیا، اور ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایسے بہت سے اقدامات ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ درخواست کی کہ وہ ان سے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح کرا دیں، اس لیے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ:

کل حسب و نسب مقطوع الی یوم القیامة الا حسبی و نسبی.	قیامت کے دن تمام حسب نسب ختم ہو جانے والے ہیں سوائے میرے حسب نسب کے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا اہل بیت سے تعلق قائم ہو جائے، بہرحال مردوں سے توسل اختیار کرنے کا مسئلہ اختلافی ہے، اور جب اس میں اختلاف ہے تو اس کی وجہ سے کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کی جاسکتی اور اکثر لوگ (سواد اعظم)

جواز ہی کے قائل ہیں یعنی وہ مردوں سے وسیلہ اختیار کرنے کو جائز کہتے ہیں اور ایک مختصر سی جماعت سلفیوں یا وہابیوں کی ہے جو اس کا انکار کرتی ہے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نص قرآنی کی رو سے شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بخل حرام ہے، لیکن بخل سے کیسے چھٹکارا پایا جائے؟

ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبيل الله امواتا، بل احياء عند ربهم يرزقون.	اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ
(سورہ آل عمران ۱۶۹)	زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق ملتا ہے۔

یہ مقام و مرتبہ جب شہداء کا ہے تو صدیقین اور انبیاء کا درجہ کتنا اونچا ہو گا؟ اور رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ کتنا بلند ہو گا جو نبیوں کے سردار ہیں اور خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (انبیاء علیھم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں) اللہ ان سب پر درود و سلام نازل فرمائے اور اسراء کی رات میں آپ ﷺ نے ان سب حضرات کی امامت فرمائی اور بلند آسمانوں میں آپ ک ان کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، **فی مقعد صدق عند مقتدر مليک** (سچائی کی بیٹھک میں قدرت رکھنے والے بادشاہ کے پاس)۔

اسی طرح عید میلاد النبی کا مسئلہ ہے کچھ لوگ اس کے منکر ہیں اور بہت سے لوگ اس کی تائید کرتے ہیں اور اس کا اہتمام کرتے ہیں، اور ہر جماعت کے پاس دلیل ہے اور جب یہ مسئلہ اختلافی ہے تو یہ کہنا صحیح نہ ہو گا کہ یہ شرک ہے یا کفر ہے، جیسا کہ عورت کے چہرہ کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ عورت ہے اور کچھ لوگ اسے عورت نہیں کہتے۔ اس لیے یہ ممکن نہیں کہ ہم کسی عورت کو اس بنا پر سزا دیں کہ اس نے اپنا چہرہ کھول رکھا ہے، اس لیے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

کیا مسلمانوں کا موجودہ طرز عمل، اسلام میں حجت ہے؟ ایسا نہیں۔

سوال (17) توسل اور وسیلہ کے تعلق سے جو صورت حال پیش آ رہی ہے وہ بہت ہی ناگفتہ بہ ہے۔ کیوں کہ عام لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ قبروں کا طواف کرتے ہیں اور جالی کو چومتے ہیں اور مزارات کو چھوتے ہیں اور قبروں والوں سے حاجت مانگ رہے

ہیں اور فریاد کر رہے ہیں تو کیا یہ شرک اور کھلے ہوئے کفر کے مظاہر نہیں ہیں؟

جواب: اگر ٹریفک کے اشارے میں غلطی ہو جائے اور اس کی وجہ سے کچھ حادثات پیش آ جائیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ٹریفک اور اشارے کے پورے نظام کو ختم کر دیا جائے؟ قبروں کی زیارت مسنون ہے۔ اگر اس میں لوگ غلطی کریں تو کیا ہم زیارت ہی کو ممنوع قرار دیں گے یا لوگوں کو زیارت کے صحیح آداب بتلائیں گے؟ پس ہمارے درمیان اور ہمارے بھائیوں کے درمیان اختلاف یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ زیارت کے صحیح آداب بتلائیے۔ ہم آپ کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ کچھ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے غلط ڈھنگ سے قبروں کی زیارت کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سب لوگ تعلیم یافتہ اور فقیہ نہیں ہے۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ کچھ ایسے جاہل لوگ ہیں جو قبروں اور مزارات کو چومتے ہیں اور قبر والوں سے مدد مانگتے ہیں، لیکن محض اس وجہ سے یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ قبروں کی زیارت حرام ہے اور شرک ہے، بلکہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم لوگوں صحیح طریقہ سکھائیں۔ پھر بہت سے لوگ وہ ہیں کہ اگر ہم ان سے پوچھیں کہ وہ قبروں کی زیارت کیوں کرتے ہیں اور اولیاء سے وسیلہ اختیار کیوں کرتے ہیں؟ تو وہ ہم سے کہیں گے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ صاحب قبر کا اللہ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے اور وہ اللہ کے مقرب ہیں اور بعض لوگ جواب میں غلط تعبیر اختیار کریں گے۔ لیکن وہ اس ولی کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی حاجت پوری ہونے کی امید رکھتے ہیں، تو اس کی تعبیر غلط ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ اس شخص کے واقعہ میں جس کا چوپایہ صحرا میں گم ہو گیا تھا، چنانچہ وہ سو گیا اور جب اس نے اپنی اس گمشدہ سواری کو اپنے سرہانے کے پاس پایا تو خوشی کے مارے بول اٹھا:

ایسے لوگوں کی ہم تردید کرتے ہیں، ہم اس کے قائل نہیں ہیں۔

اللھم انت عبدی و انا ربک اے اللہ میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس بندے کی بات سے ہنسے۔ لیکن نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ شخص اپنے اس کفریہ کلام کی وجہ سے جو فرط مسرت میں نادانستہ طور پر اس کی زبان پر جاری

ہو گیا تھا کافر ہو گیا۔ تو کبھی کبھی آدمی کسی چیز سے متحیر ہو جاتا ہے، اور غلط طریقے پر اپنی مسرت کا اظہار کر بیٹھتا ہے۔ لہٰذا ایسے لوگوں پر شرک کا الزام لگانا صحیح نہیں ہے بلکہ ہم ان کے بارے میں یہ کہیں گے کہ وہ جاہل ہیں، اور ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم انہیں تعلیم دیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ بھی اس طرح کی چیزوں کو دیکھتے تھے اور وہ ایک دوسرے کو متہم نہیں کرتے تھے، بلکہ سیکھتے سکھلاتے تھے۔

اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ ہم مردوں سے عداوت رکھیں، اس لیے کہ ہمارے درمیان اور مردوں کے درمیان روحانی تعلق ہے۔ اس لیے کہ وہ عالم برزخ میں ہیں اور ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ قبر یا تو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ تو یہاں ایک تعلق ہے جو ہمیں مردوں سے مربوط رکھتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ میت اس ہدیہ سے خوش ہوتی ہے جو دعاء وغیرہ کے ذریعہ اسے ہدیہ کیا جاتا ہے۔ یا اس عمل کے ذریعہ جسے میت چھوڑ گئی ہے۔ اسی طرح اس استغفار سے بھی جو فرشتے اس کے لیے اس کی قبر میں کرتے ہیں۔ (۱)

متصوفین کی شطحیات جو جادۂ حق سے منحرف ہو گئے ہیں۔

اور ہم لوگ میت کے لیے دعا کرنے اور نماز جنازہ پڑھنے کے مکلف ہیں، اگرچہ ہم اسے نہیں جانتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ میت کا ہماری دعاؤں سے منتفع ہونا مستقل طور پر جاری ہے۔ آخر ہم یہ دعا کیوں کرتے ہیں کہ **رب اغفرلی ولو الدی وللمؤمنین** (اے رب میری، میرے والدین کی اور تمام مومنین کی مغفرت فرما) اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول رحمت ﷺ سے فرماتے ہیں۔

فاعلم انه لا اله الا اللّٰه واستغفر لذنبک، و للمؤمنین والمؤمنات واللّٰه یعلم تقلبکم ومثواکم۔

(سورہ محمد آیت ۱۹)

تو آپ اس کا یقین رکھئے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی خبر رکھتا ہے۔

اور اللہ کے حبیب اور رسول فرماتے ہیں کہ میں ہر مومن کا دنیا و آخرت میں زیادہ مستحق ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم. نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ جنت البقیع کی زیارت فرماتے تھے اور اس کے مردوں کے لیے کثرت سے دعا فرماتے تھے۔ اسی طرح صحابہ اور سلف صالحین کا عمل، شروع سے آج تک جاری ہے۔

سوال (۱۸) ہم اس قول کے درمیان اور اس واقعہ کے درمیان کیسے تطبیق دیں گے کہ جب ایک صحابی نے آپ ﷺ سے کہا: لو شاء اللّٰہ و شئت یارسول اللّٰہ (اگر اللہ چاہے اور اے رسول اللہ آپ چاہیں) تو اس پر آپ ﷺ غصہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟

جواب: اس کا جواب دوسری بہت سی آیات سے ہے۔ ان ہی میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

حسبنا اللّٰہ سیؤتینا اللّٰہ من فضلہ ورسولہ، انا الی اللّٰہ راغبون. ہم کو اللہ کافی ہے، آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو اور دے گا اور اس کے رسول بھی دیں گے، ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں نہیں کہا کہ (سیؤتینا اللّٰہ ثم رسولہ) عنقریب ہمیں اللہ تعالیٰ دیں گے پھر اس کے رسول دیں گے۔ اس طرح اور بہت سی آیات ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔ میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ اگر کوئی ایسا شخص میرے پاس آئے، جس کے دل میں نفاق ہو اور وہ مجھ سے کہے کہ آپ کویت کے سردار ہیں، تو میں اس سے کہوں گا کہ معاف کیجئے، میں اللہ کا ایک بندہ ہوں، کویت میں اس کے امیر ہیں اور میں اس سے یہ بھی کہوں گا کہ تم نے جو کچھ کہ ہے میں اس سے کم تر ہوں اور جو کچھ تمھارے دل میں ہے اس سے بڑا ہوں۔

ہر وہ طریقہ جو شریعت کے خلاف ہو وہ بددینی ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ بالا فرمان کا مقصد یہ ہے کہ صحابی کی غلطی کی اصلاح

کریں، اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں فرمایا ہے کہ "اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول" (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو) تو ایسا کیوں ہے کہ ہم ان جزئیات کو پکڑتے ہیں اور بہت سی آیات کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ تمام امور کو حسن نیت کے ساتھ لیں بعض لوگوں کو شرک کا وسوسہ ہے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک کے بارے میں معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ جس وقت اس سے، نبی ﷺ کی تعریف میں مبالغہ کرنے کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ شرک ہے اور یہ کفر ہے۔" تو یہ غلو ہے، اور اسی سے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا جاتا ہے کہ جو شخص کسی کو "یاصاحب الجلالة" کہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ جو شخص تکریم و تعظیم کا مستحق ہے اس کی تعظیم ضروری ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ دست بوسی بدعت ہے تو پھر ناک کے چومنے کا حکم کیا ہوگا؟ تو وہ لوگ اس کا جواب دینے سے کیوں خاموش ہے؟ اور ایک کے جواز کے قائل کیوں ہیں؟

پس یہاں کچھ عادات ایسی ہیں کہ بعد کی نسلیں ان کی وارث ہوتی چلی آرہی ہیں۔ ان میں ماحول کا اختلاف ہے لیکن یہاں مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی ہے اور وسوسہ ہے، اور یہاں بعض جماعتیں وہ ہیں جو ایک رائے کو فرض کر دینا چاہتی ہیں جبکہ یہ چیز زمانہ اور اس کی فطرت کے خلاف ہے۔

> "البرهان المؤید" میں ہے کہ شریعت کی پیروی کرو، بدعت سے بچو۔

سوال (۱۹) صوفیانہ فکر پر ایک الزام یہ ہے کہ وہ قرآن وسنت کے علوم کو سیکھنے سے روکتا ہے، اور وہ علم لدنی سے تعلق قائم کرنے اور براہ راست اللہ تعالیٰ سے لینے کا قائل ہے۔ مثلاً کشف وغیرہ سے متعلق امور، تو اس سلسلے میں آپ کا کیا جواب ہے؟

جواب: مجھے صوفیاء کی کسی ایسی کتاب کا علم نہیں جس کے مؤلف نے اپنے مریدین کو یہ دعوت دی ہو کہ وہ شرعی علوم حاصل نہ کریں۔ یا طلب علم سے بے رغبتی پیدا کی ہو، اور اگر کوئی ایسا شخص پایا جاتا ہو، جو اس کا قائل ہو تو وہ صوفیاء کے معتمد ائمہ میں سے نہیں ہے۔ ہمارے یہاں اصول یہ ہے کہ "ہر شخص کی کچھ بات قبول کی جاتی ہے اور کچھ بات رد کر دی جاتی ہے۔ سوائے اس صاحب قبر یعنی محمد ﷺ کے" یہ امام مالک کا مقولہ ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون.　آپ کہیے کہ کیا علم والے اور جہل والے برابر ہوتے ہیں وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

ہمارا کام یہ ہے کہ ہم دین کو ملاوٹ سے پاک وصاف کریں اور لوگوں کو متنبہ کریں۔

تو پھر ہم ایسی بات کیوں کر کہہ سکتے ہیں اور تحصیل علم سے کیسے روک سکتے ہیں؟ میرا احساس یہ ہے کہ صوفیاء کے معتمد ائمہ کی طرف اس قول کا انتساب صحیح نہیں ہے، اور اگر صحیح ہو تو اس کی تردید کی جائے گی اور اس کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ بغیر علم کے اللہ کی عبادت کرے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ صوفیاء شرعی علوم کے ساتھ علم لدنی کے بھی قائل ہیں اور ان کے مخالفین علم لدنی کے منکر ہیں۔ اسی بنا پر وہ صوفیاء پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ علم لدنی پر ایمان رکھتے ہیں اور شرعی علوم کو مسترد کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ صوفیاء (علم شرعی اور علم لدنی) دونوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے فریق صرف ایک علم پر ایمان رکھتے ہیں، اور ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر علم شرعی ہے جو قابل اعتماد ہے اور دوسرے علم لدنی ہے اور وہ ایسے نور کا نام ہے، جسے اللہ تعالیٰ تقویٰ اور دین پر استقامت اختیار کرنے کے نتیجے میں اپنے خاص بندوں کے قلوب میں ڈالتا ہے اور یہ چیز ثابت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں سورۂ کہف کے اندر مردِ صالح حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے:

فوجدا عبدا من عبادنا آتيناه رحمة من عندنا و علمناه من لدنا علما.　سو انھوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا جس کو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھایا تھا۔

تصوف والے وہ صالح مسلمان ہیں جنھوں نے تقویٰ اور ذکر اللہ کی کثرت سے اللہ کا تقرب حاصل کیا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف میں یہ انکشاف کیا ہے کہ یہاں پر چیزوں کے ظاہر کی حکمت ہے اور چیزوں کے باطن کی دوسری حکمت ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی ایک توجیہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی دوسری توجیہ ہے۔ لیکن ہم لوگ علم شرعی کے مکلف ہیں

اور رہی بات علم لدنی یا علم باطنی کی تو ہم اسے تسلیم کرتے ہیں لیکن ہم اس کے ذریعہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے اور اسے بندوں پر حجت قرار نہیں دیتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک قسم کی فراست ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، مثلاً وہ خواب جس سے وہ مانوس ہوتا ہے لیکن اس سے کوئی حکم شرعی اخذ نہیں کیا جا سکتا، اور اللہ رب العزت فرماتا ہے:

یؤتی الحکمة من یشاء ومن یؤت الحکمة فقدا وتی خیرا کثیرا و مایذکر الا اولوا الالباب.

اللہ دین کا فہم جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جس کو دین کا فہم مل جائے اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

مثلاً ایک شخص جس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے ان لوگوں سے جو آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، انھیں مخاطب کر کے فرمایا: ایک شخص ہمارے پاس اس حال میں آتا ہے کہ زنا کا اثر اس کی آنکھوں میں ہوتا ہے، تو اس شخص نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی آتی ہے؟ تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ نہیں، لیکن وہ مومن کی فراست ہے۔

احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔

تو ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ سچا تعلق رکھتا ہے اور صحیح سلوک اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا نور اور ایسی صفائی اور پاکیزگی عطا کرتا ہے کہ جس سے وہ سارے امور کو صحیح نظر سے دیکھتا ہے اور اسے حکمت عطا کرتا ہے یعنی اعمال کی توفیق اور سیدھی راہ کی رہنمائی نصیب ہوتی ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ نے اس کے قلب کو منور کر دیا اور اس کی دلیل قرآن کریم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اؤمن کان میتا فاحییناه و جعلنا له نورا یمشی به فی الناس کمن مثله فی الظلمات لیس بخارج منها.

ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے اس سے نکلنے ہی نہیں پاتا۔

اور سورہ زمر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

افمن شرح اللّٰہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ. (سورہ الزمر ۲۲)

سو جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کے نور پر ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا. (سورہ البقرہ ۲۶۹)

اللہ دین کا فہم جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جس کو دین کا فہم مل جائے اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی۔

اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک وہ علم لدنی ہے، جسے اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کو عطا کرتا ہے، لیکن وہ بندوں پر حجت نہیں ہے۔ وہ اس علم کے مشابہ ہے جو اس شخص کے پاس تھا، جو اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ تھا اور جو کتاب اللہ کے علم کی برکت سے ملکۂ سبا بلقیس کے تخت کو لے آیا تھا جیسا کہ ارشاد باری ہے:

قال الذی عندہ علم من الکتاب. (سورہ النمل ۴۰)

جس کے پاس اللہ کی کتاب کا علم تھا اس نے کہا۔

اور یہ علم اللہ رب العزت کی طرف سے صالح بندے کی تعظیم و تکریم ہے اور مناسب نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے ہم لوگوں پر فخر کریں۔ اس لیے کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک عطیہ ہے اس بندے کے لیے جسے وہ چاہتا ہے، اور ہمارے نزدیک دین پر استقامت ہی سب سے بڑی کرامت ہے۔

سوال (۲۰) اور کشف کے مسئلہ کے سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: یہ ولایت کی بحث میں داخل ہے جیسے کہ ہم یہ کہیں کہ اسے کشف حاصل ہو گیا ہے، پس کشف کے ذریعہ علم حقیقی آیا یعنی انسان جب اللہ سے سچا معاملہ کرتا ہے تو اللہ اس کا ذمہ دار بن جاتا ہے اور وہ اولیاء اللہ میں شامل ہو جاتا ہے اور سچے مومن کو اللہ کی طرف سے ایک حکمت اور نور عطا ہوتا ہے، جیسا کہ ہم بہت سے صالحین کے بارے میں سنتے ہیں کہ انھیں اپنی موت کے قریب ہونے کا احساس ہو جاتا ہے اور ہم کچھ لوگوں کے

بارے میں محسوس کرتے ہیں کہ وہ بعض چیزوں کے واقع ہونے کا خطرہ محسوس کرتے ہیں تو وہ چیز واقع ہو جاتی ہے۔

چنانچہ بہت سے صالح بندوں نے اس بلاء و مصیبت کے بارے میں قبل از وقت ڈرایا تھا جو کویت میں واقع ہوئی (اور وہ کویت پر غاصبانہ تسلط تھا) چنانچہ یہ حادثہ پیش آیا، اور ان امور کو ان نورانی امور میں شمار کیا جاتا ہے جو مسلمان کے دل میں القاء کیے جاتے ہیں اور اس کی دلالت ظنی ہوتی ہے قطعی نہیں ہوتی اور یہ قرآن کریم کے ان شواہد کے نتیجے کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں، جس کی قرآن نے ہمیں خبر دی ہے کہ ظالم کا انجام ایسا ہوگا اور جو اللہ سے ڈرے گا اس کا انجام ایسا ہوگا، تو یہ علوم قرآن کی تصدیق ہے اور دنیوی جزاء، اخروی جزاء کی طرح اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ جب وہ چاہے اسے نافذ کرتا ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہمارا یہ علم کتاب و سنت کے ساتھ مقید ہے۔

پس کشف اور باقی وہ امور جن کے بارے میں لوگ گفتگو کرتے ہیں یعنی کرامات، تو ہم کہتے ہیں کہ وہ حق ہیں، اور لوگوں کا اس کے بارے میں دعویٰ کرنا اور بعض صوفیاء کا اس کے ساتھ خاص ہونا ایسا امر ہے جس کا احتمال ہے اور ممکن الوقوع ہے۔ لیکن اس میں کبھی جھوٹ، دجل و فریب بھی داخل ہوتا ہے۔ ہاں یہ شرعی طور پر ''اہل افراد'' کے لیے ثابت ہے۔ اس لیے کہ انبیاء کے لیے معجزات اور اولیاء کے لیے کرامات ثابت شدہ حقیقت ہیں اور کسی انسان کی طرف سے کرامت کا دعویٰ ایک امر ظنی ہے، تحقیق شدہ بات نہیں ہے اور ہم اس کی تصدیق کرنے کے مکلف بھی نہیں ہیں۔ وہ دعویٰ سچا بھی ہوسکتا ہے اور جھوٹا بھی۔ لیکن اصل شئی موجود ہے اور کرامت ایمانی فراست و بصیرت کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

ان من امتی محدثین و ان منهم لعمر. بیشک میری امت میں محدثین ہیں اور ان ہی میں سے عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور یہ تقویٰ اور دین پر استقامت کا نتیجہ ہے، اور کرامت کا کسی کے پاس ہونا یا کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ صاحب کرامت ہے تو یہ ایسا دعویٰ ہے جسے موقوف رکھا جائے گا، اس لیے کہ اس میں اس کا امکان ہے کہ یہ دھوکہ ہو یا فخر و مباہات ہو، لیکن کیا ہم اس پر

پابندی عائد کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کرامت عطا کریں؟ ہر گز نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

ان هذا لرزقنا ماله من نفاد. بیشک یہ ہماری عطا ہے اس کا کہیں ختم ہی نہیں۔ (سورہ ص ۵۴)

فکر تصوف کا اسلامی مفہوم تزکیہ نفوس کے مقام پر فائز ہونا اور اللہ کے راستے میں ربانی طریقہ اختیار کرنا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سلیمان علیہ السلام سے فرمایا:

هذا عطاؤنا فامنن او امسک بغير حساب. (سورہ ص ۳۹) یہ ہمارا عطیہ ہے سو خواہ، دو یا نہ دو تم سے کچھ دار و گیر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سے انسانوں کو بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں اور اپنے انبیاء کو بہت سی نشانیوں اور معجزات کے ساتھ خاص کیا ہے۔ لیکن اختلاف اس میں ہے کہ انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اللہ نے اسے عطا نہ کی ہو، اور اگر کسی کو اللہ نے کوئی نعمت عطا کی ہو تو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی وجہ سے اللہ کے بندوں پر فخر کرے۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ ہم کسی پر اللہ کی عطاء و بخشش کا انکار کریں اور اس پر یہ تہمت لگائیں کہ وہ دجال یا کذاب ہے۔ اس لحاظ سے کہ یہ ایک پوشیدہ اور باطنی دعویٰ ہے۔ پھر تو اس طرح ہم اسلام کے روحانی پہلو کا خاتمہ کر دیں گے۔ جبکہ اللہ نے ایمان بالغیب کو اس امت کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ مسلمان جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے قرآن کی آیات کو محض مادی بنا دیں۔ جس کی تفسیر صرف محسوسات ہی کے ذریعہ کی جا سکے، یہ معتزلہ کی رائے ہے۔ اہل سنت و جماعت کی رائے نہیں ہے اور کائنات، اسرار و رموز سے بھری پڑی ہے تو پھر اللہ کی کتاب کا کیا کہنا؟

سوال (۲۱) کیا رفاعی طریقے کی بنیاد برقمۃ البلبل (حرم میں ایک پرندہ کے دوسرے پرندہ کے ساتھ بات چیت کرنے) پر ہے؟

جواب: ''برقمۃ البلبل'' بلبل کے گفتگو کرنے کا قصہ، طریقت کے متاخرین مشائخ میں سے ایک شیخ کے ہاتھ پر ظاہر ہوا جن کا نام شیخ محمد بہاء الدین رواس ہے۔ ان کی وفات تقریباً دو سو سال قبل ہو چکی ہے۔ انھوں نے ''برقمۃ البلبل'' نامی ایک کتاب لکھی

ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ایک تخیل اور تصور یہ ہوتا ہے کہ حرم کا ایک پرندہ دوسرے پرندہ کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے اور یہ ایک قسم کا ادبی تصور شمار کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ ابوالعلاء معری کا رسالہ ہے۔ جس میں انھوں نے یہ تصور پیش کیا ہے کہ ان کے درمیان اور دوسری شئی کے درمیان مناجات اور گفتگو ہے، اور علم ادب میں یہ اسلوب مشہور و متعارف ہے۔ بس اہم بات یہ ہے کہ سید امام رفاعی جو رفاعی طریقے کے بانی ہیں، ان کی ولادت ۵۱۲ھ اور وفات ۵۷۸ھ میں ہے یعنی جو چھٹی صدی ہجری کے ہیں۔ لیکن برقمۃ البلبل کے مؤلف گیارھویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں، لہٰذا رفاعی طریقے کی بنیاد اس مؤلف سے بہت پہلے رکھی جا چکی ہے، اور اس مؤلف کی شعر، نثر، ادب اور شرعی تصوف پر بہت سی کتابیں ہیں اور وہ شریعت کا بہت زیادہ التزام کرنے والے ہیں اور شرعی احکام پر عمل پیرا ہونے کے حریص ہیں۔ اور طریقہ رفاعیہ کے بڑے مجددین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ لیکن یہ کتاب جیسا کہ میں نے پہلے اشارہ کیا اس مؤلف کی ادبی اور خیالی صورت ہے جیسے کہ کوئی شخص ٹیلون سے اور پرندوں سے سرگوشی کر رہا ہو اور یہ اس فن میں داخل ہے، جس کا نام آج کی اصطلاح میں "ادب تشخیص الطبیعة" رکھا جاتا ہے اور یہ ادب کا ایک اہم، شاندار اور خوشگوار فن ہے۔

سوال (۲۲) تو کیا آپ اسے طریقت کے متبعین میں سے ایک فرد کی، شطحیات میں شمار کریں گے؟

جواب: اگر اس میں ایسی باتیں ہوں، جو قرآن وسنت کے خلاف ہوں تو ہم اسے شطحیات میں شمار کریں گے۔ لیکن اگر اس میں قرآن و حدیث کے خلاف کوئی ایسی چیز نہیں ہے تو یہ ایک خالص ادبی عمل ہے، جس میں تخیل اور تصور کی گنجائش ہے۔ لہٰذا ہمیں موقع دیجئے کہ ہم اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اس کا جائزہ لیں۔ اگر ہم اس میں کوئی ایسی بات پائیں گے جو کتاب وسنت کے خلاف ہو تو ہم اس سے برأت ظاہر کریں گے اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ وہ طریقۂ رفاعیہ کے بانی نہیں ہیں، بلکہ وہ ایک صالح شخص ہیں، اور قرآن وسنت کے پیرو ہیں، لیکن وہ شاعر اور ادیب بھی ہیں اور شعر و ادب کا باب ایسا ہے جس میں سب کی گنجائش ہے اور اس کا دروازہ کسی پر بند نہیں کیا جا سکتا۔

جو چیز کسی نبی کے لیے معجزہ ہو سکتی ہے وہ کسی ولی کے لیے کرامت ہو سکتی ہے۔

سوال (۲۳) طریقہ رفاعیہ کا سانپ، اژدہے اور درندوں سے کیا تعلق ہے؟

جواب: رفاعی طریقے کے بارے میں آج کل دو باتیں مشہور ہیں۔ ہتھیار مارنا اور سانپ، اژدہے اور زہریلے حشرات پر قابو پانا۔

یہ دونوں چیزیں اس طریقے کے بانی کے زمانے میں موجود نہیں تھیں، یہ ثابت نہیں ہے کہ انھوں نے اپنی مجلس میں ہتھیار استعمال کیا ہو یا سانپ اور اژدہے کو پکڑا ہو۔ لیکن ان کے خلفاء میں سے بعد کے لوگ میں اس کا رواج ہوا۔ چنانچہ سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تقریباً سو سال بعد تاتاریوں نے ۶۵۶ھ میں بغداد کو فتح کیا اور اس کو بری طرح تاخت و تاراج کیا اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا۔ اسی زمانے میں سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض خلفاء میدان میں آئے تاکہ اس تاتاری قوم پر جو صرف مادیت اور محسوسات پر یقین رکھتی تھی، یہ ثابت کر دیں اور اس حقیقت کا اظہار کر دیں کہ یہ طاقت، جس پر وہ ناز کرتے ہیں، اللہ اس پر قادر ہے کہ اسے مسلمانوں کے لیے مسخر کر دیں، چنانچہ تاتاریوں کے سامنے انھوں نے کچھ اس طرح کے کام کیے، مثلاً ہتھیار مارنا، سانپ کو پکڑنا اور آگ میں داخل ہونا اور اس کے علاوہ وہ اعمال جن کا ردعمل تاتاریوں پر ظاہر ہوا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کا سبب بنا اور اس کی وجہ سے اس وقت مسلمانوں پر ان کے مظالم بند ہو گئے۔ اسی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ دین میں بدعت نہیں ہے، اس لیے کہ جو چیز کسی نبی کے لیے معجزہ ہو سکتی ہے وہ کسی ولی کے لیے کرامت ہو سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ نے انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کسی صالح آدمی کے لیے آگ کو مسخر کر دے، جیسا کہ یہ چیز صحابی جلیل حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کے لیے کرامت کے طور پر ظاہر ہو چکی ہے، جیسا کہ ابن جوزی کی "صفوۃ الصفوۃ" اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الزھد" میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین کے لیے آگ کو مسخر کر دیا۔ چنانچہ ان میں ایسے لوگ تھے اور آج بھی ہیں، جو آگ میں داخل ہو جاتے ہیں یا اسے اٹھا لیتے ہیں اور وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ لیکن وہ اسے اللہ کا نام

لے کر اٹھاتے ہیں۔ فخر و مباہات کے لیے نہیں بلکہ کرامت کے طور پر۔ جس طرح کہ لوگ اس بات کو مستعد سمجھتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام سانپ کو پکڑ لیتے تھے اور سانپ انھیں کوئی ضرر نہیں پہنچاتا تھا۔ اس وقت رفائی رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین میں ایسے لوگ ہیں جو یہ عمل کرتے ہیں۔ جب یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ وہ کسی ولی کی کرامت ہو۔ اللہ بعض چیزوں کو، سچے اور متقی بندوں کے لیے مسخر کر دیتے ہیں، اسی بنا پر رفائی حضرات کے نزدیک صاحب کرامت، اسے حاجت و ضرورت اور چیلنج کے وقت استعمال کرتا ہے، اور شخصی طور پر میرا طریقہ یہ ہے کہ ایسی چیزوں سے دور رہتا ہوں اور اس پر لوگوں کو نہیں ابھارتا اور اب میں اسے اپنی مجلسوں میں مستبعد قرار دیتا ہوں اور یہ کہا کرتا ہوں کہ اگر یہ چیز جائز ہے تو چیلنج کے لیے اور یہ چیز کچھ ماہرین سرداروں کے ساتھ پیش آ چکی ہے، جو ملک روس سے ملک شام آئے تھے۔ ان کے سامنے اس طریقے کے پیروکاروں نے ان کے ایمان لانے اور اسلام میں داخل ہونے کے مقابلے میں اپنے چیلنج کا اعلان کیا اور ایسا کر کے دکھایا، اس لیے سانپ اور اژدہا کا مسئلہ اگر لوگوں سے ضرر کو دفع کرنے کے لیے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ایسی باتیں جو قرآن وسنت کے خلاف ہوں تو ہم اسے شطحیات میں شمار کریں گے۔

ہمیں اس وقت ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو لوگوں کے لیے بعض غیبی حقائق پر ایمان کو ثابت کریں۔ شاید کہ یہ غافل لوگوں کے ضمیر کو بیدار کر دے اور ملحدین اور مادیت کے علم برداروں پر حجت قائم کر دیں۔

سوال (۲۴) رفائی طریقے نے اپنی خلوت کے آغاز کے لیے گیارہ محرم کی تاریخ کا انتخاب کیوں کیا؟

جواب: مجھے اس کی تحقیق نہیں ہو سکی۔ لیکن مجھے جتنی بات معلوم ہے وہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جس میں آپ نے محرم کا روزہ رکھنے پر ابھارا ہے، اس حدیث کا خلوت سے تعلق ہے۔ اس لیے کہ یہ ضروری ہے کہ خلوت کے ساتھ کھانے پینے سے باز رہنا ہے یا اس میں کمی شامل ہو۔ نیز اس کا آغاز ہجری سال کی ابتداء میں رکھا گیا تا کہ توبہ کی ابتداء نئے سال سے ہو۔ اسی طرح محرم، محترم مہینوں میں شامل ہے جس میں عمل صالح

مستحب ہے اور اس میں عاشوراء بھی ہے۔ یہی اسباب ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے خلوت کا آغاز اس مہینے میں کیا گیا۔ لیکن میں نے متاخرین مشائخ کو اس تاریخ اور وقت پر زور دیتے ہوئے نہیں دیکھا۔

سوال (۲۵) خلوت کی مدت میں آپ حضرات جانوروں کا گوشت کھانے سے کیوں منع کرتے ہیں؟

موجود نہیں لیکن صوفیاء کی کتابوں میں موجود ہے۔

جواب: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہے۔ لیکن اس پر اطباء کا بھی اتفاق ہے کہ گوشت خوری سے سنگ دلی پیدا ہوتی ہے اور سبزیوں کے کھانے کے فوائد بہت ہیں اور خلوت کا مقصد نفس میں عاجزی و انکساری اور اللہ کی خشیت پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے جاندار کے گوشت کا کم سے کم استعمال مفید ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ انسان نئی زندگی شروع کرنا چاہتا ہے۔ اس میں اپنی شہوتوں کو مغلوب کرنا اور اللہ کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ مقصد نہیں ہے کہ دوسرے مذاہب کی تقلید کی جائے۔

سوال (۲۶) انٹرویو کے آخیر میں آخری پیغام؟

جواب: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تصوف اسلام کا روحانی پہلو ہے۔ لہٰذا اس سے الجھنا یا اس کا انکار کرنا اسلامی شریعت کے سرچشموں اور روحانی پہلوؤں کو خشک کرنا ہے۔ اور یہ ایک علم اور مسلک ہے، جس میں کچھ شطحیات اسی طرح شامل ہوگئی ہیں، جس طرح دوسرے علوم میں شامل ہوگئی ہیں۔ یہ بات باقی رہ جاتی ہے کہ مریدین بھی انسان ہیں، ان پر وہ چیزیں طاری ہوتی ہیں، جو دوسروں پر طاری ہوتی ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو، ان کی چیزیں یا ان کے حقوق کم کر کے دیں اور نہ یہ صحیح ہے کہ بہت سے علاقوں مثلاً افریقہ، مشرقی ایشیا اور مغربی ممالک میں اسلام کی نشر و اشاعت میں تصوف اور صوفیاء کا جو اہم رول رہا ہے، ہم اس کا انکار کریں۔ اور میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ تصوف کوئی عقیدہ نہیں ہے، بلکہ وہ اللہ سے تعلق قائم کرنے کے سلسلے میں روحانی اور تعبدی پہلو میں کچھ اضافہ ہے (یعنی نوافل وغیرہ کے اہتمام کے ذریعہ) اور صوفی

وہ مسلمان ہے، جو قرآن و حدیث کا متبع ہو۔ اس کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ وہ چاروں فقہی مذاہب میں سے کسی ایک کے مطابق اللہ کی عبادت کرتا ہے اور دوسرے مسلمانوں سے اس کا امتیاز یہ ہے کہ وہ کچھ اوراد وظائف اور زیادہ طاعت و عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے تاکہ مقام احسان تک اس کی رسائی ہو سکے اور جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ:

وما زال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ. (میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں)

کشف اور باقی کرامات حق ہیں۔	القاء ظنی قطعی نہیں

جیسا کہ اس کا ذکر پہلے گزر چکا اور اس کا کوئی مذہب نہیں ہے، جو مسلمانوں کے مذاہب سے زیادہ ہو، بلکہ مرید، اللہ رب العزت کا تقرب حاصل کرنے کے لیے اپنے اوپر کچھ شرعی تکالیف کا اضافہ کر لیتا ہے اور ہمارے لیے افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت روئے زمین پر شاید ہی کوئی قوم ایسی ہو جو مسلمانوں کی طرح، آپس میں ایک دوسرے سے برسرپیکار ہو۔ یہ امت آپس میں لڑنے، ایک دوسرے کی تکفیر کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف کتابیں اور پمفلٹ شائع کرنے میں اور ایک دوسرے پر کفر و شرک اور ضلالت کا فتویٰ لگانے میں، دنیا کی تمام قوموں سے حتی کہ یہود و نصاریٰ سے بھی فوقیت لے گئی۔ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا ایک بڑا سبب یہی ہے۔ اس وقت ہم منکرات و فواحش کو مٹانے اور مغرب میں مناسب طریقے پر حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اسلام کی دعوت کو پھیلانے کے لیے اپنی کوششوں کو منظم اور متحد نہیں کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں اپنے اس فکر پر عملی مناقشہ کرنے کے لیے ہمیشہ تیار ہوں، اگر صوفیاء کرام اور تصوف کے سلسلے میں لوگوں کے ذہن میں شکوک و شبہات ہیں تو اس کے ازالہ کے لیے سلفی علماء، جب چاہیں مجھ سے کھلم کھلا مناظرہ کر سکتے ہیں۔

حضرت اخند مبارک تاریخ ساز بلکہ عہد ساز ہستی ہیں

ملکوال تلہ گنگ میں آستانہ عالیہ سلاسل اربعہ کے اسباق کرانے میں شبانہ روز محنت کر رہا ہے

تلہ گنگ میں آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ کے خانقاہ نشین

حضرت پیر طریقت میجر (ر) محمد یعقوب محمدی سیفی سے ایک نشست

انٹرویو: ملک محبوب الرسول قادری

میجر محمد یعقوب سیفی سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ کے شیخ طریقت ہیں اور تلہ گنگ کی نواحی بستی ملکوال میں آستانہ کے مسند نشین، مدرسہ کے مہتمم، مسجد کے متولی اور ممتاز و معروف سماجی شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کے آستانے پر ہمہ وقت ذکر الٰہی کے سلسلے جاری رہتے ہیں اور مسجد میں قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ طالبات کے لیے انھوں نے خصوصی طور پر توجہ دے کر درس گاہ قائم کر رکھی ہے۔ جس سے اس خطے میں صنف نازک بھرپور استفادہ کر رہی ہے۔ ان کے ساتھی ان کے ساتھ ان کے مشن کے معاون ہیں۔ میجر محمد یعقوب سیفی سادہ، مخلص، محنتی، انتھک اور بھرپور جدوجہد کرنے والے بزرگ "نوجوان ہیں"۔ مہمان نوازی اور خوش خلقی ان کی اوصاف میں سے ہیں۔ انھوں نے اپنے زمانے کے عظیم صوفی بزرگ حضرت باباجی پیر سید مقصود علی شاہ نقشبندی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کوٹ گلہ شریف (تلہ گنگ) کے دست مبارک پر پہلی بیعت کا شرف پایا اور ان کے بعد حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی کے خلیفہ مطلق و اعظم حضرت میاں محمد حنفی سیفی کے بیعت ہوئے۔ اس وقت طریقت کے سلاسل اربعہ میں مجاز ہیں مشنری جذبے سے سرشار ہیں اور انہی بنیادوں پر مصروف جہد ہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی میں انقلابی تبدیلی کے اسباب اور حضرت اخندزادہ صاحب کی شخصیت کے حوالے سے اپنا تاثر "انوار رضا" کے لیے عنایت کیا۔ آیئے! ان سے ملتے ہیں.........(محبوب قادری)

حضرت اخند مبارک کا فیض چہار دانگ عالم میں پھیل چکا ہے آپ تاریخ ساز بلکہ عہد ساز ہستی ہیں۔ مسلکی درد کے حوالے سے اس دور میں آپ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا آپ کا علم و عمل درجۂ کمال کی بلندیوں کو چھو رہا ہے آپ میرے دادا مرشد تو ہیں ہی سہی بلکہ قادریہ سلسلہ کے اسباق میں نے آپ سے ہی لیے ہیں اس حوالے سے آپ میرے مرشد بھی ہیں اس دور میں روحانیت کے میدان میں آپ سے

بڑھ کر کوئی قد آور شخصیت نظر نہیں آتی آپ کے علم و حکمت اور روحانیت کا لگایا ہوا چمنستان، ذکر و اذکار کی محافل کے ذریعے دنیا کے کونے کونے میں چمک دمک رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ آپ کی زیارت کا شرف مجھے 1992ء میں ہوا۔

جب آپ لاہور تشریف لائے اسی سال میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت میاں محمد حنفی دامت برکاتہم القدسیہ کے دست اقدس پر بیعت کی پہلی ملاقات ہی میں آپ کی تیز نظریں مجھے گھائل کر گئیں۔ انھوں نے بتایا کہ 1993ء میں مجھے نقشبندیہ سلسلہ کی خلافت عطا ہوئی اور لوگوں کو بیعت کرنے کی اجازت بھی آپ سے مرحمت ہوئی۔ بعدازاں چشتیہ اور سہروردیہ کے اسباق میں نے اپنے مرشد کے زیرنگرانی مکمل کیے اور قادریہ سلسلہ آپ جناب اخندزادہ مبارک سے حاصل کیا۔ آپ کے علم اور عمل کے حوالے سے میں کسی کو آپ کا مدمقابل نہیں پاتا اور میں نے بہت قریب سے بغور آپ کی شخصیت کا مطالعہ کیا ہے جو کہ کئی سالوں پر محیط ہے آپ کی شخصیت کے مندرجہ ذیل پہلو سب سے نکھرے نکھرے نظر آتے ہیں۔

میرے خلفا کی تعداد 400 سے تجاوز کر چکی ہے اور مریدوں کی تعداد ہزاروں میں ہے

(۱) علمی کمال (۲) عمل میں بے مثال (۳) تقویٰ کا عظیم ترین معیار (۴) روحانیت میں اوج کمال (۵) مومنانہ بصیرت بے مثل (۶) نڈر اور بے باک (۷) عاجزی میں بے نظیر (۸) علماء کے صحیح معنوں میں قدردان (۹) مسلکِ اہلسنّت کی ایک ننگی تلوار (۱۰) جود و سخا میں لاثانی (۱۱) دینی و ملی حمیت سے مالا مال (۱۲) فکر و تدبر میں بے مثال

غرض آپ کی شخصیت کو جس پہلو سے لیں ہر طرف سے اور ہر نوع سے کمال ہی کمال نظر آتی ہے تلہ گنگ ملکوال میں آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ سلاسل اربعہ کے اسباق کرانے میں شبانہ روز محنت کر رہا ہے میرے خلفا کی تعداد 400 سے تجاوز کر چکی ہے اور مریدوں کی تعداد ہزاروں میں ہے میرے خلفاء مجھ سے آگے بھی بیعت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں جو مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی تعداد جداگانہ ہے۔ میرے خلفا میں قابل ذکر چکوال، پنڈی گھیب، جوہر آباد، جھنگ، خانیوال، کراچی، مانسہرہ، اوگی میں باقاعدہ ذکر اذکار کے مراکز قائم ہیں۔ علاوہ ازیں فوج میں بھی لوگ میرے ذریعے سلسلہ شریف میں داخل ہیں۔

آپ کو ایک اہم بات سناتا ہوں۔ کشمیر میں جہاد کے حوالے سے لشکر مصطفےٰ کی قیادت میں نے سنبھالی تھی۔ میں نے آئی ایس آئی کے ساتھ رابطے کر کے ٹریننگ کیمپ وغیرہ بھی قائم کیے مگر جب آپ سرکار مبارک کو علم ہوا تو آپ نے مجھے سختی سے منع کر دیا اور فرمایا یہ جہاد نہیں بلکہ فساد ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے مجھے اپنے پاس بلا کے فرمایا اپنے ساتھیوں میں غور کر کے دیکھو کہ کون کتنا مخلص ہے؟ سارے تنخواہ دار اور مفاد پرست ہیں۔ مزید فرمایا ابھی تک آپ لوگ اس سطح پر کسی اعلیٰ منزل پر نہیں پہنچے کہ جس کی وجہ سے اس شعبے میں کامیابیاں تمہارے قدم چومیں فرمایا کہ اگر آپ اتنا کام طریقت میں کرتے تو میرے تمام خلفاء سے آپ آگے نکل جائے۔ آپ اکثر مجھے اس ''جہاد'' سے باز رہنے کی ہدایت کرتے جو درحقیقت فساد تھا۔ میں نے آپ کی نصیحت و شفقت کے نتیجہ میں اس کام سے توبہ کر لی۔ بعد میں مشرف گورنمنٹ نے ان جہادیوں پر یلغار کر دی۔ پکڑ دھکڑ کے سلسلے شروع ہوئے تو اس وقت مجھے حضرت کی فہم و فراست اور معاملہ فہمی کا ادراک ہوا۔ سچ ہے کہ مومن کی فراست اپنا مدمقابل نہیں رکھتی۔

میرا خاندانی تعلق غیر مقلدین سے تھا

الحمدللہ 5000 سے زائد تعداد میں میرے مریدین دنیا کے 17 ممالک میں موجود ہیں خلفاء کی تعداد 400 سے زائد ہے

پہلی مرتبہ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ یہ بچہ پیری ہے

7 سال سے گمشدہ گھر پہنچ گیا

مبارک سرکار کے قول اور فعل میں اور علم وعمل میں ہمیں کبھی بھی کوئی تضاد نظر نہیں آیا

ہمارے مشاہدے میں بار بار یہ بات آئی کہ مبارک سرکار سخت بیماری کی حالت میں بھی باجماعت نماز ترک نہیں کرتے

جاوید غامدی آج کل میڈیا کے بل بوتے پر اپنا رسوخ بنا لیتے ہیں

یورپ، امریکہ، امارات اور دنیا کے دوسرے گوشوں میں تبلیغی خدمات سر انجام دینے والے

مبلغ اسلام حضرت پیر صوفی عبدالمنان سیفی

سے ایک اہم انٹرویو

ترتیب وتدوین: ملک محبوب الرسول قادری

جہلم کے مردم خیز خطہ سے تعلق رکھنے والے مبلغ اسلام حضرت پیر طریقت صوفی عبدالمنان سیفی ہمارے غائبانہ دوستوں میں سے ایک ہیں۔ اُن کے ساتھ ہماری تعلق داری انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ کی داعی اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے ساعی تحریک جمعیت علماء پاکستان کے حوالے سے ہے۔ وہ حضرت شیخ الاسلام قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے حد محبت رکھتے ہیں اور چونکہ ہم بھی اسی راہ کے مسافر اور اسی منزل کے متلاشی ہیں۔ اس سبب سے ان کے ساتھ ہماری تعلق داری قریباً آٹھ دس سال پر محیط ہے۔ چونکہ

وہ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی مدظلہ العالی کے خلیفہ مطلق اور محب صادق ہیں لہٰذا ہم نے ضروری خیال کیا کہ انوار رضا کی اس اشاعت خاص کے لیے ان کے تاثرات حاصل کیے جائیں۔ آیئے حضرت پیر طریقت صوفی عبدالسنان کی باتیں انہی کی زبانی سنتے ہیں...... (محبوب قادری)

جمعیت علماء پاکستان جہلم کے راہنما اور درویش صفت شیخ طریقت صوفی عبد السنان سیفی کا کہنا ہے کہ میرا جہلم سے تعلق ہونے کے ساتھ ساتھ گزشتہ 4-5 سال سے میں سعودیہ، انگلینڈ اور کینیڈا میں جا کر بھی عقیدہ اسلام اور مسلک اہلسنّت و جماعت کی خدمت کر رہا ہوں اور حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک دامت برکاتہم عالیہ کا فیض اللہ کی مخلوق کو منتقل کر رہا ہوں۔ مجھے حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک سے شرف ملاقات 1992ء مارچ میں حاصل ہوا۔ اُس وقت آپ سرکار باڑہ کے علاقہ منڈیکس کھجوری میں مقیم تھے اور اُس غیر آباد علاقہ میں خدمت دین میں مصروف تھے اور وہاں آپ کی بدولت دن رات لوگوں کا آنا جانا شروع ہوا اور ہم بھی آپ کا نام سن کر وہاں حاضر ہوئے انھوں نے انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ ایک بات یہاں میں بتاتا جاؤں کہ میرا خاندانی تعلق غیر مقلدین سے تھا اور ہم اولیا کی کرامات اور ان جیسی دوسری باتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے مگر پھر بھی قسمت ہمیں وہاں لے گئی اور مبارک سرکار کا دیدار میسر ہوا۔ وہاں جا کر حضرت صاحب کی استقامتِ دین دیکھ کر کہ آپ مبارک کی ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بات اور عمل سے لیکر بڑی سے بڑی بات پر سنت محمدی ﷺ پر عمل پیرا ہیں اور دوسرے علماء اور مشائخ سے ان کا موازنہ کیا تو آپ سرکار کو بہت بہتر پایا اور میں نے مبارک سرکار سے شرف بیعت حاصل کرنا چاہا جسے سرکار نے قبول فرما لیا۔ صوفی صاحب نے بتایا کہ میں حضرت صاحب سنت محمدی ﷺ پر سختی سے کاربند ہونے کی وجہ سے مشرف بہ بیعت ہوا۔

ہم نے اپنی خانقاہ پر ایک انٹرنیشنل سیفیہ انفارمیشن سسٹم قائم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے

1995ء میں اجازت بیعت اور سند خلافت عطا ہوئی اور میں نے سلسلہ بیعت شروع کیا۔ اس وقت تک الحمد للہ 5000 سے زائد تعداد میں میرے مریدین دنیا

کے 17 ممالک میں موجود ہیں جن میں خلفاء کی تعداد 400 سے زائد ہے اور وہ بھی اپنے مریدین کو بیعت کر رہے ہیں۔ الحمدللہ مجھے سلسلہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ میں مطلق خلافت سرکار مبارک سے حاصل ہے۔

بے عمل غیر عالم، بے کردار اور دشمنانِ اسلام کے وکیل ایسی باتوں کو ہوا دے رہے ہیں

حضرت صوفی عبدالمنان سیفی کا کہنا ہے کہ میرا مبارک سرکار پر یقین اس طرح اور مضبوط ہوا۔ جب میں پہلی مرتبہ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ یہ پنج پیری ہے۔(اور ایسا تھا بھی سہی) تو میں اس بات سے بہت زیادہ متاثر ہوا اور اس کے علاوہ جب مبارک سرکار ہمارے گھر جہلم تشریف لائے تو ہمارا ایک بہنوئی جو کہ عرصہ 7 سال سے گمشدہ تھے اور اس کا کوئی اتا پتہ نہ تھا رات کو 9:30 بجے میری ہمشیرہ نے مبارک سرکار سے دعا کرائی اور رات 1 بجے میرا بہنوئی ہمارے گھر پہنچ گیا۔ صوفی صاحب گواہی دیتے ہیں کہ مبارک سرکار کے قول اور فعل میں اور علم وعمل میں ہمیں کبھی بھی کوئی تضاد نظر نہیں آیا اور یہی ولی اللہ ہونے کی سب سے بڑی نشانی ہے۔ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک سرکار ہر مشکل سے مشکل حالات میں بھی اتباع سنت پر اختیار کرتے ہیں ہمارے مشاہدے میں بار بار یہ بات آئی کہ مبارک سرکار سخت بیماری کی حالت میں بھی باجماعت نماز ترک نہیں کرتے ایک دفعہ آپ سرکار سخت بیمار تھے اور یہاں تک بیمار تھے کہ چلتے چلتے گرنے بھی لگے تھے مگر سرکار مبارک نے باجماعت نماز ترک نہیں فرمائی۔

روزانہ، ہفتہ وار اور ماہانہ محافل توجہ باطنی سے تزکیہ نفس کیا جاتا ہے راولپنڈی، چک سواری (آزاد کشمیر) اور لیڈز (انگلینڈ) میں بھی آستانوں کا افتتاح ہو چکا ہے

صوفی صاحب نے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جاوید غامدی جیسے منکرین تصوف آجکل میڈیا کے بل بوتے پر اپنا رسوخ بنا لیتے ہیں۔ حکومت وقت کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے کہ ایسے منکرین کو علماء کے بھیس میں لوگوں کے سامنے لائیں اور اپنے غیر شرعی کاموں کے لیے ان سے فتوے حاصل کر سکیں۔ بے عمل غیر عالم، بے کردار اور دشمنانِ اسلام کے وکیل ایسی باتوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ جنکا آج سے دو سال پہلے کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

صوفی صاحب نے دو ٹوک انداز میں کہا علماء اہلسنت ان لوگوں کے لیے ہرگز میدان خالی نہیں چھوڑیں گے اور ہم ایسے لوگوں کو چیلنج کرتے ہیں آئیں قرآن اور سنت کی روشنی میں آئمہ دین و طریقت کی تشریحات کی روشنی میں کسی بھی TV چینل پر مناظرے کے لیے ٹائم طے کریں۔ تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

ہم چیلنج کرتے ہیں آئیں قرآن اور سنت کی روشنی میں آئمہ دین و طریقت کی تشریحات کی روشنی TV چینل پر مناظرے کے ٹائم طے کریں

انھوں نے بتایا کہ ہمارے آستانے میں حضرت مبارک سرکار کی اجازت سے ترویج فقہ امام ابو حنیفہ کا کام جاری و ساری ہے الحمدللہ مسجد، مدرسہ اور آستانہ زیر تعمیر ہیں اور سلسلہ تدریس بھی جاری ہے۔ اس کے علاوہ تصوف اور عرفان کے شعبے بھی ہیں، اور میرے خلفاء، مریدین اور متوسلین کے قلوب کو حضرت مبارک صاحب کے فیض سے منور کر رہے ہیں اور داڑھی عمامہ میں ملبوس حضرات سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ روزانہ، ہفتہ وار اور ماہانہ محافل کا اہتمام کیا جاتا ہے توجہ باطنی سے تزکیہ نفس کیا جاتا ہے۔ جہلم کے علاوہ راولپنڈی، چک سواری (آزاد کشمیر) اور لیڈز (انگلینڈ) میں بھی آستانوں کا افتتاح ہو چکا ہے۔ اور بیشتر علاقوں میں بھی محافل کے ذریعے کام جاری ہے۔ اور میرے خلفاء الحمدللہ مبارک سرکار کا فیض عام کر رہے ہیں عام لوگ سلسلے کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں اور سلسلے میں شامل ہو رہے ہیں۔

مستقبل کی منصوبہ بندی کا ذکر کرتے ہوئے صوفی عبدالمنان صاحب نے بتایا کہ ہم نے اپنی خانقاہ پر ایک انٹرنیشنل سیفیہ انفارمیشن سسٹم قائم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ جس میں طلبہ کو کمپیوٹر کی تعلیم دے رہے ہیں ہم آج کل میں دنیا کے مختلف ممالک میں چھوٹی بڑی محافل کا شیڈول اور مقامات انٹرنیٹ پر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ تصوف، عقیدہ اسلام، شعائر اسلامیہ کی قرآن اور سنت کی روشنی میں ترویج تعلیمات اسلامیہ کو انٹرنیٹ کے ذریعہ عام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ادارہ کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اقدامات کیے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے سالوں میں تمام مقاصد حاصل کر لئے جائیں گے۔

تذکرہ ایک مجاہد صفت بزرگ کا

غازیٔ اسلام جانثار پاکستان

ملک عبدالرسول قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

دوسری جنگ عظیم کے موقع پر جاپان میں 5 سال اور 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں انڈیا میں 3 سال قید کی صعوبتیں برداشت کرنے والے مجاہد صفت بزرگ ملک عبدالرسول قادری 6 مئی 2008ء بروز منگل بمطابق 29 ربیع الآخر 1429ھ کو جوہر آباد میں رضائے الٰہی سے واصل حق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! وقت وصال مرحوم کی زبان پر رب کریم کے اسم ذاتی ...... اللہ...... اللہ...... کا ورد جاری تھا اور ان کی عمر تقریباً 80 برس تھی۔ مرحوم 1929ء میں جوہر آباد کے نواحی تاریخی گاؤں بولا شریف میں تاریخی بادشاہی مسجد کے خطیب اور عظیم روحانی شخصیت حضرت حافظ سید رسول نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کے تھے تو والد گرامی کو غدر کے دنوں (1941ء) میں اجنالہ ریلوے اسٹیشن کے قریب ایک سکھ نے گولی مار کے شہید کر دیا۔

آپ نے نہایت محنت، مشقت، دیانت داری اور حق گوئی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی۔ بچپن ہی میں بچوں کی فوج میں بھرتی ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں ہیروشیما (جاپان) کی جیلوں میں 5 سال تک قید رہے۔ انڈیا کے خلاف 1965ء اور 1971ء کی دونوں جنگیں لڑیں۔ "رن آف کچھ" کے محاذ سے 1965ء کی جنگ میں قیدی بنے اور 3 سال بھارتی جیلوں میں گزارے۔ وہ غیر مسلموں کی جیلوں کے حالات کے عینی شاہد تھے جنھیں بیان کرتے ہوئے وہ اعلیٰ اسلامی روایات و تعلیمات کی برتری ثابت کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ غیر مسلموں کے ہاں مسلمانوں کے حوالے سے کوئی ضابطہ، کوئی قانون اور کسی طرح کا کوئی انصاف موجود نہیں۔ اپنے مسلمان جنگی قیدیوں سے وہ جانوروں سے بھی بدتر

سلوک کرتے تھے۔ خصوصاً انڈیا کی جیلیں تو مسلمان قیدیوں کے لیے بہت بڑا امتحان گاہ ہیں۔ ان کے ہاں تو بنیادی انسانی تقاضے اور قدریں بھی مفقود ہیں وہ مسلمان جنگی قیدیوں کو موٹھی (ایک دال) کی بھی گئی گزری قسم ابال کر اس پر نمک چھڑک کر ایک چھوٹی سی روکھی چپاتی کھانے کو دیتے تھے اور بے انتہا مشقت لیتے تھے ان کے ہاں گریڈ کے حوالے سے بھی کسی طرح کا کوئی تقدس اور احترام موجود نہیں۔ اسلام کے اصول وضوابط تو نہ صرف احترام انسانیت کا درس دیتے ہیں بلکہ مخالف اور دشمن سے بھی حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں بلکہ اس سے بھی آگے دیکھیں تو اسلام نے جانوروں تک کے حقوق کا تحفظ کیا ہے...... ملک عبدالرسول قادری انسانی حقوق کا محافظ صرف اور صرف، اسلام کو سمجھتے تھے اور غیر مسلم اقوام کی طرف سے ہیومن رائٹس کے پراپیگنڈہ کو محض دھوکا قرار دیتے تھے۔ مرحوم عمدہ علمی و شعری ذوق اور دینی حوالے سے مضبوط اعتقادی فکر کی حامل شخصیت تھے۔ وحدت امت اور اسلام کی بالادستی کو عملاً دیکھنا ان کا خواب تھا۔ وہ بے غرض اور متوکل مزاج انسان تھے۔ 32 سال کی طویل مدت آرمی میں اعلیٰ خدمات سرانجام دیں مگر پینشن کے طور پر ایک پائی تک وصول نہ کی۔ دیانت داری، خوش خلقی، حق گوئی اور دوسروں کے کام آنے کا جذبہ ان کے اوصاف میں سے تھے۔ کسی کا حق کھانا تو کجا وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اُن کی زندگی میں ایسے بیسیوں واقعات ملتے ہیں کہ انھوں نے بے پناہ مالی مفادات حاصل کرنے اور بینک بیلنس بنانے کے مواقع پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے ضائع کر دیے انھوں نے ہمیشہ روکھی سوکھی کھا کر اور ٹھنڈا پانی پی کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ وہ سلسلہ عالیہ قادریہ شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ کے حاضر باش بزرگ حضرت پیر سیّد محمد عبداللہ شاہ قادری بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ موسس اعلیٰ خانقاہ قادریہ قادر بخش شریف (کمالیہ) کے دست مبارک پر بیعت تھے۔ آپ مشربِ اولیائے امت سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ صوفیا وصلحاء سے انھیں تعلق خاطر تھا۔ سچی بات ڈنکے کی چوٹ پر کہہ دیتے اس وجہ سے کئی مرتبہ لوگوں کو ان سے شکوے بھی پیدا ہوئے مگر بقول شاعرِ مشرق ہمیشہ ان کا موقف یہی رہا کہ ؎

فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا
نکل جاتی ہے سچی بات جس کے منہ سے مستی میں

انھوں نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دی۔ ہمیشہ رزق حلال کمایا اور

اولاد کو بھی اسی نقطہ پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی۔ آپ بلا اجازت کسی کی عام سی شے کے استعمال سے بھی منع کرتے اور اس سلسلہ میں ان کا رویہ خاصا سخت ہوتا تھا۔ انھوں نے ایک منضبط زندگی بسر کی۔ فارغ رہنا انھیں ہرگز پسند نہیں تھا۔ علالت طبع کے سبب صاحب فراش ہو گئے تو اکثر اوقات قرآنی وظائف، درود پاک، استغفار، شش کلمہ کا ورد کرتے رہتے۔ آنے والوں کو خندہ پیشانی سے ملتے اور بار باران کی ضیافت اور خاطر مدارت سے متعلق استفسار کرتے اور مہمان کی خدمت پر خاص توجہ مرتکز رکھتے تھے۔ کبرسنی اور علالت طبع کے باوجود ان کا حافظہ بہت قوی تھا اور یادداشت قابل رشک تھی۔ سردار عبدالرب نشتر، قائداعظم، گاندھی، جنرل ایوب خان، فاطمہ جناح کے علاوہ دیگر اہم شخصیات سے متعلق اپنی یادداشتیں پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ انھوں نے تقریباً نصف دنیا گھوم کے دیکھی تھی اپنے مشاہدات نہایت دلنشین انداز میں بیان کرتے تھے۔ ان کے مزاج میں جلال اور مزاح کا عنصر واضح طور پر موجود تھا۔ مگر ان دونوں کا اظہار نہایت شستہ وشائستہ انداز اور مناسب موقع پر کرتے تھے۔ البتہ آخر عمر میں جلال کا عنصر آپ کے مزاج سے بالکل مفقود ہو کر رہ گیا تھا۔ اس عہد کم ظرف میں ان کا وجود غنیمت تھا اور وہ اسلاف واکابر کی اہم یادگار تھے۔

میرے زمانہ طالب علمی میں میرے کالج فیلو اور کلاس فیلو دوستوں کے ساتھ بھی بڑے پیار اور شفقت کا سلوک کرتے میرے اساتذہ سے باقاعدہ رابطے میں رہتے اور میری کارکردگی سے متعلق معلومات حاصل کرتے مگر انھوں نے کبھی بھی سختی کا رویہ اختیار نہ فرمایا مشاورت اور صلاح کے انداز میں سرسری سی بات کر دیتے اور ہم آپ کا منشا سمجھ جاتے۔ جب تک آپ کی صحت درست رہی آپ نے ہمیشہ دینی و تاریخی کتابوں کا مطالعہ جاری رکھا وہ حجۃ الاسلام امام غزالی " کی شخصیت سے بہت متاثر تھے اور ان کی کتابوں کو اکثر زیر مطالعہ رکھتے۔ لاہور میرے قیام کے دوران متعدد مرتبہ میرے پاس تشریف لائے۔ میرے تمام ساتھیوں دوستوں اور احباب سے ملے اور بعدازاں جب بھی فرصت کے لمحات میں آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا تو مجھ سے میرے دوستوں کے نام لے کر ان کے حالات بھی پوچھتے اور ان تک سلام پہنچانے کا بھی حکم فرماتے۔ نہ جانے کیوں آج تک میرے دل میں ایک عجیب سی حسرت برقرار ہے کہ کاش وہ کبھی مجھ سے تھوڑے سے ناراض ہوتے تاکہ میں وہ جذبات خود محسوس کرتا جو بزرگ کی ناراضگی سے کسی انسان کے ہوتے ہیں۔ میرے والد

نے ہمیشہ مجھے انتہائی شفقت و پیار کا رویہ عطا کیا اور کبھی ذرا سا بھی ناراض نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے اور ان کو حضور سید عالم ﷺ کی رضا نصیب رہے۔ آمین

آپ کے حلقۂ احباب میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی، جنرل (ر) کے ایم اظہر خان، جنرل (ر) حافظ محمد حسین انصاری، ایئر مارشل (ر) محمد اصغر خان، محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری، علامہ محمد مقصود احمد قادری، حضرت صاحبزادہ پیر محمد حسن الحسنی (لعل عیسن کروڑ) پروفیسر قاری محمد مشتاق انور، مولانا اختر حسین چشتی، مولانا فقیر محمد اسماعیل الحسنی اور مشائخ گولڑہ شریف جیسی ہستیاں شامل تھیں۔

آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد غوثیہ بلاک نمبر 14 جوہر آباد کے بیرونی وسیع دالان میں آستانہ عالیہ بیریل شریف کے سجادہ نشین اور ادارہ معین الاسلام کے بانی سربراہ صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی نے پڑھائی جبکہ ہزاروں شرکاء میں کثیر تعداد میں علماء مشائخ، دینی شخصیات اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد شامل تھے۔ آپ کو وصیت کے مطابق جوہر آباد کے مقامی عوامی قبرستان میں اسی روز غروب آفتاب کے بعد رات تقریباً ساڑھے دس بجے لحد میں اتارا گیا۔ مرحوم نے ایک بیوہ، تین بچیاں اور پانچ بیٹیوں کے علاوہ وسیع حلقۂ احباب سوگوار چھوڑا ان کے بیٹوں میں راقم الحروف ملک محبوب الرسول قادری (مدیر سوئے حجاز، مدیر اعلیٰ انوار رضا) ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان، مفتی آصف محمود قادری اور ملک محمد قمرالاسلام اعوان شامل ہیں۔ آپ کے ایصال ثواب کے لیے محفل قل خوانی 8 مئی 2008ء بروز جمعرات صبح نو بجے جامع مسجد غوثیہ بلاک نمبر 14 جوہر آباد میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر ہزاروں سوگواروں اور شرکاء کی موجودگی میں مرحوم کے فرزند اکبر ملک محبوب الرسول قادری کی دستار بندی کرائی گئی۔ پیر سیّد قلندر حسین شاہ، حاجی ملک عبدالرحمٰن، الحاج قاضی عبدالخالق اور صاحبزادہ پیر محمد شمس الضحیٰ قادری نے دستار بندی کرائی۔ آپ کے ختم چہلم شریف کے موقع پر 14 جون 2008ء بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء جامع مسجد غوثیہ بلاک نمبر 14 جوہر آباد میں ''فکر آخرت کانفرنس'' منعقد ہو گی۔ جس کی صدارت حضرت جانشین فقیہہ العصر استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالحق بندیالوی کر رہے ہیں جبکہ حضرت محقق العصر علامہ مفتی محمد خان قادری امیر کاروان اسلام اور حضرت علامہ قاری محمد زوار بہادر سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان

مہمانانِ خصوصی ہوں گے۔ مشائخ عظام حضرت پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی نوری (گجرات) حضرت پیر محبوب حسین چشتی سجادہ نشین بیربل شریف، حضرت پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری سجادہ نشین بہاری شریف (آزاد کشمیر) حضرت پیر سید مرید کاظم شاہ بخاری میر پور ماتھیلو (سندھ)، حضرت صاحبزادہ پیر محمد شمس الضحیٰ قادری سجادہ نشین دربار قادریہ خونن شریف سرگودہا حضرت پیر محمد شاہد جمیل اویسی گوہری (سیالکوٹ)، حضرت پیر محمد اسماعیل فقیر الحسنی سجادہ نشین شاہ والا شریف اور حضرت پیر ثناء اللہ طاہری، سجادہ نشین دربار حضرت سیاح الحرمین جلوہ افروز ہوں گے۔ مقرر علماء کرام میں خطیب پاکستان علامہ حافظ خان محمد قادری (لاہور)، خطیب العصر علامہ محمد اقبال اظہری (شجاع آباد)، علامہ پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی، علامہ مفتی حافظ محمد عارف گولڑوی (ابوظہبی) علامہ محمد اسلم شہزاد (لاہور)، ڈاکٹر جاوید اختر اعوان (فیصل آباد) الحاج محمد اسلم خان روکھڑی (میانوالی)، الحاج محمد جمیل اقبال (ڈڈیال) آزاد کشمیر، صاحبزادہ محمد جنید شفیع ہاشمی (کندیاں) اور حضرت مولانا حافظ جان محمد گولڑوی شامل ہیں۔ پروگرام کے آرگنائزر پروفیسر قاری محمد مشتاق انور کے علاوہ پروفیسر محمد خان چشتی (چک جھمرہ) حمد و نعت نذرانے پیش کریں گے جبکہ نقابت و نظامت کی ذمہ داری ماہنامہ ''ایمز'' برطانیہ کے ایڈیٹر رائے محمد نواز کھرل کو تفویض کی گئی ہے۔ ملک کے نامور تاریخ گو قادر الکلام شعراء میں حضرت طارق سلطانپوری اور صاحبزادہ پیر محمد فیض الامین فاروقی شامل ہیں۔

ملک محبوب الرسول قادری (راقم) نے اہل اسلام سے اپیل کی ہے کہ وہ ان کے والد گرامی ملک عبدالرسول قادری مغفور کے ایصال ثواب کے لیے قرآن کریم، درود پاک، استغفار، کلمہ شریف اور دیگر اوراد و وظائف پڑھ کر ان کا ہدیہ کریں۔ ملک محبوب الرسول قادری کا رابطہ نمبر ہے۔ 0321-9429027 - 0300-9429027 جبکہ پوسٹل ایڈریس ہے۔ ''انوار رضا لائبریری'' 198/4 جوہر آباد (41200) پنجاب، پاکستان

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم ملک عبدالرسول قادری مغفور کی گراں قدر خدمات و حسنات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول بخشے ان کے درجات فردوس بریں میں بلند ہوں اور خداوند متعال ان کی آخرت کی منازل کو آسان فرما کر پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

غازیٔ اسلام مجاہد پاکستان جناب ملک عبدالرسول قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ
کے ختم چہلم کے موقع پر منعقدہ
فکرِ آخرت کانفرنس
کی مکمل روئیداد

رپورٹ: علامہ پیرزادہ محمد رضا قادری

تلاوت قرآن کریم اور حمد باری تعالیٰ سے کانفرنس کا آغاز کیا گیا
نعت خوانی اور مناقب غوثیہ میں وجدانی کیفیات

14 جون بروز ہفتہ 2008ء جوہر آباد ضلع خوشاب میں ایک شاندار فکر آخرت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک کے نامور علمائے کرام قراء حضرات اور بہت سی مقبول سیاسی ادبی اور روحانی شخصیات نے شرکت کی۔

غوثیہ مسجد A بلاک میں لوگوں کا جمع غفیر تھا اس کانفرنس کا انعقاد نامور ادیب اور عظیم صحافی محترم ملک محبوب الرسول قادری اور ان کے برادران نے اپنے والد محترم ملک عبدالرسول قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے چہلم کے موقع پر ان کے ایصال ثواب کے لیے کیا تھا اس شاندار تقریب سعید کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا جس کی سعادت استاذ القراء جناب پروفیسر قاری مشتاق انور صاحب نے کی اور نقابت کے فرائض جماعت اہلسنّت پاکستان کے جنرل سیکرٹری معروف ادیب رائے محمد نواز کھرل صاحب سرانجام دے رہے تھے۔ حمد باری تعالیٰ جناب پروفیسر محمد خان چشتی صاحب نے پڑھی ملاحظہ ہو ؎

حمد

اللہ جل شانہ　　مولا اللہ جل شانہ

پاک محمد سرور عالم ہیں تیری پہچان　　مولا　اللہ　جل　شانہٗ

ارفع و اعلیٰ ذات ہے تیری سب سے نرالی بات ہے تیری
تیری ثنا کرتے ہیں مولا جن و فلک انسان مولا اللہ جل شانہٗ
سیدھی راہ دکھا دے ہم کو منزل پر پہنچا دے ہم کو
تو ہی منزل تو ہی رہبر تو ہی رب رحمان مولا اللہ جل شانہٗ
ہم ہیں اس محبوب ﷺ کی اُمت دونوں جہاں کی جو ہیں رحمت
یارب اس محبوب ﷺ کے صدقے کر رحمت کا دان، مولا، اللہ جل شانہٗ

اس کے بعد انھوں نے محترم ملک محبوب الرسول قادری صاحب کا نعتیہ کلام سنایا تو سامعین پر وجدی طاری ہو گیا جس کے اشعار کچھ اس طرح سے ہیں۔

نعت

رفعتِ رحمتِ کبریا دیکھئے چہرہ والضحیٰ دل رُبا دیکھئے
لائی بادِ صبا، بوئے شاہِ زمن جلوہ احمدِ مجتبیٰ ﷺ دیکھئے
شہرِ طیبہ میں ہر اک کے دل کی صدا مصطفیٰ، مصطفیٰ، مصطفیٰ ﷺ دیکھئے
وہ ہیں شمس الضحیٰ وہ ہیں بدر الدجے نورِ انوار نورُ الہدیٰ دیکھئے
چار سو ان کے جلوے ہیں پھیلے ہوئے روئے انور پہ جھومر سجا دیکھئے
بزم اقراء میں جبریل کی گفتگو شہرِ مکہ میں غارِ حرا دیکھئے
یہ ہے سدرہ نشیں اور وہ رب کے قریں شب اسراء کا پردہ اٹھا دیکھئے
ہیں صحابہ ستارے، قمر آپ ﷺ ہیں قدس میں مقتدی، مقتداء دیکھئے
میرے آقا کے خادم شہنشاہِ کل مظہرِ مصطفیٰ ﷺ ، مرتضیٰ دیکھئے
جو بھی دیکھے تجھے بس وہ کہتا رہے صورتِ مصطفیٰ ﷺ حق نما دیکھئے
آپ ﷺ کے جدِ اعلیٰ کا فیضان ہے آبِ زمزم پہ یہ جمگھٹا دیکھئے
میں ہوں خادم ترا اور تری آل کا شہرِ طیبہ میں مجھ کو بلا دیکھئے
ہے مری یہ دعا اور یہی التجا اپنی امت کو خیر الوریٰ ﷺ دیکھئے
قادری ہی نہیں تیرا مدح سرا بو حنیفہ و غوث و رضا دیکھئے

اس کے بعد نامور ماہر تعلیم اور انجمن اساتذۂ پاکستان کے مرکزی راہنما پروفیسر

ملک محمد احمد اعوان صاحب کو سٹیج پر بلایا گیا انھوں نے فکر آخرت کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے اس طرح اظہار خیال کیا کہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایک صحابی حاضر ہوا اور عرض کی مجھے کوئی نصیحت کریں تو آپ ﷺ نے اسے سورۂ زلزال پڑھ کر سنائی۔ تو اس نے کہا اب مجھے مزید کسی نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص کامیاب ہو گیا یہ کامیاب ہو گیا۔ تو جو شخص یہ تصور کر لیتا ہے کہ جو میں نے عمل کیے ہیں وہ میرے سامنے ہوں گے اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو دنیا میں نیک اعمال کرتے ہیں اور ملک محبوب الرسول قادری صاحب کے والد گرامی ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں جنھوں نے اپنی زندگیاں اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لیے گزاریں آج جو یہ نورانی چہرے نظر آ رہے ہیں تو یہ ان کی دنیا کے اندر کی ہوئی کمائی ہے شعر ہے آخر میں انھوں نے اس دعا کے ساتھ اپنی گفتگو ختم کی کہ اللہ پاک ہمیں ملک عبدالرسول مرحوم جیسے مردِ مومن اور مردِ آہن کی طرح زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور بزرگوں کا ادب کرنے اور اولاد کی اس طرح تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح انھوں نے کی۔

علامہ ظفر الحق بندیالوی

اس کے بعد یادگارِ اسلاف استاذ العلماء علامہ عبدالحق بندیالوی صاحب کے صاحبزادے جناب علامہ صاحبزادہ پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی صاحب نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے میں برادرِ عظیم ملک محبوب الرسول قادری صاحب کی خدمت میں گلہائے عقیدت پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے اہل علاقہ کو ایک نیا انداز فکر دیا کہ چہلم کے موقعہ پر لوگوں کو فکر آخرت کی توجہ دلائی جائے اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارا اسلاف نے تیجہ برسی قل چہلم میں جہاں ایصال ثواب کا اہتمام کیا ہے۔ وہاں ہمیں فکر آخرت کی توجہ بھی دلائی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب انسان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرتی ہے تو گھر والوں کو کہتی ہے کہ دنیا تمھیں ایسا دھوکہ نہ دے جیسا مجھے دیا ہے اور زمانہ تجھے ایسا کھیل تماشا نہ بنائے جیسا اس نے مجھے بنایا ہے اور یہ بھی میرے آقا کا فرمان ہے کہ عزرائیل روح قبض کرنے کے بعد دروازے پر رک جاتا ہے اور میت پر رونے والوں کو

کہتا ہے اس پر مت روؤں بلکہ تم اپنی حالت پر روؤں یہ مرنے والا تو مشکل مقام سے گزر چکا ہے تو نے ابھی یہ مقامات طے کرنے ہیں۔ میں نے ابھی اس گھر میں آنا ہے اس لیے تمھیں اپنی حالت زار پر رونا چاہیے انھوں نے مزید کہا کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ خوش اپنے بندے کی توبہ کی وجہ سے ہوتا ہے خاص طور پر وہ نوجوان جو جوانی میں توبہ کرتا ہے جیسے شیخ سعدی نے کہا۔

لیکن توبہ کی مقبولیت کے لیے قرآن پاک میں ایک طریقہ بھی ہمیں بتایا گیا ہے وہ یہ ہے۔ **وَلَو اَنَّهُمۡ اِذۡ ظلموا انفسهم جاؤک** جب تم گناہ کرو اپنی جانوں پر ظلم کرلو تو درِ محبوب پر آ جاؤ۔

اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کر لے گا۔ میں چشتی ہوں اور شعر میری مجبوری ہے شاعر نے اس کا ترجمہ کیا۔

مجرم ہو تو مہ اشک سے دھوتے ہوئے آؤ
مذکور ہے قرآن میں بخشش کا طریقہ
اللہ کے دربار میں روتے ہوئے آؤ
آؤ آؤ در یار سے ہوتے ہوئے آؤ

تفسیر مدارک اٹھایئے تفسیر قرطبی اٹھایئے اشرف علی تھانوی کی نشر الطیب دیکھیے آقائے نامدار ﷺ کے وصال کے تین دن بعد ایک اعرابی آیا اور زبان حال سے پکار اٹھا۔

تیرے قدموں میں آنا میرا کام ہے
میری بگڑی بنانا تیرا کام ہے
ٹھوکریں کھا کے گرنا میرا کام ہے
ہر قدم پر اٹھانا تیرا کام ہے

تو قبر مبارک سے آواز آئی **قد غفرلک ماتقدم من ذنبک**. اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تمام گناہوں کو بخش دیا اور تیری بخشش ہوئی۔

تیرے آستاں پہ آئے تیری یاد کھینچ لائی
رکھے خدا سلامت تیرے در سے آشنائی

جب بھی میں لڑکھڑایا جب بھی ڈگمگایا
تیری مستی نظر ہی مجھے تھامنے کو آئی

انھوں نے امام بوصیری کا تذکرہ کرتے ہوئے اس دعا کے ساتھ اپنی گفتگو ختم کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کرنے اور گناہوں کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

علامہ محمد اسلم شہزاد

اس کے بعد خطاب کے لیے انتہائی فعال اور متحرک شخصیت جناب علامہ مولانا محمد اسلم شہزاد صاحب تشریف لائے اور کہا کہ جناب ملک محبوب رسول قادری صاحب نے اپنے والد کے ایصال ثواب کے لیے جس پروگرام کا انعقاد کیا ہے یہ قابل تعریف بھی ہے اور قابل تقلید بھی اور جو شخصیات اسٹیج پر جلوہ گر ہیں ان کے لیے جو لفظ بھی کیا جائے وہ لفظ چھوٹا ہے۔ اور جو آج کی بزم کا عنوان ہے اللہ کرے یہ عنوان ہماری زندگی کا عنوان بن جائے۔ حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں۔

جیوندے کیہ جانن سار مویاں دی اے تاد جائے جیہڑا مردا ھو
قبراں دے وچ ان نہ پانی اتھے خرچ لڑیندا گھر دا ھو
اک وچھوڑاں ماں ھو بھائیاں دوجا عذاب قبر دا ھو
واہ نصیب انہاندا باہو جیہڑا وچ حیاتی مردا ھو

رحمت عالم ﷺ کی ہر مجلس فکر آخرت کی بھی ہوتی تھیں اور آقا فرماتے تھے اگر تمہاری ہر محفل اسی طرح کی ہو تو فرشتے تم سے سلام اور مصافحہ کے لیے اتر آئیں گے اور آپ فرماتے اعلیٰ انسان وہ ہے جو آخرت کو یاد کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فکر آخرت اور ذکر آخرت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علامہ محمد اسلم شہزاد

علامہ محمد اسلم شہزاد صاحب کی تقریر کے دوران مفکر اسلام مفسر قرآن جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب بھی اچانک جلوہ گر ہوئے اور ان کے فوراً بعد معروف روحانی شخصیت حضرت پیر طریقت میاں محمد حنفی سیفی



استاذ العلماء مولانا عبدالحق بندیالوی مدظلہٗ، مدیر سوئے حجاز ملک محبوب الرسول قادری کے والدِ گرامی غازی ملک عبدالرسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ختم چہلم کے موقع جوہر آباد میں منعقدہ فکر آخرت کانفرنس کی صدارت کر رہے ہیں اُن کے ہمراہ مہمانِ خاص محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری، علامہ قاری زوار بہادر، علامہ سید ریاض حسین شاہ، پروفیسر صاحبزادہ ظفرالحق بندیالوی، پیر محمد شمس الضحیٰ قادری، پروفیسر قاری محمد مشتاق انور، پیر محمد فیض الامین فاروقی اور محبوب قادری بیٹھے ہیں جب کہ علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی، رائے محمد نواز کھرل، قاری عبدالحمید نقشبندی اور پیر میاں محمد حنفی سیفی خطاب کر رہے ہیں



کیا عشق نے سمجھا ہے کیا حسن نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے



موئے مبارک کی زیارت کا روح پرور منظر



پوتے محمد نواز علی کے ساتھ شفقت و پیار کا انداز



پیر محمد شمس الضحیٰ قادری اور محبوب قادری حاضرِ خدمت ہیں



مطلب الرسول، محمد فاروق اور آصف محمود اپنے والد گرامی کے حضور



جب پیر میاں جمیل احمد شرقپوری عیادت کے لیے آئے



علامہ حافظ خان محمد قادری ملاقات کر رہے ہیں



آصف محمود قادری اپنے ابا جی کے ساتھ





قاضی شمس الحسن اپنے نانا جی کے پاس

ملک محبوب الرسول قادری

دوسری جنگ عظیم کے موقع پر جاپان میں 5 سال اور 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں انڈیا میں 3 سال قید کی صعوبتیں برداشت کرنے والے مجاہد ملت بزرگ ملک عبدالرسول قادری 6 مئی 2008ء بروز منگل بمطابق 29 ربیع الآخر 1429ء کو جوہر آباد میں رضائے الٰہی سے واصل حق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! وقت وصال مرحوم کی زبان پر رب کریم کے اسم ذاتی ...... اللہ ...... اللہ ...... کا ورد جاری تھا اور ان کی عمر تقریباً 80 برس تھی۔ مرحوم 1929ء میں جوہر آباد کے نواحی تاریخی گاؤں بولا شریف میں تاریخی بادشاہی مسجد کے خطیب اور عظیم روحانی شخصیت حضرت حافظ سید رسول نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے گھر پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کے تھے تو والد گرامی کو غدر کے دنوں 1941ء میں اجنالہ ریلوے سٹیشن کے قریب ایک سکھ نے گولی مار کر شہید کر دیا۔

آپ نے نہایت محنت، مشقت، دیانت داری اور حق گوئی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی۔ بچپن ہی میں انگریزوں کی فوج میں بھرتی ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں ہیروشیما (جاپان) کی جیلوں میں 5 سال تک قید رہے۔ انڈیا کے خلاف 1965ء اور 1971ء کی دونوں جنگیں لڑیں۔ "رن آف کچھ" کے محاذ سے 1965ء کی جنگ میں قیدی بنے اور 3 سال بھارتی جیلوں میں گزارے۔ وہ غیر مسلموں کی جیلوں کے حالات کے عینی شاہد تھے جنہیں بیان کرتے ہوئے وہ اپنی اسلامی روایات و تعلیمات کی برتری ثابت کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ غیر مسلموں کے ہاں مسلمانوں کے حوالے سے کوئی ضابطہ، کوئی قانون اور کسی طرح کا کوئی انصاف موجود نہیں۔ اپنے مسلمان جنگی قیدیوں سے وہ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے۔ خصوصاً انڈیا کی جیلیں تو مسلمان قیدیوں کے لئے بہت بڑی امتحان گاہ ہیں۔ ان کے ہاں تو بنیادی انسانی تقاضے اور قدریں بھی مفقود ہیں وہ مسلمان جنگی قیدیوں کو سوکھی (ایک دال) کی بھی گلی سڑی قسم ابال کر اس پر نمک چھڑک کر اور ایک چھوٹی سی روکھی چپاتی کھانے کو دیتے تھے اور بے انتہا مشقت لیتے تھے ان کے ہاں گرفتار کے حوالے سے بھی کسی طرح کا کوئی تقدس اور احترام موجود نہیں۔ اسلام کے اصول و ضوابط تو نہ صرف احترام انسانیت کا درس دیتے ہیں بلکہ مخالف اور دشمن سے بھی حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں بلکہ اس سے بھی آگے دیکھیں تو اسلام نے جانوروں تک کے حقوق کا تحفظ کیا ہے ...... ملک عبدالرسول قادری انسانی حقوق کا محافظ صرف اور صرف اسلام کو سمجھتے تھے اور غیر مسلم اقوام کی طرف سے ہیومن رائٹس کے پراپیگنڈہ کو محض دھوکہ قرار دیتے تھے۔ مرحوم عمدہ علمی و شعری ذوق اور دینی حوالے سے مضبوط اعتقادی فکر کی حامل شخصیت تھے۔ وحدت امت اور اسلام کی بالادستی کو عملاً دیکھنا ان کا خواب تھا۔ وہ بے غرض اور متوکل مزاج انسان تھے۔ 32 سال کی طویل مدت تک آرمی میں اعلیٰ خدمات سرانجام دیں مگر معاوضہ کے طور پر ایک پائی تک وصول نہ کی۔ دیانت داری، خوش خلقی، حق گوئی اور دوسروں کے کام آنے کا جذبہ ان کے اوصاف میں سے تھے۔ کسی کا حق کھانا تو کجا وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ ان کی زندگی میں ایسے بیسیوں واقعات ملتے ہیں کہ انہوں نے بے پناہ مالی مفادات حاصل کرنے اور بینک بیلنس بنانے کے مواقع پائے اور حقارت سے ٹھکراتے ہوئے ضائع کر دیئے۔ انہوں نے ہمیشہ روکھی سوکھی کھا کر اور ٹھنڈا پانی پی کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ وہ سلسلہ عالیہ قادریہ شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ کے حاضر باش بزرگ حضرت پیر سید محمد عبداللہ شاہ قادری بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ موسس اعلیٰ خانقاہ قادریہ قادر بخش شریف (کمالیہ) کے دست مبارک پر بیعت تھے۔ آپ مشرب اولیائے امت سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ صوفیاء و علماء سے انہیں تعلق خاطر تھا۔ یہی بات ڈنکے کی چوٹ پر کہہ دیتے اس وجہ سے کئی مرتبہ لوگوں کو ان سے شکوے بھی پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دی۔ ہمیشہ رزق حلال کمایا اور اولاد کو بھی اسی نقطے پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی۔ آپ بلا اجازت کسی کی عام سی شے کے استعمال سے بھی منع کرتے اور اس سلسلہ میں ان کا رویہ خاصا سخت ہوتا تھا۔ انہوں نے ایک مضبوط زندگی بسر کی۔ فارغ رہنا انہیں ہرگز پسند نہیں تھا۔ علالت طبع کے سبب صاحب فراش ہو گئے تو اکثر اوقات قرآنی وظائف، درود پاک، استغفار، شش کلمہ کا ورد کرتے رہتے۔ آپ کے حلقۂ احباب میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی، جنرل (ر) کے ایم اظہر خان، جنرل (ر) حافظ محمد حسین انصاری، ایئر مارشل (ر) محمد اصغر خان، محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری، علامہ محمد منصور احمد قادری، حضرت صاحبزادہ پیر محمد حسن الحسنی (لعل عیسن کروڑ) پروفیسر قاری محمد مشتاق انور، مولانا اختر حسین چشتی، مولانا فقیر محمد اسماعیل الحسنی اور مشائخ گولڑہ شریف جیسی ہستیاں شامل تھیں۔

آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد غوثیہ بلاک نمبر 14 جوہر آباد کے بیرونی وسیع دالان میں آستانہ عالیہ بھیرہ شریف کے سجادہ نشین اور ادارہ معین الاسلام کے بانی سربراہ صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی نے پڑھائی جبکہ کثیر تعداد میں علماء مشائخ، دینی شخصیات اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد شامل تھے۔ آپ کو وصیت کے مطابق جوہر آباد کے مقامی قبرستان میں اسی روز غروب آفتاب کے بعد رات تقریباً ساڑھے دس بجے لحد میں اتارا گیا۔ مرحوم نے ایک بیوہ، تین بیٹیاں اور پانچ بیٹوں کے علاوہ وسیع حلقۂ احباب سوگوار چھوڑا ان کے بیٹوں میں راقم الحروف ملک محبوب الرسول قادری ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان، مفتی آصف محمود قادری اور ملک محمد قمر الاسلام اعوان شامل ہیں۔ آپ کے ایصال ثواب کے لئے محفل قل خوانی 8 مئی 2008ء بروز جمعرات صبح نو بجے جامع مسجد غوثیہ بلاک نمبر 14 جوہر آباد میں منعقد ہوئی۔ آپ کے ختم چہلم شریف کے موقع پر 14 جون 2008ء بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء جامع مسجد غوثیہ بلاک نمبر 14 جوہر آباد میں "فکر آخرت کانفرنس" منعقد ہوگی۔ جس کی صدارت حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحق بندیالوی کر رہے ہیں جبکہ حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری اور حضرت علامہ قاری محمد زوار بہادر مہمانان خصوصی ہوں گے۔ مشائخ عظام حضرت پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی نوری (گجرات) حضرت پیر محبوب حسین چشتی سجادہ نشین بھیرہ شریف، حضرت پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری سجادہ نشین بہاری شریف (آزاد کشمیر) حضرت پیر سید مرید کاظم شاہ بخاری میرپور ماتلی (سندھ)، حضرت صاحبزادہ پیر محمد شمس الحق قادری سجادہ نشین دربار قادریہ خزن شریف سرگودھا حضرت پیر محمد شاہد جمیل اویسی گوہری (سیالکوٹ) حضرت پیر محمد اسماعیل فقیر الحسنی سجادہ نشین شاہ والا شریف اور حضرت پیر شاہ اللہ طاہری، سجادہ نشین دربار حضرت سیاح الحرمین جلوہ افروز ہوں گے۔ مقررین میں خطیب پاکستان علامہ حافظ خان محمد قادری (لاہور)، ڈاکٹر جاوید اختر اعوان (فیصل آباد) الحاج محمد اسلم خان روکڑی (میانوالی)، الحاج محمد جمیل اقبال (اڈیال) آزاد کشمیر، صاحبزادہ محمد حامد شفیع ہاشمی (کنڈیاں) اور حضرت مولانا حافظ جان محمد گولڑوی شامل ہیں۔ پروگرام کے آرگنائزر پروفیسر قاری محمد مشتاق انور کے علاوہ پروفیسر محمد خان چشتی (چک جمرہ) حمد و نعت کے نذرانے پیش کریں گے جبکہ نقابت و نظامت کی ذمہ داری رائے محمد نواز کھرل کو تفویض کی گئی ہے۔ ملک کے نامور تاریخ گو قادر الکلام شعراء میں حضرت طارق سلطانپوری اور صاحبزادہ پیر محمد نفیس الامین فاروقی شامل ہیں۔



گوشہ خاص بیاد غازی اسلام ملک عبدالرسول قادری — ماہنامہ انوار رضا جوہرآباد ۲۰۰۹ء

جنگ 13 جون 2008ء

اقراء

جانثار پاکستان
حضرت عبدالرسول قادریؒ

ملک مطلوب الرسول اعوان

دوسری جنگ عظیم کے موقع پر جاپان میں 5 سال اور 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں انڈیا میں 3 سال قید کی صعوبتیں برداشت کرنے والے مجاہد صفت بزرگ ملک عبدالرسول قادری 6 مئی 2008ء بروز منگل بمطابق 29 ربیع الثانی 1429ھ کو جوہرآباد میں رضائے الٰہی سے واصل حق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وقت وصال مرحوم کی زبان پر رب کریم کے اسم ذاتی اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ کا ورد جاری تھا اور ان کی عمر تقریباً 80 برس تھی۔ مرحوم 1929ء میں جوہرآباد کے نواحی تاریخی گاؤں بولا شریف میں تاریخی بادشاہی مسجد کے خطیب اور عظیم روحانی شخصیت حضرت حافظ سید رسول نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے گھر پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کے تھے تو والد گرامی کو غدر کے دنوں (1941ء) میں اجنالہ ریلوے سٹیشن کے قریب ایک سکھ نے گولی مار کے شہید کر دیا۔

آپ نے نہایت محنت، شفقت، دیانت داری اور حق گوئی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی۔ بچپن ہی میں بچوں کی فوج میں بھرتی ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں ہیروشیما (جاپان) کی جیلوں میں 5 سال تک قید رہے۔ انڈیا کے خلاف 1965ء اور 1971ء کی دونوں جنگیں لڑیں۔ "رن آف کچھ" کے محاذ سے 1966ء کی جنگ میں قیدی بنے اور 3 سال بھارتی جیلوں میں گزارے۔ وہ غیر مسلموں کی جیلوں کے حالات کے عینی شاہد تھے جنہیں بیان کرتے ہوئے وہ

اسلامی روایات و تعلیمات کی برتری ثابت کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ غیر مسلموں کے ہاں مسلمانوں کے حوالے سے کوئی ضابطہ کوئی قانون اور کسی طرح کا کوئی انصاف موجود نہیں۔ اپنے مسلمان جنگی قیدیوں سے وہ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے۔ [illegible]

[illegible]

روزنامہ خبریں 13 جون 2008ء

خبریں

ملک محبوب الرسول قادری

غازی اسلام جانثار پاکستان
ملک عبدالرسول قادریؒ

آپ دوسری جنگ عظیم میں ہیروشیما کی جیلوں میں 5 سال تک قید رہے

دوسری جنگ عظیم کے موقع پر جاپان میں 5 سال اور 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں انڈیا میں 3 سال کی قید کی صعوبتیں برداشت کرنے والے مجاہد صفت بزرگ ملک عبدالرسول قادری 6 مئی 2008ء بروز منگل بمطابق 29 ربیع الثانی 1429ھ کو جوہرآباد میں رضائے الٰہی سے واصل حق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! وقت وصال مرحوم کی زبان پر رب کریم کے اسم ذاتی اللہ۔ اللہ۔ کا ورد جاری تھا اور ان کی عمر تقریباً 80 برس تھی۔ مرحوم 1929ء میں جوہرآباد کے نواحی تاریخی گاؤں بولا شریف میں تاریخی بادشاہی مسجد کے خطیب اور عظیم روحانی شخصیت حضرت حافظ سید رسول نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے گھر پیدا ہوئے۔ 11 سال کے تھے تو والد گرامی کو غدر کے دنوں (1941ء) میں اجنالہ ریلوے سٹیشن کے قریب ایک سکھ نے گولی مار کے شہید کر دیا۔

آپ نے نہایت محنت، شفقت، دیانت داری اور حق گوئی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی۔ بچپن ہی میں بچوں کی فوج میں بھرتی ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں ہیروشیما (جاپان) کی جیلوں میں 5 سال تک قید رہے۔ انڈیا کے خلاف 1965ء اور 1971ء کی دونوں جنگیں لڑیں۔ "رن آف کچھ" کے محاذ سے 1966ء کی جنگ میں قیدی بنے اور 3 سال بھارتی جیلوں میں گزارے۔ وہ غیر مسلموں کی جیلوں کے حالات کے عینی شاہد تھے جنہیں بیان کرتے ہوئے وہ اعلیٰ اسلامی روایات و تعلیمات کی برتری ثابت کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ غیر مسلموں کے ہاں مسلمانوں کے حوالے سے کوئی ضابطہ کوئی قانون اور کسی طرح کا کوئی انصاف موجود نہیں۔ اپنے مسلمان جنگی قیدیوں سے وہ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے۔ خصوصاً انڈیا کی جیلیں تو مسلمان قیدیوں کیلئے بہت بڑا



امتحان گاہ تھیں۔ ان کے ہاں تو بنیادی انسانی تقاضے اور قدریں بھی مفقود ہیں۔ وہ مسلمان جنگی قیدیوں کو سوکھی (ایک دال) کی بھی گئی گزری قسم ابال کر اس پر نمک چھڑک کر ایک چھوٹی سی روٹی چپاتی کھانے کو دیتے تھے اور بے مثال مشقت لیتے تھے۔ ان کے ہاں گویا کہ انسان کے حوالے سے کسی بھی طرح کا کوئی تقدس اور احترام موجود نہیں۔ اسلام کے اصول و ضوابط نہ صرف احترام انسانیت کا درس دیتے ہیں بلکہ مخالف اور دشمن سے بھی حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی آگے دیکھیں تو اسلام نے جانوروں تک کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ آپ کے حلقہ احباب میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، قائد ملت مولانا شاہ احمد نورانی، جنرل (ر) کے ایم اظہر خان، جنرل (ر) حافظ محمد حسین انصاری، ایئر مارشل (ر) محمد اصغر خان، محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری، علامہ محمد منصور احمد قادری، حضرت صاحبزادہ پیر محمد حسن الحسنی (لعل حسین کروڑ)، پروفیسر قاری محمد مشتاق انور، مولانا اختر حسین چشتی، مولانا الفقیر محمد اسماعیل الحسنی اور مشائخ گولڑہ شریف جیسی ہستیاں شامل تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد غوثیہ بلاک نمبر 14 جوہرآباد کے بیرونی وسیع دالان میں آستانہ عالیہ بیربل شریف کے سجادہ نشین اور ادارہ معین الاسلام کے بانی سربراہ صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی نے پڑھائی جبکہ ہزاروں شرکاء میں کثیر تعداد میں علماء مشائخ، دینی شخصیات اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد شامل تھے۔ آپ کی وصیت کے مطابق جوہرآباد کے مقامی نواحی قبرستان میں اسی روز غروب آفتاب کے بعد رات تقریباً ساڑھے دس بجے لحد میں اتارا گیا۔ ☆☆☆



جمعیت علماء جموں و کشمیر کے سربراہ
پیر محمد عتیق الرحمن فیض پوری،
ملک عبدالرسول قادری کی رحلت پر
مفتی محمد خان قادری، ملک محبوب
الرسول قادری سے تعزیت کر رہے ہیں



مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے سربراہ
حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری،
مفتی محمد خان قادری اور ملک محبوب
الرسول قادری فاتحہ خوانی کر رہے ہیں



موئے مبارک کی زیارت سے قبل نعت
خوانی اور درود و سلام
صاحبزادہ حافظ طاہر سلطان قادری نعت
پڑھ رہے ہیں



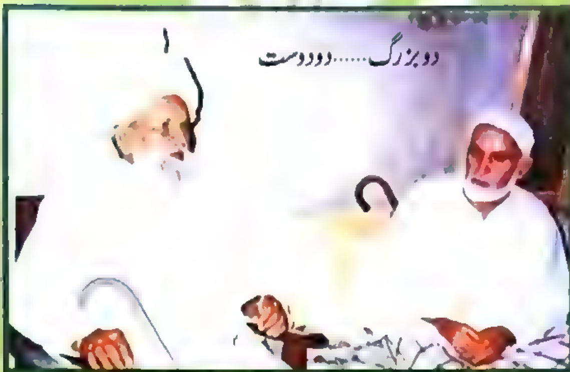
حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کا ایمان افروز لمحہ



اپنے ذاتی مصالح حکیم محمد اکرم خان بلو کے ہمراہ محبوب قادری کیساتھ



فرزندِ اصغر محمد قمر الاسلام کیساتھ



سیاح حرمین حضرت باباجی پیر سید طاہر حسین کے ترمذی کے ہمراہ گھر کے ماحول میں



فرزند اصغر محمد قمر الاسلام کے ساتھ ایک محفوظ لمحہ



رحمتِ حق بر روانِ پاک اُو



محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری کے ساتھ یادگار ملاقات



اپنی اقامت گاہ پر داتا دربار لاہور کے خطیب مولانا مقصود احمد قادری چشتی سے تبادلہ خیالات



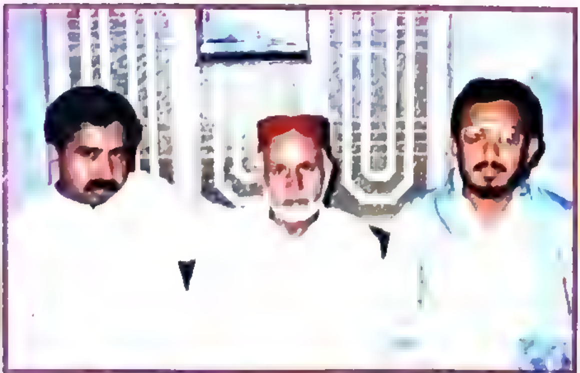
خوشگوار موڈ میں لاڈلے بیٹے قمر الاسلام کیساتھ



ہسپتال کے بیڈ
پر اخبار کا مطالعہ



پیر آف سلطان باہو حضرت
صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری
کی آمد پر ایک ملاقات



ملک مطلوب الرسول اور
ملک محبوب الرسول قادری
اپنے والد گرامی کی خدمت میں



جانثار پاکستان غازی اسلام
ملک عبدالرسول قادری
کی آخری آرام گاہ

جوہرآباد کے شہر خاموشاں میں آباد ایک روشن گوشہ



موئے مبارک کی زیارت کے بعد
سرکار کی محبت میں سرشار لمحہ



ملک محمد فاروق اعوان
اپنے اباجی کے ساتھ

صاحب بھی اپنے بہت سے مریدین و خلفاء کے ساتھ با جماعت تشریف لے آئیں۔

حضرت طارق سلطانپوری

حسن ابدال سے تعلق رکھنے والے نعت گو شاعر طارق سلطان پوری نے اپنا کلام پیش کیا۔

گلہائے عقیدت

بخدمت فلک درجت، محبوب سبحانی، غوث الاعظم،

حضرت الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام جس نے بھی لیا بغداد کی سرکار کا
فضل اُس پر ہو گیا بغداد کی سرکار کا

محفلِ ہستی میں ہر سُو اُن کا چرچا اُن کی دھوم
تذکرہ ہے جا بجا بغداد کی سرکار کا

مشرق و مغرب میں وہ مشہور ہیں پیران پیر
یہ تجلی یہ عُلا بغداد کی سرکار کا

ظاہری ہر سلسلے کا جو بھی ہے اندازِ فقر
رنگ ہے سب پر چڑھا بغداد کی سرکار کا

مُلکِ عرفان و جہانِ فقر ہے زیرِ نگین
حیدرِ کرار یا بغداد کی سرکار کا

از سرِ نو مصطفیٰ کے دین کو زندہ کیا
کارنامہ ہے بڑا، بغداد کی سرکار کا

آندھیاں چلتی رہیں طوفان بھی آتے رہے
دیپ جلتا ہی رہا بغداد کی سرکار کا

دین کی خدمت زباں سے بھی کتابوں سے بھی کی
فیض ہے بے انتہا بغداد کی سرکار کا

اُن کے منہ میں سرورِ عالم نے ڈالا تھا لُعاب
وعظ پُرتاثیر تھا بغداد کی سرکار کا

افصح الکونین، ہے جامع تریں جن کا کلام
خود خطاب آ کر سُنا بغداد کی سرکار کا

بول بالا ہو خدا و مصطفیٰ کے دین کا
بس یہی تھا مدعا بغداد کی سرکار کا

اُن کا جملہ اولیا کی گردنوں پر ہے قدم
ہے مقامِ خاص کیا بغداد کی سرکار کا

ٹال سکتا تھا نہ اُن کے حکم کو سلطانِ وقت
ایسا رُعب و داب تھا بغداد کی سرکار کا

اُن کے کوچے کا جو سگ ہے وہ ہے غالب شیر پر
زور ہے قدرت نُما بغداد کی سرکار کا

کون لے سکتا تھا ٹکر مرتضیٰ کے شیر سے
کون کرتا سامنا بغداد کی سرکار کا

نعرۂ عظمت زبانِ وقت پر ہے مستقل
تاجدارِ اولیا بغداد کی سرکار کا

معترف ہے معتقد ہے مخلص و مشتاق ہے　ہر حقیقت آشنا بغداد کی سرکار کا
علم کی، عرفان کی، دنیا میں جو ہے آب و تاب　وہ ہے بے شک چاندنا بغداد کی سرکار کا
جب کسی نے مجھ سے یہ پوچھا کہ ہو کس کے مرید　میں نے فوراً کہہ دیا بغداد کی سرکار کا
میرا مرشد مہر علم و آفتابِ معرفت　جو ہے بیٹا لاڈلا بغداد کی سرکار کا
رہنما میرا بریلی کا اِک عبد مصطفیٰ　وہ جو پہریدار تھا بغداد کی سرکار کا
قادری چشتی ہُوں میں، ہے ہاتھ میری پشت پر　ہند کے سُلطان یا بغداد کی سرکار کا
بیکسی کے وقت، ہر مشکل میں تُو ان کو پکار　پھر تحفظ دیکھنا بغداد کی سرکار کا
ہر ضرورت ہر طلب پوری بخوبی ہو گئی　کیوں نہ ہو، میں ہُوں گدا بغداد کی سرکار کا
کیا غرض مجھ کو عطائے خسروانِ وقت سے　مجھ کو کافی ہے دِیا بغداد کی سرکار کا
جو مجھے مرغوب ہیں نام، اُن میں شامل نام ہے　حضرت غوث الورٰی بغداد کی سرکار کا

میں نے طارق جو کہا ہے وہ نہیں عشرِ عشیر
ہے مقام اتنا بڑا بغداد کی سرکار

حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے اپنے آپ کو "طالب جلوہ گاہِ شاہ بغداد" کہا اور اس کے اعداد 1429ھ ہیں جو سال رواں 1429 ہجری پر بھی صادق آتا ہے۔

علامہ مفتی حافظ محمد عارف گولڑوی

طارق سلطانپوری صاحب کے بعد ابوظہبی کے خطیب جناب مولانا علامہ محمد عارف گولڑوی صاحب اسٹیج کی زینت بنے جنھوں نے حمد وصلوٰۃ کے بعد کہا کہ دنیا کے اندر ہر کوئی کہتا ہے کہ میں کامیاب ہوں۔ سیاستدان کہتا ہے میں کامیاب ہوں ڈاکٹر کہتا ہے میں کامیاب ہوں۔ ہر شخص کہتا ہے کہ میں کامیاب ہوں لیکن جب اللہ کے قرآن سے پوچھا تو قرآن نے کہا وبالآخرۃ ھم یوقنون جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ اولٰئک علی ھدی من ربھم و اولٰئک ھم المفلحون جو آخرت کو یاد کرتا رہتا ہے وہی ہدایت پر ہے اور وہ کامیاب ہے۔

علامہ مفتی محمد عارف گولڑوی صاحب کے خطاب کے بعد جناب نواز کھرل صاحب نے کہا کہ اب میں دعوت دیتا ہوں۔

محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری

انتہائی سنجیدہ فکر عالم دین محقق العصر علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب کو مفتی صاحب نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میری معلومات کے مطابق اس وقت کوئی عالم دین اتنا کام نہیں کر رہا جتنا کام ملک محبوب الرسول کر رہا ہے اس لیے لاہور والے جوہر آباد والے ان کی قدر کرتے ہیں۔ یہ تعریف کے لائق ہے کہ انھوں نے ایسے موقع پر ہمیں فکر آخرت کی طرف متوجہ کیا کیونکہ ہمارے معاشرے کا بگاڑ یہ ہے کہ ہم زبانی آخرت کا نام لیتے ہیں لیکن ہمارا معاشرہ غافل معاشرہ ہے حقیقت میں کوئی مانتا سنتا نہیں۔ صرف ہم زبانی کہتے ہیں کہ مرنا ہے قبر میں جانا ہے یہ سب زبانی جمع خرچ ہے جو فکر آخرت کرنے والے معاشرے ہوتے ہیں ان کی حالت یہ نہیں ہوتی جو میرے اور آپ کے معاشرے کی حالت ہے۔ وہ معاشرے جھوٹے نہیں ہوتے وہ معاشرے فراڈی نہیں ہوتے وہ دھوکہ باز نہیں ہوتے وہ ہر لحہ سوچتے ہیں کہ ہم اپنے رب کو کیا منہ دکھائیں گے ہم سرور عالم ﷺ سامنے کیسے پیش ہوں گے؟ کیونکہ وہاں ایسے لوگ بھی ہوں گے جنھیں حضور ﷺ کا دیدار ہوگا کیونکہ وہاں دوست بھائی باپ کوئی کام نہیں آئے گا کوئی فریاد رسی کرنے والا نہیں ہوگا اور جو محفل ہمیں عمل سے دور کر دے ایسی محفل سے بچو اور آخرت کا ذکر اس طرح کرو کہ قیامت کے روز حضور فرمائیں یہ میرا امتی ہے۔ معراج کا پہلا سبق نماز ہے اور جو یہ کہے کہ قیامت کے دن بے نمازی حضور کے ساتھ ہوگا اس نے کبھی مصطفےٰ ﷺ کو پڑھا نہیں حضور فرماتے ہیں بے نمازی قیامت کے دن فرعون اور قارون کے ساتھ ہوگا بلکہ ہمارے سٹیجوں پر تو اس طرح بیان کیا جاتا ہے جیسے حضور صرف گنہگاروں سے پیار کرتے ہیں اور نیکوکاروں کو نعوذ باللہ دھتکارتے ہیں کیا بگاڑ ہے یہ؟ اخروی زندگی کا فکر کرنے والے ہیں وہ ایسے نہیں کہتے اور نہ وہ مر کر مٹی ہوتے ہیں بلکہ جب انسان قبر میں جاتا ہے منکر نکیر آتے ہیں وہ اس سے اٹھاتے ہیں تو حضور فرماتے ہیں جو نمازی ہوگا اسے ایسے معلوم ہوگا جیسے سورج غروب ہو رہا ہے نماز عصر کا وقت جا رہا ہے تو حدیث کے لفظ ہیں وہ فرشتوں سے کہے گا کہ دعونی اصلی فرشتوں مجھے چھوڑ دو میں پہلے نماز پڑھ لو پھر تمھیں حساب دوں گا اور اگر میں اور آپ

کبھی نماز کے قریب ہی نہیں گئے تو پھر کیا بنے گا قبر میں سوالات ہیں اور وہاں رٹے رٹائے جواب نہیں چلیں گے ہمیں غلط فہمیوں میں ڈال دیا گیا ہے اور آپ قرآن کو پڑھیے جن لوگوں کے دلوں میں ایمان کی بہار آئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آنے والے جادوں گروں کا واقعہ قرآن نے کئی جگہ بیان کیا آپ وہاں سے پڑھ لیں کہ جب وہ بے ایمان تھے وہ ضمیر فروش تھے وہ بکتے تھے لیکن جیسے ہی ایمان کی بہاران کے دلوں میں اتری تو پھر فرعون ان کو دھمکیاں دیتا ہے میں تمھارے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ میں تمھارے پاؤں کاٹ دوں گا میں تمھیں الٹا لٹکا دوں گا ساری دھمکیاں فرعون دیتا ہے لیکن وہ کہتے ہیں۔ فاقض ما انت قاض تجھ سے جو ہوسکتا ہے کر لے اگر تیرا کنٹرول ہے تو قبر سے پہلے پہلے آگے تو ہمارے اب کا مقام ہے اب ہمیں تیرا خوف نہیں اپنے رب کا خوف ہے۔

آج ہم اپنے گھر سے لے کر دفتر تک اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں کیا ہم مانتے ہیں کہ رب ہمیں دیکھتا ہے اہلسنّت کے لوگوں ہم زبان سے تو نماز کی نیت کرتے ہیں لیکن ہمارے دل غافل ہیں۔ حالانکہ یہ علماء بیٹھے ہیں ان سے پوچھو فرائض میں جب تک دل سے نیت نہ ہو اس وقت تک نماز ہوتی نہیں ہے وضو ہی لے لو فقہائے کرام نے یہ کہا کہ جب تک نیت نہیں کریں گے وضو کا ثواب ہی نہیں ملتا حنفیوں نے یہ تو کہا کہ بغیر نیت کے وضو ہو جائے گا لیکن کسی حنفی نے آج تک یہ فتویٰ نہیں دیا کہ بغیر نیت کے تمھیں ثواب مل جائے گا۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے جو اچھی نیت سے وضو کرے تو وضو کی برکت سے اس کے ناخنوں تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ اہمیت ہے وضو کی تو دل کا ارادہ ضروری ہے لہٰذا سبحان اللہ بھی اونچی کہو یا آہستہ کہو دل سے کہو جس دن میں نے اور آپ نے دل سے سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا اس دن نقشہ بدل جائے گا۔ دھکے سے سبحان اللہ کہلوانے والو کبھی دل سے بھی سبحان اللہ کہو ہم سوا لاکھ مرتبہ لا الہ الا اللہ انت سبحانک انی کنت من الظالمین آیت کریمہ پڑھتے ہیں لیکن کچھ بھی نہیں ہوتا اور پڑھنے والے بھی بک بھر بھر کے پڑھتے ہیں تم بچوں کو کیوں بلاتے ہو گھر والوں کو خود قرآن نہیں آتا خود قرآن کیوں نہیں پڑھتے؟ خود قرآن پڑھو اور مرنے سے پہلے پہلے اپنی تیاری کرو جس دن میرا اور آپ کا دل اور زبان ایک ہوا تو ہماری آخرت سنور جائے گی۔

قاری عبدالحمید محمدی سیفی

علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب کی گفتگو کے بعد میاں محمد حنفی سیفی صاحب کے آستانے کی نمائندگی کرنے کے لیے علامہ قاری عبدالحمید محمدی سیفی صاحب اسٹیج پر جلوہ گر ہوئے اور کہا کہ

کون کہتا ہے کہ مؤمن مر گئے
وہ تو قید سے چھوٹے اور سیدھے گھر گئے

سامعین محترم!

جب سورج اپنے جوبن پر ہو تو پھر چراغوں کی اس کے سامنے حیثیت نہیں رہتی میں چھوٹا سا آدمی ہوں اور بہت بڑے آستانے کی نمائندگی کے لیے مجھے کھڑا کر دیا گیا ہے بہرحال میں سب سے پہلے جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کو داد دے رہا ہوں کہ ہم جس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے ہاں فکر آخرت بالکل ختم ہو کے رہ گئی ہے لیکن یہ فکر دے دینا ان کے لیے قابل صد ستائش اور احترام ہے فکر آخرت کو آج ہم فراموش کر چکے ہیں قرآن کہتا ہے۔

کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتًا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون.

تم رب کا کیسے انکار کرتے ہو تم مردہ تھے تو اس نے تمھیں زندہ کیا وقت کی قلت کے باعث میں دعا گو ہو اللہ ملک صاحب کے والد گرامی کو جنت الفردوس عطا فرمائے آمین!

علامہ قاری زوار بہادر

علامہ قاری زوار بہادر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا: بہت سے علماء کرام اور بزرگ یہاں تشریف فرما ہیں اور بہت سے علماء خطاب کر کے تشریف لے جا چکے ہیں سمجھتا ہوں کہ یہ سرکار کی بارگاہ میں ملک عبدالرسول صاحب کی قبولیت کی نشانی ہے میں چند ......تقریبا چھ سات سال سے کر رہا ہوں کہ ہمارے وہ بزرگ جن کو آخرت کی فکر رہتی تھی وہ اپنی دنیا آخرت پہ قربان کرتے رہتے تھے اور جب تک وہ اس عقیدے اور یقین پر قائم

رہے دنیا ان کے قدموں میں جھکتی رہی اور اب جب سے ہم نے دنیا کو آخرت کے لیے بیچنا شروع کر دیا ہے اس وقت سے دنیا بھی ہم سے روٹھ گئی ہے اور آخرت بھی ہم سے روٹھ گئی ہے ہم آج اپنے چھوٹے چھوٹے دنیاوی مفادات کے لیے چند سکوں اور ٹکڑوں کے لیے دین اور آخرت فروخت کرتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں۔ مساجد کی زمینوں کے سودے کرتے ہیں قبرستانوں کی زمین بیچتے ہیں اور جن لوگوں کو آخرت کی فکر تھی میرے بزرگ یہاں تشریف فرما ہیں میں نے پڑھا کہ جب غوث اعظم اپنی مسجد میں درس دیتے تھے مسجد چھوٹی ہوتی اور ہجوم زیادہ ہوتا گیا تو مسجد کے قریب گھر والوں نے کہا حضور ہمارے گھر کو بھی مسجد میں شامل کر لو تو مسجد بڑھتی گئی آج مجھے آپ کی یہ مسجد غوثیہ دیکھ کر بھی بڑی خوشی ہو رہی ہے میرے نبی نے فرمایا سب سے زیادہ اگر مجھے کوئی جگہ پسند ہے تو مسجد کی جگہ پسند ہے۔ آج لوگ تو مساجد کی اراضی پر قبضے کر کے پلازے بنا رہے ہیں آپنے تو کئی ایکڑ پر زمین بنا کے اپنی دین سے محبت کا ثبوت دیا ہے جب فکر آخرت موجود تھی اس وقت دنیا قربان کرتے تھے اور آخرت کو سنوارتے تھے آج بات بات پہ آخرت کو قربان کیا جا رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں تقریباً 55 اسلامی ممالک موجود ہیں۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کے توہین آمیز خاکے بنائے گئے کوئی ایک حکمران بھی نہیں بولا ہر طرف سناٹا ہے خاموشی ہے یورپ قرآن پاک کی توہین کی فلمیں بنا رہا ہے ہمارے نام نہاد ملت اسلامیہ کے حکمران بادشاہ اور شہنشاہ خاموش ہیں کیونکہ ان کو ڈر ہے کہ ہمارا اقتدار نہ چھن جائے انھیں خطرہ ہے ہماری کرسی نہ چھن جائے لیکن میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ان کی یہ خاموشی ان کی یہ بے غیرتی ان کی یہ کرسیاں بچالیں گی نہیں ان کی یہ خاموشی اور امریکہ کو بیدار کرنے کے لیے یہ بغیرتی کہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس پر حملہ ہو رہا ہے اور حکمران خاموش ہے یہ سمجھتے ہیں شاید ہمارا اقتدار لمبا ہو جائے گا لیکن میں کہتا ہوں ذلت کی بادشاہی اور رسوائی کی حکمرانی سے تو عزت کی فقیری اچھی ہے آٹھ سال ہو گئے ہم اس صاحب مشرف کو یاد کروا رہے ہیں کہ سرکار کے دین کی مخالفت نہ کرو جس روشن خیالی کا تم چرچا کر رہے ہو اور جس روشن خیالی کا تم قوم کو درس دے رہے ہو یہ بے غیرتی ہے بے حیائی ہے یہ یہاں نہیں چلے گی اس کمینے کی روشن خیالی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساری قوم اندھیرے میں ڈوب گئی

ہے۔ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بجلی غائب وہ جو کہتا ہے میں نے سولہ ارب ڈالر اکٹھا کر لیا ہے آج لوگ بجلی پانی اور آٹے کو ترس رہے ہیں۔ غریب خود کشیاں کر رہے ہیں۔ میں سوال کرتا ہوں ہم نے 2006ء میں الحمدللہ لبیک یارسول اللہ کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ مینار پاکستان کے گراؤنڈ میں اس وقت بھی یہ بھونکے تھے پرویز الٰہی نے ہمارا سٹیج توڑ دیا۔ اجازت دینے کے بعد ہمارا سٹیج توڑا گیا پولیس نے رکاوٹیں کھڑی کی میں نے اس وقت منتظمین کو فون کر کے کہا کہ تم نے یہ ہمیں اجازت دینے کے بعد کیا تم نے اجازت کے باوجود ہماری کانفرنس منسوخ کی ہے تو ہم انشاء اللہ گورنر ہاؤس کے سامنے یہ کانفرنس کریں گے تم ہمیں روک کے دکھاؤ ایک دو گھنٹے کے اندر حکومت لیٹ گئی اور میرا تجربہ یہ ہے کہ جب آپ لیٹ جائیں تو دشمن سوار ہو جاتا ہے اور جب آپ کھڑے ہو جائیں تو دشمن لیٹ جاتا ہے ریڈیو کے شواہد موجود ہیں کوئی یہ دعویٰ نہیں ہے میں نے کانفرنس میں یہ کہا تھا پرویز الٰہی تم ذلیل ہو کر اترو گے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر تمھارے باپ دادا بھی قبر سے اٹھ کر آ جائیں تو غلامانِ مصطفیٰ کو ناموس رسالت کی ریلی سے نہیں روک سکتے لیکن دیکھیں آج 2008ء میں کل تک جو صاحب تخت تھے آج چھپتے پھر رہے ہیں آج اپنے بچاؤ کی بھیک مانگتے پھر رہے ہیں آج پارٹیاں بدل رہے ہیں یہ ایسا کیوں ہوا ہے ایسا اس لیے ہوا ہے کہ انھوں نے آٹھ سال دین کا مذاق اڑایا ہے اللہ کی قسم مسجد میں کھڑا ہوا ہوں جو سرکار کے دین کے مذاق اڑائے گا وہ اس دنیا میں انشاء اللہ ذلیل ہوگا آج امریکہ افغانستان اور عراق میں اتنا ذلیل ہو رہا ہے کہ اسے بھاگنے کا رستہ نہیں مل رہا ہے۔ بش جاپان جاتا ہے کوریا جاتا ہے افریقہ جاتا ہے برطانیہ جاتا ہے جس ملک میں بھی جاتا ہے بش کے خلاف جلوس نکلتے ہیں یہاں انڈیا میں آیا تو دو لاکھ ہندوؤں نے بمبئی میں جلوس نکالا وہ بش کا پتلا بنا کے جوتیاں مار رہے تھے ساری دنیا کے ٹی وی چینلز لائیو دکھا رہے تھے برطانیہ میں ہر سال عراق کی جنگ کے خلاف لاکھوں انسانوں کا جلوس نکلتا ہے وہ بش کے پتلے بنا کے کتے کی طرح گھسیٹتے ہیں یہ بش دنیا کا پاورفل بادشاہ ہے آؤ اب اللہ کا قرآن سنو و تعز من تشاء و تذل من تشاء اللہ کریم ہے عزتیں دینے والا ذلت سے دوچار کرنے والا بادشاہیاں دینے والا اور چھیننے والا اور میں اس چھوٹی سی زندگی میں دیکھ رہا ہوں خدا کی قسم جو بھی سرکار کے دین کا مخالف ہے رب

جب اس سے ذلیل کرتا ہے تو تختِ حکومت پہ بٹھا کے بھی ذلیل کر دیتا ہے۔ اور جب وہ کسی درویش کو عزت دیتا ہے تو حجرے میں بٹھا کر بھی عزت دے دیتا ہے۔ دنیا کا سب سے پاور فل صدر بش اس وقت دنیا کا سب سے ذلیل ترین انسان ہے اور یہ امریکہ کا ٹاؤٹ مشرف یہ بھی ذلیل ہو رہا ہے اور انشاء اللہ ذلیل ہو کر جائے گا آج گو مشرف گو کے نعرے لگ رہے ہیں یہ بے غیرت اور بے حیا بن کے ایوان صدر میں بیٹھا ہے۔

انشاء اللہ اسلام غالب آئے گا رسول اللہ ﷺ کے یہ غلام اپنی جانوں کے نذرانے دربارِ رسالت میں پیش کرتے رہیں گے۔

مادہ تاریخِ وصال بشکلِ مربع

"مہِ درخشاں ملک عبدالرسول قادریؒ"

۲۰۰۸ء

صلاح اندیش ۴۹۴	مردِ پارسا ۵۰۸	جواں ہمت ۵۰۵	عالی منش ۵۰۱
مستجاب ۵۰۶	ماہِ تاباں ۵۰۰	نادرالدھر ۴۹۵	تاجِ زمانہ ۵۰۷
وقارِ عالماں ۴۹۹	دھرافروز ۵۰۳	تقی ۵۱۰	گہرِ گرامی ۴۹۶
سپاہیِ رسولِ دنیا و دیں ۵۰۹	تاجِ چمن ۴۹۷	جمشیدِ عالم ۴۹۸	پدرِ مہرباں ۵۰۴

نوٹ:۔ اس مربع میں دائیں بائیں، اوپر نیچے جیسے بھی اعداد کو جمع کریں ملک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سالِ وصال پورا (۲۰۰۸ء) آتا ہے۔

فنِ تاریخ گوئی کا نادر نمونہ...... از...... فاضل نوجوان صاحبزادہ محمد نجم الامین سدوسی فاروقی

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔
نگران مرکزی مجلس رضا۔ لاہور

بخدمت گرامی جناب علامہ محبوب الرسول صاحب قادری۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مفتی محمد خان قادری صاحب نے آپ کے والد مکرم ملک عبدالرسول قادری کی رحلت کی خبر سنائی۔ صدمہ ہوا۔ سفر سے رکاوٹ کی وجہ سے جنازہ میں شرکت نہ کر سکا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور اپنے حبیب کریم کے دامن شفاعت میں پناہ دے۔ جناب ملک صاحب مرحوم ایک نیک سیرت عبادت گذار اور حضور ﷺ کے عاشق بزرگ تھے۔ ان کی رحلت آپ کے لئے، آپ کے خاندان کے لئے۔ آپکے احباب کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے مگر رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ میری دعا ہے کہ مرحوم کے پسماندگان خصوصاً آپ اہل و عیال کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مجھے آپ کو بے پناہ صدمہ سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ والد گرامی کی یہی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آپ اللہ و رسول کی رضا کے لئے دینی کام کر رہے ہیں اور یہ ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر کے ساتھ ان نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔ میں بھی سلسلہ فاتحہ ایصال ثواب مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کرتا ہوں۔

والسلام
اقبال احمد فاروقی

بزرگ عالم دین، مصنف اور خطیب علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے جذبات

پیرِ طریقت صوفی گلزار احمد سیفی نقشبندی مجددی

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ

سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد کے چیف ایڈیٹر اور نامور صحافی

جناب ملک محبوب الرسول قادری

کو دنیائے اسلام کے عظیم روحانی پیشوا حضرت صدر المشائخ

شاہِ خراسان پیر سیف الرحمٰن ارچی مدظلہ العالی

کی حیاتِ مبارکہ میں ہی عظیم الشان، وقیع اور ضخیم

......حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمان نمبر......

شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

منجانب : مریدین و جملہ سالکین

- جامعہ گلزار سیفیہ (برائے طالبات)
- آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ

چونگی امر سدھو، لاہور

قطعہ تاریخِ وفات

"وائے علو مرتبت پدرِ محبوب"
1429ھ

"محبِّ رضا و عبدِ رسول"
1429ھ

"ایزد شناس عاشقِ رسول ملک عبدالرسول قادری"
2008ء

فانی ہر ایک چیز ہے روئے زمین کی
دارِ فنا میں موت کو حاصل ہے بس ثبات

ہچکولے کھا رہی ہے جدائی کے زندگی
ممکن نہیں کہ غم سے نصیبوں میں ہو نجات

کیوں کر نہ ہوں "غم زدہ محبوب قادری"
1429ھ
اٹھا ہے سر سے رحمت و شفقت کا آہ ہات

غم وہ ملا کہ جس کا ازالہ نہ ہو سکے
پایا وہ درد جس کا ہمیشہ رہے گا ساتھ

صدمہ یہ جانتا ہے وہی جس کو ہو نصیب
ناقابلِ بیاں ہے یتیمی کی واردات

صبرِ جمیل مرحمت، محبوب ہو تجھے
ہو خلد میں مقیم ترا پدر با صفات

طائف کی ابتدا میں مہجورؔ تم کہو
"عبدِ رسول، خادمُ الفقرا" سنِ وفات
1429ھ

از اثرِ خامہ
سید عارف محمود، مہجور رضوی
گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

محفلِ ذکر

بفیضانِ نظر

امام خراساں تاجدار سلسلہ عالیہ سیفیہ، قیوم زماں

حضرت سیدنا و مرشدنا

اخندزادہ سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی مبارک دامت برکاتہم العالیہ

زیر نگرانی

شیخ طریقت

عاشق ماہ رسالت مخدوم اہلسنت

شیخ العلماء حضرت **پیر میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی** دامت برکاتہم العالیہ

زیر صدارت

حضرت پیر طریقت صوفی میاں مطلوب احمد محمدی سیفی

ہفتہ وار محفل

بروز منگل بعد نماز عشاء

جامع مسجد غوثیہ گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی

فیز III گلی نمبر 17 ماڈل ٹاؤن لنک روڈ لاہور

محفل بروز اتوار بعد نماز مغرب

بمقام

جامع مسجد انوار مدینہ محمدیہ سیفیہ جلھاراں شریف ——— فیروزپور روڈ لاہور

منجانب

محمد عاصم محمدی سیفی...... حافظ محمد یٰسین محمدی سیفی

محمد محبوب عالم محمدی سیفی...... محمد آصف محمدی سیفی

وخدام آستانہ عالیہ 0333-4250598

0321-4059300

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه اجمعين ۔

بفضل الله تعالى وكرمه انا اعرف الشيخ العالم العارف صاحب احوال الشريعة ومتبع السنة النبوية اخندزاده صاحب سيف الرحمن من سن الصغارة حين ما كنت طالبا للعلم وكان عمري اثنا عشر او ثلاث عشر سنة وكنت من خواصه وصاحب نعليه والشواكر والعمامة ما جربت عليه كلمة ولا حملة مخالفة للسنة والشريعة وكان حريصا باحياء السنة حتى المستحبات والآداب هو شيخ سياسا في تربية المخلصين وكان صريحا صراحة بارزة في اعلاء الحق ومحق الباطل وفي جعل مخلصيه على نهج واحد في التربية والاخلاق دلالة واضحة على ذالك واحيل اسراره الى الله تعالى ولا ازكي على الله والله يعلم السر واخفى واسأل الله تعالى له ببقاء طويلة لاصلاح نفوس المخلصين وصلى الله على حبيبه محمد وآله وصحبه اجمعين ۔

كتبه فقير مولوي عبد الرشيد شينواري

1-8-2008.

23 رجب 1429ھ

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم و علی آله و اصحابه و اهل بیته و اتباعه اجمعین۔

فاعوذبالله من شیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

جناب ملك محبوب رسول قادری مورخه کو آستانه عالیه سیفیه فقیرآباد (لکھو ڈھر) لاهورتشریف لائے ملاقات سے بڑی خوشی هوئی پته چلا که ملك صاحب والدِ گرامی مبارك صاحب دامت برکاتهم العالیه کی دینِ متین کی اشاعت و ترویج کی شبانه روز کوششوں کے متعلق رساله شائع کر رهے هیں یه ایك بهت هی خوش آئند امر هے جو که اتحادِ اُمت اور وقت کی انتهائی اهم ضرورت هے اگر علماء و مشائخ انفرادی اور اجتماعی طور پر اتحادِ اهلسنت کے لیے کام کریں جو که اس وقت افراط و تفریق شکار هے وه دن دور نهیں بدعقیده اور باطل قوتیں جو که مسلمانوں اور اهلسنت کے خلاف متحد هیں پاره پاره هو کر نیست و نابود هو جائیں۔ مسلمان اقوامِ عالم پر غالب هو کر دینِ اسلام کی زیاده خدمت کریں اور اهلِ سنت کو اپنا کھویا هوا مقام دوباره حاصل هو جائے۔

صاحب زاده حسن پاچا فقیرآباد شریف

حضرت مجدد الف الثانی کے کردار کی صدائے دلنشین

حضرت الحاج پیر محمد کبیر علی شاہ گیلانی مجددی

علماء کے چیف جسٹس حضرت مولانا رومیؒ نے فرمایا۔

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

یہ رشتہ خانقاہ و درسگاہ کا جاری و ساری رہا اسکے بعد بھی یہ تبلیغ دین میں معروف سالارِ قافلہ نقشبند حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی سرہندی کی ذاتِ اقدس نے دینِ اکبری کے خاتمے اور ہدایت کے لیے جہانگیر کی راہنمائی ایک مثالی حیثیت کی حاصل ہے۔ آج مسجد کے میناروں سے اللہ اکبر کی صدائیں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حسین کردار اور ترویج اسلام کے عملی عشق کی منہ بولتی تصویر ہے۔ ہندوستان میں اسلام پھیلانے میں حضرت معین الدین اجمیریؒ کا احسانِ عظیم ہے اور اسلام بچانے میں مجدد الف ثانی سرکارؒ کے عملی کردار کی صدائے دلنشین ہے۔

حضرت مجدد سرکار کے بعد بھی آپ کے غلاموں نے شریعت و طریقت کو ایک اہم فریضہ سمجھ کر کام کیا۔ اور یہ صدا بلند رکھی کہ شریعت چراغ ہے طریقت اسکی روشنی ہے۔ شریعت دُعا ہے اور طریقت دوا ہے۔ شریعت پھول ہے طریقت اسکی خوشبو۔ شریعت اقوال محمدی کا نام ہے اور طریقت احوال محمدی کا نام ہے۔ اسی طرح شیخ کریم کی اداؤں کو زندہ رکھے ہوئے لوگوں میں اور دستر خوان روحانیت کی خوشہ چینی کرنے والے ارواح قدسیہ سے ایک حضرت پیر اخوندزادہ صاحب ہیں جنہوں نے اس تہذیب یورپ کے یلغار میں نوجوان نسل کو سنت رسول ﷺ کے سانچوں میں ڈھال کر غلامِ رسول ﷺ کے پکے سچے شیدائی بنا دیا ہے۔ آپ کے اس پیغام کو عام رکھنے کے لیے آپکے جانثار مرد درویش، صوفی، باصفاء حضرت پیر میاں محمد حنفی سیفی صاحب نے اسی فیضانِ پیرار جی کو نوجوان نسل میں جاری و

ساری رکھا ہوا ہے۔ سکول، کالج، دفاتر، ہسپتال، یونیورسٹی، بازار و گھر بار حتیٰ کہ شعبہ ہائے حیات میں سفید عمامے اور چہرے سنت رسول سے سجے نظر آتے ہیں۔ یہ پہچان حضرت حنفی سیفی سرکار کے دستر خوان روحانیت کا فیض باکمال ہے۔ میاں محمد حنفی صاحب کا یہ فیض صاحبزادہ اخوندزادہ صاحب کی نظر باکمال کا نتیجہ ہے کیونکہ اصول ہے فنکار کی پہچان فن سے ہے۔ مصور کی پہچان تصویر کو دیکھ کر معلوم ہوتی ہے۔ معمار کی کاریگری دیکھنا ہو تو دیوار کی خوبصورتی کو دیکھیں۔ پیر کی پہچان کرنا ہو تو مرید کی فرمانبرداری دیکھیں۔ باپ کو دیکھنا ہو تو بیٹے کو دیکھیں۔ تصویر صاحب ذوق حضرات نظرِ بصیرت اور نظر ذوق سے دیکھیں۔ آج پیرار جی سرکار کی خدمات کا ہر صوفی، ہر اسلام دوست مداح ہے۔ اور آپ کی دینی خدمات قابل تحسین ہیں۔ مشائخ عظام، علماء اکرام کو وقت کی نزاکت دیکھ کر آپس میں باہم ربط، ایثار و پیار محبت، مابین فراخدلی کا مظاہرہ کر کے جو حضرات بھی دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کو احترام کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔

مشائخ عظام کو اپنی پرانی روایات کو برقرار رکھنا چاہیے۔ مشہور روایت ہے کہ ایک گودڑی میں کئی مقبولانِ بارگاہِ خدا پاک سما جاتے ہیں۔ تنگ نظری فقیر کا شیوہ نہیں ہوتا۔

پیر طریقت سلطان الفقراء خواجہ غریب نواز میرے دادا جان پیر حیدر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا قول پاک ہے۔　"بخیل فقیر نہیں ہوتا اور فقیر بخیل نہیں ہوتا"

تاریخ گواہ ہے مشائخ عظام اپنے ہم عصر بزرگوں کا بے پایاں احترام فرماتے کم عمر خانوادہ فقیر کے عزیزوں سے کمال شفقت سے پیش آتے اور یہی ادائیں قدرت نے میرے بھائی قبلہ پیر پیرار جی اور بالخصوص محترم و مکرم حضرت سیفی حنفی جی میں موجود ہیں۔ آپ حضرات مجددی ہیں۔ مجددیوں کے عقیدہ کے لیے قیامت تک مکتوبات مجددیہ سند بھی ہے اور نصابِ طریقت بھی ہے دُعا ہے رب ذوالجلال بہ تصدق نبی پیکر حسن و جمال اہل دل کے آستانے سلامت رہیں اور آنے والے روحانی دولت سے مالا مال ہو کر جائیں۔ آمین ثم آمین۔ ہاں! یہ بات خاص توجہ طلب ہے۔ "عاماں دل گل خاصاں اگے نہیں مناسب کرنی"

صوفیاء عظام اپنی خصوصی روحانی کیفیات عام عقیدتمندوں کے سامنے کرنے سے احتیاط فرمائیں تو غلط فہمی اور جاہل لوگوں کی باتوں سے محفوظ رہے گے۔

ایک سالک کے دل کی صدا

تلاشِ حق میں کامیابی

صوفی محمد ظفر اقبال اعوان محمدی سیفی (i) موضع ونہار تلہ گنگ ضلع چکوال (ii) حال مقیم: آستانہ عالیہ مجددیہ سیفیہ بلاک بی، گلی نمبر 11 نشاط کالونی لاہور کینٹ

میرا تعلق اعتقادی حوالے سے رائیونڈی تبلیغی جماعت سے تھا اور عرصہ گیارہ سال 1979 سے 1990 تک میں ان سے واسطہ رہا۔ مگر مجھے شروع سے ہی علم باطن جس کا ذکر رائیونڈ کے پرانے علما کی کتابوں میں موجود ہے کی تلاش تھی۔ اور میں ہمیشہ اسی نعمت باطنی کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ لیکن مجھے رائیونڈی طبقہ کے معیت میں بے پناہ مشقت اور تگ و دو کے باوجود سکون قلبی اور ذکر باری تعالیٰ کی حلاوت نصیب نہ ہوئی۔ مگر میرے باطن میں ہمیشہ اطاعت مصطفےٰ کریم ﷺ میں ذکر خدا اور محبت الٰہی کی طلب رہی اور میں شب و روز اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس نعمت کے حصول کے لیے دعا گو رہا۔ اسی اثناء میں، میں نے تقریباً 1983ء میں ایک خواب دیکھا کہ ایک مسجد میں ایک سرخ ریش مبارک والے ایک بزرگ تشریف فرما ہیں اور ان کے سامنے قرآن کریم رکھا ہوا ہے وہ درسِ قرآن دے رہے ہیں جب میں ان کے پاس گیا تو مجھے فرمانے لگے کہ تم میرے قریب بیٹھو اور قرآن پڑھو۔ جب میں ان کے پاس بیٹھا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور قلبی طور پر عجیب طرح کی راحت اور سکون محسوس ہوا۔ میں اسی خواب کو تائید ایزدی سمجھ کر سرخ ریش والے ان بزرگ کی تلاش میں رہا اسی اثناء میں 1990ء میں جمعۃ المبارک کے دن سیدنا و سندنا قیوم زمان حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک دامت برکاتہم کے خلیفۂ مطلق سیدی و مرشدی حضرت میاں محمد سیفی حنفی زید مجدہٗ سے راوی ریان ملز کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے وقت ملاقات ہوئی اور میں نے اپنا مدعا آپ کے گوش گزار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ چار محافل میں شریک ہوں اگر کوئی تبدیلی محسوس ہو تو بتانا وگرنہ اپنا فیض کہیں

اور تلاش کرتا۔ الحمد للہ مجھے آپ کی صحبت کی برکت سے جس چیز کی طلب تھی اس کی خوشبو محسوس ہوئی۔ پھر جب حضرت میاں محمد سیفی حنفی مدظلہ کی معیت میں سند ارشاد کے حصول کے لیے باڑہ میں حضرت قیوم زمان پیر ارچی مبارک دامت فیوضات کی خانقاہ پر حاضری ہوئی (یہ تقریباً 1992ء کی بات ہے) تو مجھے حضرت کی زیارت کے بعد اپنا وہ خواب یاد آیا کہ وہ آپ ہی کی ذات والا صفات تھی کہ جنکی بدولت نہ صرف میرے عقیدہ کی اصلاح ہوئی بلکہ مجھے ذکر خدا اور اطاعت و محبت مصطفےٰ ﷺ کی ایسی لازوال دولت میسر آئی کہ جو بیان سے باہر ہے۔ اسی فیض کی بدولت میرے خاندان کے تقریباً پچاس افراد اسی سلسلہ عالیہ سے منسلک ہیں اور اپنے شب و روز حضرت رسول اکرم ﷺ کی اتباع میں گزار رہے ہیں۔ الحمد للہ حضرت پیر ارچی مبارک کے فیض و برکت کی بدولت مجھے مطلق اجازت ملی۔ الحمد للہ راقم سے منسلک لوگ بھی پابند صوم وصلوٰۃ اور مرقع زہد وتقوی ہیں اور یہ فقط آپ کے فیضان باطنی کی بدولت ہے۔ اللہ رب العزۃ حضرت پیر ارچی مبارک دام ظلہ کا سایہ تا دیر قائم و دائم رکھے اور زیادہ سے زیادہ مخلوق کو ان سے فیض یاب ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

فقیر صوفی محمد ظفر اقبال اعوان محمدی سیفی
مہتمم و بانی: جامعہ محمد یہ سیفیہ لاہور

حال و مقام

دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج
بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور
احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور
الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور!
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور!

نذرِ عقیدت

حضرت اخندزادہ صاحب قبلہ...... اللہ کی رحمت کا بادل

تحریر: حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

ترجمہ: ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم و علیٰ آله و اصحابه اجمعین.

اللہ تعالیٰ کی حمد اور بارگاہ رسالت مآب میں ہدیہ درود وسلام کے بعد شیخ المشائخ، زبدۃ الکاملین، مقتدی السالکین، داعی اسلام و مرشد طریقت حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن افغانستان کے اکابر اولیاء اور مشائخ میں سے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایسا بادل ہیں جو افغانستان سے چلا اور پاکستان کے اطراف و اکناف میں برسا، اس بادل نے دلوں کی دنیا کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ذریعے نئی زندگی بخشی، آپ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر گئی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے علم، عمر اور فیض میں برکتیں عطا فرمائے اور ہم پر آپ کے فیوض و برکات سایہ فگن رکھے، اور ہمیں آپ کی شفقت سے محروم نہ فرمائے۔

آپ کے فیوض و برکات میں سے ایک تصنیف لطیف "ہدایۃ السالکین" بھی ہے جو قسم قسم کے ہدایات اور برکتوں پر مشتمل ہے اور طریقت و شریعت کے طلبگار لوگوں کے لیے بالعموم اور علماء و مشائخ کے لیے بالخصوص ایک رہنما کتاب ہے، اور اس میں عامۃ المسلمین کے لیے زبردست افادیت ہے۔ حضرت پیر صاحب نے کتاب و سنت اور علماء و اولیاء کے اقوال کی روشنی میں ولایت اور اولیاء کے مقام کی وضاحت فرمائی، اور اس سے مقصد یہ تھا کہ اللہ کے بندے اس کے ولیوں کی پیروی کریں اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مستحق بنیں۔

یاایها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخل فی عباری وادخلی جنتی.

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے بارے میں فرمایا ہے۔ متقی اور پرہیزگار ہی اللہ کے

ولی ہیں، اور یہ ارشاد ربانی بھی ہے:

الا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولاهم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون، لهم البشرى فى الحياة الدنيا والآخرة.

نبی کریم ﷺ نے رب کریم کا کلام نقل کرتے ہوئے فرمایا: **من عادى لى وليا فقد آذننه بالحرب.** جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے جو شخص اس مسئلے کی تفصیل چاہتا ہے وہ امام علامہ عبدالغنی نابلسی کی تصنیف الحديقة النوية اور عصر حاضر کے معروف مرشد اخندزادہ سیف الرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ کے افادات پر مشتمل تصنیف ہدایۃ السالکین کا مطالعہ کرے۔

افسوس کی بات ہے کہ بعض معاندین آپ کے حوالے سے گالی گلوچ سے کام لیتے ہیں حالانکہ وہ خود ایسے رویے کے مستحق ہیں، کیونکہ حضرت پیر صاحب اجل علماء و مشائخ میں سے ہیں اور حدیث شریف میں مذکور ہے۔

لا يرحى رجل رجلا بالكفر والفسوق الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك، او كما قال الرسول صلى الله عليه وسلم.

کوئی شخص کسی کو کفر یا فسق کے ساتھ یاد نہ کرے ورنہ اگر وہ کفر اور فسق سے بری ہوا تو کفر اور فسق اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔ (یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

روایتی شیخ طریقت نہیں بلکہ ایک فاضل حنفی عالم

محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری

میری نظر میں حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی زیدہ مجدہٗ کو معاصر مشائخ میں منفرد مقام دلانے والی جو چند خصوصیات ہیں اور ان کی انفرادی حیثیت کو متعین کرتی ہیں وہ یہ ہیں کہ

(۱) موصوف فقط روایتی شیخ طریقت ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فی نفسہٖ ایک فاضل حنفی عالم ہیں۔

(۲) انھوں نے اپنی ساری اولاد کو اہتمام کے ساتھ علم دین پڑھایا۔ میری اگرچہ حضرت اخندزادہ صاحب مدظلہٗ سے تو تفصیلی نشستیں نہیں ہوسکیں البتہ ان کی زیارت کی ہے اور میں نے ان کے فرزند مولانا محمد حمید جان نقشبندی سیفی سے متعدد نشستوں میں ان کے علمی مقام اور مستحضر مطالعہ کا اندازہ لگایا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ چونکہ اولاد کی تربیت میں والدین کا اہم حصہ ہے۔ اولاد کی عمدہ تربیت والدین کا فریضہ ہے یوں حضرت اخندزادہ صاحب نے یہ اہم فریضہ بھی بطریق احسن نبھانے کی عمدہ سعی کی ہے اور بالخصوص درسیات کا پڑھانا ان کے علمی شغف اور دینی پختگی کا ثبوت ہے۔

(۳) حضرت اخندزادہ صاحب اور ان کے متعلقین کی مجالس ذکر الٰہی سے معمور رہتی ہیں۔ ہمہ وقت ذکر واذکار کی طرف متوجہ رہنا اور دوسروں کو اسی نقطے پر متوجہ رکھنا بجائے خود ایسا اہم ترین کام ہے اور جو ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں روحانی انقلاب اور مثبت تبدیلی پیدا کرسکتا ہے گویا اس کا کریڈٹ بھی حضرت اخندزادہ صاحب ہی کو جاتا ہے۔

(۴) حتی المقدور کوشش کر کے شریعت وسنت کے اتباع کی کوشش جاری رکھنا بھی ان کی خوبی ہے اور اہم وصف، یہی وہ خصوصیت ہے جو اکابر ومشاہیر کا طرۂ امتیاز تھی اور

آج الا ماشاء اللہ اس کا وجود عنقا ہوتا جا رہا ہے اور درحقیقت اسی اہم نقطے سے انحراف ہی نے ہماری اجتماعی اور انفرادی زندگی کو اجیرن بنا کے رکھ دیا ہے۔

(۵) حضرت اخندزادہ صاحب نے اپنی خانقاہ کو عملاً تربیت گاہ بنا دیا ہے ان کے تربیت یافتگان دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود ہوں اپنا وجود اور شناخت برقرار رکھتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اخندزادہ صاحب کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمر خضر عطا کرے اور ان کے وجود سے امت مسلمہ کو نفع و خیر عطا کرے آمین

آخر میں اپنے عزیز ملک محبوب الرسول قادری کو "انوار رضا" کا خاص نمبر شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے مرنے کے بعد معاشرے کی رونے دھونے کی روایت کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے جیتے جی ایک بزرگ کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس کی بہتر جزا عطا فرمائے آمین

نظریاتی حنفی اور متصلب ماتریدی عالم و شیخ طریقت

مبلغ یورپ حضرت علامہ مفتی محمد شفیع ہاشمی (یوکے)

اخندزادہ حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ وہ نظریاتی حنفی اور متصلب ماتریدی ہیں۔ ان کی مضبوط علمی حیثیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ شریعت اسلامیہ کو سمجھ کر اس پر سختی سے عملدرآمد کرنا اس دور میں ان کی خصوصیت بھی اور کرامت بھی ہے۔ ساری دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیلا ہوا ان کا وسیع حلقۂ ارادت ان کی مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں قادری ہوں اور سلطانی ہوں مگر اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے شیخ نے ہماری تربیت جس انداز میں فرمائی ہے اس میں بخل نام کی کسی شے کا کچھ ذرہ بھی موجود نہیں ہے اللہ پاک ان کی زندگی اور درجات میں برکتیں عطا فرمائے بلاشبہ وہ دنیائے اہل سنت اور پوری قوم کا اثاثہ اور بہترین سرمایہ ہیں۔

حضرت اخندزادہ ایک شیخ کامل

جانشینِ فقیہہ العصر استاذ العلماء مولانا محمد عبدالحق بندیالوی مدظلہٗ

اللہ تعالیٰ نے اتحاد میں بے پناہ برکات پنہاں رکھی ہیں اور مسلمانوں کو اخوت و وحدت کا حکم بھی دیا ہے اس وقت اہل سنت کو جس قدر باہمی اتحاد اور بھائی چارے کی ضرورت ہے اس کا ادراک ہر باشعور سنی کو بخوبی ہے اور ہونا چاہیے اور اسی مقصد کے لیے ہر کام سے بڑھ کر کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ قوموں کی ترقی کا راز فکری یکسوئی اور عملی وحدت ہی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ہمارے موجودہ انحطاط کا سبب باہمی عدم رابطہ اور فکری انتشار ہے اگر عدم رابطہ کی خامی کو باہمی رابطہ کی خوبی سے بدل لیا جائے تو آج بھی ہمارے سارے مسائل فی الفور حل ہو سکتے ہیں عزیزم ملک محبوب الرسول قادری نے ایک طویل عرصے سے اہل سنت کے اتحاد کے لیے جس قدر اہم خدمات سرانجام دی ہیں اور دے رہے ہیں وہ لائق تحسین اور قابل تقلید ہیں اگر ہر سنی اسی ڈگر کو اختیار کر لے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہر موڑ پر کامیابیاں اہل سنت کی منتظر ہوں۔

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی مدظلہٗ کے حوالے سے ان کے رسالے ''انوار رضا'' کا حالیہ خاص نمبر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے میں نے بہت سارے سیفیوں کو دیکھا ہے ان کی بڑی خوبی مسلک اہل سنت پر سختی سے کاربند ہونا اور اپنے مسلکی تشخص کا برملا اظہار کرنا ہے۔ اس سلسلہ کا کوئی بھی فرد جہاں کہیں بھی موجود ہو وہ اپنے روحانی مرکز سے وابستہ ہوتا ہے شریعت کی پابندی کو اہتمام کے ساتھ قبول کرتا ہے اپنے سلسلہ اور شیخ طریقت سے وفاداری کو اختیار کرتا ہے اور عملاً اپناتا ہے اور پھر دین کے لیے قربانی دینے کا جذبہ رکھتا ہے میں سمجھتا ہوں دارین میں کامیابی کے لیے اتنا کچھ کافی ہے۔

میں تمام اہل سنت کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، حضور ﷺ کی محبت کی بنیاد پر جمع ہونے اور ایک دوسرے کے وجود کو کھلے دل سے قبول کرنے کی نصیحت کرتا ہوں جو اسے قبول کرے گا اپنے لیے دارین میں فتح و کامرانی پائے گا۔ میں نے پیر میاں محمد حنفی سیفی سے یہاں بندیال شریف میں کئی ملاقاتیں کی ہیں ان کے دردِ دل اور شوق و ذوق سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ سب کچھ ان کے شیخ کامل حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن کی توجہ اور تربیت کا اثر ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو لمبی عمر اور ان کے کاموں میں اپنی خاص برکتیں شامل فرمائے۔ آمین

خوش قسمت سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ

صاحبزادہ شاہ اویس نورانی، کراچی

طریقت کے سلاسل سے وابستگی کا مقصد روحانی بالیدگی، عملی ارتقاء، علمی پختگی کا حصول اور باہمی ربط و تعلق کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ کا قرب حاصل کرنا ہوتا ہے اس حوالے سے سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ خوش قسمت ہے کہ اس کے وابستگان اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں اور ان کے پیر و مرشد حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی اخندزادہ صاحب انھیں اپنی کامل توجہ اور اشد مخلصانہ طویل جدوجہد کے ذریعے سے فلاح و خیر کی شاہراہ پر گامزن ہیں میں نے اپنے والد گرامی حضرت قائد اہل سنت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہٗ کی وہ تحریر دیکھی ہے جو انھوں نے راوی ریان کے دورے کے موقع پر وزٹ بک پر اپنے تاثرات کی صورت میں یادگار چھوڑی ہے میری دعا ہے کہ خداوند قدوس حضرت موصوف کو اس کارِ خیر کی عمدہ جبزادے ان کا فیض عام کرے ان کی عمر میں زندگی میں اور برکتیں دے۔ میں برادرم ملک محبوب الرسول قادری کے لیے اور ان کے رسائل انوار رضا اور سوئے حجاز کی کامیابیوں اور مقبولیت کے لیے بھی دعا گو ہوں۔

دادِ تحسین وکلماتِ آفرین

متبحر عالم اور مستعد شیخ طریقت امیر، حلقہ اشرفیہ پاکستان حضرت زینت السادات پیر سید ڈاکٹر سیّد محمد مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ شریف (انڈیا)

☆

اکابر اسلام اور مشاہیر کے انٹرویوز شائع کرنا مکرمی ومحبی فی اللہ جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کا محبوب مشغلہ ہے اس مرتبہ وہ اپنے رسالہ کا ایک 'خاص نمبر' عصر حاضر کے ایک نامور عالم، صوفی اور شیخ طریقت جناب اخندزادہ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب پیر ارچی کے حوالے سے شائع کر رہے ہیں۔ میں حضرت پیر صاحب موصوف کو براہ راست نہیں مل سکا البتہ جناب محبوب الرسول صاحب نے ان کے حوالے سے کچھ معلومات اور کچھ لٹریچر بھجوایا۔ اسے دیکھنے کے بعد حضرت کی خدمات جلیلہ کا بخوبی اندازہ ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لاکھوں افراد کو تصوف کے ساتھ وابستہ کرنے والے ہیں۔ سلاسل اربعہ سے ان کی محبت اور مستقل وابستگی ایک مسلمہ حقیقت ہے اور وہ مسلک محبت رسول ﷺ پر سختی سے کاربند ہیں بدعقیدہ طبقات سے انھیں سخت نفرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے الحق المبین اور حسام الحرمین کی مکمل تائید کی ہے اور اس موقف پر سختی سے کاربند ہیں۔ حضور داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ان کی عقیدت ومحبت وہاں آمد ورفت بلکہ عرس مبارک میں حاضری وکئی نشستوں میں صدارت کی سعادت، اہل سنت کی قدیم دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے مضبوط تعلق وغیرہ جیسے امور ان کی مسلکی پختگی اور وابستگی پر مضبوط دلائل ہیں۔ ان کے مریدین وارادت مندوں کا ان کے ساتھ فدائی انداز میں محبت کا تعلق بھی ایک عمدہ مثال ہے۔

یوں ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے جس انداز میں اس خاص نمبر کی تدوین وترتیب اور اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے وہ لائق تحسین اور قابل مبارکباد ہے میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کے اس اقدام کا خیر مقدم کرتا ہوں اور انھیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جہانِ تصوف کی بہار

علامہ صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی مہتمم، جامعہ حزب الاحناف لاہور
سجادہ نشین، خانقاہِ قادریہ رضویہ برکاتیہ لاہور

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو اللہ تعالیٰ نے جو خصوصیات عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک خوبی دین کے لیے قربانی دینے اور مسلسل جدوجہد کی توفیق ہے یہ لوگ محنت، کوشش اور ایثار سے نہیں گھبراتے بلکہ اسی میں اپنے لیے خوشی ومسرت اور شادمانی کا سامان پاتے ہیں حضرت مجدد الف الثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی اور حضرت شاہ نقشبند شیخ بہاء الدین کی زندگیوں کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

عہد حاضر میں سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ کو یہ وصف اللہ تعالیٰ کی جناب سے بدرجۂ اتم نصیب ہوا ہے حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی (اللہ تعالیٰ ان کو صحت وسلامتی کے ساتھ عمر خضر نصیب کرے) ایک باعمل، زیرک، معاملہ فہم، دور اندیش اور مومنانہ فراست کے حامل بزرگ ہیں۔ وہ اکابر مشائخ نقشبند کے نقشِ قدم پر ہیں اور اصاغر پر ان کی گرفت بہت مضبوط ہے میں نے اہل سنت و جماعت کے اکثر پروگراموں میں سیفی برادران کی ہمت و قوت اور ذوق وشوق کا بخوبی اندازہ لگایا ہے اگر ان جیسا جذبہ دیگر خانقاہ نشینوں اور ان کے وابستگان میں پیدا ہو جائے تو انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ کا راستہ خود بخود ہموار ہو جائے۔

میں حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی مدظلہٗ کو عملی مسلمان راہنما کے روپ میں دیکھتا ہوں ان کے وجود میں اکابر کی جھلک، ذوق وشوق اور اندازِ فکر وعمل نظر آتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے دم قدم سے تصوف کی دنیا میں بہاریں ہیں اور اہل دل کے ہاں رونقیں لگی ہوئی ہیں۔ افغانستان اور اب پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ ان کا فیض پھیل رہا ہے بلکہ ساری دنیا کے بیشتر ممالک میں ان کا فیض عام ہو رہا ہے۔ بلاشبہ وہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل بزرگ ہیں۔ میں ''انوار رضا'' کی طرف سے ان کی خدمات کے اعتراف میں خصوصی اشاعت کے فیصلے کا خیر مقدم کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر اس خاص نمبر کی اشاعت ''وقت کی اہم ضرورت'' ہے تاکہ اہل سنت میں وحدت و پیار کے جذبات فروغ پائیں اور باہمی فاصلے گھٹیں۔

اللہ تعالیٰ اہل سنت کو باہمی طور پر وحدت واخوت اور دین کے لیے کام کرنے کا جذبہ وشعور عطا فرمائے آمین۔

اسلام اور اہل سنت کی عظیم قوت سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ

مبلغ اسلام، صدر المشائخ، آواز کشمیر حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری سجادہ نشین ڈھانگری شریف

اللہ تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو دیگر مبارک روحانی سلاسل کی طرح خصوصیات اور خوبیوں سے نوازا ہے۔ حضرت قندیل نورانی مجدد الف الثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کی خاص توجہات کا نتیجہ ہے کہ حق گوئی اور شریعت مطہرہ پر سختی سے عملدرآمد کی نعمت اس سلسلہ شریف کو نصیب ہوئی ہے اور اس سلسلہ کے موسس اعلیٰ یادگار اسلاف حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمان ارچی خراسانی افغانی مدظلہ العالی کو آپ کی ذات گرامی سے خاص نسبتیں حاصل ہیں حضور سیدنا مجدد پاک رضی اللہ عنہ اور آپ کا ایک ہی خطے اور ایک ہی سلسلۂ شریف سے تعلق ہونا، ایک ہی مشن پر کاربند ہونا، شریعت طیبہ پر سختی سے کاربند ہونا، دولت عشق رسول ﷺ کا قاسم ہونا، اسلام کی سربلندی کے لیے ہمہ وقت مصروف جہد ہونا یہ بہت اہم خصوصیات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اخند پیر سیف الرحمٰن ارچی صاحب کو حضرت مجدد پاک رضی اللہ عنہ کے فیضان سے خاص حصہ ملا ہے اور وہ اسے مخلوق خدا میں کھلے دل سے تقسیم فرما رہے ہیں۔ میرے پاس میرے دیرینہ دوست اور وطن عزیز کے نامور صحافی ملک محبوب الرسول قادری کے ہمراہ کرنل ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی اور مولانا غلام مرتضےٰ سیفی تشریف لائے اور انھوں نے حضرت اخندزادہ صاحب کے حوالے سے ''انوار رضا'' کی خصوصی اشاعت کے لیے تاثر لکھنے کی فرمائش کی۔ مجھے ان کے جملہ وابستگان میں نقشبندی رنگ غلبے کے ساتھ جھلکتا نظر آتا ہے اور میں ان کے حلقے کو اسلام اور اہل سنت کی اہم قوت خیال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی خاص برکتوں سے نوازے اور یہ سلسلہ پاکستان اور ساری دنیا میں اسلام کی سربلندی، اہل سنت کی بالادستی اور مشرب صوفیا کی ترقی و استحکام کا ذریعہ بنے آمین۔

ایک مثالی شیخ طریقت

دربار عالیہ حضرت سیاح حرمین باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متولی
صوفی ثناء اللہ طاہری...... جوہرآباد

حضرت پیر سید افضال حسین شاہ ایک نیک سیرت، مخلص، محنتی اور صالح نوجوان شیخ طریقت ہیں۔ پہلے ان کے ذریعے سے اور بعدازاں دیگر حوالوں سے حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی مدظلہ العالی کی اعلیٰ خدمات، شریعت کی پابندی، ذکر الٰہی کی نعمت کو عام کرنے کی کرامت، اور ہر وقت دین اور مخلوق کی خدمت میں مصروف رہنے کا پتا چلتا رہتا ہے جسے اتنی زیادہ عظمتیں حاصل ہو جائیں میرا تو عقیدہ ہے کہ وہ شخص دونوں جہانوں میں کامیاب ہوگیا اور وہ ایک مثالی شیخ طریقت ہیں۔

برادرم ملک محبوب الرسول قادری کے والد گرامی حضرت ملک عبدالرسول قادری رحمتہ اللہ علیہ کے ختم چہلم کے موقع پر 14 جون 2008ء کو بعد نماز عشاء جامع مسجد غوثیہ بلاک نمبر 14 جوہرآباد میں سیفی حضرات نے جس اہتمام سے شرکت کی اور محفل میں ایک روحانی رنگ نظر آیا میں اس سے بہت خوش ہوا۔ محترم شاہ صاحب کے پیر و مرشد حضرت میاں محمد حنفی صاحب کی زیارت بھی ہوئی میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ مسلک اور عقیدے کے لیے اس قدر قربانیاں دینے والے اور محنت کرنے والے حضرات آج بھی موجود ہیں وگرنہ اب تو محنت و مشقت قصۂ پارینا بن کے رہ گئی ہے حالانکہ محنت ہی میں عظمت ہے ہمارے باباجی سرکار سیّدنا طاہر حسین شاہ ترمذی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ نکما اور بے کار شخص تو اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہیں اس لیے کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہیے اور دین کے لیے کچھ کرتے رہنے سے بہتر تو کوئی کام ہو نہیں سکتا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی کو صحت عطا فرمائے۔ ان کا سایہ دراز رکھے ان کے فیض کو عام کرے اور پوری قوم اور ہمارے معاشرے کو ان سے برکت حاصل کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

ہمارے رفیق سفر یہ بھی ہیں

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی نمبر........ کے حوالے سے ہمیں متعدد ایسے مضامین، مکاتیب، پیغامات، ای میل، جی میل، کارڈز اور دستی رقعہ جات موصول ہوئے جو مختلف وجوہ کی بناء پر شاملِ اشاعت نہیں ہو سکے۔ اس...... اشاعتِ خاص...... کا دوسرا حصہ بھی ان شاء اللہ جلد منظر عام پر آئے گا۔ ہماری کوشش ہوگی کہ اپنے کرم فرماؤں کی ان تحریرات اور نذر عقیدت کو اس میں شامل کر لیا جائے۔ البتہ ان حضرات کے اسمائے گرامی تشکر کے ساتھ درج کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں بہتر جزا عطا فرمائے آمین۔ لکھنے والوں کے اسمائے گرامی شکریہ اور عدم اشاعت پر معذرت کے ساتھ نذر قارئین ہیں تا کہ ریکارڈ کا حصہ بن سکیں...... (ادارہ)

پیر طریقت صوفی گلفام محمدی سیفی، پیر طریقت صوفی حاجی محمد ظہیر محمدی سیفی، پیر طریقت سید الماس شاہ محمدی سیفی، پیر طریقت صوفی منور حسین محمدی سیفی، حضرت مولانا قاری عبدالحمید محمدی سیفی، پیر طریقت صوفی مزمل حسین محمدی سیفی، محمد خالد اظہر محمدی سیفی (ساہیوال سرگودہا)، حافظ محمد سجاد محمدی سیفی، حافظ محمد بلال محمدی سیفی، ظہیر عباس محمدی سیفی (پٹی آفیسر پاکستان میڈیکل نیوی)، ہاشم سیفی، پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید (کراچی)، راجا محمد وسیم فرخ سیفی (پرنسپل کیڈیٹ فاؤنڈیشن سکول ڈھوک چودہریاں راولپنڈی کینٹ)، بشارت حسین محمدی سیفی (چک بیلی خان)، شاکر خان محمدی سیفی، محمد مہربان محمدی سیفی، محمد امجد محمدی سیفی ولد نواب خان (شہزاد کالونی راولپنڈی)، شاہد صاحب محمد سیفی، محمد اویس محمدی سیفی صادق آباد راولپنڈی، سید سلیم ظفر بخاری ولد سید غیور احمد شاہ، عبدالجید گجرات، گل نواز گجرات، صوفی طارق محمود سیفی ولد شاہد اقبال ڈھمیال کیمپ راولپنڈی، محمد علی سیفی اسلام آباد، علی پرداز سیفی راولا کوٹ، عقیل احمد حنفی سیفی راولپنڈی، محمد عامر محمدی سیفی راولپنڈی، محمد شہباز علی محمدی سیفی اسلام آباد، حافظ محمد ساجد علی محمدی سیفی، حافظ محمد جواد محمدی سیفی، عبدالرزاق محمدی سیفی اسلام آباد، محمد فاروق محمدی سیفی، محمد مشتاق و سید محمد راولپنڈی، محمد نقیب محمدی سیفی، محمد نوید محمدی سیفی راولپنڈی، صوفی بشارت محمود، ڈاکٹر محمد قاسم چشمہ راولپنڈی، لیفٹیننٹ کرنل (ر) عصا علی معین خانپور رحیم یار خان، قاضی طاہر محمود سیفی ولد قاضی سرفراز اختر، سید طارق حسین اسلام آباد، محمد بلال، محمدی سیفی ولد میر عبدالرشید، خطیب حافظ محمد یوسف محمدی سیفی، محمد ذیشان خالد محمدی سیفی اسلام آباد، صوفی محمد نوید عمران محمدی سیفی، صوفی عبدالمنان سیفی برطانیہ، عطاء اللہ مجددی سیفی آف بحیرہ ٹاؤن فیز 8 اسلام آباد، غلام حسین راولپنڈی، سلطان بخش، اظہر محمود سیفی، محمد افضل راولپنڈی، راؤ محبوب مقصود محمدی سیفی، محمد ایوب محمدی سیفی راولپنڈی، محمد خالد آفتاب راولپنڈی، اقبال منور، طارق محمود، عطاء اللہ، رجب حسین ترنول اسلام آباد، حافظ غلام مبین راولپنڈی، حافظ طاہر جاوید محمدی سیفی، حاجی سردار حسین محمدی سیفی راولپنڈی، شاہد اقبال جہلم محمدی سیفی، شبیر حسین محمدی سیفی، خلیل اللہ محمدی سیفی، مہر محمد اسلم محمدی سیفی ساہیوال سرگودہا، مولانا قاری محمد فرید محمدی سیفی، مظہر حسین ولد حاجی سردار حسین راولپنڈی، محمد اکثر محمدی سیفی کھوڑ پنڈی گھیب، محمد ارسلان محمدی سیفی، محمد عاطف حسین محمدی سیفی ترنول اسلام آباد، محمد عظیم محمدی سیفی، محمد اسرار محمدی سیفی راولپنڈی، محمد جاوید اقبال ولد محمد اکبر، محمد خورشید اقبال راولپنڈی، محمد مہتاب۔

روحانیت کے دلدادہ اور سلسلہ عالیہ سیفیہ کے وابستگان کے لیے

خوشخبری

سہ ماہی......انوارِ رضا......جوہر آباد......کا......حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی نمبر......

آپکے ہاتھوں میں ہے اس نمبر کی ترتیب وتدوین اور طباعت واشاعت کے دوران بہت سارے اہل دانش وبینش، ارباب قلم وقرطاس اور اصحاب الرائے سے رابطہ جاری رہا بہت سارے تاثرات ومکاتیب موصول بھی ہوئے جو وقت میں عدمِ وسعت کے سبب شامل اشاعت نہ ہوسکے۔

حضرت اخندزادہ صاحب قبلہ مدظلہ، کے بعض خلفاء کرام کے پُرخلوص اصرار اور ہمارے حلقہ کے قریبی احباب کی مشاورت سے اس سلسلہ کا ''نقشِ ثانی'' یعنی اس نمبر کا ''حصہ دوم'' جلد شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

خواہش مند حضرات اس حوالے سے رابطہ باضابطہ رکھیں تاکہ ان کے ویوز اور نگارشات آئندہ اشاعت کا حصہ بن سکیں۔

الداعی
ملک محبوب الرسول قادری
چیف ایڈیٹر

0300-9429027
0321-9429027
042-7214940

Email:mahboobqadri787@gmail.com